جلوۂ محبوب

# ھو القادر

یا صاحب الجمال و یا سید البشر
من وجھک المنیر لقد نور القمر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا یمکن الثناء کما کان حقہٗ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

ہمارے معزز ناظرین جلوۂ محبوب بعض حضرات حیدر آبادی اور اکثر ممالک غیر کے متوطن ذیل کے قصیدۂ بہاریہ جشن سالگرہ کے دیکھنے سے شاید متعجب ہون۔ کہ سالگرہ تو ماہ ربیع الثانی مین گذر گئی۔ اب جمادی الاول کے رسالہ مین یہ جشن سالگرہ کا قصیدہ کیسا۔

اس لئے ہم یہ نوٹ لکھدیتے ہین کہ ناظرین کا تعجب رفع ہو۔ آپکا اسقدر خیال درست ہے کہ سالگرہ کا مہینہ گذر گیا۔ مگر یہ بھی آپ کو معلوم ہے۔ کہ ابتک جشن منایا جا رہا ہے اور مختلف پارٹیان مختلف جلسون کا انتظام مختلف مقامات پر کر رہے ہین۔ جسکا چرچا کو بکو اور شہرہ چار سو ہے پھر کیا وجہ ہے کہ ہم اپنے رسالے کو جشن سالگرہ کے قصیدہ سے بیقرار رکھین۔ علاوہ اسکے ہین تو اعلیحضرت مدظلہ کی مدح مقصود ہے اور وہ لیسے قصائد مین بھی حاصل ہے۔

## قصیدہ مسجع در مدح کیوان منزلت آفتاب شوکت فریدون فر سکندر در آصف دوران سلیمان زمان خاقان ابن الخاقان سلطان ابن السلطان اعلیحضرت میر محبوب علیخان فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک مظفر الممالک آصفجاہ بہادر خلد اللہ ملکہ وافاض علی العالمین برہ واحسانہ

من تصنیف مکرمی جناب مولوی غلام رسول رضا شوکت حیدرآبادی شاگرد رشید حضرت شعلہ رضا مرحوم

بہار آئی ہے جان افزا ہتی تازہ گلشن و صحرا
دکن ہے آج سرتا پا نمونہ باغ جنت کا

صفائی مین زمین یکسر بنی مرآت اسکندر
ہر اک ذرہ ہے یون او سپر ہو جیسے لولو لالا

ہر اک بام و در عالی تکلف سے نہین خالی
بیان کرتا ہے خوش حالی زبان حال سے گویا

منقش ایسے بام و در کہ جسکو دیکھکر یکسر
خیال صورت دلبر نہو عاشق کو پھر پیدا

منور ہر مکان ایسا کہ جس سے مہر شرمندہ
تماشہ اوسپہ یہ طرفہ کہ فرش مخمل و دیبا

بیان روشنی ہو کیا یہ فانوسونکا ہے نقشہ
کہ جنکے نور سے پیدا چراغ طور کا جلوا

ہر اک دوکان منور تر دہرے ہین ہر جگہ گوہر
کہ گوہر بھی ہین وہ گوہر کہ جو ہین گوہر یکتا

لگا کے مہ سے تا ماہی سو بزم طرب ہے ہی
پہنکر خلعت شاہی ہر اک ادنی ہر اک اعلی

کہین جا بجتی ہے نوبت بصد شان و بصد شوکت
کہین قوال کی دہرپت کیسا شور طبلے کا

| | |
|---|---|
| کہیں رقصان وشادان ہین کہیں مطرب غزلخوان ہین | خوشی سے لوگ خندان ہین غرض ہر دل لگی جا ہے |
| کہیں ہے دور جام مے دمادم اور پے در پے | کہ جس سے ہوش رندون کے نہین باقی رہی اصلا |

## مطلع ثانی

| | |
|---|---|
| چمن کو خلعت سبزہ جو فیض حق نے ہی بخشا | کہ جسکا رنگ نیروزہ فزون از اطلس دیبا |
| سما سے تا سمک روشن برستا ہی عجب جوبن | مثال وادی ایمن ہی جس سے گلشن و صحرا |
| کھلا ہے جو گل شبو مہکتی ہے عجب خوشبو | چمن مین ہر طرف ہر سو مثال عنبر سارا |
| دمن اب بنگیا گلشن ہے تازہ لالہ و سوسن | دکھاتے ہین عجب جوبن کہ جیسے شاہد رعنا |
| یہ نقشہ سنبل و گل کا چمن مین ہے نظر آتا | مثال کاکل لیلے بہ رنگ عارض عذرا |
| لب جو سرو مستی مین بلندی اور پستی مین | یہ کہتا ہے کہ ہستی مین نہین مجھسا کوئی پیدا |
| جو قمری سرو پر عاشق تو بلبل گل کی مشتاق | یہ اسکی عاشق صادق وہ اوسکی والہ و شیدا |
| یہ کس کا عشق رکھتی ہی یہ کس گلرو پہ مرتی ہی | یہ کسکی راہ تکتی ہے چمن مین نرگس شہلا |
| یہ کس کا حسن نیت ہی یہ کسکا فیض ہمت ہی | یہ کسکی بزم عشرت ہے جو جشن جم سے ہے برپا |
| یہ بلبل نے کہی سنکر پڑین اس عقل پہ پتھر | نہین ظاہر ہوا تجھپر دکن مین ہی خوشی ہر جا |
| گرہ پڑہتی ہے منت کی شہ ذیجاہ حشمت کی | مبارک اور سلامت کی صدا ہی ہر طرف پیدا |
| سراسر لطف یزدانی سراپا ظل سبحانی | دلیر و رستم ثانی فہیم عصر و بے ہمتا |
| مبارکباد ہر سو ہے ہر اک دلشاد ہر سو ہے | دکن آباد ہر سو ہے ہر اکجا آج ہے جلسا |
| الٰہی شاہ ذی رتبت رہے با حشمت و شوکت | ہو زاید عمر اور دولت سکندر اور خضر آسا |
| پڑہوں وہ مطلع روشن ثنائی شاہ مین گویا | کہ جس سے بزم ہو گلشن پھلے پھولے سخن پیرا |

## مطلع ثالث

| | |
|---|---|
| فریدون فر و جم رتبت شہنشاہ سریر آرا | نظام الملک آصفجاہ سادس ثانی دارا |
| چراغ شرع پیغمبر طریق دین کا رہبر | کرم فرما کرم گستر جہان آرا زبان پیرا |
| شہ ذی دانش و دانا فہیم عصر و فرزانہ | عقیل سلطنت پیرا دبیر مملکت آرا |

ترا فرمان تحریری مثال حکم تقدیری | ترا احکام تعزیری بشر کے بخت کا لکھا
ترا دیوان باعظمت ترا ایوان باشوکت | سراسر آیۂ رحمت سراپا فیض کا دریا
مثال رحمت باری ترا احکم کرم جاری | وہ کرتا ہے گہرباری ترا ابر کرم ہر جا
ہے ایسی بخشش پیہم کہ عالی ہے خوش و خرم | بنا ہے صورت حاتم گدا بھی اب ترا شاہا
جہان مین صورت سائل نظر آتا ہی اب مشکل | زمانہ کیون نہو قائل تری الطاف و رحمت کا
متانت اور سخاوت کا ترے کہیون اگر نقشہ | یہ مشکل کوہ بے ہمتا بنے وہ صورت دریا
ترا ہے مرتبہ اعظم مکرم تجھسے ہے عالم | نہین تجھسا کوئی اکرم تو ہی ہمثیل و بے ہمتا
تری تیغ دو پیکر ہے مثال حرف ہی جوہر | جو شک ہو دیکھ لے پڑھکر کہ یہ طغرا ہی اقبال کا
سر دشمن اوڑاتی ہے کرشمہ یہ دکھاتی ہی | زمین سے کھیچ جاتی ہے تری شمشیر برق آسا
قدم رکھکر ترا توسن زمین کو کرتا ہی گلشن | نشان سم گل سوسن نظر آتے ہین سر تا پا
پہنکر خلعت پر زر نکلتا ہی جو گھوڑے پر | یہی کہتے ہین سب اکثر زمین پر آفتاب آیا
کرے لاکھون عدو غارت مچا دے جنگ مین آفت | ترا فیل فلک رتبت بنے جب معرکہ آرا
دعا پر ختم کر شوکت شہ ذیجاہ کی مدحت | قلم کو اب کہان طاقت کرے جو وصف شاہنشا
ہے جبتک گلبن و گلشن ہی جبتک لالہ و سوسن | ہے جبتک ساقی پرفن ہی جبتک ساغر و مینا
ہے جبتک عاشق و شاہد ہی جبتک نے بداو زار | ہے جبتک معبد و مسجد ہی جبتک شب یلدا
بحق ایزد عالم بحق شافع اعظم | ترے حامی رہے ہر دم علی عالی اعلے

رہے شاہ دکن شادان بصد تمکین و عز و شان
زمانہ تابع فرمان جہان پر ہو ترا قبضا

حضرت مغفرت مآب کے بڑے صاحبزادے۔ حافظ محمد پناہ سے تھے
آپکی ولادت ۱۱۳۰ھ مین ہوئی بعض کا قول یہ ہے کہ ۱۱۱۶ھ مین آپ تولد
ہوئے۔ زیب النسا بیگم وزیر الممالک کی صاحبزادی سے آپکا ازدواج ہوا تھا
محمد شاہ بادشاہ کی پیشگاہ سے غازی الدینخان فیروز جنگ بہادر کا خطاب
سرفراز ہوا حضرت مغفرت مآب نے ۱۱۵۳ھ مین جب آپ عازم سمت
دکن ہوئے امیر الامرائی کا خطاب جو بعد مارے جانے خواجہ عاصم المخاطب
صمصام الدولہ خاندوران در جنگ نادر شاہی کے آپ کو سرفراز ہوا تھا۔
وہ خطاب اور وزارت فیروز جنگ بہادر کو بطریق نیابت تفویض فرمایا تھا۔
بعد شہادت ناصر جنگ بہادر کے امیر الامرا انتظامت دکن پر مقرر ہوئے۔
آپ ۱۱۶۵ھ مین عین موسم بارش کے زمانہ مین دکن کے جانب راہی ہوئے
اور ملہار جی ہلکر اور جی آپا کو ہمراہ لیکر لشکر جرار کے ساتھ آخر شوال مین سواد
برہان پور مین پہونچے۔ ذو الفقار الدولہ بہادر نے چاہا کہ برہانپور مین عمل
دخل نہ دے۔ مگر قطب الدولہ محمد انور خان اور میر علی اکبر خان فیروز جنگ بہادر
سے آملے۔ اولا میر منصور قلعدار آسیر نے اطاعت قبول کی۔ چنانچہ
فیروز جنگ بہادر نے قلعداری اوسکے نام پر بحال رکھی اور داخل شہر
ہوئے اور تمامی امرا وغیرہ کو تسلی و دلاسا دینے لگے۔ اور ابو الخیر خان
بہادر باوصف بیمار ہونیکے آپ کی ملازمت سے مشرف ہوئے فیروز جنگ
بہادر نے میر علی اکبر خان کو شش ہزاری اضافہ اور علم و نقارہ سے سرفراز
فرماکر برہان پور کی صوبہ داری عنایت فرمائی۔ ذو الفقار الدولہ اور قطب الدولہ
کو ہمراہ لیکر منزلین طے فرماتے ہوئے۔ ۲۰ ذیقعدہ کو داخل اورنگ آباد ہوئے
اون ایام مین سید لشکر خان کی سکونت کرملہ مین تھی جو اورنگ آباد سے چالیس
کوس پر ہے خان مذکور کی تسلی و دلاسے کے لئے قطب الدولہ کو روانہ
فرماکر آپ ۷ ذیحجہ تک اوسی جگہہ مقیم رہے اور فکر یہ تھی کہ کسی طرح
صلابت جنگ بہادر مطیع ہو جائین۔ اور صلابت جنگ بہادر نے بھی

مقابلہ کا ارادہ فرماکر حیدرآباد سے روانہ ہوے۔ اور ادہر ہولکر نے موقع پاکر سند ملک موجودہ کی طلب کی۔ کیونکہ ہولکر وہتے آپانے ہمراہ ہوتے وقت یہ وعدہ کرالیا تھا کہ تنخواہ مین صوبہ خاندیس عطا فرمایا جاے۔ چونکہ آپ ان معاملات سے ناواقف تھے اور امیر الممالک سے مقابلہ درپیش تھا۔ اسلئے آپ نے اونکے حسب درخواست صوبہ خاندیس دینے کا وعدہ فرمالیا تھا۔ چنانچہ اسوقت آپ نے ہولکر وجے آپاکے حسب منشا وحسب دستخواہ صوبہ خاندیس اور بعض پرگنات خجستہ بنیاد کی سند للملک اپنی مہر ثبت فرماکر حوالے کردی۔ صوبہ خاندیس جو ایک وسیع ملک تھا دکن سے علیحدہ ہوکر ہولکر کے ہاتھ لگا۔ اور اہل اسلام کی شرکت وہان نرہی۔ یہ سب کچھ ہوا مگر مشیت ایزدی سے کیا چارہ تھا۔ فیروز جنگ بہادر کے مقدر مین دکن کی ریاست نہ تھی۔ اور پروردگار عالم کو منظور یہی تھا کہ ریاست دکن امیر الممالک صلابت جنگ پر بحال رہے۔

چنانچہ امیر الامرا بہادر کو اورنگ آباد مین داخل ہوے ستر۱۷ہ روز گذرے تھے کہ یہ ذیحجہ کو سوء الہضمی کی وجہ سے فیروز جنگ بہادر نے انتقال فرمایا۔ سید حشمت خان اور تیرانداز خان بخشی نے غسل دیا اور لفنا کر لاش کو دہلی لے گئے۔ اور وہان آپ کے جد کے پہلو مین دفن کیا۔

اُنکی عمر (۴۵) سال کی تھی۔ اور بعض کا مقولہ ہے کہ اونچاس سال مین تھے واللہ اعلم بالصواب۔

آپ کو ایک صاحبزادہ اور تین صاحبزادیان تھین۔ صاحبزادہ کا نام میر شہاب الدین الملقب مختار الممالک عماد الملک عماد الدولہ سید غازی الدین خان بہادر نصرت جنگ تھا۔ اور آپ کی شادی عمدۃ النسا بیگم صاحبہ صاحبزادی معین الملک میر منو رستم ہند سے ہوئی تھی۔ اور بعد انتقال آپ کے والد بزرگوار کے سنہ ۱۱۶۶ھ مین احمد شاہ بادشاہ کی پیشگاہ سے بسبب تغیر وزارت انتظام الدولہ خانخانان کے آپ وزارت سے سرفراز ہوے۔

اور ۱۱۹۹ھ مین انتقال فرمایا۔ آپ کثیر الاولاد تھے۔
حضرت مغفرت مآب کے دوسرے صاحبزادے ناصر جنگ بہادر شہید
تھے۔ آپ کا تذکرہ آیندہ چلکر عرض کیا جائیگا۔
حضرت مغفرت مآب کے تیسرے صاحبزادے صلابت جنگ بہادر
امیر الممالک تھے آپ کا حال بھی اسکے آگے لکھا جائیگا۔ حضرت مغفرت مآب
کے چوتھے صاحبزادے عالیجناب نواب میر نظام علیخان بہادر آصف جاہ
ثانی کا تذکرہ بھی مفصل طور پر اسکے آگے لکھا جائیگا۔ ان ہر سہ عالیجناب حضرات
کے حالات اسجگہ اس غرض سے نہین بیان کئے گئے کہ ان عالی حضرات
نے دکن کی فرمانروائی کی ہے۔ اور یہان صرف اون کے حالات لکھے
گئے ہین جنھون نے مسند ریاست دکن پر قدم نہین رکھا ہے۔
حضرت مغفرت مآب کے پانچوین صاحبزادے میر محمد شریف خان بہادر
المخاطب شجاع الملک بسالت جنگ تھے۔ آپ ۱۱۴۹ھ مین تولد ہوے
اور ۱۱۶۷ھ مین صوبہ داری ادہونی اور رائچور سے سرفراز ہوے۔ اور
۱۱۹۵ھ مین ۴۶ سال کی عمر مین انتقال فرمایا۔ آپکا مزار قلعہ ادہونی مین ہے
آپ کثیر الاولاد تھے۔ آپکو نو صاحبزادے اور چھ صاحبزادیان تھین۔ آپ
کے بڑے صاحبزادے کا نام نامی محمد میر خان المخاطب داراجاہ شجاع الملک
امیر الامرا ذو الفقار الدولہ میر عابد خان بہادر مہابت جنگ تھا آپ نے
۱۲۰۵ھ مین انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار ضلع رائچور مین ہے۔
حضرت مغفرت مآب کے چھٹے صاحبزادے میر مغل علی خان ہمایون جاہ
ناصر الملک معتقد الدولہ حسین قلیچ خان ہمایون جنگ بہادر ہین۔ آپکی ولادت
۱۱۵۰ھ مین ہوئی اور ۱۱۷۶ ہجری مین پیشگاہ نظام الدولہ بہادر سے صوبہ داری
بیجاپور کی مرحمت ہوئی اور ۱۲۱۶ھ مین (۶۷) سال کی عمر مین راہی ملک بقا
ہوے۔ آپکا مزار سید حسن بہینہ صاحب قبلہ قدس سرہ کی درگاہ کے متصل
ہے جو حیدر آباد کے شرقی جانب ایک میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ آپ کو

بارہ صاحبزادے اور دس صاحبزادیاں پروردگار پاک نے عطا فرمایا تھا۔
چنانچہ بڑی صاحبزادی نوجہان بیگم صاحبہ کا ازدواج خواجہ جعفر خان نبیرۂ
وزیر الممالک سے ہوا تھا۔ آپ لاولد قضا کین۔
دوسری صاحبزادی ماہ بیگم صاحبہ تھین۔ آپکا ازدواج خواجہ احمد خان نبیرۂ
خواجہ موسن خان بن عوض سے ہوا تھا۔ آپ کو ایک صاحبزادہ موسوم بہ
خواجہ تہور علی تولد ہوا۔ اور انکا ازدواج عظیم النسا بیگم صاحبہ بنت خان فیروز جنگ
بہادر جو حشمت النسا بیگم صاحبہ کی بھانجی تھین ہوا تھا۔ یہ بھی مثل بڑے
صاحبزادی صاحبہ کے لاولد قضا کرگئین۔
تیسری صاحبزادی زیب النسا بیگم صاحبہ تھین۔ آپکا ازدواج اقتدار الملک
شکوہ الدولہ خواجہ لعنت اللہ خان شکوہ جنگ سے ہوا تھا۔ یہ بھی لاولد
قضا کین۔
چوتھی صاحبزادی احمد النسا بیگم صاحبہ تھین۔ آپ خواجہ معز اللہ خان
عرف نواب جان سے منسوب تھین۔ اور لاولد قضا کرگئین۔
آپ کی آٹھوین صاحبزادی کبیر النسا بیگم صاحبہ کا ازدواج خواجہ غلام حسین خان
عوض خانی سے ہوا تھا۔ آپکو دو صاحبزادے اور ایک صاحبزادی تولد ہوئین
خواجہ یاور علی و خواجہ شجاعت علی وزیر النسا بیگم صاحبہ شرف الدولہ بہادر سے
منسوب تھین۔ اور صاحب اولاد ہین۔
بڑے صاحبزادے خواجہ یاور علی کو دو صاحبزادے تولد ہوئے خواجہ محبوب علی
اور خواجہ امیر علی۔ خواجہ محبوب علی کا ازدواج دلاور بیگم صاحبہ سے ہوا تھا
جو میر غضنفر علی صاحب کی صاحبزادی تھین۔ خواجہ محبوب علی کو دو صاحبزادے
اور دو صاحبزادیاں تولد ہوئے ایک خواجہ فدا علی اور دوسرے خواجہ
یاور علی۔ خواجہ فدا علیصاحب کو اسوقت دو صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں
ہین۔ خواجہ وارث علی و خواجہ محبوب علی محبوب بیگم و قمر النسا بیگم خواجہ
یاور علیصاحب بھی صاحب اولاد ہین۔ اور صاحبزادیاں بھی صاحب اولاد ہین۔

## اختر۔ جناب محمد عبد الغفور صاحب رضا اہلکار معتمد عدالت امروہہ کا سررشتۂ عالی تلمیذ حضرت شفیقہ صاحب لکھنوی مدظلہ العالی

کسکے گیسوئے سیہ فام کا شیدا میں ہون
بستر غم پہ جو راتون کو تڑپتا میں ہون

کاکل یار نے آفت مین پھنسا رکھا ہے
وائے تقدیر عجب دام مین الجھا میں ہون

بیخودی پاس نہ آئے جو پیون سیکڑون جام
جو چھلکتا نہیں بھرنے سے وہ مینا میں ہون

گیسوئے یار کا ایسا ہے نہ چھوٹ مجھکو
کاٹا جسکا نہیں بچتا ہے وہ کالا میں ہون

اپنے بیمار کی تمنے تو عیادت بھی نہ کی
اور اوسپر ہے یہ دعویٰ کہ مسیحا میں ہون

کبھی مائل تھی تماشے پہ طبیعت میری
اب تو اطفال کا وحشت میں تماشا میں ہون

میں چلون ملک عدم کو جو نہ آئیں وہ یہان
شام سے آج اسی قصد پہ بیٹھا میں ہون

جان آئی تن بیجان مین پہلو مین تم آئے
آج تو کل سے مری جان بہت اچھا میں ہون

سینۂ صاف بھی آئینہ ہے گویا اختر
جیسا جو کوئی ہو ویسا نظر آتا میں ہون

## سعید۔ جناب مرزا غلام عباس صاحب اہلکار معتمدی عدالت کوتوالی امروہہ کا سررشتہ صیغہ کورٹ آف وارڈز تلمیذ حضرت سخی صاحب

واعظو تم مجھے کیا جانتے ہو کیا میں ہون
خالی حکمت سے نہیں راز خدا کا میں ہون

فتنہ پرداز بیان جسکی ہیں بلاؤن سے سوا
چشم بد دور اوسی چشم کا مارا میں ہون

یاد مین خنجر ابرو کی یہ ہے شوق اجل
سر بکف کوچۂ قاتل میں ٹہلتا میں ہون

صفت شعلۂ و خس حال ہے میرا ابتو
روز ہجران جو بڑھا جاتا ہے گھٹتا میں ہون

سب لگے فرمانے یوسف ثانی جو کہا
جھوٹی باتیں نکرو سچ کہو ایسا میں ہون

بیقراری مین شب ہجر بسر ہوتی ہے
صفت برق جدائی مین تڑپتا میں ہون

لاغری نے صفت خار بنایا ہے مجھے
اسلئے آنکھ مین دشمن کی کھٹکتا میں ہون

سب مجھے جانتے ہیں عاشق شیدا اوسکا
باغ عالم مین جدہر دیکھو تماشا میں ہون

دامن فکر ہے مملو در مضمون سے سعید
کیا کمی ہے مجھے شاگرد سخی کا میں ہون

## شیفتہ جناب مولوی سید محمد کاظم حسین صاحب کنتوری

خار ہستی علائق سے جو اد بچا میں ہون — دیدۂ جانان کے لئے آپ ہی پردا میں ہون

عشق کا جوش ہے سرگشتہ و رسوا میں ہون — نقش پائے قدم یار کا جویا میں ہون

عکس آئینۂ نیرنگ بنایا مجھکو — قدرت صانع عالم کا تماشا میں ہون

دار دنیا مین مسافر کی طرح رہتا ہون — آج تک یہ نہین معلوم کہانکا میں ہون

دمبدم جوش یہ سب بحر محبت دل مین — عذر جسمین نہین ہوتا ہے وہ دریا میں ہون

یار کے حسن جہانتاب سے یہ حالت ہی — محو حیرت مین ہون تصویر کا تپلا میں ہون

نام سنتا ہے مسیحا کا تو کہتا ہے وہ شوخ — دوسرا کون مسیحا ہے مسیحا میں ہون

شاہد موسم گل سنے ہے کہا کان مین کچھ — رخ کئے دن سے کئے جانب صحرا میں ہون

لائی ہے تیرہ و تاریک جگہ مین تقدیر — نور خالق کی قسم عرش کا تارا میں ہون

آسمان نے جو مٹانے پر کمر باندھی ہے — کیا کسی عاشق بیکس کی تمنا میں ہون

شیفتہ کشف حقیقت کی تمھین ہے کیون فکر — آدمی سے جو نہ حل ہو وہ معما میں ہون

## شوق ۔ جناب غلام محمد رضا صاحب عرت حیدرآبادی صیغہ دار مجالس و کلیات و ٹکسال خانہ ودار الضرب مہتمم و رجسٹر وغیرہ محکمہ معتمد عدالت و کوتوالی و امور عامہ سرکار عالی

ساتھ ہون سب کے مگر آپ اکیلا میں ہون — بیچ مین کثرت و توحید کے پردا میں ہون

گل کہین ہون تو کہین بلبل شیدا میں ہون — باغ عالم مین جدہر دیکھو تماشا میں ہون

ق

مین ہون مجموعۂ آثار ظہور قدرت — میکدہ دیر و حرم کعبہ کلیسا میں ہون

عرش و افلاک و ملک شمس و قمر لوح و قلم — مختصر یہ کہ دو عالم کا نتیجا میں ہون

واسطے خانۂ لیلے کے ہون رنگ حنالی — دشت مجنون کے لئے آگ بگولا میں ہون

لفظ مشتق ہون بنا جلوۂ فرقت کیلئے — وصل کیواسطے اک جملۂ فردا میں ہون

سینہ بریان ہی تپ غم سے اگر عاشق کا — اس جلے اور بھنے دل کا پھپولا میں ہون

روپ لاکھون ہی بہرے رنگ ہزارون ڈھنگ کئے — پر تری صورت زیبا کا شناسا میں ہون

آئینہ دیکھ کے کیا جانے وہ کیا سمجھے ہین — اہل محفل کو سناتے ہین کہ یکتا مین ہون
سنگدل خانہ برانداز ستمگر مجکو — کوئی سمجھا کہ نہ سمجھا ہو یہ سمجھا مین ہون
رنج و آلام و غم و درد و مصیبت آفت — شوق دنیا کے بلا و نیہ شکیبا مین ہون

## شوکت - جناب غلام رسول صاحب حیدرآبادی شاگرد حضرت شعلہ صاحب

کیا بتاؤن تمھین اے اہل جہان کیا مین ہون — وجہ آلودگی دامن دنیا مین ہون
ننگ کو بھی میری ہستی سے ہے ناموس کا پاس — مجھسا بدنام نہین کوئی وہ رسوا مین ہون
مجھسے دریافت کرین حالت یاس و حرمان — کشتہ حسرت و اندوہ و تمنا مین ہون
شوق دیدار مجھے اور ادھر حسن پہ ناز — وہ اگر برق تجلے ہے تو موسیٰ مین ہون
دیکھ تو میری طرف ہو نہین وہی رند قدیم — ساقیا دے بھی مجھے ساغر صہبا مین ہون
تیز ہے طبع رواں کا ہے سبب اے شوکت — دل اعدا مین جو نشتر سا کھٹکتا مین ہون

## صبر - جناب ابوالمخزن عبدالکریم خان صاحب دہلوی

رشک فرہاد بھی اور عاشق لیلے مین ہون — کشتہ تیشہ بھی اور مالک صحرا مین ہون
حور کیا چیز ہے نظرون مین سماتی بھی نہین — تیری صورت کا فقط دیکھنے والا مین ہون
کہا مین نے کہون صبر کا مین آکے خزن — مجھسے یہ اوسنے کہا ناز کا دریا مین ہون

## عزیز - جناب امتیاز علی صاحب اہلکار صیغہ کورٹ آف وارڈز

نظر لطف ادھر بھی کہ سسکتا مین ہون — قیدئے سلسلۂ زلف چلیپا مین ہون
کیا کہون کیون شب فرقت مین پیتا ہی دماغ — زلف پر پیچ سے ایدل بہت اوبھا مین ہون
عشق نے کر دیا صورت سے ہیولا مجھکو — اسلئے عالم ہستی مین تماشا مین ہون
درد فرقت کا مداوا نہوا تمسے ذرا — پھر یہ کس برتے پہ کہتے ہو مسیحا مین ہون
مرض عشق کا ہوگا نہ اطبا سے علاج — لاکھ درمان کرین ممکن نہین اچھا مین ہون
بت مخمور کی فرقت مین کبھی اے ساقی — یہ تو ممکن ہی نہین طالب صہبا مین ہون

بجلیاں یاد جو آتی ہیں ترے کانونکی
مثل بجلی کے شب ہجر میں تڑپا ہوں میں

دل سا جب دوست ہی دشمن ہو محبت میں عزیز
اور اب کس سے طلبگار وفا کا ہوں میں

**عجز۔ جناب محمد علیخان صاحب تلمیذ عالیجناب مولوی میر احمد علی صاحب عصر**

گل عارض کا ترے بلبل شیدا ہوں میں
باغ عالم میں جدہر دیکھو تماشا ہوں میں

دیکھوں کیا خاک دم دید ہے حیرت مانع
یار کے دیکھنے کو آپ ہی پردا ہوں میں

نہیں اس آئینہ خانہ میں کوئی میرے سوا
خود ہی معشوق ہوں خود عاشق شیدا ہوں میں

رکھتی ہے نزع پہ بھی ذوق تب ہجر کی پیاس
بحر قطرہ ہے جسے آہ وہ پیاسا ہوں میں

پیچ ہے سر دار سے ہی قدر سپاہی ہوتی
عصر اوستاد ہیں شاگرد اونکا ہوں میں

ایک سے ایک خدا کی ہے خدائی میں سوا
عجز دعوے نکرے کوئی کہ یکتا ہوں میں

**فروغ۔ جناب محمد عبد الولی صاحب تلمیذ حضرت حکیم میر نوازش علی صاحب لمعہ خلف الصدق حضرت شعلہ صاحب مرحوم**

ہوں کبھی شہر میں گاہے ترے صحرا میں ہوں
باغ عالم میں جدہر دیکھو تماشا میں ہوں

تجکو دعوے ہے اگر غیرت لیلی میں ہوں
مثل مجنوں کے ترا عاشق شیدا میں ہوں

ایک مدت سے پھرا ہے ہوا شوق وصال
دربدر خاک بسر دہر میں رسوا میں ہوں

مثل زاہد نہیں طاعت پہ بھروسہ مجھکو
لایق مغفرت و عفو خدایا میں ہوں

ایک مدت سے یہی مجھکو تمنا ہے فروغ
اوسکے منہ سے یہ نکلجائے کہ تیرا میں ہوں

**نوید۔ جناب مرزا غلام اصغر صاحب برادر خورد جناب سعید صاحب تلمیذ نواب میر خیرات علیخان صاحب سخی**

غم و اندوہ و الم ہجر کے سہتا ہوں میں
راتدن حسرت وصلت کو ترستا ہوں میں

صورت یاس ہمیشہ رہی آنکھوں کی حضور
آجتک جسکی نہ بر آئی تمنا میں ہوں

کر ذرا خوف خدا ہجر میں تڑپا نہ مجھے
عاشق زار ترا او بت ترسا میں ہوں

سابقہ اوس سے ہے جس تنکی طرفداری ہے
اوسطرف ساری خدائی ہے اکیلا میں ہوں

تو جو بے مثل ہے ایجان جہان عالم مین
بخدا عاشق صادق ترا یکتا مین ہون

حال سنے میرے یہ پیرو ہنین کچھ تجھکو خبر
ایک مدت سے ترا عاشق شیدا مین ہون

نغمہ سنجی مجھے بھاتی نہین بلبل کی تو بند
خوشنوا اس چمنستان سخن کا مین ہون

## نادر۔ جناب محمد عبدالرحیم خان صاحب دہلوی۔

جان ہی دیکے ترے در سے سدھا کیون دیکھا
جو کہا تھا وہ کیا بات کا پورا مین ہون

جسکو تم سنتے تھے نادر ہون وہی نہ ہو غرض
جس سے تم روز کیا کرتے تھے سودا مین ہون

## واصف۔ جناب میر محمد علی صاحب اہلکار دفتر صدر محاسبی سرکار عالی

تمکو دعوے ہے اگر حسن مین یکتا ہو تم
عشق بازی مین مجھے ناز ہے تنہا مین ہون

چشم تر سے مری سرسبز ہے سارا عالم
موجب شادئ گلشن و صحرا مین ہون

دیر ہو کعبہ ہو مسجد ہو کہ میخانہ ہو
جس جگہ تذکرہ تیرا ہے اوسی جا مین ہون

میرے ہی دم سے ہے سب یہ دھوم عشق کی رونق
اس تماشہ گہ عالم مین تماشا مین ہون

موت نے کر دیا بیمار محبت کو ہلاک
آپ کے منہ سے نہ نکلا کہ مسیحا مین ہون

حور کی یاد کرین آپ جناب واعظ
محو نظارۂ خوبان دل آرا مین ہون

فرقت یار مین کس کس کے اوٹھاون صدمے
رنج و غم سیکڑون ہین اور اکیلا مین ہون

عشق نے جسکے مٹایا تھا مرا نام و نشان
حشر مین بھی اوسی بیرحم کا جویا مین ہون

وعدہ کرتے ہوئے کیون آئینے کی نیچی نگہ
آپ کے بات کا تیکھا انداز سمجھتا مین ہون

عہد مین حضرت آصف کی خدا شاہد ہے
رشک سودا ہون مین اور غیرت انشا مین ہون

نارسا بخت سے مجبور ہون ورنہ واصف
مستحق طاعت سلطان دکن کا مین ہون

## صفدری۔ جناب میر وزیر علی صاحب اہلکار دفتر صفائی بلدہ۔

کون کہتا ہے کہ مردہ کو جلاتا مین ہون
زندہ دل ہون یہ نہین حضرت عیسیٰ مین ہون

جب سے کچھ آنکھ مین اوس گل کے سمایا مین ہون
چشم اغیار مین جون خار کھٹکتا مین ہون

بخت برگشتہ مرا کہتا ہے مارے مجھے
سیدھے سنجانے لاکھ آپ اور الٹا ہی ہون

دم رفتار صنم خاک سے ہر اک ذرہ
اوڑ کے کہتا ہے کہ اک سو نیکی چٹیا میں ہون

کرم یون مجھپہ ہوا مہر کہ کیا یاد نہیں
زخم دل کا ترے اترا ہو لہا ہا میں ہون

صفدری کون ہے عالم میں سخن کے خواہان
آپ ہی کہتا ہون اور آپ ہی سنتا میں ہون

## مخمس قومی من تصنیف جناب مولوی محمد سید کاظم حسین صاحب متخلص بہ شفیقہ کنتوری

آب نخوت کا ہے اک جوش یہ طوفان دلمین
آندھیاں حرص و ہوا کی ہیں نمایاں دلمین
آتش رشک و حسد سے ہیں چراغان دلمین
جمع کیا خاک ترقی کے ہون سامان دلمین
کہ مقید ہیں خیالات پریشان دل مین

خیر ہا تو نہیں نہ ہے نیت احسان دلمین
بلکہ رہتا ہے ہمیشہ کا موجکا طغیان دلمین
مہر و الفت کو جگہ دیتے ہیں انسان دلمین
باہمی بغض و عداوت ہے جو پنہان دلمین
سمجھے کیا ہیں نہیں معلوم مسلمان دلمین

صاحبو ابلق ایام کی رفتار ہے تیز
چال اسکی ہے انوکھی تو نرالی ہے گریز
حال یہ دہر کا اور قوم مین باہم ہے ستیز
ماجرا قوم کا اپنی ہے عجب درد انگیز
بیقراری نے اوٹھا رکھا ہے طوفان دلمین

فصل شاداب محبت پہ تباہی آئی
کشت سرسبز حکومت پہ تباہی آئی
دولت فہم و فطانت پہ تباہی آئی
مایۂ عقل و فراست پہ تباہی آئی
جنس غفلت کی لگی رہتی ہے دوکان دلمین

رنج ہے غم ہے مصیبت ہے پریشانی ہے
اور سبہ طرہ یہ کہ بیماری نادانی ہے
اب کہان باتون مین اپنی وہ نمک افشانی ہے
خار اندوہ و الم کی یہ فراوانی ہے
مثل نشتر کے کھٹکتی ہے رگ جان دلمین

جسقدر دلمین تغافل کو جگہ دی ہمنے
جسقدر دلمین تساہل کو جگہ دی ہمنے
جسقدر دلمین تعطل کو جگہ دی ہمنے
جسقدر دلمین تنزل کو جگہ دی ہمنے
اسطرح تو نہ جگہ دے کوئی انسان دلمین

وہی عاقل ہے جو انجام کو سوچے پہلے
فکر انجام نہیں بیٹھے ہو غافل کیسے
جستجو ہو تو ابھی گلشن ہے خار رہ لیے
راہ مقصود اجاڑ سے ہٹا و کانٹے

دوستو کچھ بھی اگر رکھتے ہو ایمان دلمیں

سرکشی سے نہ سروکار نہ ہم تھے مغرور
خاکساری و تذلل تھا ہمارا دستور
ساعی تھے قوم کی بہبودی میں حتی المقدور
باغ عالم میں نہ آرام طلب تھے مشہور

دشت پیما تھے نہ تھا شوق گلستان دلمیں

جوش ہمت ہمیں ایسا تھا نہ تھی پیش ہوک
فتح ایران کیا چھین لیا تھا یرموک
سکے اوہام میں اٹ لیں یہ کیسے شکوک
نیکی کرتا تھا اگر کوئی تو کرتے تھے سلوک

رکھتے تھے ہم نہ کسی غیر کا احسان دلمیں

ہم کسی علم و ہنر میں سے نہ تھے پہلے عاری
ہمت و عزم و تہور تھے رگوں میں ساری
قوم کے فرق پہ تھا سایۂ فضل باری
کشور فتح میں سکہ تھا ہمارا جاری

صاحب ملک مدد کرتے تھے لرزاں دلمیں

قافلہ غیروں کا آگے ہی بڑھا جاتا ہے
آپ کا پاؤں تو پیچھے ہی ہٹا جاتا ہے
کچھ کہا جاتا ہے مجھ سے نہ سنا جاتا ہے
وقت ہی عمر کے ہمراہ چلا جاتا ہے

اب نہ چونکو گے اگر ہو گے پشیمان دلمیں

آتش افسردگی گردوں نے کیا ہے مغموم
جلتی ہے قوم یہ دنرات حوادث کی سموم
ہمکو مجہول کی تعریف نہیں ہے معلوم
جل گئے برباد ہے کاشانۂ تحصیل علوم

شعلۂ جہل ہوا ہے شرر افشاں دلمیں

پہلے تو برج شرف میں تھا ہمارا کوکب
طالع بخت ہے اب اور ہے برج عقرب
آج کل ہمکو ہے سرگرمی کوشش النسب
دل سے معدوم ہوا نقش حصول مطلب

رہتے ہیں آٹھ پہر حسرت و ارمان دلمیں

چھپتے چار طرف گھیرے ہیں یاس حرمان
خود پسندی خود آرائی ہیں دلمیں مہمان
جان کر آپ بنے جاتے ہیں پھر بھی انجان
قوم میں پھیلی ہے تاریکی عیب نقصان

ماہ و خورشید کمالات ہیں پنہان دلمیں

رنگ بے رنگ ہے دیکھو چمن ہستی کا — تازہ دم ہو کے اٹھو وقت ہے تر دستی کا
حال ابتر ہے مسلمانوں کی ہر بستی کا — اب تو دن میں بھی اندھیرا ہے شب پستی کا
شمع سمت کبھی رہتی تھی فروزاں دل میں

تھے جو کمخواب کے مخمل کی نہیں اب شالے — نہ وہ پھولوں کی مسہری نہ وہ تاروں کی جھلک
نہ وہ سونا ہے نظر میں نہ جواہر کی جھلک — لعل و الماس کی انگشتریں کہاں اب وہ چمک
داغ افلاس کے البتہ ہیں تاباں دل میں

ایک وہ ہیں کہ خریدار ہے دنیا جنکی — ایک وہ ہیں کہ طلبگار ہے عقبیٰ جنکی
ایک وہ ہیں کہ ہے تہذیب بھی شیدا جنکی — ایک وہ ہیں کہ بر آتی ہے تمنا جنکی
ایک ہم ہیں کہ ہیں ارمان ہی ارمان دل میں

تکیہ لازم ہے خدا کے کرم بیحد پر — دیکھئے پہنچائیگا اک روز رہ مقصد پر
ہے ترقی کا مدار آج تو جہد و کد پر — جا بہ تعلق ہے حسن ٹھیک ہو سکے قصد پر
آپ اب بھی ہوں اگر سر بگریباں دل میں

دل ابھی جب سے ہی ہر شخص کے گلدستہ — پڑھ دئے بزم میں موزوں ہوئے جیسے اشعار
صاف ہیں تذکرہ مطرب نے غنے اشعار — شیفتہ ہمکو پسند آتے ہیں ایسے اشعار
دوستی قوم کی ہے سلسلہ جنباں دل میں۔

## مصرعہ ہائے طرح

دل بھی کیا رینا ہو جائیگا۔ (رینا قافیہ) ۲۵ جمادی الاول ۱۳۳۸ھ تک غزلیں آجانا چاہئے

کیا خبر آپ کو پامال ہوا دل کسکا (بسمل قاتل قافیہ) ۲۵ جمادی الثانی ۱۳۳۸ھ تک اسطرح میں غزلیں آنا چاہئے

منتظر ہی ہے دیدار کے محشر والے۔ (جوہر خنجر قافیہ) ۲۵ رجب ۱۳۳۸ھ تک اسطرح میں غزلیں آنا چاہئے

اکثر مدرسہ کے راستے مین اسکا گذر قصبہ کے محبس پر سے ہوتا تہا حقیر اور ذلیل مجرمون کو دیکھکر جو قید خانہ مین بند تہے ہمدردی سے اُسکے دل کو پیچ وتاب ہوا اُنکی اصلاح کی ابتک کسی نے کوشش نہین کی تھی۔

سارا نے سنا کہ ایک بدبخت سنگدل مان اپنے خاص لڑکے کو مار پیٹ کرنے کی وجہ سے قید مین ڈالی گئی ہے۔ اُس نے اندر جاکے غریب قیدی کو دیکھنے کی اجازت چاہی۔ مگر درخواست نامنظور ہوی۔ سارا نے سادہ دلی سے پہر درخواست کی اور اس دفعہ اجازت ملگئی۔ اس بے نصیب اور بے رحم عورت کے سامنے اُسکے خاص گناہ کا اظہار اور خداتعالے کے بے انتہا رحم کا ذکر کیا۔ غریب عورت کی آنکھہ سے یہ محبتانہ سرزنش اور ایمانداری کے الفاظ سنکر آنسو جاری ہوے۔ اور ایک شکستہ دل تائب کے مانند تمام باتین سنلین۔ سارا مارٹن کی قیدخانہ مین مریضون کے لئے یہہ پہلے مرتبہ کوشش تھی۔

بتدریج باقاعدہ طور پر سارا کا دخل جیلخانہ مین ہوگیا۔ اس کام کے واسطے زیادہ تر وقت مخصوص کرنے کے لئے اس نے اپنے کام کے دلون مین سے دوسرے دن قیدیون کے کپڑے تیار کرنے کیلئے مقرر کردئے۔ وہ لکہتی ہے ”وے اِس باقاعدہ طور پر وقت کے صرف کرنے سے روپے پیسے کے نقصان کے مانند احساس نہین ہوے۔ بلکہ نہایت دلجمعی کے ساتہ ہمیشہ اسکی پابندی کی گئی۔ کیونکہ مجہپر خدا کی رحمت تھی“

اُس نے وقت پر زنانہ قیدیون کے ساتہ انجیل پڑہی اور اُنکو لکہنے پڑہنے کی تعلیم دینی شروع کی۔ یہ معلوم کرکے کہ زنانہ مجرمون پر کسی قدر اثر ڈالنے کی خود مین قابلیت تھی اُس نے یہہ خیال کرنا شروع کیا کہ مین ذلیل اور وحشی قیدیون کے لئے کیا کرسکتی ہون۔ جو لوگ انجیل سننا چاہتے اُنکے سامنے وہ انجیل پڑہا کرتی۔ ان دلون نہ تو خدا کی عبادت جیلخانون مین ہوا کرتی تھی اور نہ یوم السبت کسی کو کوئی تعلیم ہوتی تھی

رفتہ رفتہ ہر اتوار کو وہ دو وقت یعنی ایک تو صبح مین مردون کو اور دوسرے تیسرے پہر مین عورتون کو عبادت کرانے لگی یہ بات اُسنے بارہ برس تک برابر جاری رکھی۔ یہانتک کہ ایک پادری مقرر کردیا گیا۔

سنہ ۱۸۴۲ عیسوی مین سار امارٹن کی دادی نے انتقال کیا اور اوسکو قریبًا سالانہ بارہ پونڈ کی آمدنی ہونے لگی اپنے دوستون کی کسیقدر معاونت کے ساتھ اُس نے اپنا سارا وقت نیک کام مین صرف کرنے کا مصمم ارادہ کرلیا اور اپنی دینوی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے خدا پر بھروسہ کیا۔

قیدخانہ مین وہ چھ یا سات گھنٹے روزانہ صرف کرتی تھی وہ لکھتی ہے۔ اور جو کوئی پڑھ نہین سکتا تھا۔ مینے اُسکو سیکھنے کی ترغیب دی اور جو پڑھنا جانتے تھے وہ میری غیرحاضری مین اُنکی مدد کرتے تھے اُن کو لکھنا بھی لکھایا جاتا تھا اور ایسے لوگ جو پہلے سے لکھنا جانتے تھے اُن کتابون کی خلاصون کی نقل کرتے تھے جو اُنھین عاریتًا دی جاتی تہین وہ قیدی جو پڑھنا جانتے تھے اپنی لیاقت اور رغبت کے موافق روز بیبل کے اشعار حفظ کیا کرتے تھے۔ مینے بھی نظیرًا چند اشعار پُرزور پڑھنے کے لئے حفظ کئے اور اوسکا عجیب و غریب نتیجہ نکلا جب کبھی بعض قیدیون کی خودپسندی اُنکو ایسا کرنے کی مانع ہوتی تو مین اُنکے عذر کو رفع کردیتی۔ پہلے پہل بہت سے قیدیون نے کہا تھا کہ اس سے کوئی فائدہ نہین ہے اور مین یہ جواب دیا کی کہ جب اس سے مجھے فائدہ ہے تو تمھین کیون فائدہ نہوگا۔ تمنے تجربہ نہین کیا اور مینے کیا ہے۔ بچونکی کتابین اور بڑی کتب تعداد مین چار یا پانچ جنکے وہ بہت شایق تھے ہر کمرے مین بدل بدل کر رکھدی جاتی تھین۔ جس صورت مین کہ کوئی شخص زیادہ پڑھ سکتا تھا۔ اسکے کمرے مین بڑی بڑی کتابین رکھی جاتی تھین۔

سارا مارٹن نے اپنی عمدہ عقل سے یہ بات معلوم کرلی
کہ قیدیوں کی بیکاری اور کاہلی جرم کے بڑھنے کے لئے ایک خوفناک موقع
ہے۔ اس لئے وہ بڑے استقلال اور سرگرمی سے مردوں اور عورتوں کو
بعض مفید اور اچھے طریقے وقت گذارنے کے سکھلاتی تھیں جس میں بھی
وہ سخت محنت کے گھنٹے۔ سلیقہ عورتوں کو سینا سکھلاتی تھیں اور
اُن سے بھی زیادہ جاہل مردوں کو گھاس کی ٹوپیاں بنانا اور نقشوں کے
ٹکڑے جوڑنا اور بند تیوں کے تھیلے وغیرہ تیار کرنا سکھلاتی۔ اس میں صرف کرتی
تھی۔ جنکو وہ اُن گھرانوں سے مانگ لاتی تھی جن سے اوسکو واقفیت تھی۔
وہ کبھی شام کے وقت کسی ایک دوست کے گھر
چلی جاتی۔ وہ اپنے ساتھ کسی قدر سلائی لانے میں کبھی قاصر نہ رہی اور
اگر جوان قیدی موجود رہتے تو وہ سب کو کام میں لگا دیتی۔ قیدیوں کے
مشغلے یا ان کی تعلیم کے لئے کچھ نہ کچھ مہیا کرنا پڑتا۔ نقشے یا کاپیاں تیار
کرنے پڑتے۔ یا پرانا سامان کسی نئے کام میں لانے کے قابل کیا جاتا۔
اس نے سب سے کہدیا تھا کہ کپڑے کے متفرق ٹکڑے اور وہ اشیاء
جو پھینک دیے جاتے ہیں اسکے لئے رکھ چھوڑیں اور وہ اونکو کسی نہ کسی
کام میں لاتی۔ جب قیدی سینے میں مصروف رہتے تو ایک اُن میں
سے پکار کر پڑھا کرتا تھا۔
جب دن کی محنتیں ختم ہو جاتیں تو وہ اپنے خاص خلوت خانہ
میں جو اپنی غیبت میں مقفل رکھا کرتی تھی جاتی۔ وہاں وہ قیدیوں کے
متعلق اپنی کارروائیوں کا دفتر اور اُنکی چال چلن کی یادداشتیں رکھتی تھی
اس حالت میں سارا مارٹن نے بغیر کسی وقت اپنا خیال
کرتی ہوئی نظر آنے کی اپنا وقت گذارا۔ فی الحقیقت اوسکی خاص
اجرت غریب سے غریب قیدی سے زیادہ نہ تھی۔ مگر اُسکی روح
خوشی سے معمور تھی۔ اور وہ اپنے خلوت خانہ کو حمد کے ترانوں سے

خوش رکھتی تھی۔

اپنے انتظام پر اس کی خبر گیری اسوقت بھی ختم نہین ہوتی تھی جبکہ کوئی قیدی اپنے قید کی میعاد ختم ہو جانے پر جیلخانہ چھوڑ دیتا۔ وہ اُنکے لیئے جو دنیا مین اسطرح حالت بے اعتباری مین چھوڑ دیئے جاتے ہے کوئی معتبر نوکری کے ذرائع حاصل کرنے کے لیئے لگاتار محنت کری تھی۔ وہ اس مقصد کے لیئے وقتا فوقتاً مختلف اشخاص سے جو اس کام کو جانتے اور قدر کرتے تھے رقم کے نذرانے بطور مدد حاصل کرتی تھی۔ اس سرمایہ کو وہ مچھلیان فروخت کرنے کے واسطے ٹوکریان اور ترازو کے لیئے اور کاریگرون کے آلات کے واسطے اور ملاحون کے لیئے جنکو دریا کا سفر کرنا پڑتا کپڑون کے لیئے اور اون قیدیون کے لیئے جو تلاش روزگار وغیرہ کے لیئے لنڈن کو جاتے تھے صرف کرتی تھی۔

اُسکو جو رقمین دی جاتی تھین اُنکا وہ صحیح حساب رکھتی تھی اور جو کچھ وہ خریدتی اُسکی قیمت فوراً ادا کر دیتی تھی اور کبھی بل کا پہرنا جایز نہ رکھتی تھی۔

کبھی کبھی بعض صورتون مین اُس نے مزاحمت کا مقابلہ کیا اور ناامیدی سے تکلیف اُٹھائی لیکن وہ اُس کام مین جو اُس کی دل کی خوشی تھا قایم رہی۔ اُس نے بیان کیا کہ میرے شوق اور اطمینان مین اسقدر درجہ کی ترقی اس آسمانی فقرہ پر غور کرنے سے ہوئی "دیونے والے کو تمر دیا جاتا ہے"۔ اُس نے لکھا جب تخم ایک قدرت سے جو خاص اُسکی نہین ہے بنود ہوتا ہے اور پھر بھی آفتاب اور بارش سے جو آسمان سے آتی ہے پرورش پاتا ہے تو کیا ہوگا اُس خوشی کو جو مینے معلوم کرلیا ہے جبکہ مین اپنی مبارک رفتار مین خاموش کھڑی رہون اور خداتعالی کی نجات کو دیکھون؟"

خدا تعالے اسکی ضرورتون کو جانتا تھا۔ درحالیکہ اُس نے اپنا سارا وقت اور خیالات دوسرون کے لئے مخصوص کر دئے تھے اُسکا تصور بہت سے دوستون کے دلون مین ڈالتا تھا۔ اسکو کپڑے اور دوسرے اشیاء بطور تحفہ بھیجا کرتے تھے۔ وہ کہتی تھی کہ ہمیشہ لینے تئین اُن کی ضرورت ہونیکے پیشتر وہ چیزین مجھکو وصول ہوگئین یہ نذر اسنے اکثر اِس پیغام کے ساتھ آیا کرتے تھے کہ یہ اشیاء تمھین سخاوت کرنے کی غرض سے نہین بھیجی گئی ہین بلکہ تمھارے خاص استعمال کے لئے ہین۔

ایک مدت دراز تک وہ میونی سے پالٹی کے خواہش کی جو اُسکی جلیجانہ کے خدمتون کے معاوضہ مین اسکو ایک سالانہ وظیفہ دینا چاہتی تھی اسبات سے ڈر کر کہ اگر یہ کسی طرح قیدیون کو معلوم ہو جائے کہ اپنے کام کا معاوضہ روپیون کے ذریعہ سے کر دیا گیا ہے تو اپنے رسوخ اور سودمندی کو اس سے نقصان پہنچیگا مخالفت کرتی رہی۔ آخر ش بطور علامت عام لوگون کے قبولیت کے جو کچھ اُس نے قصبہ کے لئے اپنے اصلاحون سے قیدخانے مین کی تھین سالانہ ۱۲ پونڈ قبول کرنے پر قریباً مجبور کی گئی۔

پچیس برس تک سارا مارٹن نے استقلال اور ایمانداری سے قیدخانہ مین اپنی جد وجہد جاری رکھی۔ مگر آخر ش بعوض کام کرنے کے رنج وتکلیف مین اپنی بہادری ظاہر کرنے کو بلائی گئی۔ ماہ اپریل ۱۸۴۲ء عیسوی تک وہ ایک دن بھی علیل نہین ہوی تھی۔ لیکن اب اُسکی طاقت مین فرق آنے لگا اور ایک تکلیف دہ مرض نے اُس پر غلبہ کیا۔ پانچ مہینے تک اُس نے استقلال سے برداشت کی۔ ہر ایک درد کے حملے کے ساتھ تعریف کے الفاظ اُس کی زبان سے نکلتے تھے۔ اُس نے کہا مین مسیح کی ملائم اور تائید دینے والی محبت کی تصدیق کرتی ہون۔ تندرستی مین مینے دوسرون سے اُسکا ذکر کیا ہے۔ لیکن ابتک مینے اُسکی کثرت کی وجہ

آزمالیش کبھی بہنین کی ہے"!
اُس نے مرنے سے بیس منٹ پیشتر اپنے درد مین تسکین ہونے کے لئے زیادہ دوا مانگی۔ تب بیمار دار نے اُس سے کہا کہ تمھارا وقت قریب آگیا ہے۔ اُس نے کہا "خدا کا شکر ہے! خدا کا شکر ہے!" اور خفیف سی علامت ظاہر کرنے کو اپنے کمزور ہاتو سے تالی بجالی۔
اسطرح اپنے ترپن برسون مین اس نے انتقال کیا اور اُن لوگون کے مبارک گروہ مین جا ملی جو کہ غالب آچکے ہین۔
سارا مارٹن کی لایف یہ بات بتلاتی ہے کہ غریب سے غریب بھی بہت کچھ نیکی کر سکتا ہے۔

## اِلی زبیتہ فرای

اِلی زبیتہ فرای جو ایک انگلش جنٹلمین کی لڑکی تھی ۱۷۸۰ء مین پیدا ہوی تھی۔ اُسکے چار بھائی تھے اور سات بہنین تھین اور بچپن ہی مین ماں کا انتقال ہو گیا تھا۔ بچون کے مانند گانو اور درختون اور پھولون اور اوس باغ کی خوبصورتی سے جن مین اُسکے ساتہ اُسکی ماں چہل قدمی کیا کرتی تھی وہ خوش ہوتی تھی۔ وہ قصبے کے غریبون سے ملنے کی بھی جنکی طرف توجہ رکھنے کی اُسے ابتدا سے تعلیم دی گئی تھی شوقین تھی۔ وہ جب سن مین بڑہی تو دراز قد اور دُبلی نکلی۔ اُسکے بال لمبے اور خوبصورت تھے اور خوشنما چہرہ تھا۔ اُسکی آواز از بس رسیلی تھی اور اسکا

کا نا پرندے کی چھپانے کے مانند تھا۔

اُسکا باپ نیک آدمی تھا اور چاہتا تھا کہ اپنی لڑکی کار آمد اور مفید بنے۔ جب اوسکی عمر ۱۱ سال کی ہوئی آس نے ایک مدرسہ جاری کیا۔ اُسکا آغاز ایک لڑکے سے ہوا اور انجام ستر لڑکون پر۔

سنہ ۱۸۰۰ عیسوی مین جب الی زبنتہ کا سِن ۱۹ برس کا تھا اسکی شادی مسٹر فرائی کے ساتھ ہوگئی۔ اُس سے گیارہ لڑکے پیدا ہوے کئی برس تک جب وہ کم سن تھی تو اُسے معلوم ہوا کہ وہ ہمہ تن اُسکی حفاظت کی احتیاج رکھتے ہین۔ اسلئے وہ شب و روز اونکی خبرداری مین مصروف رہتی تھی اور اُنکا دل نہین دُکھاتی تھی۔ مگر پھر بھی اُنکو اپنے حکم کا تابع کرتی تھی۔ وہ لوگون کی بد اِنیان پکڑنے مین بڑی احتیاط کرلی تھی۔ مگر اپنے خاص چال چلن کی بہت حفاظت کرتی تھی۔ وہ ایک نمازی عورت تھی اور ہر وقت خدائے تعالےٰ سے ہدایت اور امداد چاہتی رہتی تھی۔

سنہ ۱۸۱۳ عیسوی مین الی زبنتہ فرائی نے سُنا کہ نیوگیٹ مین جو لنڈن کے علاقہ مین سب مین بڑا جیلخانہ ہے زنانہ قیدیون کی نہایت بُری حالت ہے وہ اپنے ساتھ صرف ایک لیڈی کو ساتھ لیکر اُنھین دیکھنے گئی۔ اُس نے چار کمرون مین تخمیناً تین سو عورتین اُنکے بہت سے لڑکون کے ساتھ بے جرم اور ملزم سزا یافتہ اور بلا تجویز بغیر کسی شغل کے اور بہت ہی کم نگرانی کے ساتھ بھری ہوئی پائین۔ قیدیون کو کافی لباس تک نہ تھا۔ غلیظ چیتھڑے لگے ہوے تھے۔ وہ اُنھی کمرون مین رہتے تھے اور وہین پکاتے اور سوتے تھے۔ جب وقت اُنھین کوئی معاین نظر پڑا تو پھر شراب خریدنے کے لئے روپئے بڑے شور و غل کے ساتھ مانگتی تھین۔ وہ بہت ہی زور سے اس بات کی بحتے الامکان کوشش کرتی تھین کہ کٹہرے مین سے ہاتھ ڈالکر اُن لوگون کی جو اجنبی ہون کوئی چیز چھین لین جیلخانے کے منتظم نے دو نو لیڈیون کو یہ صلاح دی کہ تم اپنی گھڑیان میرے گھر چھوڑ جاؤ

کہین ایسا نہو وہ چھین لی جائین - انہون نے ایسا کرنے سے انکار کیا -
مسٹرس فرائی کی کبھی کوئی چیز ان ملاقاتون کے درمیان چوری نہین گئی -
چونکہ مسٹرس فرائی کو اپنے کمسن لڑکون کی خبرداری کرنی
پڑتی تھی - اسلئے وہ زنانہ قیدیون مین جوانتہا درجہ کے محتاج ہوتی
تھین اُنکو صرف کپڑے بھیجنے پر اکتفا کرتی تھی - جب اُسکے لڑکے
بڑے ہوے تو وہ اپنا وقت کسی قدر نیوگیٹ مین صرف کرنے کے لئے
اسپنے تئین آزاد پائی - قیدخانے کے دوسرے گشت مین وہ اپنی خاص
درخواست سے عورتون کے ٹولے مین بند کرکے اُنکے ساتہ چند ساعت
تک تنہا چھوڑدی گئی - اُسکے خاموشی اور شریف وضع اور اوسکے
سنجیدہ الفاظ نے عورتون پر جن مین بعض بہ نسبت انسان کے وحشی
جانورون سے زیادہ تر مشابہ تھین عجیب و غریب اثر ڈالا - اُس نے
ماؤن سے جو وہان تھین شکایت کی اور اُن سے کہا کہ مین بھی کسیوقت
ایک مان تھی اور جانتی تھی کہ مان کے کیسے احساس ہوتے ہین - پھر
اُس نے اُنکے کمسن اور لاچار بچون سے باتین کین اور ماؤن سے پوچھا
کہ ایا تمکو اپنے لڑکون کی احتیاط اور اونھین راہ راست پر لانے کی
خواہش ہے یا نہین - اُسنے یہ تجویز کی کہ قیدخانے مین بچون کے لئے
ایک مدرسہ ہونا چاہئے اور اون ماؤن سے جو مدرسے کی خواہش رکھتی مین
اپنے ہاتہہ اُٹھانے کے لئے کہا - ہر ایک ہاتہ خوشی کے آنسو کے ساتہ
اٹھایا گیا - پھر اُسنے باتین کین وہ اپنے ساتہ ایک بیبل لائی تھی اُسکو
کہولکر اُس نے کہا کہ مجھے تم سے رخصت ہونے کے پیشتر اسمین سے
چند آیات پڑھنے کی بڑی خواہش ہے - کسی نے تعرض نہین کیا اور
اُس نے اُنکے سامنے فردورون کی تمثیل پڑھی اور اوسکی شرح کی
کہ حضرت عیسے مسیح کی خوشنودی ہے کہ تمام اُن لوگون کا استقبال کرین
جو اُنکے پاس آتے ہین -

اوسکا چہرہ زیادہ تر زرد معلوم ہوتا تھا
مگر گو وہ اسطرح سے نیند مین غافل
پڑا ہوا تھا کہ اوسکی آنکھین بند اور
سیاہ پلکین جھکی ہوئی تھین - تاہم
نہ تو وہ ایک بے جان قالب کا
سا افسردہ معلوم ہوتا تھا - اور نہ
نیند مین بالکل مدہوش - کیونکہ ابھی
تک اوس شریف پیشانی کے
گرداگرد فطرت کا ہالہ بنا ہوا تھا -
اور اب تک اوس پر ہمت چہرہ
پر فراست کی روشنی چمک رہی
تھی -
اور جب خوبصورت جون برتھولڈ
پر اسطرح ٹکٹکی باندھے کھڑی ہی تھی
کہ اوسکا چہرہ جو پہلے متفکر سا تھا
رفتہ رفتہ اور بے حد محبت سے
روشن ہونے لگا - جسکو اوس نے
اپنے دل پر اوس (برتھولڈ) کے
لئے نقش کر رکھا تھا -
جون (جسوقت اوسکی نہایت محبت بھری
آنکھ سونے والے پر جمی ہوئی تھی) "ہاں
پیارے! تیری پیشانی کے گرداگرد
عقل کے جلال کا ہالہ تنا ہوا ہے
مگر ہائے! کیا وہ ایک آگ نہین جو

میرے دلکو اپنا شکار بنا رہی ہے؟
اور جو تیری حیات کو تلف کر رہی ہے؟
بیشک - وہ ایک آتش فشان پہاڑ کا
تلملاتا ہوا روشن شعلہ ہے جس کے
دائرے مین موت رہتی ہے
ہان - میرے قابل پرستش -
برتھولڈ - !مین دیکھتی ہون کہ تو روز
بروز گھٹا جاتا ہے - یہ بے شک سچ
ہے - اور آخرش وہ دن آنا چاہیے
کہ مین تنہا رہجاؤن - اور تیرے
موت کے بعد آہ وزاری کیا کرون
(نہایت رقت سے) اوہ! مین تیری
بغیر زندہ نہ رہونگی (اس موقع پر
جوش اضطراب کی ایک بڑھی اور لہراتی موج
کے مانند اوسکا سینہ بھر آیا) اور مین
اپنی ایسی زندگی کی جسکو تیری موت
پژمردہ کردیگی کوئی پروا نکرونگی -
مین اپنے کو ایک گہری قبر مین
داخل کرنے سے کبھی دریغ نکرسکونگی
کبھی افسردہ خاطر نہو سکونگی - اور
کوئی پس و پیش نہ کرسکونگی -
ان خیالات سے برخاستہ ہوکر
جون نے یکایک اپنی صورت
سونیوالے برتھولڈ کے طرف سے

پھیر لی۔ مگر ایک درشت اور پُر
دہشت آواز اوسکے لبون سے
نکلی۔ جبکہ اوسکو حجرے کے آخری
گوشہ مین ایک انسان کی تصویر
نظر آئی۔

وہ تصویر دیوار سے لگی کھڑی تھی
اور اوسکا ایک ہاتہ پردے کے
پورے طول تک اوٹھا ہوا تھا۔
اور جسوقت جون نے دوبارہ
اوس جانب نظر دوڑائی پردہ
چھوڑ دیا گیا تھا۔ چند لمحون تک تو
موت کا خوف لیڈی کا دل تہ و بالا
کرتا رہا اور اوسکی نظرین اوس
مقام پر گڑی رہین جہان سے وہ
تصویر اوجھل ہوگئی۔ جب اوسکا
قدرتی دلیر دل اپنی جگہہ پر قرار پایا
تو پہلے اوس نے ارادہ کیا کہ برتھولڈ
کو ہوشیار کرکے جو کچھہ دیکھا تھا
کہہ سنائی۔ مگر برتھولڈ بڑی غفلت
اور نہایت خاطر جمعی سے سو رہا تھا
جون نے خیال کیا کہ اوسکو ایسی
نیند کی سخت ضرورت تھی (کیونکہ
وہ بہت تھکا ہوا تھا) اس لئے اوسنے
اپنے دل مین خیال کیا کہ اوسکو

زحمت نہ دے۔ اور پھر اوسکو
یہ خیال گذرا کہ اگر اوس اجنبی خلل
انداز کا مطلب صرف شرارت
ہوتا یا اگر اوسکے پیچھے کوئی اوسکا
بدنیت مقتدی ہوتا تو وہ ایک
بے نہایت عورت کے سامنے
سے اتنا جلد واپس نہ چلا جاتا۔
جون کو یقین تھا کہ اوس نے
جو کچھ دیکھا ہے وہ وہم و خیال
نہین۔

اوس نے اوٹھاے ہوے پردے
کے پاس اوٹھا ہوا ہاتہ دیکھا تھا
اور اوس نے وہ پردہ بھی گرتا
ہوا دیکھہ پایا تھا۔ اور اس صحت
کے شک کو رفع کرنے کے لئے
وہ ابھی تک کمرے کے اوس
گوشہ مین ہل رہا تھا۔ نہین نہین
بلکہ اوسکو اوس تصویر کی شکل
خود یاد تھی۔ جسکا وہ ہاتہ تھا۔ اور
اوسکے ذہن مین وہ شکل ایک
بوڈھے شخص کی سی تھی۔ جو ایک
سیاہ اور لانبا لبادہ پہنے تھا۔ اور
جسکی نقرئی داڑھی سینہ تک
لٹک رہی تھی۔

جب جون اپنے منتشر خیالات پر قابض ہوی۔ اور ذہن مین اوس خلل انداز کی تصویر کھینچ چکی جسکے عارضی ظہور نے اوسکو ایک گھڑی کے لیئے چونکا دیا تھا تو اوسکا خوف تجسس کی طرف مائل ہوا۔ لیمپ اپنے ہاتھ مین لیکر وہ آگے بڑھی اور قریب آکر ڈرتے ڈرتے اوس نے پردہ اوٹھایا۔

دیوار مین اوسکو ایک چھوٹا سا دروازہ نظر آیا۔ اور ساتھ ہی جون نے یہ معلوم کرلیا کہ یہ دروازہ بالکل اوسی مقام پر تھا جہان اوسنے اوس مقدس بزرگ کی تصویر دیکھی تھی۔

اب تجسس کی ترغیب اوس کے خوف سے کہین بڑہکر تھی۔ فوراً اوس نے دروازہ کو ڈھکیلا بمجرد چھونے کے دروازہ ایک تاریک اور دہشتناک زینۂ زیرین کیطرف کھل گیا۔

مگر اوس کشادہ دہن غار مین ایک مستقل اور خاطر جمعی کی نظر ڈالنے سے اوسکو معلوم ہوگیا کہ وہ ایک تنگ اور اسقدر ڈہالو زینہ ہے کہ سطح سے قریب قریب عمود کے خط پر ہوگا۔

دلیر جوان عورت نے آگے بڑھنے کا مصمم قصد کرلیا۔ اوسکو اس امر مین کہ بوڑہا آدمی اس راہ سے غائب ہوا کوئی شبہہ نہ تھا اسلیئے اوس نے خیال کیا کہ زینہ کسی انسانی خطرے سے ضرور محفوظ ہوگا۔

پس وہ نیچے اوترنے لگی لیکن بہت آہستہ اور بڑی احتیاط سے۔ کیونکہ قدم بہ سبب کثرت نمی کے پھسلتا تھا۔ اوس نے زینے کو چکردار پایا کہ گویا وہ کسی مدور باؤلی مین بنایا گیا تھا۔ اور تخمیناً ساٹھ قدم کے بعد وہ نیچے پہونچی۔ اب لیامپ بسبب فاسد بخارات کے بالکل جھلملی روشنی دینے لگا۔ جسکے سبب سے اطراف مین تاریکی نظر آنے لگی اور جسوقت جون ایک تنگ سنگی محراب دار راہ سے گذرنے لگی تو سامنے ایک گز سے زیادہ

دیکھ نہ سکتی تھی۔ اس راستے کو اوس نے کئی منٹون مین طے کیا۔ مقید ہوا اوسکو سانس تک لینے نہین دیتی تھی۔ مگر وہ مختصر مدت گذرنے کے بعد پھر تازہ ہوا آنے لگی۔ اور اوسکی بڑھتی ہوی تازگی سے لیڈی کو یقین گزرا کہ اب وہ بارہ دری کے اختتام پر پہونچی ہر یہ اوسکی غلط فہمی نہ تھی کیونکہ ناگاہ وہ ایک گنبد دار کمرے مین داخل ہوے۔ جو اوسط درجہ وسیع تھا۔ مگر اوسکی ظاہری حالت نے ایک ہی نظر مین اوسکے جسم مین رعشہ پیدا کر دیا۔ کوئی متنفس اوسکو نظر آیا نہ کوئی وہم اوسکے شریانون مین خون کے منجمد ہونے اور اوس کے رخسارون سے رنگ اوڑجانیکا باعث ہوا۔ اوس نے اپنے سریع اور تیز نظرون سے یہہ یقین کرنے کے لئے بہت کچھ دیکھہ لیا کہ یہ گنبد دار کمرہ خطرناک اور جگر پاش چیزون سے پر ہے۔ اوس نے جن چیزون کو دیکھا

تھا اونکے پر ہیبت اور پر قہر استعمال سے وہ خوب آگاہ تھی کیونکہ اوس نے جرمنی مین (جہان وہ اپنی عمر کا بڑا حصہ بسر کر چکی تھی) صرف اس قسم کے آلات اور ایجادات ہی نہین دیکھے تھے۔ بلکہ اپنے تعلیم کے زمانہ مین (جسمین وہ غرق رہا کرتی تھی) اون شیطانی چیزونکی ماہیت اور اونکے طرز استعمال پڑھے بھی تھے۔ مگر اتبک اوسنے ان دہشت ناک آلات کا (جنکا موجد ہنرمند انسان ہے) اسقدر اکٹھا خزانہ کبھی نہ دیکھا تھا۔ اور قبل ازین اوسکو اس قسم کے شیطانی چیزون سے بھرا عجائب خانہ دیکھنے کا کبھی اتفاق نہوا تہا۔ وہان ایک سمت الراس جکڑ تھا جسمین تیز سے دندان تیل چوپے خنجر و نکے جڑے گئے تھے۔ اور جو اوس بدبخت مجرم کو چیر پھاڑکر آنتین نکالنے کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔ جسکو شاید کوئی شیطانی ظلم اوس آنے کے نیچے اوسکی پشت کے جانب سے کھینچا ہوگا

وہان ایک ہموار شکنجہ جسم کے چیر
پھاڑ کرنے کا تھا ۔ جس مین جھنجوڑنے
کے سانچے ۔ بیلنیان اور رسیان
بندہی تھین ۔ اور یہ سب اعضا کے
توڑنے کے لئے رکھے گئے تھے ۔

وہان بلا یہ پیر جکڑنے کے لئے ایک
پھانس دار کرسی معہ بیڑیون اور
ہتکڑیون کے تھی اور گردن ٹیکنے
کے مقام پر تیز لوہے کے
مینخین جڑی تھین ۔ جو وقت ضرورت
کسی گردن کو ایک ہی مضبوط جھٹکے
سے ساتھ کس ڈالتی تھین ۔ وہان
انگوٹھون کے شکنجے ۔ لوہے کے
موزے ۔ رانون کے شکنجے ۔
اور شکنین کسنے کے آلے تھے ۔
ان سب مین دباؤ کی توپین لگائی
گئی تھین ۔ اور وہان اقسام کے
آلات ہڈیان توڑنے کے لئے
بجلی کے آتشدان جلانے کے لئے
سینچتے لوچنے کے لئے ۔ اور گردش
کون وزنی کلین ۔ انسان کے جسم
اور کل اعضا کو جھنجوڑنے کے لئے
موجود تھے ۔

دیوارون پر قسم قسم کے اسلحہ اور
ہتیار لٹک رہے تھے جو نظر مین
تو کوئی وقعت اور خصوصیت
پیدا نہین کرتے تھے ۔ لیکن تاہم
جون کے خیالات نے فوراً یہہ
واقفیت حاصل کر لی کہ یہ کل اوزار
چند مخفی اور ظالم استعمال کے لئے
موضوع ہین ۔ ورنہ ایسے خونریز چیزین
جہان کی ہر ایک سے عداوتی
سزا دینے والا پر فریب اور بیدرد
انتقام لینے کے قسم کھائے ہوئے
ہین ۔ ان ہتیارون کا پایا جانا شاذ
و نادر تھا ۔ اور وہان اون آلات
اور اسلحہ مذکورہ کے علاوہ ایک
منبر صنعت و حرفت کے قیمتی
اور خوشنما نمونونکا عمدہ اور
پرتکلف منظر پھیلا ہوا تھا ۔ مثلاً ۔
عمدہ وضع کے عطردان ۔ ہاتی دانت
یا صندل کی تراشی ہوئی عطریات
کی ڈبیان ۔ عروسی زیورات سے
بھرے ہوئے جواہر کے صندوقچے
کندنی موتی کے مانگے ۔ بیش قیمت
کنگنیان ۔ اور انگوٹھیان جواہرات
کے چمکیلے طرّے یا کلغیان ۔ غرض
ہر ایک زیور کی آرائش یا حسن کا

تحمل دوبالا کرنے کے لئے مخصوص
تھا۔
جون کو ایسے تاریک مقام پر اس
قسم کی منتشر دولت کا روشن خزانہ
دیکھکر نہایت تعجب گذرا۔ اور
جب اوس نے اون تمام زیورات
کو (جو اوسکے نگاہوں کو مفتون کرچکے
تھے) خواہ باعتبار مدت و یا بلحاظ
نمی داغون سے صاف پاک
دیکھے تو اوسکا تجربہ کچھ کم نہ تھا۔
بلکہ برخلاف وہ زیورات ایسے
شفاف اور آبدار تھے کہ گویا کبھی
حسین بیگم کے شکرانہ زینت کے
لئے ابھی آراستہ کئے
گئے ہین۔ گنبد دار کمرے کے
عجیب و غریب فراہم خزانہ مین
دوسرے چیزونکو تنقیح کی نظر سے
دیکھنے پر جون کو معلوم ہوا کہ غبار
نہایت صاف اور صیقل کئے
ہوئے ہین۔ اور آلات عقوبت
بھی زنگ سے پاک ہین۔ علاوہ
اسکے گو زینہ اور وہان سے اس
عجائب تک راستہ بسبب نمی
اور شکستگی کی خطرناک اور مکروہ
تھا۔ تاہم یہ مقام ایسا سوکھا تھا
کہ گویا نمی کے دفع کرنے کے لئے
وہان اکثر مرتبہ آگ جلائی گئی تھی
تب تو کیا وہی بوڈھا شخص جسکو
اوس نے ایک لمحہ کے لئے
اوٹھے ہوئے پردے کے پیچھے
دیکھا تھا۔ اس خزانہ کی جہان بعض
خوفناک اور بعض دلچسپ
چیزین ہین محافظت کرتا ہوگا؟
جون اپنے سے یہ سوال کررہی تھی
کہ اوسکو کمرے کے ایک گوشہ
مین ایک دروازہ نظر آیا۔ اور
اوسکو نصف کھلا پاکر اوسنے
جہان تک ممکن ہو تحقیقات پر
کمر باندہی۔ اوس دروازے
تک آ۔ اور اوسکے دوسرے
جانب ایک روشنی کی جھلاہٹ
دیکھ وہ تھوڑے دیر تک یکایک
ٹھہر گئی۔ اور اپنے کو اوس نئی
روشنی کے وجود سے متیقن کرنے
کے لئے اوسنے اپنا ہاتھ اوس
لیامپ کے آڑ کرلیا۔ جسکو وہ
اوٹھا کر لیجا رہی تھی۔
وہ مغالطہ مین نہ تھی کیونکہ فی الحقیقت

ایک روشنی اوس نصف کھلے
ہوئے دروازے کے دوسرے
جانب ایک مقام سے آرہی
تھی - جون نے ایک منٹ تک
اسی ششش و پنج مین توقف کیا
اور اوسکی کان کسی ایسی آواز
کے سننے کے مشتاق تھے جو
شاید اوس روشنی کے پاس کسی
شخص کی موجودگی کو ظاہر کردیتی
لیکن وہ قبر کی ایسی خاموشی
جو لیڈی کے اطراف پہیلی ہوی
تھی بدستور قایم رہی - پس
جون نے تازہ ہمت کر کر دلیرانہ
دروازہ کو ڈہکیلکر کہولا -
بزرگ خدا! اوسکی آنکہین
کونسا منظر دیکہتی ہین جو ایک پڑ
ہیبت تھرتھری کے ساتہ اوسکو
سکتہ مین ڈال دیتا ہے - اور
اوسکے شریانون مین تمام خون کو
منجمد کردیتا ہے - اور اوسکے
ہاتون مین اسقدر رعشہ پڑ گیا
کہ بجائے لیامپ چھوڑ دینے کے
اوسنے اوسکو خوب جمٹ کر
اوس قوت سے پکڑ لیا جسنے

اوسکے بند بندشن کردئے تہے

# چوتھا باب

## تین انسانی ڈہانچے

پہلے کمرے کے مانند ایک گنبدآ
اور شمالی کمرے کے ایک کمان مین
لٹکا ہوا ایک لیامپ اپنی روشنی
تین انسانی ڈہانچون پر ڈال رہا
تھا - جو گویا متوحش اور خوف
زدہ جون کو گہور رہے تھے - یہ
مردے ایک گوشے مین جو پیلے
کہلے پر دونے کمرے سے علیحدہ
کیا گیا تہا سیدہے استادہ تھے
مگر اسوقت یہ پردے جو قنات
کا کام دیتے تہے اسطرح سے
اوٹہائے گئے تہے کہ اون
ڈہانچون کی تہتری تہتری ٹہیان
جو یقیناً کسی وقت گوشت سے
ڈہکی ہوی ہونگی - صاف

صاف نظر آتی تھین۔
تینون ڈہانچے آپس مین ایسے
برابر اور ملے ہوے کھڑے تھے
گویا موت کے خاص منتخب شدہ
سنتری ہین۔ جو اوس عمیق اور
مدفن مثال تاریک جگہہ کی حفاظت
یا پہرے کے لیئے متعین کیئے گئے
ہین۔ جون کا یہ خیال اور قوی
ہوگیا جب اوس نے دیکھا کہ
بیچ کا ڈہانچہ اپنے بے گوشت
انگلیون مین ایک چھوٹا سا بہالا
یا نیزہ مضبوط پکڑے استادہ
ہے۔

کوئی ایک منٹ سے زیادہ جون
مارے خوف کے عالم سکتہ مین
دہلیز پر کہڑی رہی۔ اور اوسکی
نگاہین بلاقوت وایسی اون
میلے ڈہانچون پر جمی رہین جو اوپر
والے لیامپ کی روشنی مین
بالکل بہدے پن سے چمک رہے
تھے۔ مگر دوبارہ آہستہ آہستہ
اوسکے شریانون مین وہ خون
جو پہلے جم گیا تہا حرکت کرنے لگا
اب اوسکے کان کسی آواز کی
سننے کی اور اوسکی آنکھین کسی
حرکت کے معاینہ کی ایسی شدید
وسخت کوشش کررہی تھین
جو مین دلخراش خطرہ کے وقت
کرنی پڑتی ہے۔ کیونکہ اوسکا
ازخود رفتہ خیال اوس سے
کہہ رہا تہا کہ ابھی وہ ڈہانچے
بات یا حرکت کرینگے۔ اور
وہ اپنے کو اوس گنبد دار کمرے
کے عمیق خاموشی مین موت
کی آواز سننے پر و یا یہ دیکھنے پر
کہ وہ سفید عزرائیلی بت اپنے
بے گوشت ہاتون سے اوسکے
گلے مین باہین ڈالینگے آمادہ
ہوگئی

مگر جب وہ بیحد مثال خاموشی
بدستور قائم رہی اور جب
ڈہانچے اوسیطرح بے حرکت
استادہ رہے تو اوسکی طبعی
دلیری اوسکی مدد کو آئی۔ اور
کمرے مین آگے بڑہکر اوسنے
اپنا چراغ ایک میز پر رکہدیا
کہ مبادا کوئی نیا خطرہ اوسکی
ہاتہ سے اوس چراغ کے

اس رسالہ کو [illegible] حضور [illegible] مد ظلہ العالی کے ملاحظہ کا فخر حاصل ہے

# ھو القادر

یا صاحب الجمال و یا سید البشر
من وجہک المنیر لقد نور القمر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا یمکن الثناء کما کان حقہ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

بہار آمد بیا ساقی در میخانہ را بکشا
ز ان مستانہ ساغرہا و مہر شیشہ ہا بکشا

۲۹ رمضان المبارک ۱۳۱۲ھ کی تاریخ بھی حیدر آباد کی رعایا و برایا کے لئے ایک یادگار اور سچی مسرت خیز تھی۔ اگر اوس دن کو عید کا دن اور رات کو شب برات کہا جائے تو سچا تھا۔ گو عید اوسکے تیسرے ہی روز ہوئی۔ لیکن خلائق حیدر آباد کے لئے وہی روز روز عید تھا۔ ہر طرف چہل پہل مچی ہوئی تھی۔ جسکو دیکھو جامہ مین سماتا نہین۔ چہرہ پر مسرت اور خوشی کے آثار نمایان تھے۔ گو شہر کی آرائشین اور تیاریان بیشتر ہی سے ہو رہی تھین۔ مگر اوس روز آرائش و تیاری کا درجہ پورے کمال پر پہنچا ہوا تھا۔ جو محلہ مبارک سے اسٹیشن نامپلی تک دو رویہ روشنی کا ٹھاٹھ بندھا تھا کہین بیرقین اور جھنڈیان نصب کی گئی تھین۔ اور کہین لنترو ہانڈیون اور گلاسون سے مکانات و دوکانات کی زینت بڑھائی گئی تھی تقریباً ستر کمانین مختلف الوضع محکمہ صفائی بلدہ۔ امرا شہر۔ مہاجنون اور پیشہ ورون کی جانب سے راستون پر تیار کی گئین تھین کچھ اسی راستہ پر موقوف نہین مختار الملک مرحوم کی ڈیوڑھی سے تا ملک پیٹھ جدید کمانین بیرقین جھنڈیان اور روشنی کا انتظام کیا گیا تھا بلکہ کل شہر مین جسطرف نکل جاؤ یہی سمان نظر آتا تھا شاید بیشتر کسی کی آمد پر اسقدر

مسرت نہ ظاہر کی گئی ہو۔ اور نہ ایسی تیاری و آرائش ہوی ہو۔ شہر کی حالت نوشہ کی آمد مین مثل دلھن کی تھی۔ اور نئے پل کا سمان دیکھنے کے قابل تھا دروازے کے ہردو بازو مین نقارخانے رکھے گئے تھے۔ اور پل کے منڈیرون پر ہر دو رویہ مختلف اقسام کے کونڈے دہرے تھے اور اون کونڈون کے آس پاس آہنی تارون کے جھاڑ رکھے گئے تھے۔ جنمین روشنی کے گلاس آویزان تھے۔ اگر اوس روز کی تیاری کا سمان دکھایا جائے اور تفصیل وار کیفیت لکھی جائے تو ایک دفتر ہو جائے۔ ہر ایک کی زبان پر بار بار یہی کلمات جاری تھے کہ آج والی دکن شہریار دکن فرمانروائے دکن۔ جان دکن۔ نوشاہ دکن کی آمد ہے۔ جسکے دیدار مسرت بار کو تقریبًا ڈیڑہ ماہ سے آنکھین ترس گئی تھین جو محلہ مبارک سے اسٹیشن لنگم پلی تک اسقدر ہجوم تھا کہ شانے سے شانہ چھلا جاتا تھا اور بمشکل تمام راستہ ملتا تھا۔ آرزوی دیدار بادشاہ مین یہ حال تہا کہ ایک پر ایک گرا پڑتا تھا۔ چنانچہ اسی تشریف آوری شاہنشاہ دکن مین ہمنے ایک مسمط مسبع اپنے معزز و محترم عنایت فرما مولوی حاجی میر محمد کاظم حسین صاحب شیفتہ کنتوری کا شوال کے رسالہ مین شایع کیا ہے جسمین صاحب موصوف نے پورا پورا نقشہ تیاری و آرائش کا کہینچا ہے۔ جسکو اکثر ہمارے معزز ناظرین نے نہایت درجہ پسند فرمایا ہے۔ بلکہ تحریک کی کہ ایک اور قصیدہ اسی تشریف آوری کے متعلق شایع کیا جائے اسلئے اب ہم ایک اور مسمط مسدس سلطان دکن کی رونق افروزی مین اپنے اونہین قدیم معزز عنایت فرما شیفتہ کنتوری کا جو ہمارے اصرار پر لکھا گیا ہے نذر ناظرین کرتے ہین۔ اور اخیر مین اپنے بادشاہ جمجاہ کے حق مین خلوص دل سے دعا کرتے ہین کہ اے پروردگار عالم ہمارے اہل عزیز اور رعایا پرور بادشاہ تاقیام قیامت صحیح و سلامت رہے ملک و سلطنت اور مال و دولت مین دن دونی رات چوگنی ترقی ہوتی رہے۔ ولیعہد کو عمر خضر بخت سکندر حاصل ہو دوست شاد و دشمن پامال رہین

آمین ثم آمین۔

ایڈیٹر۔

مسمط مسدس در تہنیت روز نوروز فیروزی کیوان منزلت آفتاب شوکت فریدون فر سکندر در آصف دوران سلیمان زمان خاقان ابن الخاقان سلطان ابن السلطان اعلیحضرت میر محبوب علیخان فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک مظفر الممالک آصف جاہ بہادر خلد اللہ ملکہ و افاض علی العالمین برہ و احسانہ من تصنیف مع الانام مولوی میر محمد کاظم حسین صاحب شیفتہ کنتوری مقیم حیدر آباد دکن

ہم منتظر ہیں ساقی گلفام جلد آ
اے باعث مسرت و آرام جلد آ
دن کم رہا ہے ہونے کو ہے شام جلد آ
ہمراہ لیکے مے کا بھرا جام جلد آ
طاری خمار دیر سے ہے تشنہ کام ہین
جلدی پلا شراب کہ مشتاق جام ہین

اسوقت کیون شراب کے دینے مین دیر ہے
ساقی تیرے خیال مین کیون ہیر پھیر ہے
غالب خوشی ہے آج غم و غصہ زیر ہے
پیاسا ہون مین شراب کا مخلوق سیر ہے
بھولا ہے ذائقہ سبھی مے خوشگوار کا
چکھا ہے آج خوب مزہ انتظار کا

مجکو یہ حکم عقل ہے ساغر چڑھائیے
ساغر چڑھائیے تو مکرر چڑھائیے
بوتل چڑھائیے کبھی کنٹر چڑھائیے
ساقی ہنو بغل مین تو کیونکر چڑھائیے
اسدرجہ آج تحمل بے محل نہ چاہیئے
یہ روک بے سبب یہ تامل نہ چاہیئے

لو آگیا وہ ساقی گلفام آگیا
خوش وضع و خوش لباس خوش اندام آگیا
مملو مئے دو آتشہ سے جام آگیا
میرا یہ انتظار بڑے کام آگیا
یہ جھوٹ ہے طریق مروت ادا کیا
ساقی نے مجھسے حق محبت ادا کیا

ساقی جمال و حسن مین تیرا نہین جواب
اب کیا ہے دیر ہاتھ سے اپنے پلا شراب
دکھلائے تازہ رنگ طبیعت کا انقلاب
ہر بیت مین ہو صورت آئینہ آب و تاب
آراستہ ہر اک در و دیوار و بام ہے
آئے حضور شہر مین کیا دھوم دھام ہے

المدد سے آمد آمد شاہ دکن کی دہوم
ذرے خوشی سے بنگئے ہین صورت نجوم
دارالسرور شہر کا ہر گہر ہے بالعموم
رستے تمام بند ہین ہر کوچہ سے ہجوم
مشتاق دیکھنے کے لئے اک جہان ہے
یہ بادشاہ جملہ رعایا کی جان ہے

بس ریل گہر سے تا در دولت بہ اتصال
کپڑا کوئی ہے زرد کوئی سبز کوئی لال
دو طرفہ جہنڈیان جو لٹکتی ہین بمثال
حیران ہے جسکو دیکھکے ہر نگہ خیال
اوڑتے ہین جہنڈیون کے جو کپڑے ہوا کیساتھ
ہر دل کو گدگداتے ہین اپنی ادا کے ساتھ

گاڑے گئے ہین بانس لگائے گئے ہین تار
تارون ہین روشنی کے گلاسون کی سی قطار
مانند جہنڈیون کے ہے تارون کا بھی شعار
رنگین تیل پانی مین تازہ ہے کیا بہار
جہنڈکاؤ ہر سڑک پہ ہے تفاوت اہ ہر
دیکھنے کیسے کیسے متحیر نگاہ ہے

تیار سر بلند کمانین ہین جا بجا
عمدہ گرنٹ زرد کہین ہے منڈھا ہوا
خوشوضع سب ہین ساخت ہی سبکی جدا جدا
نقش کی کہین کہین جہالر ہے خوشنما
سبکو کمان سے جہالرون کی آن بان پر
لٹیا ہے ابر حسن کا دریا کمان پر

کوئی کمان پہولوں سے کاغذ کے ہے بنی
لٹکا دیا ہے جہاڑ کہین بہر روشنی
گل کوئی سرخ و زرد ہے کوئی ہے سوسنی
ہے محو دیکھہ دیکھہ کے ہر مفلس و غنی
نقار خانے پہلو ؤن مین ہین کمانون کے
اوڑتے ہین سر کمانیہ پہریرے نشانون کے

تفصیل سے اگر مین لکہون وصف ہر کمان
مجموعی حسن سب کا ہے دیکھیے اک سمان
بڑہ جائے اپنی حد سے مسدس تب یہ گمان
رفعت کو دیکھتا ہے تحیر سے آسمان
منصوب جسمین جسمین تشبیہ حضور ہے
گردونیہ اوس کمان کا سر پر غرور ہے

لکھے کسی کمان پہ ہین اشعار تہنیت
پڑھتے ہین سب جہان پہ ہین اشعار تہنیت
لٹکے کسی دوکان پہ ہین اشعار تہنیت
مخلوق کی زبان پہ ہین اشعار تہنیت

لٹکائے ہین کپڑون پہ خوشخط لکھا کے شعر
سڑکون پہ جا بجا ہین ثنا و دعا کے شعر

سامان روشنی کا ہے گلزار حوض پر
لٹکے ہین جھاڑ چار منارے پہ اسقدر
جس سے زمین پہ کہکشان سی آگئی نظر
پہونچے گا جنکی روشنی کا چرخ تک اثر

جھنڈے کا تار امنڈ لون کے اہتمام ہے
بجلی کی روشنی کا کہین انتظام ہے

یون روز عید کے ہین مگر آج عید ہے
دونی خوشی ہے دل کو مسرت مزید ہے
یہ دن سبھون کو عید سے بڑھکر سعید ہے
ہر کوچے ہر گلی مین طرب کی نوید ہے

آواز نغمہ ہائے خوشی آسمان پہ ہے
آئے حضور آئے یہی ہر زبان پہ ہے

کہتے ہین سب صحیح و سلامت حضور آئے
ہمراہ لیکے عیش و مسرت حضور آئے
ہم پر ہوئی خدا کی عنایت حضور آئے
پھرتی ہے شاد شاد رعیت حضور آئے

شادی سے سارے ملک مین معدوم غم ہے آج
اظہار جس خوشی کا ہو سکے وہ کم ہے آج

آئے حضور دل مین خوشی نے کیا حلول
آئے حضور اپنے مقاصد ہوے حصول
آئے حضور سبکی دعائین ہوئین قبول
آئے حضور نخل تمنا مین آئے پھول

مخلوق شاد شاد ہے دل باغ باغ ہے
اب ساتوین فلک پہ خوشی کا دماغ ہے

آئے بصد شکوہ و حشم شاہ نیک خو
بوئے گل نشاط مہکتی ہے کو بکو
فضل خدا سے شہر پہ رونق ہے چارسو
جلتی ہین عود بتیان گلیان ہین مشکبو

ان سب پہ فوق نکہت خلق حضور ہے
جو منتشر بلاد مین تا دور دور ہے

۲۹ ماہ رمضان المبارک کو حضور پرنور رونق افروز بلدہ ہوے۔ ۲

کیا ناگوار سکو تھا جانا حضور کا — تسکین دل کو دیتا ہے آنا حضور کا
مملو ہوا ملال و زر سے خزانا حضور کا — تابع رہے مدام زمانا حضور کا

دنیا ت آستانے پہ نوبت بجا کرے
تا حشر بادشاہی کا جھنڈا اوڑا کرے

جب تک رہے جہان میں تنویر مہر و ماہ — روشن رہے ستارۂ اقبال بادشاہ
اوج و عروج پہ رہیں اجلال و عز و جاہ — شاہی کی زیب فرق مبارک رہے کلاہ

حافظ خدا رہے پاک سفر اور حضر میں ہو
سر پہ ہو تاج تیغ دو پیکر کمر میں ہو

جب تک ہو سکون نے چرخ چنبری — قائم رہے حضور کی شاہی و سروری
جب تک ہیں آسمان پہ زہرہ و مشتری — آفات کائنات سے خاقان رہیں بری

جاری ہو حکم شاہ کا ہر مرز و بوم پر
یا رب رہے ستارۂ تقدیر اوج پر

مخذول ہوں ریاست سلطان کے بدسگال — ہر دم فتور عقل میں دل میں رہے ملال
مقہور غم عدو رہیں دشمن خراب حال — تیغ ہیبت سے حساد ہوں حلال

سلطان کی ضرب تیغ کا سکہ جما رہے
افزوں ہو ملک و مال و حشم کو بقا رہے

باغ جہان کی شہ سے موافق رہے ہوا — ہوئے ہمیشہ حضور کا گلزار مدعا
ہر دم یہی ہے شیفتۂ خستہ کی دعا — دائم سر حضور پہ ہو سایۂ خدا

ہر کام میں کفیل رسول زمن رہیں
حامی ہوں چار یار محمد بخشن رہیں

ابدال مشکلوں میں کریں شاہ کی مدد — اوتاد ہوں محافظ نقصان چشم بد
مجذوب صبح و شام کریں ہر بلا کو رد — سالک دعائے شہ میں ہوں مشغول تا ابد

تائید بادشاہ میں ہر جملہ ولی رہیں
محبوب کے معین نبی و علی رہیں

بٹھایا وہ ہم ہی ہین - ورنہ کہان ریاست دکن اور مظفر جنگ بہادر - اگر ہم نہ ہوتے تو کیا ممکن تھا کہ مظفر جنگ مسند ریاست پر قدم رکھ سکتے - اور اب ہم جو چاہین کر سکتے ہین - اور جس چیز کی خواہش ہو طلب کر سکتے ہین - اور یہ ناممکن ہے کہ مظفر جنگ ہمارے کسی بات کو ٹالین اور انکار کرین - اگر انکار بھی کرین تو کیا ہو سکتا ہے - بزور شمشیر اسکا عیوض لیا جائیگا اور جنگ وجدال کی دہمکی دیکر اپنا مطلب نکال لینگے - بہرحال یہی خیالات تھے جو افاغنہ کو اتنا سرکش و گستاخ بنائے تھے - اور ہر ایک امر کے کہنے اور اپنے حسب خواہش کسی چیز کے طلب کرنے مین اونکو بالکل باک نہ تھا - گو اونکو اونکے اوس خاص خدمت کے صلے مین محاصل کیتر کا ملک اور قلعہ جات دیے گئے تھے - مگر اون کی حرص کی پیاس ابھی بجھی نہ تھی - وہ اسی خیال خام مین تھے کہ جو کچھ ہماری خدمت کے صلے مین دیا گیا ہے وہ بالکل ہی تھوڑا ہے - چنانچہ نواب مظفر جنگ بہادر کا اونکے ملک مین آنا ہی تھا کہ ہمت بہادر نے یہ درخواست پیش کی کہ تمام و کمال ملک و مال کے دو حصے کیے جائین ایک حصہ آپ اپنے لئے رکھین اور ایک حصہ پر ہمکو قبضہ دیا جائے - ہدایت محی الدین خان بہادر مین ان باتون کے سننے کی کب تاب تھی - کیونکہ وہ ایک صاحب غیرت اور شجیع رئیس تھے - آپ نے ان سرکشون کی تنبیہ اور تادیب مناسب خیال فرمائی - اور ۱۷ ربیع الاول ۱۱۶۴ھ* کو بمقام لکڑ نیت پلی جنگ شروع ہو گیا - ایک جانب تو مظفر جنگ بہادر اور سپاہ فرانسیس تھی - اور دوسرے طرف ہمت بہادر اور تمامی سرداران افاغنہ تھے - اس ہنگامہ جنگ وجدال مین مظفر جنگ بہادر کے جانب سے یعقوب محمد خان رسالدار اور میر مظفر خان بنگالی قتل ہوے - اور نعمت خان اور جلال الدین حسین خان زخمی ہوے - اور اوسی ہنگامہ گیرودار مین ایک تیر نواب میر نظام علیخان بہادر آصف جاہ ثانی

* ملاحظہ ہو مآثر الامرا - ۱۲

چہرۂ مبارک پر لگا۔ مگر اوسکا زخم خفیف تھا اور جلد اچھا ہوگیا۔ اور ایک تیر منظفر جنگ بہادر کے حلقۂ چشم مین ایسا کاری لگا کہ جس سے جانبر نہ ہوسکے اور روح پروانہ کرگئی۔ مگر رگھناتھ* داس دیوان نے جو آپکی خواصی مین بیٹھا ہوا تھا جب یہ حال دیکھا فوراً ایک ایسی چال چلا کہ منظفر جنگ کے جسم کو دونون ہاتون سے تھام کر ہر گہڑی سرگوشیان اور ہر لحظہ آب خاصہ اور گلوری کی طلبی کرنی شروع کردی۔ جس سے تمام لشکر وغیرہ کو آپ کے انتقال کی کیفیت معلوم ہوسکی اور اوسیطرح لڑائی ہوتی رہی۔ اگر ایسا نکیا جاتا تو مشکل تھا کہ لڑائی جمی رہے اور لشکریون کے پاؤن ٹھمے رہین۔ اس تدبیر سے بہت سے سرداران افاغنہ مارے گئے۔ اور میر محمد حسین خان نے ہمت بہادر کو ضرب بندوق سے ہلاک کیا۔ اور اپنا ہاتھی قریب لیجا کر سر کاٹ لیا۔ اور باقی ماندہ افاغنہ نے فرار پر کمر باندہی۔ اور اسطرح لڑائی کا خاتمہ ہوگیا۔

افسوس جن لوگون نے نواب شہید کیساتہ دغا کی تھی۔ اور اپنے آقائے ولی نعمت کے باعث قتل ہوے تھے۔ اونھون نے ایک لحظہ بھی آرام نہ پایا اور ایک گھڑی بھی اونکو آسودگی کے ساتہ بسر کرنا نصیب نہ ہوا۔ ہمیشہ لڑائی جھگڑے مین گذری آخرش اسطرح قصہ پاک ہوا کہ ہدایت محی الدین خان بہادر کے ساتہ جو لڑائی ہوئی اوسمین سب کے سب قتل ہوے اور اپنے کیفر کردار کو پہونچے اور ہزارون مرادین دامن آرزو مین لیکر راہی ملک عدم ہوے اور یہ واقعہ نواب شہید کے شہادت کے† پورے ساٹھ دن کے بعد واقع ہوا۔ اور ایک آن واحد مین قتل ہوگئے۔ ؎

دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را ۔۔۔ چندان امان نداد کہ شب را سحر کند

واقعی دنیا بے ثبات ہے۔ زندگی کا اعتبار نہین۔ تمام عمر ہوا و ہوس مین گذری

---

* ملاحظہ ہو تاریخ رشید الدین خانی۔ حدیقۃ العالم۔ ۱۲

† ملاحظہ ہو مآثر الامرا۔ ۱۲

ایک لحظہ بھی چین نہ پایا - ہر دم یہی خیال رہا کہ آج ان جھگڑون سے
پاک ہوتی ہے کل مرنے مین گذرے گی - مگر ہر روز یہی حال رہا کوئی کل
ایسی نہ آئی کہ کل آئے - اور روزانہ نئے جھگڑے قضئے واقع ہوتے رہے
اپنی آسودگی کے لئے اور اپنے نفع کے واسطے کیسکو ناحق ستایا کیسکا دل
دکھایا اور کیسکا مال اوڑایا - آخر اوس سے وہ بھی متمتع نہونے پایا - اور آرزون
کی گٹھری سر پر دہری اون یکایک چل بسا کہ کیسکے خواب و خیال مین بھی نہ آتا تھا
کہ انجام کار یون ہوگا - اتفاقات اسکو کہتے ہین کہ دوسروں مقتولون کے
دفن کی فرصت نہ ملی بلکہ دوسرے روز تمام لاشون کو اوٹھاکر ایک
صحراے لق و دق مین دفن کیا گیا - جو درندون اور گزندون کا مسکن تھا - ٦٢ آدمی
اور نواب شہید کا تابوت بھی اوسی تاریخ روضہ کو پہونچا جو ١٨ ربیع الاول
تھی - بعد از نماز مغرب سایۂ اولیاء اللہ مین دفن ہوئے - مقام غور ہے
اور اوسکی قدرت کا ایک ادنٰے کرشمہ ہے کہ نواب شہید نے اول اپنے
تا ملون کو زیر زمین بھیجکر بعد ازان آپ نے کنار لحد مین آرام فرمایا -
فاعتبروا یا اولی الابصار - کہتے ہین کہ جہان جہان راستے مین نواب شہید کا
تابوت ٹھہراتہا وہان رعایا نے مکانات اور سرائین بنوادی ہین اور زیارت
کرتے ہین اور نیاز ین چڑہاتے ہین - چنانچہ حیدر آباد مین بھی بیرون چنیا دروازہ
متصل بیگم بازار آپکے اسم مبارک کا ایک چلہ مشہور ہے - اور اکثر جانور
آپکے نام پر چھوڑ دئے جاتے ہین اور اکثر بازار مین گشت کیا کرتے ہین کوئی
اونکو نہ چھیڑ سکتا ہے اور نہ لیجا سکتا ہے - بیشتر بہت کثرت تھی - اب کم
دکھائی دیتے ہین - الحاصل جب اس لڑائی کا خاتمہ ہوا لشکر ظفر موج کرنول
پہونچا - شہر کو تاراج و غارت کیا - اور ہمت بہادر کے زن و فرزند قید
کر لئے گئے - شامت اعمال سے اوس بے ہمت کی جان و مال و آبرو سب برباد
ہوئی - دنیا مین یہ حالت ہوئی - معلوم نہین عاقبت مین کیا ہوگا - اوسکی
خبر خدا ہی جانے - علی ہذا القیاس جنیدا صاحب بھی قتل ہوا اور سر نیزہ پر چڑھایا گیا

کہتے ہین کہ محمد علیخان فرزند انور الدین خان گوپاموی المخاطب شہامت جنگ نے اپنے باپ کی شہادت کے بعد ترچناپلی کے قلعہ کو اپنا قیام بنایا۔ جب نظام الدولہ بہادر نے ارکاٹ پر قبضہ فرمایا محمد علیخان نے بھی آکر شرف ملازمت حاصل کیا۔ اور اپنے باپ کے خطاب سے سرفرازی پائی۔ جب نظام الدولہ بہادر کی شہادت واقع ہوئی محمد علیخان نے ترچناپلی کے قلعہ مین پناہ لی۔ یہہ وہ زمانہ تھا کہ ارکاٹ کی ریاست چندا صاحب کو تفویض تھی جو پہولچری مین رہتا تھا چندا صاحب نے وہی جماعت فرانسیس کی (جسنے نواب شہید پر شبخون مارا تھا) ہمراہ لیکر اور دوسری فوج اوسمین شامل کر کے ترچناپلی پر دہاوا کیا۔ اودہر انور الدین خان نے بھی اپنے فوج کے ساتہ فوج انگریز ساکن چینا پٹن کو متفق کر کے مقابلہ کیا۔ طرفین مین سخت جنگ واقع ہوئی۔ آخر کار انور الدین خان کی فتح ہوئی۔ اور چندا صاحب زندہ گرفتار ہو کر غرہ شعبان ۱۱۶۵ھ کو قتل ہوا۔ اور اوسکا سر نیزہ پر چڑہا کر تشہیر کیا گیا۔ اور فرانسیس سردار بھی گیارہ سو سپاہ کیساتہ قید ہوے۔ بہر حال بعد شہادت نواب ناصر جنگ بہادر کے اوس جماعت سے (جسنے شبخون مارا تھا۔) کوئی بھی باقی نہ رہا۔ اور سبکا خاتمہ اسطرح ہوا جو قابل عبرت ہے۔ ان فی ذلک لذکری لمن کان له قلب او القی السمع وهو شهید۔

مظفر جنگ بہادر کمال درجہ کے شجیع اور نہایت ہی ذکی الطبع و دقت پسند تھے۔ اور بسبب جودت طبع کے علوم معقول کے جانب اکثر طبیعت راغب رہتی تھی۔ اور طبیعت طالب العلمانہ تھی۔ اور تہذیب المنطق از بر یاد تھی شاعری سے لگاؤ نہ تہا۔ اور رات کو ہمیشہ علمی بحث فرماتے تھے۔ اور اکثر بول چال مین لغات کا استعمال فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ یہان ایک واقعہ تمثیلاً درج کیا جاتا ہے۔ ایکدفعہ نواب ناصر جنگ شہید نے آپکے

بہ تاریخ خورشید جاہی - ۱۲

# طرح

بابت ۲۰ ذیقعدہ سنہ ۱۳۱۱ھ

باغ عالم کی ہوا بدلی بہار آنیکو ہے

عقدار۔ جناب حکیم سید عبدالقادر صاحب شاگرد جناب شگفتہ صاحب کنتوری ساکن اندرون کھڑکی بودلے شاہ صاحب قبلہ قدس سرہ قریب مکان اروغہ صاحب کماٹیان۔

کیا عیادت کو ہماری وہ نگار آنیکو ہے
روح باہر جسم سے جو بار بار آنیکو ہے

پہر استقبال او ٹھکر قبر سے جاؤں نکیون
فاتحہ پڑہنے کو وہ سوے مزار آنیکو ہے

آتے آتے وہ مرے گہر پہر گئے تو غم نہین
شرم مانع ہے ارادہ لاکھہ بار آنیکو ہے

جلوۂ رفتار دلبر سے ہوے آثار حشر
کیا ابھی سے اینکا روز شمار آنیکو ہے

صیدگہ سے پہر کے وہ جاتے ہین کہدو ای اجل
ٹہیرو دم بہر سامنے تازہ شکار آنیکو ہے

پسگیا مانند سرمہ ٹہوکرین کہا کہا کے دل
تیرے دامن پر غبار ای شہسوار آنیکو ہے

خاک میری اوڑ رہی ہے آج بنکر گردباد
اب غبار اٹہلے ہے کوئی شہسوار آنیکو ہے

کہل کہلا کر ہنستے ہین غنچے سبھی گل کیطرح
سیر کو گلشن مین کوئی گلعذار آنیکو ہے

لب پہ نالے ہین گریبان چاک ہے ای دلربا
کس پریشانی سے تیرا دوستدار آنیکو ہے

موسم فصل بہاری ہے خزان کے دن گئے
باغ عالم کی ہوا بدلی بہار آنیکو ہے

کہدے اوس قاتل سے ای عقدار تو اتنا ضرور
اور بھی اک قتل کا امیدوار آنیکو ہے

حکمت۔ جناب حکیم محمد کرم علی صاحب خلف اصغر مولوی حکیم محمد مراد علی صاحب تلمیذ حضرت حشمت دخترت ساطع

کیا خرامانے پہول کوئی گلعذار آنیکو ہے
جسم مین کیون جان پہر زیر مزار آنیکو ہے

آج وہ بت اے دل امیدوار آنیکو ہے
نیند اب آنکھون مین پہلو مین قرار آنیکو ہے

اب جگر کو چین تو دل کو قرار آنیکو ہے
جام صہبا ہاتہ مین پہلو مین یار آنیکو ہے

آج پیمانہ پر ابر بہار آنیکو ہے
جوش پر بحر رحمت پروردگار آنیکو ہے

ڈر نہ تو اے دل بدبچائیگی یاس امید سے
وہ تسلی بخش جان بیقرار آنیکو ہے

مرگیا عاشق تو جا تو بیقراری بھی گئی
جان کیا جانیکو ہے دلمین قرار آنیکو ہے

حسرت دیدار نکلیگی ڈرون کیون میں جوش
آج ہی آئے جو کل وہ نشار آنیکو ہے

درد دل جاتا ہے کیونکر نہ اے حکمت میرا
میرے پہلو مین مسیح روزگار آنیکو ہے

رعد۔ جناب حکیم میرزا نادر علیصاحب فرزند حضرت میر کاظم علیخان شعلہ مرحوم۔

مژدہ باد اے دل میرے پہلو مین یار آنیکو ہے
الوداع اے بیقراری اب قرار آنیکو ہے

وہ تو کہتے ہین رہے پاس ادب لیکن یہان
حرف مطلب کا زبان پر بار بار آنیکو ہے

موسم پیری ہے دور آخر عہد شباب
ہوشیار اے مست وقت خمار آنیکو ہے

ہون ابھی سے مین در پیر مغان پر معتکف
جا چکا دور خزان فصل بہار آنیکو ہے

رخصت اے صبر و خرد کبتک رہین مشتاق دید
بام پر وہ برق طور اب آشکار آنیکو ہے

منتظر ہون رعد مین بھی دل بدست و سر بکف
بے خبر قاتل مرا بہر شکار آنیکو ہے

رفعت۔ جناب سید مخدوم محمد محمد الحسنی خادم سجادہ درگاہ حضرت سید خواجہ حسین شاہ ولی قدس سرہ شاگرد حضرت شیفتہ صاحب کنتوری۔

کیا مبارک وقت آیا گلعذار آنیکو ہے
باغ عالم کی ہوا بدلی بہار آنیکو ہے

پھر لیجائین نہ رستے سے کہین اوسکو رقیب
آج کا وعدہ ہے میرے پاس یار آنیکو ہے

روح جانیکو ہے دم بھر مین سوئے ملک عدم
کوئی یہ کہتا نہین ہمسے کہ یار آنیکو ہے

ہچکیان لیتا ہون مین فرقت مین دل بیتاب ہے
ہجر جانا مین لبون پر جان زار آنیکو ہے

زخم دل آئے ہوے اور جان کے لالے پڑے
اب تماشہ دیکھیے کو وہ نگار آنیکو ہے

بھاگتے پھرتے تھے دنیا سے طالب تھے ہم
اب جو نفرت ہمنے کی وہ بیقرار آنیکو ہے

نزع مین ہون اب آئین دلمین نا قصد و ہے
دستگیری کو شہ ذی زرف سوار آنیکو ہے

جلد یثرب مین بلاؤ یا رسول مجتبے
در پر رفعت آپکے امیدوار آنیکو ہے

رحم۔ عالیجناب راجہ نیم چند بہادر

آجکل پہلو مین وہ شوخ نگار آنیکو ہے
بعد مدت دلکو میرے اب قرار آنیکو ہے

## تریاق افیون

چونکہ افیون مین ایسی سمیت ہے جس سے اکثر افیون خورون کی ہلاکت ہو جانے مین خصوصاً اطفال خورد سال کو تو بہت صورت ہوا کرتی ہے اور جو آلۂ زہر کش طب انگریزی مین ایجاد ہوا ہے اکثر وقت اوس سے بھی زہر کھائے ہوے مین ناکامیابی ہوتی ہے۔ بلکہ اگر افیون معدہ سے گذر کر سرایت اخلاط مین کر جائے تو کلیتہ یہ آلہ بیکار ہی ہے لہذا مین اپنے اس تجربہ کو برائے اطلاع عام مشتہر کرتا ہون اور وثیقہ خاصتہ نفع ایسا ہوتا ہے کہ اگر افیون کی سمیت کسی درجہ تک کیون نہ پہونچ جائے یہ تریاق معدہ مین پہونچتی ہے تمام زہر کو خارج کر دیتی ہے اور چشم زدن مین افیون خورندہ صحیح ہو جاتا ہے اور بہائی اسکو آپ سہل و کثیر النفع تریاق ہے کہ نہایت لائق ہے کہ ہر گہر دہ و قصبہ و شہر اس سے خالی نہو گا کیونکہ فی الوقت جسکی تلاش کو ہوا کہین دو قدم جانیکی ضرورت نہین ہے وہ تریاق کثیر النفع **ہلدی** ہے جس شخص نے افیون کہا لی ہو اوسکو تہوڑی ہلدی گہول کر پلا دیجائے فوراً سمیت دفع ہو جاتی ہے۔ اس تریاق کو تمام اہل اخبارات اپنے اپنے اخبارات مین درج کرکے تمامہ خلائق کو اس سے اطلاع دینا فرض سمجھین۔ فقط المشتہر خادم الاطبا سید بادشاہ علی ضیا متعلق عالیجناب نواب بہرام الدولہ بہادر۔

میرے نالون مین اثر پیدا کیا اللہ نے
اونکے دل مین اب تلپھٹ لنے غبار آنیکو ہے

رحم کیا محشر مین ہمکو اونکی امید ہو
یار نادم رو برو سے گردگار آنیکو ہے

## شگفتہ جناب سید محمد کاظم حسین صاحب کنتوری

آسمان پر ہجر مین ابر بہار آنیکو ہے
آج مجکو گریہ بے اختیار آنیکو ہے

در پہ ہین دربان کہڑے ہیر وکنے کا بندوبست
کوچۂ جانان مین کوئی بیقرار آنیکو ہے

وہ ٹرہین گے فاتحہ رکھکر حنائی ہاتہ کو
آج تجھمین رنگ ای لوح مزار آنیکو ہے

دیکھئے یہ آئینہ مٹی ہی مین ملجائیگا
میری جانب سے اگر دلمین غبار آنیکو ہے

مہ جبین غیرت سے اپنی سر جھکائی ہین کہڑے
عرصۂ محشر مین کوئی دلفگار آنیکو ہے

اوٹھہ چکا پہلو سے دلبر وصل کی شب ہی تمام
سامنے آنکھونکے روز انتظار آنیکو ہے

بزم مین حور و پری آنیکا بیجا ہے خیال
کوئی آنے کو نہین ہے وہ نگار آنیکو ہے

دین و ایمان جان و دل ہر چیز کو لیجا ئے
یہ متاع بیش قیمت نذر یار آنیکو ہے

حشر پر موقوف ہے جب وعدۂ دیدار یار
دل کو میرے حشر ہی مین پہر قرار آنیکو ہے

تیغ قاتل سے کہیلین گے سیکڑون گلہائی زخم
عاشقون کے نخل قامت پر بہار آنیکو ہے

یار کی باتون کا جادو شگفتہ پر چل گیا
جہوٹے وعدونکا پہر اوسکو اعتبار آنیکو ہے

## عزیز جناب محمد امتیاز علی صاحب شاگرد جناب حضرت شگفتہ کنتوری مدظلہ

باغ مین گلگشت کو وہ گلعذار آنیکو ہے
فصل گل مین اور اک تازہ بہار آنیکو ہے

فاتحہ پڑہنے کو مرقد پر نگار آنیکو ہے
یا مٹانیکے لئے لوح مزار آنیکو ہے

غافلو ایسا کرو جس سے رہو تم نیکنام
پہر نہین دنیا مین کوئی بار بار آنیکو ہے

جانب میخانہ اب جلدی چلو ای میکشو
باغ عالم کی ہوا بدلی بہار آنیکو ہے

پاؤن کے چھالونکا کہجلانا نہین ہے بے سبب
اب مرے تلوون کے نیچے کوئی خار آنیکو ہے

خشم میگون کا ہون عاشق ساقیا دے پہر جام
میری آنکھون مین کوئی دم مین خمار آنیکو ہے

ہو گیا قاتل پہ کہنے کا تری اے سیمبر
بے بہا دلکو تو کہتا ہے کہ جار آنیکو ہے

جال زلفونکا بچھا رکھا ہے تمنے کس لئے
شل میرے اب نہین اسمین شکار آنیکو ہے

درد و غم کو اسلئے رخصت کیا ہمنے عزیز
خانۂ دل مین ہمارے یاد یار آنیکو ہے

**فدوی۔ جناب کملات مرتبت صاحب ممبر انجمن عثمانیہ حیدر آباد دکن**

آج کے شب وصل کا وعدہ ہوا ہے یار سے
جاگی اب قسمت مری پہلو مین یار آنیکو ہے

آمد آمد ہے یہ کس ترک ستمگر کی یہان
دل کے پامالی کو کیا وہ نئے سوار آنیکو ہے

**مہدوی۔ جناب جوہری سید عیسیٰ صاحب آنریری جج عدالت دیوانی بلدہ تلمیذ حضرت ناقف**

پہر پریشان ہوگئے زنجیر زلف یار آنیکو ہے
باغ عالم مین ہوا ہے مشکبار آنیکو ہے

دل نہین پہولے سماتا ہے خوشی سے آجکل
کیا کوئی پہلو مین میرے گلعذار آنیکو ہے

سرو قدین نے ہے منو کہیہ ہے جوبن کا ابہار
ایسکوئی دن مین جوانی کی بہار آنیکو ہے

لوگیا موسم خزان کا عندلیب شاد ہو
پہر ہوا بدلی چمن کی پہر بہار آنیکو ہے

دے ذرا سی اور بہی حرکت مژہ کو ترک نہ چلا
بار ادہر پہلو سے اس پہلو کے پار آنیکو ہے

**محمود۔ جناب محمد محمود علیرضا انبہوی (؟) مہتمم بندوبست و منتظم منشی نواب سلطان الملک بہادر علاقہ بانگا تلمیذ حضرت شفیق (؟)**

ناز سے انداز سے وہ گلعذار آنیکو ہے
مژدہ ای نخل تمنا تجہین بار آنیکو ہے

وہ گہٹا اوٹہی وہ کوکے مور مینہ نہ کہلا
کہدو رندونسے سنبہل جائین بہار آنیکو ہے

سیکڑون مین ایک بہی وعدہ نہین ہوتا وفا
وہ نہ آئیگا ارادہ گو ہزار آنیکو ہے

خوب لوٹینگے مزے عاشق مزاج اندیا
قاف سے پریان لئے ہمراہ مار آنیکو ہے

قبر میری غیرت خلد برین بنجائیگی
گل چڑہانے کو وہ بالائے مزار آنیکو ہے

شام بہی آئی نہ آیا اوس پریوش کا قدم
آج بہی دیو شب تاریک تار آنیکو ہے

اپنے چاک دامن دل ہین رفو ہو جائیگا
رشتہ الفت سے معشوقون کو کہیا آنیکو ہے

نشہ حسن جوانی کا نہین کچہہ اعتبار
دلین اپنے یہ سمجہہ رکہو اوتار آنیکو ہے

نالہ و آہ و فغان حاضر نہین استقبال کو
کون اونکے آستان پر اشکبار آنیکو ہے

چشم عاشق مین کبہی بیوجہ اشک آتے نہین
صاف کہدے کیا تری دلمین غبار آنیکو ہے

موت کا پیغام آیا آہ کب محمود کو
سنکے خوشخبری ہو رہا تہا خط یار آنیکو ہے

**ورما۔ جناب گورسرن بابی صاحب فرزند رائے راجسی (؟) ہما توکل معتمد مرلیمنو ہرش فلیٹ (؟) کلب**

باغ عالم کی ہوا بدلی بہار آنیکو ہے
گلفتین سب شگفتین دلکو قرار آنیکو ہے

واہ کیا کہنا ہی تیرے حسن کا ای شاہ حسن
سکہ خورشید و مہ بہر نثار آنیکو ہے

# شکریہ

ہم اون اولوالعزم رؤسا و معززامرا کا شکریہ ادا کئے بغیر نہین رہ سکتے۔ اور نہ ہماری طبیعت ہی اس قسم کی ہے کہ جو ہماری اعانت و امداد فرمائے اوسکا اظہار نکرین۔ ہم سب سے پہلے عالیجناب نواب سلطان الملک بہادر کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہین کہ نواب صاحب ممدوح نے بلحاظ اپنے خاندانی اعزاز و عظمت کے تیس روپیہ سالانہ کی رقم بحساب سالانہ عطا فرمائی۔ اور راجہ راجان مہاراجہ شیوراج دہرم ونت کا بھی خلوص دل سے شکریہ ادا کرتے ہین کہ راجہ صاحب موصوف نے دو سال کا چندہ بابتہ گذشتہ و پیشگی مبلغ (عـــہ) روپیہ بحساب سالانہ (عـــہ) روپیہ کے عنایت فرماکر رسالہ کی اعانت فرمائی۔ جیساکہ ان رؤسا صدر نے فیاضی و دریادلی سے اس ملکی رسالہ کی اعانت و امداد فرماکر ہمکو ممنون فرمایا ہے۔ خدا کرے اسیطرح جملہ قدردانان جلوۂ محبوب امداد و اعانت فرماکر گلدستہ کی اشاعت مین رونق بڑہائین۔

اب ہم اون معزز حضرات کے نام نامی بھی شکریہ کے ساتہ درج ذیل کرتے ہین جنہون نے زر قیمت ادا فرماکر رسالہ کی اعانت فرمائی۔ اور اون بقیہ معزز حضرات سے استدعا کرتے ہین۔ جنہون نے ابتک امداد نفرمائی۔ اور نہ زر قیمت روانہ فرمایا۔ حالانکہ سال بھی ختم ہوا۔ ہم امید کرتے ہین کہ بہت جلد اون حضرات کی بھی اوہر توجہ مبذول ہوگی۔ اور اس مہتمم کو شکریہ ادا کرنیکا موقع ملیگا۔

مہتمم

# ریویو

(۱) دہوکا یا طلسمی فانوس - انگلستان کے مسلم الثبوت جادو نگار مسٹر
رینالڈ کے ایک عجیب اخلاقی ناول کا ترجمہ ہے - اسمین نصیحت خیز و عبرت
آمیز وہ باتین بتلائی گئین ہین کہ جو لائق دید و قابل شنید ہین - مصنف کا
یہ فقرہ آب زر سے لکہنے کے قابل ہے کہ "ظاہری صورت اعتماد کے
لائق نہین"! یہ فقرہ ایسا حاوی ہے کہ جسقدر غور سے دیکہا جاے عمدہ اور
مفید پہلو پیدا ہوسکتے ہین - واقعی دنیا ایک دہوکے کی ٹٹی ہے - جسکا ظاہر
کچہ ہے اور باطن کچہ - بہرحال آدمی ظاہرداری کا والہ نہ رہے - جسمین
صدہا اقسام کے مضرتین اور ہزارہا طرح کے آفتین نہان ہین - اس ناول کا
ہیرو سراڈمنڈ ہے جسنے کتاب القلب کے ذریعہ سے پوشیدہ رازون سے
واقف ہوکر ایک بڑا بہاری تجربہ حاصل کیا ہے - انسان کے عادات
وخصائل ظاہری کچہ دکہائی دیتے ہین اور باطن کا حال کتاب القلب سے
کچہ اور ہی معلوم ہوتا ہے - اس قصہ کے چند پارٹ ایسے دلکش
و دردانگیز ہین کہ آدمی بیخود بنجاتا ہے - خصوصًا ایملائن اور روزا کی سرگذشت
جسمین روزا نے محض اپنے باپ کے بدنامی نہونیکے غرض سے اپنے کو
معرض ہلاکت مین ڈالا تہا - اور خطوط نفسانی پر پانی پہیر دیا تہا اور مسٹر لنسی کے
مردنما دختر کا حال - اور تین دوستون کا عہد اونکے ساتہ انقلاب زمانہ کے
جہونک - اور پہر اوسکا حسن خاتمہ - اور مرد آہنین نقاب کے حالات - بہر
حال یہ ناول بوڑہون کا حافظ اور جوانون کا ناصح ہے ہماری راے مین تو
اس طرز و خوبی کے ناول شاید بہت کم شایع ہوے ہون گے - اسکے مترجم
بہی تو ہمارے لائق و معزز و محترم دوست منشی محمد سجاد حسین صاحب ایڈیٹر
اودہ پنچ لکہنو ہین - پہر کیون نہو یہ ناول اپنا آپ نظیر ہے - قیمت بہی بہت ہی

کم ہے یعنی (عہ) منشی بجے نرائن صاحب ورما آنریری مالک رسالۂ ناول
لکھنؤ کے پتہ پر مل سکتا ہے -

(۲) **مظفر ورا ما بائی** - اورنگ زیب محمد عالمگیر شاہ کے زمانہ کا ایک
سچا واقعہ ہے - دکن کی چڑہائی کے حالات ہندو اور مسلمانون کے لڑائی
کے واقعات اس خوبی سے بیان کئے گئے ہین کہ باید وشاید - حضرت
عشق کے کارستانیان مظفر خان ورا ما بائی کے مجبوریان - آغا نقدا ٹہگ
کے حالات کہانڈے راو کی بہادریان - یان نایک کی پورشیں حسن و
عشق کی شورشیں فراق کی اذیتین وصل کی لذتین - المختصر کوئی بات ایسی
نہین ہے جو اسمین بتلائی نہ گئی ہو - اگر ایک صفحہ بہی پڑہو تو بلا ختم کئے کے چہوڑنیکو
دل نہ چاہے - اس کے مصنف سید عاشق حسین صاحب عاشق لکھنوی
مشہور ناولسٹ ہین - جنکے تصانیف مشہور ہین - قیمت بھی بہت ہی کم یعنی
(۱۲/-) نشان مذکورہ بالا پر سے یہ ناول بھی مل سکتا ہے -

(۳) **لال کپتان** - یہ ایک تاریخی ناول ہے جسمین جبل اسود اور ترکی کے
لڑائیان - اور اوسکے ساتھ ہی ساتھ عشق و حسن کے راز و نیاز - اسمعیل بے کا
عشق کیتہرائن بیگم اسقوطری کے ساتھ - اور اوسکا انکار اسمعیل بے کی سازشین
شہزادہ نکولس حاکم جبل اسود کی کوششین آخر کار اسمعیل بے کا قتل کیتہرائن کی
شادی شہزادہ نکولس کے ساتھ جو لال کپتان کے نام سے مشہور تھا - ناول
کیا ہے کہ تاریخی واقعات کا سچا فوٹو ہے - رزم و بزم جو ناول کی جان ہین اسمین
سب کچھ موجود ہین - زبان شستہ اور محاورات پاکیزہ ہین قیمت بھی کچھ ایسی
زیادہ نہین - صرف (۸/) نشان مذکورہ بالا سے طلب کیجئے -

(۴) **جواہر کشتہ** - یہ رسالہ تقریباً سوا جزء کا ہے اسمین ہر قسم کے دہات
وغیرہ کے کشتہ کرنیکی تراکیب مندرج ہین - لائق مولف نے اسمین ان
ترکیبون کو یکجا جمع کیا ہے جو مجرب و آزمودہ ہین جو کسی حالت مین ہٹ
پڑہی نہین سکتے - اور ایک ایک جز کے کشتہ کرنے کے لئے کئی ترکیبین

درج کی ہین۔ اور مختلف ادویہ سے کشتہ کا بنانا بتلایا ہے۔ اور اوسکے خواص
و ماہیت بھی درج مین۔ اور اون خاکون کی مقدار خوراک بھی لکھی گئی ہے
الملخص بجمیع الوجوہ یہ ایک ایسا نایاب رسالہ ہے جو لاکہون روپئے صرف
کرنے سے بھی یہ تجربے حاصل نہ ہوسکین۔ مہوسون کی تو جان ہے حکما
اگر چاہین تو ایک خفگی مین ہزار ہا روپیہ پیدا کرین۔ مولف نے بنظر رفاہ عام
اسکی قیمت بھی ایسی کم رکھی ہے جو اسکے ہم پلہ نہین ہوسکتی۔ یعنی (۸ س) یہ
پہلا حصہ ہے جو ہزارہا خوبیون کا منبع ہے۔ اسکے لایق مولف نے اسکے
دوسرے حصہ کا بھی عنقریب ہین شایع کرنیکا وعدہ کیا ہے۔ اور اوس حصہ کا
نام ذخیرۂ جواہر ظاہر کردیا ہے۔ اگر پبلک اس نقش اول کی قدر کرے گی تو
شاید مولف کو دوسرے حصہ کے جلد شایع کرنے مین تامل نہ ہوگا۔ اور جو
لکھی ہے وہ پوری ہوجائیگی ہمارے شائقین حکیم عبدالستار عرف اسطر دہلی
بازار لال چاہ اندرون مدرسہ میر جملہ سے طلب کرین۔

**سرمایۂ شباب** ۔ یہ ایک چھوٹا سا رسالہ ہے۔ اسکے نام ہی سے ہمارے
شائقین بھاپ گئے ہونگے۔ اسمین لائق مولف نے جماع کے نقصان و
فوائد کو ایک بہت ہی اچھے پیرایہ مین بتلایا ہے اور اوسکے ساتہ ہی ساتہ
ضروری ہدایتین بھی کردی ہین۔ مزاج کی شناخت ضعف دماغ و قلب
و باہ کے مجرب نسخے اور اونکے خاص خاص صورتین۔ اور امراض خبیثہ
کے آزمودہ علاج۔ اور کشتون کا استعمال اور اونکے فوائد بہرحال یہ کل چیزین
ایسی خوبصورتی سے ظاہر کی گئی مین جس سے ایک ناتجربہ کار بھی تجربہ کار بن
سکتا ہے۔ ہر صغیر و کبیر اس سے ایک عمدہ سبق حاصل کرسکتا ہے۔ اس
کتاب کے مولف بھی وہی ہمارے عنایت فرما حکیم عبدالستار صاحب مولف
رسالۂ جواہر کشتہ ہین پتہ مذکورہ بالا سے یہ کتاب بھی مل سکتی ہے۔

(۶) **رفیق ہند**۔ یہ اسم بامسمے اخبار ہفتہ واری لاہور سے نکلتا ہے۔ یہ
ایک قدیم اخبار ہے۔ مگر چند روز ون نا دہندون کی وجہ سے ایک کثیر رقم کا

خسارہ اوٹھا کر بند ہوگیا تھا۔ اور اب تھوڑے ہی روز ہوئے ہین کہ پھر اپنے اوس پچھلے آن بان سے شایع ہونا شروع ہوا ہے اسمین عمدہ مضامین پاکیزہ خیالات دلچسپ خبرین درج ہوتے ہین۔ اسکے لائق ایڈیٹر ہمارے معزز و محترم عنایت فرما جناب مولوی محرم علی صاحب چشتی ہین جنکی لکچر ہمارے علم دوست حضرات کے نظرون سے گذرے ہونگے جو اکثر ہندوستان کے اخبارات مین شایع ہوتے ہین۔ جس سے ہمارے لایق ایڈیٹر کی لیاقت کے انداز کا پورا ثبوت ملتا ہے۔ چنانچہ حال ہی مین انجمن عثمانیہ لاہور کی جلسہ مین ۲ ایک نئی بات کے عنوان سے جو تقریر فرمائے تھے وہ لائق دید ہے۔ جسکے مقناطیسی اثر سے امید سے زیادہ سامعین کا ہجوم جلسہ مین ہوگیا تھا۔ تقریر کا ماحصل یہ تھا کہ اعلیحضرت حضور پرنور بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی سرکار نظام کے سالگرہ مبارک کی یادگار مین چند وظایف وظایف نظامیہ یا وظایف آصفیہ یا وظایف محبوبیہ کے نام سے قایم کئے جائین۔ الحاصل اخبار رفیق ہند ایک ایسے لایق ایڈیٹر کے زور قلم سے شایع ہوتا ہے جس سے اوسکے مضامین ضرور قابل قدر ہین۔ اسکے ساتھ ہی کاغذ گندہ چھپائی عمدہ قیمت سالانہ پیشگی والیان ریاست سے ۵ روسا سے عہ عام شایقین سے ع غربا و طلبا سے لے روپیہ مقرر ہے۔ مابعد کا ہرگز حساب نہین۔ فقط

ایڈیٹر

# پابندیٔ وقت

نیچر کے کل کام وقت کے پابند دیکھکر ہم لوگون کو بڑا افسوس
ہوتا ہے۔ آفتاب و مہتاب ٹھیک وقت مین اپنا دورہ ختم کرتے
ہین اور پھر دوسرے روز اپنے مقررہ وقت پر جلوہ افروز عالم
ہوتے ہین۔ اس نیچر کی گھڑیال مین کبھی کم و بیشی نہین ہوتی۔ کل چرند
پرند آفتاب نکلنے کے پہلے اپنے گھونسلے مین اوٹھکر اپنے مالک
حقیقی کے ثناخوان ہوتے ہین اور ٹھیک وقت پر باہر نکلکر اپنے
پیٹ بھرنے کی فکر کرتے ہین اور وقت ہونے سے پہلے اپنے
گھونسلون مین واپس آتے ہین۔ بہرحال جو کام ہم دیکھتے ہین وہ
اپنے وقت پر انجام پاتا ہے۔ مگر ہم لوگ وقت کی قدر نہین
کرتے اور اوسکو باقاعدہ تقسیم کرنے پر اپنی مستعدی ظاہر نہین کرتے
ہمین اپنی حالت پر آپ افسوس آتا ہے کہ کوئی کام ہمارا باقاعدہ
نہین تقسیم اوقات کرتے جی ڈرتا ہے کیونکہ اس سے ہماری وحشیانہ
آزادی دور ہوتی ہے جسکے ہم صدیون سے عادی چلے آتے ہین۔
دماغ اپنی خودسری اور آرام طلبی چھوڑنا نہین چاہتا۔ زبان گپ شپ
کے بغیر رہ نہین سکتی۔ پھر دن ایک ہی کام مین مشغول رہتی ہین
پڑھنے بیٹھے تو کتاب کے کیڑے ہو گئے۔ لکھنے بیٹھے تو اوسمین غرق
ہو گئے۔ ادہر دو کام بنائے اودہر چار بگڑے یہ ساری خرابیان
کیون ہین صرف وقت کی تقسیم کام کی حیثیت کے موافق نکرنے سے

ہملوگ نہین سمجھتے کہ وقت ایک قیمتی چیز ہے جسکے ایک لمحہ کی قیمت ساری دنیا بھی نہین ہوسکتی اور اوسکو ہم کس ناقدری اور ناشکرگزاری سے گذار دیتے ہین۔ دنیا مین ہر ایک چیز دستیاب ہوسکتی ہے مگر گذرا ہوا وقت ہرگز نہین حاصل ہوتا۔ جوان بوڑھا ہونا نہین چاہتا بوڑھا مرنے سے جان بچاتا ہے مگر تعجب ہے کہ اس قیمتی وقت کے گذرنے کی عام خواہش پائی جاتی ہے۔ ماں باپ چاہتے ہین کہ ہمارا بچہ جلد جوان ہوجائے۔ ملازم چاہتے ہین کہ مہینا جلد ختم ہو کہ تنخواہ جلد ملے۔ بیمار کہتا ہے کہ مجھے ایک گھڑی سال کے برابر ہے کہین یہ رات جلد گزرے یہ دن جلد ختم ہو۔ زمیندار چاہتے ہین کہ جلد فصل کٹنے کا وقت آجائے۔ طالب علم چاہتے ہین کہ ہماری طالب علمی کا زمانہ جلد ختم ہو۔ حضرات! گذرا ہوا وقت واپس نہین آتا اور آئندہ کی پوری امید نہین اسلئے موجودہ وقت کو غنیمت جانئے اور اوسکی قدر کیجئے کہ ضایع نہ جائے ورنہ افسوس کے سوا اور کچھ حاصل نہ ہوگا۔ یورپ کی ترقی کا عالم دیکھئے۔ طلسمات کی طرح نئی چیزین پیدا ہوتی جاتی ہین۔ صنعت و حرفت کے جوہر سے دنیا کا روپیہ وصول کرتے جاتے ہین۔ ہمارے ملک کے مزدور دن بھر مین تین چار آنہ پیدا کرتے ہین۔ یورپ مین کیون اسقدر روپیہ گھنٹون کی اجرت ہے اسلئے کہ وہ لوگ اپنے وقت کو قیمتی سمجھتے ہین اور اوسکا کوئی حصہ بیکار نہین جانے دیتے۔ یورپ مین سب لوگ ہر ایک کام کے واسطے اوسکی ضرورت کے موافق وقت مقرر کرلیتے ہین اور وہ کام اوسی وقت مقررہ پہ کرتے ہین۔ اگر ہم بھی یہ دل مین مصمم ارادہ کرلین کہ فلان وقت فلان کام کرینگے تو کیا عجب ہے کہ ہم بھی ترقی کے زینہ پر چڑھ جائین۔ حضرات! غور سے ملاحظہ فرمائے کہ جبتک ہم اپنی ضد ہی اور

غیر ضروری کاموںکو جانچ کراون کے لئے جداگانہ وقت مقرر کرین
اور پھر اوس وقت مقررہ پیا و نکا پورا کرنا لازمی نہ سمجھین تب تک شایستہ
بنہا اور ملک سے عام افلاس کا دور ہونا ہرگز ممکن نہین ۔ بس مین اپنی
ملکی بہائیوں سے امید کرتا ہون کہ وقت کو قیمتی سمجھکر اوسکی پابندی
کرینگے اور اوسکو ایک ضروری امر سمجھکر اوس سے فائدہ اٹھاتینگے ۔ فقط

راقم

مہا دیو پرشاد فرزند راے لنگر پرشاد صاحب ملیتی اقرباے راجہ
راجہان راجہ شیو راج دہرم ونت بہادر مبنی الحمن عثمانیہ چوک میدان

# براہ کرم ذیل کی سطرین بھی ملاحظہ فرمالیجے مگر توجہ شرط ہے

جلوۂ محبوب کا یہ بارہوان نمبر ہے یعنی اس نے پورے سال کا دورہ ختم کیا ہے ۔
گو اس پر نمبر (۸) ڈالا گیا ہے لاکن پچھلے چار نمبر سال اول کے ملنے سے پورے
بارہ نمبر ہوتے ہین ۔ مگر اب تک ہمارے بعض معزز حضرات نے اسکی امداد و اعانت
کیجانب توجہ نہین فرمائی ہے ۔ حالانکہ بذریعہ اشتہارات مطبوعہ و کارڈ و خطوط بارہا اطلاع
دیگئی اور توجہ دلائی گئی ہے ۔ لیکن جواب تک ادا نہوا ۔ امداد و اعانت تو الگ طرف
اب ہم امید کرتے ہین کہ مثل دوسرے معزز خریداروں کے جنہوں نے پیشگی
امداد و اعانت فرماکر ہمین ممنون فرمایا ہے ۔ اوسیطرح ہمارے بقیہ معزز خریدار بھی
توجہ فرماکر ہمین مشکوری کا موقع دینگے ۔ کیونکہ سال بھی ختم ہو چکا ہے ۔
اگر اب بھی توجہ نکیجاے تو بہت کیجائیگی ۔ اس ملکی رسالہ کی ترقی و اشاعت
آپ ہی معزز حضرات کی امداد و اعانت سے وابستہ ہے ۔

مہتمم

نوٹ: فارم تشخیص امراض وجنتری سنہ ۱۹۱۵ء آدہ آنہ کا ٹکٹ آنے پرہ کا یا مفت

استادہ ہوی ہے دو لوٗن پر
ہنڈرڈ ورجنس کا ذکر لکہا ہے ؟
بزرگ (ایک گہری اور سنجیدہ آواز سے)
یہ سنو اتم نے تو نوشتہ گاتہک
مین یہ پڑہا ہوگا کہ مارگیٹیو جو شاہ
راڈرک اور خوبصورت فلارنڈا
لاکاوا کی نسل سے تہا کسیطرح
سے آسٹریا مین تخت نشین کیا گیا
اور کسیطرح تمنے یہ بہی دیکہا ہے
کہ مارگیٹیو نے قوم مور سے
کیسی ناشائستہ صلاح کرلی جبکہ
آخر الذکر نے اوسکے صدہا بجات کو
اپنے حملون سے ترسان و لرزان
کردیا۔

جون٭ " اور اوسکے بعد دی
کٹمپاکٹ آف دی ہنڈرڈ
ورجنس کا ذکر " مگر یہ بتلائے
کہ اس صلاح سے حقیقی غرض کیا
تہی "

بزرگ " ہان۔ اب مین اوسکو
بیان کرتا ہون جب شہر قرطبہ
سے سلطان عبد الرحمن کی فوجین
سرحد آسٹریا کے قریب آگئین
تو مارگیٹیو نے صلح کے شروط
طلب کئے۔ اور مور بادشاہ
نے قبول فرماکر ایک ایسے صلحنامہ
پر اوسکی دستخط طلب کی جسکے مطابق
وہ نہایت صفائی کے ساتھہ یہ
وعدہ کرتا تہا کہ ملک آسٹریا کو
اوسوقت تک کسی قسم کا صدمہ
نہ پہونچایا جائیگا جب تک کہ سالانہ
خراج مین اوسکو شریف خاندان
سے ایک سو کنواری لڑکیان متواتر
بہیجا کرین مارگیٹیو نے اس
درخواست کو منظور کرلیا۔ اور
عبد الرحمان اپنی فوجون سمیت
واپس ہوگیا۔

اس واقعہ نے جو سنہ ۷۹۰ء مین
واقع ہوا تہا مارگیٹیو کو سلطنت
سے معزول کردیا۔ گو اہل آسٹریا
اسقدر ناراض تو ہوگئے تہے
کہ اپنے حکمران اور اوسکی حفاظتی
فوج کے خلاف مین اپنے زور
بازو سے ایک کامیاب عذر
کرجاتے لیکن تاہم اسبات سے
کہ مبادا سالانہ خراج دہی کے

٭ یعنی سو دوشیزہ لڑکیان ۱۲ مترجم

انکار سے کہین بادشاہ مور بدلا
لے۔ اسلئے وہ بہت ڈرتے
تھے ۸۰۹ سنہ ء سے لیکر اب تک
برابر سالانہ اس عہدنامہ کا جمع کیا
ہوا جھگڑا نظر آتا ہے۔

مگر مجھے تم سے یہ بھی کہدینا
چاہیئے کہ عبد الرحمن اول کے
انتقال کے بعد اوسکے بیٹے
عبد الرحمن ثانی نے اہل آسٹریا کی
درخواست پر جو اوسکی جناب مین
پیش ہوی تھی بنظر عنایت اتنی
رعایت کی کہ آئندہ سے خراج
مین سو کنواری لڑکیان شریف
خاندانون سے اور سو عوام الناس
انتخاب کی جائین۔ اسطرح سے
ہر موسم خزان مین جبکہ ستمبر کا مہینہ
آتا ہے آسٹریا کا بادشاہ دو
کمشنرونکو مقرر کرتا ہے تاکہ وہ
بادشاہ مور کے خراج کے لئے
ایک سو کنواری لڑکیان فراہم کرین
اور اسطرح سے ہر سال ایک سو
خاندان جن سے چیدہ چیدہ حسین
خاتونین سنگدلی کے ساتھ چھین لی
جاتی ہین اپنے کو دریائے بدنصیبی
و ناامیدی مین گرا دیتے ہین۔

اسطرح منتخب ہونیکے
بعد یہ اسیر خاتونین اون عورتون
کے سپرد کیجاتی ہین جنکو عہدہ
کمشنری پر مقرر کرتے ہین تاکہ اونکی
نگہبانی کرین اور اونکے ساتھ شہر
قرطبہ دار السلطنت مور تک بطور
بدرقہ جائین۔ ان خاتونون کے
ایام سفر مین شہر اویڈو سے
لیکر اونکی جاے مقسوم تک جن جن
شہرون دیہاتون یا ایوانون مین
یہ شب باش ہوتے ہین وہان
سخت تر انتظام کے لئے حکم دیاجاتا
ہے۔

جس کسی آبادی مین ان لوگونکا
عارضی مقام ہوتا ہے وہان کے
سب دروازے تمام اجنبیون
مسافرون اور رہرون کے لئے
خواہ کسی جنس کا یا کیسے ہی پیشہ کا
کیون نہو بالکل بند کردئے جاتے
ہین۔ کیونکہ جس گھڑی یہ کنواری
لڑکیان ایک مرتبہ منتخب ہوچکین
اوسیوقت سے وہ شاہ قرطبہ کی
ملک سمجھی جاتی ہین۔ یہان اسلئے

جہان تک ممکن ہو اس امر کا انتظام
کیا جاتا ہے کہ وہ ذرا بھی اپنے
دوستون خویش واقارب یا
یا عاشقون سے خط وکتابت
کرنے نہ پائین - اگر کوئی شخص
ان قانونی ضابطون کے جنکا
ذکر مین کر چکا ہون - برخلاف
عمل کرے گو وہ کیسے ہی بلند
مرتبہ کا ہو اوسکو موت کی سزا
دیجاتی ہے - یہ پہلا اتفاق ہے
کہ ہنڈرڈورجلبس یا اونکی جماعت کا
کوئی حصہ شب باش ہونے کے
لئے ایوان کیالا ٹرا وہ مین فروکش
ہوا ہے - اور چونکہ حال مین بسبب
ایک آتش زدگی کے بہت سی
بڑی بڑی عمارتین برباد ہوگئی ہین
لہذا یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اسقدر
کثیر التعداد جماعت کے لئے
اس سال قریب کے قصبہ مین
کوئی کافی دارالامان نہین ملا ہوگا
اسلئے ہنڈرڈورجلبس کے جماعت
سے چند عورتین ایک معتمدہ کے
ماتحت مجبوراً اس ایوان مین
فروکش ہوئے ہین - اور اب

تم راڈرگو کے مطلب کو سمجھ
جاؤ گی - کہ اس نے یہ کیون کہا
کہ اپنی گوجان جوکھم مین پھنساکر
تمہارے اور تمہارے ہمراہی
کے لئے پھاٹک کھولا تھا "
جون - بیشک مین سمجھ گئی
اور اوس شرط اور اسرار کے
مطلب کا اندازہ کرتی ہون -
جسکے سبب سے ہم محافظ ایوان
اور اوسکی بی بی کے ممنون و
مشکور ہین - مگر البجنورا - خوبصورت
اور معصوم الجنورا - ارکوئیس آف
لیون کی محبوبہ ------"
بزرگ - (زور سے) "وہ رہا
ہونا چاہتی ہے! مجھے خوب
معلوم ہے کہ مجھ مین اور الجنورا
ٹیوڈلا مین تھوڑی دیر قبل جو باتین
ہوئی تھین اون سکو تم سن چکے
ہو اور مین بہت خوش ہون کہ
اوسکی بدنصیبی دیکھکر تمہارا دل
بہت مغموم ہوا - (ذرا ٹھیر کر)
جون - اب تمہاری ناموری
عظمت - اور توقیر کا زمانہ -
آرہا ہے - اور تمکو اسمین نیک

نہادہی اختیار کرنا چاہیئے - ایسا
موقع ہاتھ سے نہ جانے پاے "
**جون** " جادو بھرے سر کے
باتون کے سننے سے پہلے ہی
جن کے سبب سے میرا سینہ
ایک نئی روشنی سے منور ہے -
جب مین نے الجنورا کی پرغم کہانی
سنی اور ساتھ ہی آپکو اوس کے
اوسکی رہائی کا وعدہ کرتے سنا
اوسیوقت سے میرے دل
مین اسکی بڑی آرزو ہے کہ کسیطرح
سے مین اوسکی دستگیری کرون
(اپنے کو اس عزم مین مستقل کرکے -) اور
مجھے اس کام مین کوئی اچھا
راستہ تبلائے - اور اب آپ
مجھکو حاکمانہ ہدایت کرسکتے ہین "
**بزرگ** " مین اسقدر جلد اس
بارے مین اپنے ارادون اور
خیالات کو ظاہر نہین کرسکتا -
یادرکھو کہ ہم جس امر پر بحث کررہے
ہین یعنے ہنڈرڈور جانس کے
جماعت سے ایک کو رہا کردینا
کوئی چھوٹا کام نہین ہے اور
ایسا منصوبہ رکھنے والیکی سزا
موت ہے - اسلئے اس مہم مین
صرف خطرہ ہی نہین ہے لیکن
تاہم اوسکو بڑی خوبی دوراندیشی
اور ہوشیاری سے سرانجام دینا
چاہئے " جون " تمھین یہ تمام
خطرے جھیلنا ہوگا اور اوسوقت
تمکو اپنی کمال دانائی ہنر - واقف
کاری اور محفوظ احتیاط سے
کام لینا چاہئے - اگر مین پہلے
ہی اپنے منصوبے ظاہر کردیتا
اور وہ خطرے جو تمکو جھیلنے مین
تم سے پوشیدہ رکھے جاتے تو
تم بہت جلد اپنی روح کو عذاب
مین پاتے - اور اپنے عزم مین
ٹھنک کر بیجا پاتیں جسکے نتیجہ
مین وہ بے سود ثابت ہوتا "
**جون** - (دلیری سے اور اپنی جرأت
اور مستعدی کی ایسی توہین سننے سے
جھنجلاکر -) "نہین ہرگز نہین"!
اور اب اوسکو جون ہی
جادو بھرے سر کی یہ نصیحت کہ "
اوسکو اون لوگونکی صلاح پر عمل
کرنا چاہئے کہ جو اوسکی رہبری
کرسکتے ہین " یاد آئی تو اوسنے

جلدی سے: ایک خوش لہجہ آواز سے
جبکہ اوسکی نگاہین سادی ہوگئین
یہ کہا۔

**جون**۔ " اور تاہم شاید آپ ہی
حق پر ہون کہ مجھسے دور اندیشی
کے ساتھ پیش آتے ہین۔"

**بزرگ**۔ (بزرگانہ شفقت سے) "او
مین تم سے بدگمان نہین ہون اور
اگر ہوتا تو خواب مین بھی تمھارے
ذمہ ایسا بھاری کام نہ دیتا۔ مگر ابھی
ایک گھنٹہ بھی نہین گذرا کہ تم نے
اپنے دل مین پہلے مرتبہ کے لئے
ایک آرزو پائی تھی۔ اور گو تمہارا
کئی سال کا تجربہ ہے اسپر بھی
تم اسی ذری سی بات کی برداشت
نکر سکین۔ تمکو اپنا شوق بڑھانے
اور اوسکو اپنے دل پر نقش کرنیکے
لئے فرصت لینا چاہئے۔ تاکہ
شہرت اور مرتبہ حاصل کرنیکے
لئے اس مہم مین اپنا تجربہ کا قدم
رکھنے سے پہلے ہی تم اوسکو اپنے
ذاتی خاصیتون سے ایک تصور سمجھو
اسلئے تصویر سلیم اور دور اندیش
گفتگو کی اسوقت بہت ضرورت
ہے۔ تاکہ یہ تمکو اس مہم عظیم کے
لئے مستعد کرسکین۔ الحنورا کا مقدمہ
صرف گویا اس مہم کی پہلی تصویر
ہے۔ بلکہ یہ کہو کہ پہلا امتحان ہے
اور اب ایک دوسرے شخص کا
لحاظ بھی ضرور ہے۔ یہ نوجوان
شخص وہ ہے جو تمہارا ہمراہی
اور جو تمہارا عاشق زار ہے۔"

ہماری ہیروئن کے چہرے
پر ارغوانی رنگ پھر گیا اور اوسنے
اپنی نگاہین نیچی کرلین۔ اب وہ
اوس بزرگ کو متبرک اور معتبر
نظروں سے دیکھکر یہ نہ کہہ سکتی تھی
کہ یہ تھولڈا اوسکا شوہر تھا۔ اسواسطے
کہ اب تک اونکے عقد کی تصدیق
مذہبی رسوم سے نہ ہوئی تھی۔

**بزرگ**۔" جون۔ خفیف نہو۔
میرے روبرو مت شرماؤ (جلدی سے)
عشق ایک قسم کا جوش ہے۔ جو
سخت سے سخت دلکو مغلوب
دلیر سے دلیر دلکو بزدل۔ اور
قوی سے قوی کو ناتوان کردیتا
ہے جبتک اسکا اثر پڑا ایلینک
ہمدردی کے لائق ہوتے ہین۔

نہ کہ ملامت سے ۔ اور اونکی حالت
قابل رحم ہوتی ہے نہ کہ قابل
لعنت ۔۔۔ برٹھولڈ "

جون ۔ (اپنا گلگون چہرہ اوٹھاکر بزرگ
کو کچھ تو حیرت اور کچھ ہراسانی سے
گھورتے ہوے) نزدیک گیا! تب تو
آپ اوسکے نام سے بھی واقف
ہین م" ذرا تامل کرکے ۔
مگر مین نے تو آجکی رات
اتنی عجیب و غریب باتین سنی اور
دیکھی ہین کہ کوئی چیز بھی میرے
تعجب و حیرانی سے باہر نہین ۔
آہ! مسٹر ۔ آہ! ۔ اے مقدس
بزرگ! اگر فی الحقیقت آپ
ہمارے راز سے واقف ہین
تو میری یہ التجا ہے کہ آپ اوسکو
برائے خدا اپنے ہی تک محفوظ
رکھین جیسا کہ مین آپ کے بھید
کی جس سے شاید آپ مجھے آگاہ
کرین پاسبانی کرونگی ۔

بزرگ ۔ (ایسی نظر سے گھورکر
جس سے یقینی شفقت برستی تھی ۔) در
جون! تمہارے راز سے مین
واقف ہون اور مین قسمیہ کہتا ہون
کہ اوسکا لحاظ رکھونگا! جادو بھرے
سر کی زبانی تمہارے اور برٹھولڈ
کے متعلق مین سب سن چکا ہون
اور اگر مین ایک چھوٹی سی بات
ظاہر کرون جس سے یہ ثابت
ہوجاے کہ مین تمہارے راز سے
بالکل واقف ہون تو امید ہے
کہ تمکو تشویش یا ملال نہ گذریگا ۔
اور یہ بھی صرف اسلئے کہا چاہتا
ہون کہ تمکو اسکا یقین ہوجاے
کہ جادو بھرا سر جیسا حال کی باتین
ظاہر کرتا ہے اسیطرح سے پیشین
گوئی بھی کرسکتا ہے "

جون ۔ (جبکہ اوسکا دل بھر آیا اور
ساتھ ہی ڈر اور شک سے بہت سرعت
کے ساتھ دھڑکنے لگا) " اوسیز!
وہ کونسی بات ہے جسکا آپ نے
اشارہ کیا " م

بزرگ " وہ سیاہ ریشمی ٹوپی
جو برٹھولڈ کے سر پر ہے ..... "

جون ۔ (گھبراہٹ سے جو دیکھتے
ہوے گویا اوسکو تشویش تھی کہ وہی
دیواریں کہین سن نہ لینگے یا کوئی رقیب ہی
کمینگاہ مین سن رہا ہوگا) بس! بس!

اے عجیب بزرگ بیشک تمکو سب کچھہ معلوم ہے"

بزرگ (ایک غمگین اور نرم آواز سے) "میں اپنے متعلق مین کچھہ نہین جانتا ہون اور تم مجھکو الجنورا سنے یہ سبتقے ہوے اچکلے سن سے ہو کہ وہ خواہ مجھے یہان کا قیدی ہی سمجھے لیکن کسی غیر سے آئین دیواروں مین یا انکے باہر ملاقات کرے - لیکن جادو بہرے سرکی زبانی مین نے عجیب عجیب باتین سنی ہین - اور اوسی سے عقل کی باتین بھی سیکھی ہین - اگرچہ وہ ایسے راز ایک محدود درجہ تک ظاہر کرتا ہے - جون - مین تم سے بہت دیر تک اور بڑی آزادی سے گفتگو کرتا رہا - اور اب ہمین بہت جلد ایک دوسرے سے جدا ہونا چاہیئے - مگر جدا ہونے سے پہلے مین تم سے ایک مقدمہ کے بارہ مین جو شروع ہو چکا ہے کچھہ کہنا چاہتا ہون تاکہ وہ ادہورا نہ رہجائے"

جون - (چونکا ہو کر) "آپ شاید برتہولڈ کے طرف اشارہ کرتے ہین"

بزرگ - (تقریر کا سلسلہ جوڑ کر) "ہان مجھے یہ خیال گذرا کہ شاید تم اپنے اس رات کا واقعہ اوس سے رفتہ رفتہ کہدو گے - اور علی ہذالقیاس الجنورا کی رہائی کا وعدہ بھی جو تمنے مجھسے کیا ہے - اسطرح بیچارہ برتہولڈ کو سب باتون سے واقف کر دینا مناسب نہین ہے - اور نا سمجھ کا اون خطرون سے اوسے آگاہ کرنا ٹہیک نہین ہے جو اس مہم مین تمکو جہیلنے پڑینگے - مگر مجھے ایک پیاری اور حسین عورت کو یہ سکھلانیکی ضرورت نہین ہے - کہ ایسے جوش کے وقت جبکہ اوسکا عاشق اوسکے پیروں کے پاس پڑا ہو - یا سینے سے چمٹا ہوا ہو تو اوسکو چاہیئے کہ چند الفاظ کہہ سنکر بتدریج نرمی اور حکم کے ساتھ اوسے ٹالدے اور یہ بھی نہ صرف اپنے مخفی راز اور ارادوں کے چھپانے ہی کے لئے بلکہ اس لئے بھی کہ اونکا اختیار کرنا پوشیدہ رہے"

جون "مسٹر مین آپ کا مطلب سمجھہ گئی - اور برتہولڈ سے

اس امر مین بڑی خوش اسلوبی اور
خبرداری کے ساتھ پیش آؤنگی۔ اگر
مین اوسسے اسقدر جلد یہ سرگذشت
کہدون تو اوسکا دل پریشان اور
ہراسان ہوگا۔ لیکن بتدریج احتیاط
اور دانائی کے ساتھ اگر یہ اقصیل وار
ظاہر کیجائے تو رفتہ رفتہ اوسکی
فیاض طبیعت مین ہمدردی پیدا
ہوگی ؂
بزرگ ؎ مین دیکھتا ہون کہ یہ
مقدمہ کامیابی کا نتیجہ نکالنے کے
لیئے جس طریقہ سے سرانجام دیا
جائیگا اوسکو تم معلوم کر چکے ہو اور
جون اب اون ہدایات کو سنو
جو مین تمھین کرنیوالا ہون۔ کل صبح
کو ایوان کیالا اثر اوسسے رخصت
ہونیسے قبل تمکو چاہیئے کہ ایک
موقعہ پیدا کر وسمین برتھولڈ سے
آنکھہ بچاکر تم اوس پردے کے
پیچھے نگاہ دیکھہ سکو جسے آج شام
کو مین نے اوٹھا دیا تھا۔ اور وہانسے
اوس مخفی دروازے کی دہلیز کے
قریب تم ایک محفوظ سر بمہر لبستہ
پاؤگے۔ اوس لبستہ کو اپنے
پاس ہیار کہنا اور سفر مین جہان
کہین مقام کرو اوس سے بہت
ہوشیار رہنا۔ مبادا اگر سو جائے
یا تم خود بہول جاؤ۔ لیکن جب تک
میلر۔ ڈ نہ پہنچو اوسکو نہ کہولنا۔
دو لیکن اوس شہر کو پہنچنے کے بعد
اوس لبستہ کی مہر آزکر اپنی ڈوری
جو اسپر لپٹی ہوئی کاٹ دینا۔ اسطرح
لفافہ کے اندر تم ایک کاغذ پاؤگے
اوس کاغذ کو آگ پر سینکنا یہ عمل
کرنے سے اوس پر جو کچھہ لکھا ہوگا
خوشخط حروف مین نظر آئیگا۔ اوسوقت
تم اون ہدایتون کو معلوم کروگے
جو الجنورا کی رہائی کے لیئے تمھین
درکار ہین۔ مگر جوان۔ مین تم کو حکم
کرتا ہون کہ اون ہدایتونکو معلوم
کرنے کے بعد گو تم اپنی سلامتی اور
جان کو قیمتی ہی سمجہو۔ تاہم اون کی
اطاعت اور اونکے مطابق عمل
کرنے سے زنہار سرتابی نکرنا۔
تمہارے جو کئی خیالات مین خدا جانے
ہی خطرے نظر آئینگے۔ لیکن اگر
تم دلیری سے اونکا مقابلہ کرو تو
تمہاری کوششین ایک قابل فخر کامیابی کا

# اشتہار

مریضان مبتلائے امراض خبائث کو معلوم ہو کہ جو لوگ شباب کے اشغال میں شب و روز کا
خیال نہ کر کے سخت بلاؤں میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور ایسی ایسی سخت مصیبتیں جھیلتے ہیں کہ دنیاوہ
بجائے جنت زندگی تلخ ہو جاتی ہے۔ اگر نصیب سے کوئی حکیم حاذق مل گیا اور توجہ خاص علاج کیا تو
نجات ہوئی ورنہ ناتجربہ کار حکیموں کے ہاتھ میں پڑ کر اپنی جان عزیز گنوا بیٹھتے ہیں۔ بعض حضرات
تو ایسے ہیں کہ شرم و لحاظ کے باعث کسی حکیم کو بتلاتے ہیں اور نہ کسی دوست سے مشورہ لیتے
ہیں بہرحال اونھیں امراض خبائث میں ہمیشہ مبتلا رہتے ہیں۔ اور بیماری جب ترقی کر جاتی ہے تو
کہیں علاج کی سوجھتی ہے مگر علاج مرض کی زیادتی سے بے سود ہوتا ہے۔ شاذ و نادر تقدیر کی یاوری
سے بچ بھی گئے تو حظ دنیاوی سے محروم رہتے ہیں۔ ان تمام خرابیوں کی اصلاح کے لئے ہمارے ملک کے
نوجوان لائق و ہوشیار تجربہ کار نواب محمد اللہ خان بہادر نبیرۂ خان ایلان نے اپنے بے محنت
شاقہ کو کام فرما کر سیکڑوں معتبر و مستند کتب طب سے چند نسخے خاص انہیں امراض کے مجرب نادر انتخاب
کر کے ایک رسالہ موسوم بہ (علاج الباہ) تالیف فرمایا ہے دریا کو کوزہ میں بھرا ہے۔ اور ضعف باہ کے
اسباب و علامات اس طرح بتلائے ہیں کہ غالباً کسی کے حاشیۂ خیال میں اب تک آئے ہونگے۔ اور وہ عمدہ نادر
و مجرب نسخے تحریر کئے ہیں کہ جس سے عام و خاص نفع اوٹھا سکتے ہیں اور بعض نازک مزاج جو تلخ دواؤں سے
متنفر رہتے ہیں اونکے لئے ایسی ایسی شیرین و نمکین نسخے تجویز کئے ہیں کہ بادشاہ [illegible]
کے کیسا ہی مریض ہو انشاء اللہ تعالیٰ تھوڑے عرصہ میں ان نسخوں کے استعمال سے شفا پائیگا۔
لہذا ہر ایک شخص کو چاہئے کہ اس کتاب کا ایک نسخہ ہمیشہ گھر میں موجود رکھے اسکا گھر میں
موجود رہنا گویا ایک حکیم حاذق کا بلا ماہوار و روزانہ پر رہنا ہے۔ اور اگر کسی صاحب کو
اسکے کفایت وغیرہ کی دریافت مقصود ہو تو وہ مولف کتاب سے جو واقع محلہ سلطان شاہی
قریب مسجد شکر کے تشریف رکھتے ہیں بخوبی دریافت فرما سکتے ہیں اور قیمت بھی بنظر
فائدہ عام ( عال ) عالی رکھی گئی ہے۔ جنکو نسخے درکار ہوں مشتہر کے دوکان سے
طلب فرما سکتے ہیں۔

المشتہر

محمد عبد الرزاق تاجر کتب شہر گنج قریب کچہری صدر القضاء بلدہ حیدرآباد دکن

نمبر بابت ماہ شہر محرم سنہ ۱۳۱۸ھ جلد ۲
جلوۂ محبوب
مرتبہ
مطبع نامی گرامی

هو القادر

یا صاحب الجمال و یا سید البشر
من وجهک المنیر لقد نور القمر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا یمکن الثناء کما کان حقہ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

قصیدہ در مدح کیوان منزلت آفتاب شوکت فریدون فر سکندر در
آصف دوران سلیمان زمان خاقان ابن خاقان سلطان ابن
السلطان اعلیحضرت میر محبوب علیخان فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک
مظفر الممالک آصفجاہ بہادر خلد اللہ ملکہ وافاض علی العالمین برہ واحسانہ
مصنفہ جناب حکیم سید عبد القادر صاحب رضا المتخلص بہ حقدار شاگرد حضرت تسلیم صاحب لکھنوی

| بہر تفریح دماغ آج ذرا باغ کو چل | شب کو دل نے کہا مجھ سے نہیں سونیکا محل |
|---|---|

پانون پھیلائے نہ سو ہوش مین آرات کٹی / خواب غفلت سے ہو بیدار کرون آیا کل

جسکے اسباب کو دیکھے مین اوٹھا بستر سے / پھر تقاضا ہوا دل کا کہ نکل گھر سے نکل

چلکے گلزار دکن دیکھ کہ آئی ہے بہار / جوش پر آج ہے ابر کرم عزوجل

مژدۂ روح فزا یہ جو سنا یا دل نے / پھول کی طرح کھلا پھر تو مرے دل کا کنول

ہو کے بشاش چلا تھا کہ نظر آیا باغ / باغ وہ باغ جو تھا باغ جنان سے افضل

باغ ایسا تھا کہ تھا رشک وہ باغ جنان / صاف آتی تھی نظر صنعتِ صناع ازل

چہچہے کرتی تھی بلبل کہین تھا مور کا شور / شام کا وقت تھا گھنگور تھے چھائے بادل

ہر طرف سبزۂ خوابیدہ ہوا تھا بیدار / دشت و صحرا مین نظر آتا تھا فرش مخمل

روشنی پر تھی یہ شادابی کہ سبحان اللہ / گھر کے چھڑکاؤ مین مصروف ہوئے تھے بادل

جا بجا انجمن گل مین تھا تحسین کا غل / بلبلین پڑ رہی تھین حضرتِ آصف کی غزل

سبزہ پوشان چمن پر بھی یہ ہوتا تھا گمان / خضر گلزار مین آئین نہ ہون پوشاک بدل

عطر بیزی سے گلون کی یہ معطر تھی زمین / باغ مین عنبر اشہب کی تھی گویا دلدل

شرح پھولون سے تھے آراستہ بستان چمن / سبز شاخون پہ کہین بول رہے تھے ہریل

سایہ سرو یہ ہوتا تھا گمان قد حور / جسکے نظارے کو آتے تھے حسین سر کے بل

صحنِ بستان کی صفائی سے یہ ہوتا تھا خیال / جائے چلنے مین صبا کا نہ کہین پانون پھسل

نرگس باغ سے اگر جو لڑائے آنکھین / چشم معشوق مین فی الفور ہون آثار سبل

تھی یہی فکر یہان باعث شادی کیا ہے / کہین یہ عقدہ کسی غنچہ دہان سے ہو حل

دفعتاً غنچہ کلیون نے چٹک کر یہ کہا / آج کلکتہ سے شہ آئے خوشی کا ہے محل

ہین اسی وجہ سے ہر جا یہ خوشی کے جلسے / اسلئے جھاڑ ونہ دسہ ازدون کے روشن ہین کنول

سنکے غنچون کی لبون سے یہ مسرت کا سخن / شاہد فکر کی پیدا ہوئی دلمین ہلچل

مدحتِ شاہ مین تحریر کرون وہ مطلع / جو زبانون پہ رعایا کے رہے مستعمل

## مطلع ثانی

زیور عدل سے آراستہ ہے شہ کا عمل / کیون نہ اس عہد مین ہو بیخ خزا مستاصل

فخر سے پیر فلک شہ کی جلوداری مین — ماہ و خورشید کی تاتو نہین سکتے ہے مشعل
کون سائل نہین اے شاہ فقیرونکی مثال — آستان پر تیرے حاضر ہین سب ارباب دول
سکۂ عدل حکومت مین تیرے ہے رائج — نام کو شہر نہین باقی نہ شریرونکا عمل
علم مین حلم مین فہم و خرد و ہمت مین — میرا ممدوح زمانہ مین ہے سب سے اکمل
انس کیا جن و ملک مدعو ملک پٹیہ مین ہین — اسی سرکار کے مطبخ کا دہوان ہے بادل
ہم نعل دولت و فر دیکھتے ہین جب تجھسے — سر چھپا لیتے ہین حسرت سے عدو زیر بغل
اور کسی فہم و فراست کا یہان ذکر ہے کیا — روبرو آپکے ہو عقل فلاطون مین خلل
دیکھکر حسن تیرا ہوگئے بتون سے بیزار — برہمن بہر حلف ہاتھ مین لین گنگا جل
اسقدر زندہ گرفتار کیا شیرونکو — جان کے خوف سے خالی ہوئے ہین سب جنگل
چشم بد دور ہے سلطان کی وہ صایب تدبیر — خود بخود ہوتے ہین حل عقدے جو ہین لاینحل
غربا پرور و رحم رتبہ و عادل ہے یہ شاہ — صاحب جود و سخا علم و ہنر مین افضل
اسقدر پہلے تہا کب علم و ہنر کا چرچا — عہد عالی مین زمانہ کا گیا رنگ بدل
آپکی ہمت مردانہ کو دیکھین جو عدو — پست ہو جائین ابھی پائے شرارت ہون شل
آپکے عہد مین اسدرجہ بڑہی آبادی — شہر کی طرح سے آباد ہین کوسون جنگل
مدحت شاہ دکن سہل نہین مشکل ہے — طول زیبا نہین اب ختم سخن کا ہے محل
یا الٰہی ہے دریا مین تلاطم جب تک — اور جب تک کہ زمانہ مین ہین ستون جبل
شور مور و نگار ہے باغ جہان مین جب تک — اور جب تک ہین کہسارون کے اوپر بادل
جب تلک ورد نصاریٰ ہو کتاب انجیل — اور مسلمانونکا فرقان پہ جب تک ہو عمل
حکمران شاہ دکن ہوئے جہان مین یارب — خشک اور تر پہ مرے شاہ کا جاری ہو عمل
مشتری شمس و قمر اور عطارد زہرہ — آپکے سر پہ ہون۔ دشمن پہ زحل اور منگل
شاہ کے باغ تمنا کا رہے تازہ شجر — گل امید سے ہر شاخ مقاصد مین ہون پہل
میر محبوب علی شاہ دکن کا یارب — ہفت اقلیم مین سکہ رہے تا روز ازل

حضرت شیفتہ صاحب کی بدولت حقدار
جوہر تیغ زبان پر ہوا اچھا صیقل

(نوٹ) فارم تشخیص امراض و جنتری سنہ [illegible] آدھ آنہ کا ٹکٹ آنے پر ۵ کاپی مفت

شب چہار دہم محرم کو اہل اسلام نے دہاوا کر دیا۔ اور فرانسیسی سپاہ نے بھی اپنی بہادری کے پورے جوہر دکہلائے۔ چونکہ اوس رات کو جانا گہن تھا بالاجی راؤ گنگا کے کنارے پوجا پاٹ کر رہا تہا۔ اور اپنے معبود سے لو لگائے بیٹہا تہا۔ ناگاہ کسی نے یہ دہشت ناک خبر اوسکو پہونچائی۔ سنتے ہی گہبرایا گویا سر پر ایک پہاڑ پہٹ پڑا پوجا پاٹ چہوڑا۔ چونکنا ہوکر ادہر اودہر دیکہنے لگا۔ کسیکو یار و مددگار نپایا۔ بہت کچہہ سونچا مگر بجز فرار کے سلامتی جان کی نظر نہ آئی۔ اوسی حالت سے اوٹہا۔ برہنہ سر بلازین کے گہوڑے پر سوار ہوکر بہاگ نکلا۔ جتنے اشیا کہ طلائی و نقرئی اوسکے پوجا پاٹ کے تہے وہ سب اہل اسلام کے ہاتہ غنیمت مین آئے۔ اسکے علاوہ بہت سا سامان لشکر غنیم کا قبضہ مین آیا۔ لشکر اسلام فتح و ظفر کے شادیانے بجاتا ہوا واپس ہوا۔ اسی اثنا مین فرمان شاہی دہلی سے موصول ہوا۔ آپکو ظفر جنگ بہادر آصف الدولہ بہادر کا خطاب عطا ہوا۔ آپنے بہی اس مسرت و خوشی مین اپنے اعزہ اور افسران فوج کو خطابات عطا فرمائے۔ میر نظام علیخان بہادر اسد جنگ کو نظام الدولہ نظام الملک۔ اور میر شریف خان بسالت جنگ بہادر کو شجاع الدولہ شجاع الملک اور میر مغل علیخان ہمایون جنگ بہادر کو معتضد الدولہ ناصر الملک جب ان امور سے فراغت حاصل ہوئی حیدر آباد کے جانب کوچ کیا۔ گو سیواجی راؤ بمقابلہ لشکر اسلام شکست فاش اوٹہا چکا تہا۔ اور بہت کچہہ بے سروسامانی کے ساتہ بہاگا تہا۔ ممکن نہ تہا کہ پہر وہ لشکر اسلام کے مقابلہ مین آتا۔ مگر اوسکا وہم فاسد اوسکو کامیابی کا سبز باغ دکہلا رہا تہا۔ چنانچہ ۱۹ محرم کو اوسنے اپنی شکست خوردہ فوجکو جو بوجہ فرار پریشان و متفرق ہوگئی تہی پہر ایک جگہ جمع کرکے عین کوچ کے وقت لشکر اسلام پر حملہ کیا۔ لشکر اسلام نے بہی وہ بہادرانہ دستانہ مقابلہ کیا کہ غنیم کے حواس باختہ ہوگئے۔ مگر اس لڑائی مین لشکر اسلام سے میر نعمان خان و واسع خان و فتح خان بخشیان لشکر نے جام شہادت

نوش کیا - اور نظر بیگ خان و میر مقتدا خان زخمی ہوے - اور اکثر نامی سردار اور بہادر سپاہی لشکر اسلام کے اس معرکہ مین شہید ہوے - اور غنیم نے بھی بہت کچھہ نقصان اوٹھایا - تقریبًا بیس جمعدار اور دو سردار اور بہت سے سوار و پیادے قتل ہوے - حاصل کلام اسلام کی فتح ہوی - جب بالاجی راو نے مکرر شکست پاکر زک اوٹھائی اور نقصان کثیر واقع ہوا تب ہوش آیا - کمال ندامت کے ساتہ اپنے تقصیرات کی معافی چاہی - مگر یہ معافی کی خواستگاری بھی مکاری پر مبنی تھی - انھین ایام مین غلہ و گھاس کے قحط نے لشکر اسلام کو بالکل تنگ کردیا - بے آب و دانہ گھوڑے اور دوسرے جانور مرنے لگے - جب یہ حالت ہوی تو بہادران اسلام نے پونہ کا رخ کیا - یہانتک پونہ کے قریب پہونچے کہ پونہ تقریبًا چھہ کوس باقی رہگیا تھا - راستہ مین قصبہ نیلگاون کو (جو مرہٹون کا ایک سرسبز و شاداب قصبہ تھا) لوٹ لیا - جب یہ کیفیت بالاجی راو کو معلوم ہوی - بہت ہی گھبرایا - مصالحت کے سوا چارہ نظر نہ آیا - خرابی کا سمان آنکھون مین پہرنے لگا - فورًا پیام مصالحت بھجوایا - سدہوجی جو بالاجی راو کا چچرا بھائی تھا لشکر اسلام کے قریب آیا صلح کا لفظ زبان پر لایا - ادہر لشکر اسلام سے رگنا تھہ داس نے جاکر سدہوجی سے ملاقات کی - صلح کا واثق عہد و پیمان کیا گیا - مگر یہ صلح بھی پائدار نہوی - آخر تہوڑے ہی روزون مین مرہٹون نے عہد شکنی کی - اور وہ قول و قرار بہول گئے - اونکے سرکشیان جادہ اعتدال سے گذرنے لگین - اور فساد پر آمادہ ہوے - اس فساد کے رفع کرنے کے واسطے سید لشکر خان بالاجی راو کے پاس گئے - بہت کچھہ فہمایش کی - جہانتک ہوسکا نیک و بد سمجھایا - مگر اوسکے سر مین تو کچھہ اور ہی سمائی تھی - گو کئی بار شکست پاچکا تھا - اور نقصان اوٹھاچکا تھا - لیکن کاسئہ سر بادۂ غرور سے لبریز تھا - جب برائی اور بدقسمتی دامنگیر ہوتی ہے تو کیسے پند و نصائح کام نہین آتے - اور بھلائی کی صورت کوسون دور ہو جاتی ہے - آنکھون پر پردے پڑجاتے ہین اور بدقسمتی کی تاریکی مین کچھہ نہین سوجھتا - یہی وجہ تھی کہ سید لشکر خان کے

پند و نصائح ناگوار معلوم ہوے - سیدہی بات کو اولٹی سمجہا - جواب دیا کہ آپ کے
صلح کی باتین جانتا ہون - فہمایش کی صورت پہچانتا ہون - یہ فہمایش انسی لئے
ہے کہ پچہلی لڑائی مین تمہارے بخشیان لشکر و افسران فوج کثرت سے مارے گئے
اور سپاہ و سوار بہی بیشمار کام آئے اب جو بچ گئے ہین او نمین گرانی غلہ و
مرض ہیضہ کی وجہ سے اسقدر تاب و توانائی نہین کہ ہمارا مقابلہ کر سکین - اور
تاب مقاومت لا سکین - میرا خیال تو یہی ہے کہ تم سبکو ہزیمت و شکست فاش
دیکے کعبہ کی جانب روانہ کر دون - سید لشکر خان نے جب یہ جواب سنا
پہلے تو تبسم کیا بعد ازان نہایت ہی غصہ اور تیزی کیساتہ کہا کہ تمہارا یہ خیال خام ہی
ہوش سنبہالو دو چار سرداروں کے مارے جانے سے اور کسیقدر فوج کے
کٹنے سے جوانمردون کی ہمت ٹوٹ نہین سکتی - اور گرانی غلہ و ہیضہ سے
لشکر اسلام کی بہادری و جلالت مین فرق نہین آسکتا - تمہارا جو خیال ہے وہ
بجاے خود درست نہین ہے - انشاء اللہ تعالے اسکا حال کل کہل جائیگا
اور اسلام کی بہادری و ہمت تو تم کئے دفعہ دیکہہ چکے ہو - اب پہر دیکہنا منظور
ہے تو کل دیکہو - (ہاتہ کنگن کو آرسی کیا ہے - ) سب کہہ معلوم ہو جائیگا -
ہمین گوے و ہمین میدان - دیکہین میدان کسکے ہاتہ رہتا ہے - بس یہ کہکر
سید لشکر خان وہان سے واپس ہوے - دوسرے روز ابوالخیر خان امام جنگ
بہادر ہراول لشکر اور بالاجی راؤ سے خوب جنگ ہوے - ابوالخیر خان کے
بہانجے میر امجد خان بہادر اس لڑائی مین سخت زخمی ہوے - اور بہت سے
سپاہ نے جام شہادت پیا - مگر لشکر غنیم کا سخت نقصان ہوا - اور بہت سی
سپاہ و سوار قتل ہوے - الحاصل بالاجی راؤ کو شکست ہوئی - اور لشکر اسلام
خوشی کے نقارے بجاتا واپس ہوا - مال غنیمت بہت ساہاتہ آیا - سید لشکر خان
نصیر جنگ نے اوسکے دوسرے ہی روز بالاجی راؤ سے ملاقات کی - اور
اپنے روز گذشتہ کے دعوے کی تصدیق چاہی - مگر اب وہان بجز انفعال و
ندامت کے کیا تہا جیسا کچہہ غرور اور سرکشی کی باتین کی تہین - ویسے ہی منہ کی

کہا ئی۔ اب کیا تہا۔ عاجزانہ لہجہ مین پہر صلح کی درخواست کی۔ اور اپنے گذشتہ تقصیرات کی معافی چاہی۔ سید لشکر خان بہادر کی سفارش پر اس دفعہ بھی معافی دیگئی۔ اور پچھلے قصور عفو کیے گئے۔ بعد ازان نواب صلابت جنگ بہادر نے سید لشکر خان بہادر کو مونگی پٹن سے خجستہ بنیاد جانیکا حکم دیا۔ اور ابوالخیر خان بہادر کو برہان پور کو رخصت فرمایا۔ خواجہ نعمت اللہ خان بہادر تہور جنگ کو فوج کثیر کیساتہ منور خان برادر ہمت خان اور مظفر خان کارڈی کے مدافعت کے لیے بھیجا۔ (کیونکہ تقریباً تین مہینے سے ان لوگون نے قلعہ کے اندر اور باہر ایک ہنگامہ و فساد برپا کر رکھا تھا اور سرکشی و نافرمانی پر کمر باندہی تھی۔) منور خان کا ارادہ یہ تہا کہ کسیطرح قلعہ کرنول پر قبضہ کیا جاے۔ اسحاصل آپ نے ادہر انکی سرکوبی کیلئے جمعیت شایستہ بسرکردگی خواجہ نعمت اللہ خان روانہ فرماکے بیجاپور اور بندوبست کے ارادہ سے حیدرآباد کے جانب کوچ فرمایا۔ ۲۳ ربیع الآخر کو خواجہ قلیخان کو قایم جنگ ذوالفقار الدولہ کا خطاب سرفراز فرماکر برہانپور کی صوبیداری عطا فرمائی۔ اور ابوالخیر خان بہادر کے لئے صرف بگلانہ کی فوجداری قایم رہی۔ قطب الدولہ محمد انور خان بہادر ۱۹ ربیع الآخر کو لشکر ظفر موج سے رخصت ہوکے برہانپور پہونچے۔ اور مورو پنڈت (جو کہ عمر سے مقید تہا۔) رگناتہ داس کے ایماسے ۱۲۔ جمادی الاول کو قتل کردیا گیا۔

۱۳۔ جمادی الآخر ۱۱۶۵ھ کو میدان بہالکی مین راجہ رگناتہ داس معہ اپنے بہا سیتارام کے (جسکو راے رایان کا خطاب تہا۔) پانچ نفر فرانسیسون کے ساتہ عبدالغفور جمعدار کے ہاتہ سے (جو سید ی سرور کا داماد تھا۔) عدم ایصال تنخواہ کی علت مین قتل ہوا۔ اور اپنے اعمال کے مکافات کو پہونچا۔ شعر

زمانہ تیغ بکف بر سر مکافاتست ۔۔۔ چہ حاجتست کسے فکر انتقام کند

سچ ہے خون ناحق خالی نہین جاتا۔ خواہ دیر مین ہو یا جلد مگر ضرور رنگ لاتا ہے

---

* توزک آصفیہ ملاحظہ ہو۔

قتل رکھا تھا۔ اس کی کیفیت جب آپکو معلوم ہوئی۔ آپ نے فوراً رکن الدولہ
بہادر اور صمصام الدولہ بہادر کو اورنگ آباد سے طلب فرما کر وکالت مطلق کی
خدمت سید لشکر خان رکن الدولہ کے پاس سے نام کر دی۔ اسی اثنا میں مخبروں
نے خبر پہونچائی کہ غازی الدین خان فیروز جنگ بہادر نے امیر الامرائی کا خطاب
اور نظامت دکن کی خدمت پیشگاہ پادشاہ دہلی سے حاصل کرکے اس جانب کا
رخ کیا ہے۔ جب یہ کیفیت معلوم ہوئی۔ رکن الدولہ جانوجی نبالکر کے پاس
لیور تباہ پہنچے گئے۔ (رکن الدولہ کا مطلب یہ تھا کہ جانوجی نبالکر کی وساطت سے اور بالاجی
مرہٹہ کی اعانت سے امیر الامرا کی ساتھ رشتہ موافقت مضبوط کریں۔) مگر نا سازی بخت
سے امیر الامرا فیروز جنگ کو دکن کی فرمانروائی نصیب نہوئی۔ سترہ روز کے
عرصہ میں سوء الہضمی کی شکایت سے راہی خلد بریں ہوئے۔ چنانچہ اسکا مفصل
حال اسی تاریخ کے صفحہ ۳۰۳ و ۳۰۴ میں درج ہے۔ بعد انتقال فیروز جنگ بہادر
کے نواب صلابت جنگ بہادر نے سید لشکر خان رکن الدولہ کو کرلہ سے
طلب فرمایا۔ سید لشکر خان نے حاضر ہو کر شرف ملازمت حاصل کیا۔ اوایل
سنہ ۱۱۶۷ھ میں خجستہ بنیاد میں چھاونی کی گئی تھی۔ موسیو[٭٭] بوسی جو کہ فرانسیسوں کا
افسر تھا طلب تنخواہ کے بارہ میں رکن الدولہ وکیل مطلق سے کدورت
و شکر رنجی ہو گئی۔ رکن الدولہ نے دیکھا کہ اب مناسب یہی ہے کہ خدمت
سے سبکدوشی حاصل کی جاے تاکہ اس کشمکش سے خلاصی ہو۔ اور اس
روزانہ کی دردسری سے نجات حاصل ہو۔ فوراً خدمت مفوضہ سے دستکشی
اختیار کی۔ رکن الدولہ کی علیحدگی کی وجہ سے صمصام الدولہ شاہنواز خان ماہ صفر
سنہ ۱۱۶۷ھ میں وکیل مطلق کی خدمت سے سرفراز کیے گئے۔ اور حیدر آباد کی
صوبیداری [illegible] تہکن خان بہادر کے تفویض کی گئی۔ ۱۶ ربیع الاول سنہ ۱۱۶۷ھ کو

---

٭ ملاحظہ ہو مآثر الامرا۔ ۱۲ مولف

٭٭ ملاحظہ ہو حدیقۃ العالم۔ ۱۲ مولف

محمد ابو الخیر خان شمشیر بہادر امام جنگ مرض فالج ولقوہ سے بہ عالم جاودانی ہوئے۔ اوسی سال نواب صلابت جنگ بہادر مع فوج الجبور میں مقیم تھے موضع پودان گانو ن پر گنہ اندیانابت ہونئلہ سے ایک سخت لڑائی ہوئی۔ آخر کار صلح عمل میں آئی فرانسیسیون کے سردار موسی بوسی۔ (جنکی ابتداء ہدایت محی الدین خان بہادر کے زمانہ سے ہے) نے اپنے مفوضہ سپاہ کی تنخواہ کے معاوضہ مین سیکیاکول وراجبندری تنخواہ جاگیر ٹھہراکر صاحب اقتدار ہوگئے تھے۔ گویا اپنی ذاتی وزرخرید جاگیر سمجھتے تھے۔ اور اپنے من مانے وہان انتظام رکھتے تھے صمصام الدولہ نے جب یہ حالت دیکھی۔ مناسب سمجھا کہ انکی برطرفی کیجاوے اور جاگیرات پر قبضہ کر لیا جاوے۔ چنانچہ فرانسیسی سپاہ کو برطرفی کا حکم سنا دیا گیا یہ حکم سنانا گویا آگ پر کریسن آئل کا چھڑکنا تھا۔ تمام فرانسیسی سپاہ بد دل ہوگئی۔ پہلے احسانات کو فراموش کر کے بغاوت پر کمر باندھی۔ اور حیدرآباد کا رخ کیا اور یہ ارادہ کیا کہ قلعہ بیدر پر قبضہ کر لیا جاوے۔ قلعہ دار نے نہایت درجہ ہوشیاری کی۔ باغیون میں سے ایک کو بھی قلعہ کے پاس آنے نہ دیا ۲۰ رمضان کو رومی خان نامی شخص کو حیدر جنگ عبدالرحمن خان نے (جو صاحب اختیار کارخانجات موسی بوسی کا تھا۔) ابراہیم خان کے پاس۔ (جو کہ داماد اور بھانجہ شوکت جنگ بہادر کا تھا اور حیدرآباد کی نائب صوبیداری۔ اوسی سے تعلق رکھتی تھی۔) بھیجا وہ ایک قسم کا بہانہ وحیلہ کر کے قلعہ مین گیا۔ اور قلعہ دار سے ملاقات کی اور قابو پاکر حملہ کیا اور کام تمام کر دیا۔ مگر انہون نے بھی دم توڑتے توڑتے ایک خنجر ایسا مارا کہ اوسکو بھی ایسا زخم کاری پہونچا کہ وہین ڈھیر ہو کے رہگیا۔ بس کیا تھا سردار کا مارا جانا تھا کہ سپاہ کی ہمت ٹوٹ گئی۔ لڑائی کی کسیکو نہ سوجھی۔ نہ ایک نے بھی باغیون کا مقابلہ کیا اور نہ اونکو روکا۔ پھر کیا تھا۔ باغی بلا جنگ و

---

* ملاحظہ ہو تاریخ رشید الدینخانی ۱۲ مولف

جدال شہر مین گہس آئے۔ اور قبضہ کر لیا۔ چار محل اور چار منیارے پر توپین نصب کر دین اور مقابلہ پر آمادہ ہوئے۔ جب خبر نواب صلابت جنگ بہادر کو معلوم ہوی شاہ نواز خان کو ساتھ لیکر فرانسیسون کی امداد مزید کرنے کے لئے اورنگ آباد سے حیدرآباد تشریف لائے اور حیدرآباد پہونچکر فرانسیسون سے مقابلہ کیا۔ ایک چھوٹی سی لڑائی ہوی فرانسیسون نے جب اپنے مین مقابلہ کی تاب نہ دیکھی امان چاہی۔ اور اپنے تقصیرات کی معافی مانگی۔ آپ کی ذات والاصفات مین جو رحمدلی تھی۔ اور یہ رحمدلی آپ کو وراثتاً پہونچی تھی۔ آپ نے اون کو امان دیدی۔ اور حیدرآباد مین داخل ہوئے۔ بعد فراغ ان امور کے موسی بوسی کو طلب فرماکے سیف الدولہ عمدۃ الملک کا خطاب عطا فرمایا۔ اور جو جاگیرات کہ اون کی تنخواہ مین دیدئے گئے تھے وہ بحال کر دئے گئے۔ اور اون کو اونکے مفوضہ جاگیرات کے جانب روانہ کر دیا گیا۔ اور آپ مصلحتاً ان کو ہمراہ لیکر خجستہ بنیاد کے طرف تشریف لے گئے۔ ۱۱۶۸ھ مین عالمگیر ثانی کے دربار سے نواب صلابت جنگ بہادر کے لئے ماہی مراتب عطا ہوا اس سرفرازی کا مادۂ تاریخ کسی اوستاد نے یون نکالا ہے۔ مصرع

(از شاہ سند آمد ماہی وہم مراتب) ۱۱۶۹ھ مین نواب میر نظام علیخان بہادر کو برار کی صوبیداری اور بسالت جنگ بہادر کو بیجاپور کی صوبیداری اور مغل علیخان بہادر کو ناندیر کی صوبیداری عطا ہوی۔ نواب صاحبان ممدوح اپنے اپنے مفوضہ صوبون کو روانہ ہوئے۔ ۱۱۷۰ھ مین بسالت جنگ بہادر کو جو ابتدا مین شجاع الملک کا خطاب تہا برہان الملک خطاب دیکر صمصام الدولہ کو وکالت مطلق سے موقوف کرکے برہان الملک کو وکالت کی خدمت دیگئی۔ یہ زمانہ وہ تہا کہ شجاع الملک بہادر صوبۂ بیجاپور سے

---

بہ ملاحظہ ہو تاریخ رشید الدین خانی - ۱۲ مولف

آ کے اورنگ آباد مین تشریف رکھتے تھے ۔ صمصام الدولہ بہادر نے قلعہ دولت آباد
مین جاکر گوشہ نشینی اختیار کی حسب قول مورخان کو صمصام الدولہ بہادر نے
چار سال ہی وکالت کی خدمت ادا کی مگر اس تھوڑی سی مدت ہی مین وہ وہ
کار نمایان کئے کہ باید وشاید ۔ اور ریاست کے مالی وانتظامی امور ایسے سنبھالے
کہ ماشاء اللہ وہ زمانہ ایسا تھا کہ ریاست کی مالی حالت بالکل نازک ہوچلی تھی
مگر صمصام الدولہ بہادر نے اپنی ذاتی قابلیت ودانائی سے چار ہی سال کے
عرصہ مین اوس نازک حالت کی ملکی نازکی کو دفع کرکے جمع وخرچ کے اسباب برابر کردئے
اور بعد چار سال کے دعوے کے ساتھ یہ کہا گیا تھا کہ انشاء اللہ تعالٰی سال
آئندہ مین آمدنی کی حالت خرچ پر سبقت لیجائیگی ۔ مگر چار ہی سال کے بعد خدمت
وکالت سے شاہنواز خان سبکدوش کردے گئے ۔ اور وہ آرزو
اونکے دل ہی مین رہی ۔ اور ریاست کی مالی حالت ہی ایک عرصہ تک سنبھلنے نپائی ۔
چنانچہ ابتدائی وکالت کے زمانہ مین شاہنواز خان نے نواب صلابت جنگ بہادر
کو رگھو بہوسلہ کی تنبیہ کے لئے برار کی جانب متوجہ کیا ۔ اور رگھو کو تنبیہ کرکے
پانچ لاکھ روپیہ پیشکش حاصل کیا ۔ بعد ازان صوبہ برار کے جانب نواب
ممدوح کی توجہ کو معطوف کیا ۔ اور سریا راو زمیندار نرمل کو (جس نے آصفجاہ
بہادر کے زمانہ سے سرتابی اختیار کی تھی اور سرکاری فوج کو وہاں غارت وبرباد کیا
تھا ۔ حکمت عملی سے گرفتار کیا ۔ اور اوسکے ملک کو ضبط کرکے ممالک محروسہ مین
ملالیا ۔ یہ دو کام شائستہ سال اول ہی مین (جب کہ وکالت تفویض ہوئی تھی ۔)
شاہنواز خان سے ایسے عمل مین آئے ۔ جو لایق تحسین وقابل مرحبا ہین ۔ واقعی
صمصام الدولہ بہادر نے اپنے زمانہ وکالت مین تدابیر لائقہ وحسن افکار
سے ریاست کی مالی حالت کو بھی سنبھالا ۔ اور غنیم ومفسدون کی بھی ایسی
اسرکوبی کی کہ ریاست مین کسی قسم کا فتنہ وفساد برپا نہونے پایا ۔ نواب ممدوح نے

---

* ملاحظہ ہو تاریخ حدیقۃ العالم ۔ ۱۲ مولف

بقیہ طرح بابتہ ۶ ذیحجہ سنہ ۱۳۱۷ ہجری

عشق کا حال کیا بتائین ہم

**باقر - جناب سید نور الحق صاحب ناظر خطیب مسجد اقصیٰ**

بولو اثر آہ کا دکھائین ہم — جسم رخ کو خاک مین ملائین ہم

رنگ رخ سے ثبوت ہوتا ہے — درد دل کسطرح چھپائین ہم

بوسے لیتا ہون مین تو کہتے ہین — کس سے ہین تیری خطائین ہم

دل نیا روز مانگتے ہین وہ — یا الٰہی کہان سے لائین ہم

**فدوی - جناب کمالات مآب صاحب فرزند رائی سوچ ناتھ صاحب شاگرد حضرت**

کون سنتا ہے ایسی باتون کو — ظلم ظالم کا کیا سنائین ہم

دور ہو جائین حسرتین ساری — تمہین سینہ سے گر لگائین ہم

**لطف - جناب محمد عبد اللطیف صاحب امیدوار محکمہ عدالت اوکوتولی ہو عارضینہ منطاقی**

اون کو تنہا کہین جو پائین ہم — خوب اپنے گلے لگائین ہم

حال دل کا جسے سنائین ہم — آپ روئین اوسے رلائین ہم

آج اوسنے کرین سوال وصال — اپنی قسمت کو آزمائین ہم

گالیان دے رہے ہین وہ ہمکو — دست بستہ ہین اونکی دعائین ہم

جو ہو مشہور بیوفا اے لطف — اوس سے کیا خاک دل لگائین ہم

**مہدوی۔ عالیجناب سید عیسیٰ صاحب آنریری جج عدالت دیوانی بلدہ شاگرد حضرت عاشق حسین خان صاحب عاشق**

شمع رویون سے لو لگائین ہم
مین محفل مین دل جلائین ہم

وہ بھی اونکی طرح ہے پردہ مین
داغ دل ہائے کیا دکھائین ہم

مہندی آلودہ ہاتھ ہے کہتے ہین
خون عشاق کا بہائین ہم

کہتے ہین وہ کہ روز شب ہو جائے
رخ کو زلفون مین گر چھپائین ہم

چشم تر سرد آہ ہے لب پر
عشق کا حال کیا چھپائین ہم

مہدوی کیون نہ حق کو پاسینگے
اپنی ہستی کو گر مٹائین ہم

**محمود۔ عالیجناب محمد محمود علی صاحب المہدوی گامہتمم بندوبست و منتظم پیشی نواب سلطان الملک بہادر شاگرد حضرت شفیقہ کنتوری**

بھولین کیونکر تری جفائین ہم
نقش دل کسطرح مٹائین ہم

جان کو فکر ہے نکلنے کی
پوچھتی ہے اجل کہ آئین ہم

کاش وہ بار سر اوتار بھی لین
نہ کبھی رنج پھر اوٹھائین ہم

ہم ہین بیمار وہ مسیحا ہین
راز دل اونسے کیا چھپائین ہم

دیوتا حسن کا ہے ہر معشوق
راگ کس کس صنم کا گائین ہم

اونکے کشتے شہید ہوتے ہین
شوق سے کیون نہ سر کٹائین ہم

وہ دکھائین جو عارض پر نور
چاند کو خاک مین چھپائین ہم

ہو میسر جو آستان بوسی
جان ہی دیکے سر جھکائین ہم

وہ ستمگار ہین تو اے محمود
کس بھروسہ پہ دل لگائین ہم

**محی۔ جناب سید غلام محی الدین صاحب جاگیردار ضلع نبھا حال مقیم حیدرآباد دکن شاگرد حضرت شفیقہ کنتوری**

رخ تو دکھا اگر دکھاؤ تم
صدقے ہو جائین لین بلائین ہم

شب فرقت کا حال کس سے کہین
ساتھ اپنے کسے رولائین ہم

ورما، جناب گوبند سرن بلی صاحب فرزند دراز اجلی صاحب توکل معتمد ملینیو سرٹ ڈبیٹنگ کلب شاگرد حشم صاحب

درد و رنج و ملال ہین دل مین
کشش عشق سے او سے ورما

عشق کا حال کیا بتائین ہم
اپنی تربت پہ کھینچ لائین ہم

توفیق جناب محمد عبداللطیف صاحب منیجر جریدۂ روزگار

عشق کا حال کیا بتائین ہم
شوق سے اسطرف ہی جائین ہم
شیخ گر میکدہ مین آجائین
اسلئے منہ کو وہ چھپاتے مین
ہائے تقدیر خوش رہین اغیار
آؤ توفیق ہند مین کیا ہے

داستان اسکی کیا سنائین ہم
جسطرف تیرا جلوہ پائین ہم
خوب دل کھولکر بلائین ہم
تا نہ لیلین کہین بلائین ہم
اور غم ہمکو غمکو کھائین ہم
سر سے چلکر مدینہ جائین ہم

طرح

بابت ۶ محرم ۱۳۱۸ ہجری

حشر ہوگا جو نقاب رخ روشن اُلٹا

حقدار، جناب حکیم سید عبدالقادر صاحب شاگرد حضرت شفیق صاحب لکنوری

غل گرے سے جو بہرا یار کا توسن اُلٹا
کعبہ و دیر کی سمجھنے نہ حقیقت دو نون
فصل گل آتے ہی اُفتاد پڑی بلبل پر
زور کرنے پہ جو آجائین تمہارے وحشی

شکر صد شکر میرا طالع گردن اُلٹا
کرنے جھگڑا ہین ہم شیخ و برہمن اُلٹا
آکے صیاد نے گلشن مین نشیمن اُلٹا
پھر سمجھ لو کہ ابھی کوہ کا دامن اُلٹا

* یہ غزل دیر مین وصول ہوئی اسلئے بے سلسلہ درج ہوئی

قتل کرنے میں بھی قاتل کا لڑکپن نہ گیا
پھر اگر دینے مرے خنجر آہن اٹھا

راہ مقصد میں نہ سمجھی گردش قسمت معلوم
رہنما خضر سا بنجائیگا رہزن اٹھا

فصل گل میں یہ ہوا نالۂ بلبل کا اثر
باغ سے پھر گیا صیاد سا دشمن اٹھا

پھر تقدیر کا تا سب پہ کھلے تخمیر گرد
سینہا شق مرے زخم و دامن اٹھا

اپنی تقصیر پہ نادم نہ ہوا وہ جفادار
شکوہ کرنے پہ ہوا محبت وہ بدظن اٹھا

## رنجور۔ جناب حکیم میرزا ورعلی صاحب فرزند حضرت شعلہ مرحوم

عشق کی راہ میں دل بھی ہوا رہزن اٹھا
دوست نادان ہوا آپ سے دشمن اٹھا

کعبہ و دیر پہ موقوف نہیں اسکا ظہور
یہ گمان رکھتے ہیں کیوں شیخ و برہمن اٹھا

حال دل راست کہا اب بھی یقین ہو کہ نہیں
مجھسے کیوں ہوتا ہے ای یار تو بدظن اٹھا

عہد و اقرار غلط اور قسم بھی جھوٹی
ہے ہر اک قول ترا اے بت پرفن اٹھا

رنجور پردے ہی میں بہتر ہے وہ حسن جانسوز
حشر ہوگا جو نقاب رخ روشن اٹھا

## شفیقہ۔ جناب محمد کاظم حسین صاحب کنتوری کا

کھینچکر تیغ جو سفاک نے دامن اٹھا
پھر برسنے لگے اک حشر ہوا رن اٹھا

کسنے محفل میں نقاب رخ روشن اٹھا
دید کو شمع نے فانوس کا دامن اٹھا

جب کبھی معرکہ قتل میں جائینگے رقیب
پھر لائیگا خیال سر و گردن اٹھا

تا سمجھے ہے ابھی جلاد میں اکڑ پن ہے
پھیرتا رہتا ہے خنجر پس گردن اٹھا

لاسکے منقار میں دو پھول ابھی رکھے تھی
باد صرصر نے عنادل کا نشیمن اٹھا

میرے ہمدم نے دکھانے کو مکان خشت نما کی
منہ سے چادر کو سحر میں لب مدفن اٹھا

جذب دل کھینچ کے لایا ہے ادھر اوس بت کو
میری تقدیر پھری بخت برہمن اٹھا

یونہیں گر تیز رہے باد خزان کے جھونکے
یہ سمجھ لیجئے گا تختۂ گلشن اٹھا

آسکے قاتل نے کیا گور غریبان میں یہ کام
کسی مرقد کو بگاڑا کوئی مدفن اٹھا

شفیقہ ہجر کے نالونکا نہ پوچھو احوال
سنکے شیون کو ہمارے دل دشمن اٹھا

## عزیز - جناب محمد امتیاز علی رضا صاحب امیٹھوی شاگرد جناب مولانا کاظم حسین صاحب شیفتہ کنتوری

شوخیون سے نے تو نقاب رخ روشن اُلٹا
مجھ پہ ہوتا ہے خفا وہ بت پرفن اُلٹا

مین وہ بدبخت ہون گر غیر کو مارون پتھر
خود مجھی پر پڑے وہ سنگ فلاخن اُلٹا

دشت وحشت مین عدو مجھکو نظر آئے دوست
راہبر بنگیا خود ہی وہ برہمن اُلٹا

کیسے عشاق مین دیدار کے مشتاق کھڑے
پھر خالق تو نقاب رخ روشن اُلٹا

سب یہ سمجھینگے کہ خورشید قیامت نکلا
حشر ہوگا جو نقاب رخ روشن اُلٹا

جوش وحشت مین کہان ہوش ہے کپڑون کا مجھے
کبھی سید ملے ہے گریبان کبھی دامن اُلٹا

ان جفاکارون سے امید وفا ہے بیکار
کاٹ سکتا نہین خنجر رگ گردن اُلٹا

## فدوی - جناب کملا پت تا صاحب فرزند رائے سورج پرتاب صاحب شاگرد حضرت حشیم

خود ہی کرتے ہو ستم کہتے ہو پھر اُف بھی نکر
مجھ پہ کرتے ہو مری جان یہ قدغن اُلٹا

ہائے تقدیر بھی فدوی کی عجب اولٹی ہے
آتے آتے وہ پھرا کیون اسکے مدفن اُلٹا

## مہدوی - جناب سید علی عیسی صاحب رضا - آنریری جج عدالت دیوانی بلدہ شاگرد حضرت حکیم عاشق حسین صاحب [illegible]

مین فدا اوسپہ رہون مجھسے وہ بدظن اُلٹا
کچھ نہ کچھ یار کو بہکاتے ہین دشمن اُلٹا

ہم سمجھتے ہین کہ عشاق کی قسمت اولٹی
ترکش پہنے ہوئے آتا ہے وہ جوشن اُلٹا

خاک مین پہلے تو عاشق کو ملا دیتے ہین
زلف بکھرا کے وہ پھر کرتے ہین شیون اُلٹا

سب اولٹ پھیر مین آجائیگا عالم اک بار
کبھی غصہ مین اگر یار کا دامن اُلٹا

کب سے دیدار کے مشتاق کھڑے ہین لاکھون
ایک دم بھر تو نقاب رخ روشن اُلٹا

مین ہون برگشتہ قسمت یہ وصیت ہے مری
بعد مردن مجھی بنائو مرا مدفن اُلٹا

مہدوی مین تو فدا جان کرون دنیا پر
لالچی مجھکو ہی ٹھہراتے ہین بدزن اُلٹا

نوٹ - بعد انتخاب ۱۱ شعر درج ہونگے - اگر اس سے زیادہ بلا انتخاب درج کرانا منظور ہو تو فی شعر ۲ / اجرت لیجائیگی -

# ابنائے جنس کی ہمدردی بڑی بہادری ہے۔

یہ بات بڑے بڑے حکیموں اور عقلمندوں کے قولوں سے ثابت ہے کہ دنیا میں ابنائے جنس کی ہمدردی سے زیادہ کوئی چیز مسرت خیز اور عشرت انگیز نہیں ہے کیونکہ حضرت آدم کی اولاد کو خالق نے ایک ہی اصل سے مخلوق کیا ہے اسلئے جب ایک بھائی کو کسیطرح کا درد یا دکھ پہونچتا ہے تو دوسرا جو ماہیت انسانی سے واقف ہے بیتاب ہو جاتا ہے شعر۔ بنی آدم اعضائے یکدیگر اند + کہ در آفرینش زیک جوہر اند۔ جو لوگ نیکوکار اور رحمدل ہیں وہ ابنا جنس کی ہمدردی میں دل سے مالوف رہتے ہیں اور حاجتمندوں کی حاجت کو بڑی خوشی سے روا کرتے ہیں فی نفس الامر اگر غور سے دیکھا جائے تو ابنا جنس کی ہمدردی سے بہتر اور بڑھکر دنیا میں کوئی بات نہیں ہے۔ میرے نزدیک سبکو اس نیک طریقہ کا پابند بننا موجب خوشنودی خالق و خلایق ہے۔ ہمارے بزرگوں اور پیشواؤں نے جو کچھ ہمدردی کے کام کئے ہیں اون کے تذکرے کتابوں کے صفحات پر آفتاب کے مانند چمک رہے ہیں اور آئینہ حالات کے رنگ شک وشبہ سے بالکل پاک وصاف ہیں اگر ہمارے بزرگ ایسی شارع عام ہمدردی کو جو ہر قوم کی ترقی کا ذریعہ ہے مسدود کیا ہوتا تو میں یقین جانتا ہوں کہ ہماری قومیں ایسی نمایاں ترقی حاصل نکرتیں اونھیں حضرات کی سعی و کوشش نے تا حال ہماری قوموں کے چراغ کو روشن رکھا ہے۔ مگر اب بعض قوم کے لوگوں نے اس راہ میں اپنی جہل و نادانستگی کے کانٹے بوئے ہیں تا دوسرا شخص۔ اگر جاوے تو اون کانٹوں کے سبب دلریش ہو کر اپنی حصول مرام سے محروم رہے۔ اور بعض حضرات ایسے ہیں کہ مدد کرینگی عیوض کسی نیک کام کے لئے اگر کوئی شخص مستعد ہو تو اوسکو کلمات بیہودہ و نا ملایم سے منع کرتے ہیں اور حتی الوسع اوسکی خرابی کے درپے ہوتے ہیں۔ اور یہ نہیں سمجھتے کہ یہ کام صرف منفعت ذاتی کے لئے نہیں کیا جا

بلکہ تمام قوم کی بہبودی و بہلائی کے لئے کیا جاتا ہے۔ اوس شخص کا شکریہ ادا کرنا چاہئے جسنے اپنے یا اپنے ہمعصر دوسرے قومون کی ترقی و ہمدردی کے لئے ذرایع پیدا کئے ہین اور ہزار آفرین و تحسین اون حضرات عالی ہمم پر جنہون نے اپنی عالی ہمتی کو اوسکے مددرسانی مین دل وجان سے مصروف رکہا ہے۔ دیکہئے لندن - امریکہ و فرانس وغیرہ مین ایک شخص سوسائٹی وغیرہ قایم کرتا ہے تو شہرونکی اکثر معزز باشندے اوسکی مدد کرتے ہین چنانچہ اسوقت بہت سے ایسے کارخانہ - مدارس - رسالے - اخبارات اور سوسائٹیان قایم ہین اور ہوتے جارہے ہین کہ جسنے نہ صرف اونکی ہی قوم کو نفع پہونچتا ہے بلکہ اور اور قومون کو بہی فایدہ حاصل ہوتا ہے۔ منشی کالے پرشاد صاحب کی ہمدردی کا اسوقت ذکر کرنا خالی از دلچسپی نہوگا کہ جنہون نے اپنی کل جائداد منقولہ وغیر منقولہ جو قریبًا (۲ کروڑ کی تہی۔ ایک آلہ آباد کے کالج کو وقف کردی جسمین ہزارہا طالب علم تعلیم پارہا ہے۔ سر سید احمد صاحب مرحوم ہی کو ملاحظہ فرمائے کہ اونہون نے اپنی قوم کی ترقی کے لئے کیا کچہ نہین کیا اور اپنی تمام عمر اسی کار خیر مین صرف کردی - ہمدردی وہ شئے ہے کہ تمام قوم کو مرفہ الحال رکہتی ہے - میرے نزدیک سب سے زیادہ سخی و بہادر وہ شخص ہے جو اپنی قوم کی اور اپنے بہائیون کی بہلائی کری اور مصیبت سے نجات دینے کی کوشش عمل مین لائی پس ہر ایک شخص کا فرض ہے کہ اپنی ابنا جنس کی ہمدردی اور خیرخواہی مین ہرگز پیچہے نرہے اور اون عیوب کو جنسے وہ ناواقف ہین وقتاً فوقتاً ظاہر کرتا رہے اور حتی الامکان شریک ہوکر اوسکے دفعہ کرنے مین کوشش اور اونکی مہذب بنانے مین اپنی پوری قوت صرف کرے - فقط

(مہادیو پرشاد فرزند رای لنگر پرشاد صاحب عیش اقربا سے راجہ راجہان
راجہ شیوراج دہرم ونت بہادر آصفجاہی - ممبر انجمن عثمانیہ)

# علم

کسی شئے کی حالت یا ماہیت کے جاننے کو علم کہتے ہین۔ کوئی کام دنیا کا ہو یا دین کا عقلمندی سے کیا جاے تو اچھا ہوتا ہے۔ عقلی طاقت سے انسان ممتاز ہوتا ہے۔ لیکن عقل کو علم صیقل کر کے روشن کر دیتا ہے۔ جہالت کے زمانہ کی حالات آجکل بہت کم پائے جاتے ہین کیونکہ جب تک طرز تمدن نے ترقی نہین پائی تھی اسوقت تک کہانیکو ساگ پات پینے کو برسات کا یا دریا کا پانی تھا۔ رہنے کو زمین یا درخت یا پہاڑونکی غار تھے۔ سونیکو زمین کا قدرتی فرش پہننے کو درختونکی چھال یا پتے یا بعض ملکون مین مختلف جانورون کے کہال کے سوا اور کچھہ دستیاب نہو سکتا تہا۔ جیسے جیسے علم کی روشنی پہلتی گئی دنیا کے باشندے اپنی طریق زندگی مین ترقی کرنے لگے۔ پہلے رہنے کے لئے جہونپڑے بنے۔ جہونپڑون سے کچے مکان اور رفتہ رفتہ خشتی اور سنگی محل بننے۔ سونیکو چارپائیان اور نرم نرم بستر سوتی اور اونی بچہونے ہر ایک موسم کے موافق سامان تیار ہوا۔ عمدہ عمدہ کہانے لطیف اور لذیذ غذائین تیار ہوئین۔ پینے کو جہان قدرتی سامان موجود نہ تہا وہان کنوئین (باولیان) کہود کر پانی نکالا پہر زمین کی آبپاشی کے لئے دریاؤن سے نہرین کاٹ کاٹ کر جنگل و بیابان سیراب کئے۔ ضرورتون کے موافق انواع و اقسام کے پوشاک بنائے۔ جب سرد ملک مین بوجہ سردی کے اور گرم ملک مین بوجہ گرمی کے چلنے پہرنے مین تکلیف ہونے لگی تو پیرون کی حفاظت کے لئے جوتہ اور جسم کی حفاظت کے لئے چھتری وغیرہ ایجاد کی گئی اور رفتہ رفتہ ہر چیز مین صفائی حاصل کی گئی۔ اور جیسے جیسے ضرورتین پڑتی گئین ویسے ہی ایجادین ہوتی گئین جن پر علم نے بڑی آبداری چڑھا دی۔

غرض انسان نے معاشرت کو جو کچھ ترقی دی ہے وہ علم ہی کی بدولت حاصل
ہوئی۔ اگرچہ ترقی کا آفتاب اپنے پورے عروج کے قریب پہونچگیا ہے۔
لیکن اسکے ہی آگے ترقی کا میدان بڑا وسیع ہے جسمین ہم چند ہی قدم چلے ہین۔
حیوانون پر ہم اسواسطے شرف رکھتے ہین کہ اونکو خدا نے ترقی کا مادہ عطا
نہین کیا ہے۔ کوا جیسے اب کاؤن کاؤن کرتا پہرتا ہے ویسا ہی ابتدا مین تہا۔
چڑیا جیسے اب تنگی چونچ سے ایک تنکا اٹہا کر لیجاتی ہے اور اوس سے اپنا گہونسلا
بناتی ہے اسیطرح پہلے بہی بنایا کرتی تہی۔ علم کی ایک ایسی طاقت ہے جو خدا نے
صرف انسان کے لئے مخصوص کی ہے اور اس طاقت کے حاصل کرنے کیلئے
خدا نے نطق۔ قیاس اور تمیز دی ہے اسی سے ہم اپنے خیالات دوسرون پر
ظاہر کر سکتے ہین لیکن عقلی طاقت کو بڑہانا اور اوس سے فائدہ اوٹہانا اور جہالت
کے اندہیرے کو علم کی روشنی سے دفع کرنا ہمارا کام ہے۔ ہمکو بڑی جانفشانی
کے ساتہ علم حاصل کرنیکی کوشش کرنا چاہئے کیونکہ جس انسان کے دل مین
علم کا ذوق نہین وہ بالکل نان بے نمک کے مانند ہے۔ علم کی طاقت وہ چیز
ہے جو صدہا ممالک کو ایک نمونہ مین تسخیر کرلیتی ہے۔ علم وہ پائدار دولت ہے
جو دماغی خزانون مین محفوظ رہتی ہے۔ نہ اوسکو چور کا خوف نہ رہزن کا خطر۔
علم ہی ایک ایسی چیز ہے جو باکمال آدمیونکے نام دنیا مین عموماً عزت کے
ساتہ زندہ رکہتا ہے۔ عالم جہان کہین جاتا ہے اپنی لیاقت کے سبب اکثر
عزت پاتا ہے اور اکثر یہ دیکہا گیا ہے کہ عالمون کی طبیعت مین علم سے ایک
استقلال پیدا ہوجاتا ہے جس سے وہ اکثر ناممکنات کو ممکن کر دکہاتے ہین
پس مجھے امید ہے کہ ہر ایک شخص علم کا حاصل کرنا ایک ضروری امر سمجھکر اوسکے
حاصل کرنیکی کوشش کریگا اور مین اپنے اس مضمون کو اس مقام پر ختم کرتا ہون کہ
خدا ہمارے ملکی بہائیونکو تحصیل علم کی ترغیب دے اور ہمارا ہندوستان مثل انگلستان بنے آمین ثم آمین

مہادیو پرشاد فرزند اے لنگر پرشاد صاحب عیش اقربا سے
راجہ راجان راجہ شیوراج دہرم ونت بہادر۔ (ممبر انجمن عثمانیہ)

# پردہ

ہندوستان کے عورتوں کا پردہ ہندوستان کے لئے بہت ہی موزون اور موافق شرع اور مناسب حال ہے یہ وہ مبارک طریقہ ہے جو تیرہ سو سال کے تجربے کے بعد بھی عمدہ مانا جاتا ہے یہ ایک مضبوط طریقہ ہے جسکو توڑ دینا اور اٹھا دینا گویا خصائص قومی اور حکم خدا کو بدلدینا ہے۔ بفرض اگر کسی گذشتہ زمانہ مین مسلمانون کے یہان پردہ کا رواج نہین تھا بھی تو اُس سے اسبات کا فیصلہ کرلینا کہ آجکل وہ چندان ضرور نہین ایک بہت ہی سخت غلطی ہے۔ جسکو کبھی واقعات زمانہ پر نظر رکھنے والے کی نظر صحیح نہین قرار دیجا سکتی۔ لہذا اگر پردہ ہمارے حال کے کسی لحاظ سے ضروری ہو تو یہہ ضرور نہین کہ سارے اقوام دنیا بھی اس پر کاربند ہوتے آئے ہون۔

بادی النظر کے لحاظ سے ہی اگر ہم نظر تحقیق سے کام لینگے تو معلوم ہو جائیگا کہ پردہ بہت عمدہ اور موافق حکم خدا و رسول ہے۔

اندنون ہندوستان کے اکثر ممالک اور خاصکر حیدرآباد (صانہ اللہ عن الشر والفساد) مین اسکے متعلق ایک ماہواری رسالہ شایع کیا جاتا ہے اور مانعین بے پردگی کے نسبت بہت ہی ناشایستہ الفاظ استعمال کئے جاتے ہین قطع نظر اسکے آیات قرآنی واحادیث نبوی کو تراش خراش کر اپنے مقصد کے موافق کرلیا کرتے ہین۔

دوسری طرف قوم کے ہمدرد مولانا مرزا حیرت صاحب دہلوی اپنے اخبار کرزن گزٹ کے ذریعہ پرزور مضامین سے گمراہون کو راہ راست کی تعلیم دیرہے ہین۔

اسلئے ہمنے بھی ارادہ کیا ہے کہ مولوی محب حسن صاحب اڈیٹر رسالہ معلم نسوان جو اپنے رسالہ مین آیات قرآنی واحادیث نبوی صلعم کو لاتقربوا الصلوۃ کی حکمت عملی کے مطابق استعمال کرکے پانسو روپیہ انعام کا اشتہار بھی دیا کرتے ہین ان آیات قرآنی واحادیث نبوی کی حقیقت سے معزز ناظرین کو آگاہ کرین افسوس کا مقام ہے کہ ابھی تک ہمارے پیارے دکن کے مسلمانون مین سے کسی نے مولوی صاحب کے

تحریر کی اصلیت اُنپر ظاہر نہین کیا اسلئے مولوی صاحب کو یقین ہو رہا ہے کہ میرا کلام اور دعوے مطابق قرآن و احادیث ہے اگرچہ مین ابھی طالب العلم ہون اور میری لیاقت اسقدر نہین ہے کہ کسی بارہ مین کوئی جواب لکہ سکون لیکن جب مین نے مولوی صاحب کے رسالون کو دیکھکر تفاسیر و احادیث دیکھا تو معلوم ہوا کہ مولوی صاحب کا دعوی بے سروپا ہے۔

اے معزز ناظرین خدائے رب العرش قرآن شریف کے سورۂ رحمٰن مین ارشاد فرمایا ہے ،،حورٌ مقصورات فی الخیام،، اور جسکی تفسیر تمامی مفسرین محبوسات فی الخیام کرتے ہین اور یہ آیت شریف حورون کے تعریف مین ہے تو خیال و غور کا مقام ہے کہ جنت جہان کسیطرحکا خوف و اندیشہ نہین اور کسی سے گناہ صادر ہونیکا شبہہ بھی نہین تو خداوند عالم و تمامی حورون کو پردہ مین محبوس رکہیگا تو پھر دنیا مین جہان ہر طرح خوف و اندیشہ ہے مثل نصاری و مشرکین کے بے پردگی کی اجازت کیونکر عطا فرماتا۔

مولوی محب حسین صاحب گہر مین رہنے سے ہند کے عورتون کو جو ملحاظ نصوص قرآنی کے ہی محبوس خیال فرماتے ہین تو کسلئے حورون کو بھی محبوس خیال نہین کرتے حالانکہ حورٌ مقصورات فی الخیام کی تفسیر ابن عباس سے لفظ محبوسات کے ساتھہ وارد ہوی ہے۔

مولوی صاحب (حالانکہ آپ طبیب نہین) بلحاظ ہمدردی انسانی عورتون کی صحت و تندرستی و عافیت اور امن و حیا۔ اس بے پردگی سے خیال فرماتے ہین جبکہ خداوند عالم ارحم الراحمین اور احکم الحاکمین و حکیم علی الاطلاق ہے تو اسکو بھی ضرور تھا کہ موافق قول مولوی محب حسین صاحب کے حورون کو باہر پہرنیکی اجازت دیتا نہ کہ محبوس رہنے پر انکی توصیف۔

مولوی محب حسین صاحب نے اپنے رسالون مین چار ابواب پر بحث کی ہے۔

(۱) آیات قرآنی۔ (۲) احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم۔ (۳) مسئلہ عقاید (۴) مسئلہ فقہ ہم آیندہ اپنے معزز ناظرین کے آگاہی کیلئے ان ابواب پر بحث کرینگے۔ فقط

قادر مرتضے حسین طالب العلم مدرسہ دار العلوم

# اودھ ریویو لکھنؤ

اسوقت ہمارے روبرو منیر اودھ ریویو کے رسالے تقریبًا نو ۹ نمبر بابتہ ۱۸۹۹ء و ۱۹۰۰ء کے چھپے ہوے ہین ہم نے ان نمبرون کو شروع سے آخر تک دیکھا۔ یہ رسالہ ضخامت مین (۸۸) صفحہ کا ہے۔ اسکے تین حصے ہین۔ پہلا حصہ مشاہیر ہندوستان کے سوانح عمریون کا ہے۔ دوسرے حصہ مین دلچسپ و مفید علمی و تمدنی و مذہبی و ملکی مضامین ہوتے ہین۔ تیسرے حصہ مین کسی انگریزی تاریخی و دلکش ناول کا ترجمہ یا پاکیزہ اور نخیل ناول ہوتا ہے۔ سوانح عمری کے ساتھ نفیس فوٹو بھی درج رہتے ہین۔ مضامین اعلے اور مفید عام ہوتے ہین۔ اکثر اخبار اسکے عمدہ مضامین نقل کرتے ہین۔ ناول پاکیزہ نہایت منتخب ہوتا ہے۔ کاغذ عمدہ ہے۔ چھپائی بھی بہتر ہے۔ یہ سب خوبی انتظام کی ہے۔ یہ رسالہ بلحاظ دلچسپ عمدہ مضامین ہونیکے اگر انگریزی ریویو کا ہم پلہ کہا جاے تو کسیطرح بیموقع نہوگا۔ قیمت کچھ ایسی ارزان رکھی گئی ہے کہ بمقابلہ چھپائی و کاغذ اور نفیس فوٹو کے جو اکثر مشاہیر و باکمال حضرات کی سوانح عمری کے ساتھ ہوتے ہین بالکل ہی کم ہے۔ ہم تعجب کرتے ہین۔ کہ مالک رسالہ نے اسقدر قیمت کیون کم رکھی ہے۔ ہماری راے مین تو غالبًا محض رفاہ عام و پبلک کی نفع رسانی کے لئے مالک رسالہ نے اپنا مالی نقصان گوارا کیا ہے۔ گو یہ رسالہ ایک زمانہ سے شائع ہوتا ہے۔ مگر تقریبًا دو سال سے جو نیا رنگ اس نے پیدا کیا ہے وہ لایق داد ہے۔ نمبر (۱۰) بابتہ اکتوبر ۱۸۹۹ء کے رسالہ مین ہمارے آقاے ولی نعمت ہز ہائنس حضور نظام اعلیحضرت بندگان عالی سلطان دکن کے قابل قدر مختصر حالات مع شبیہ انور درج تھے۔ اور مضامین صاف و لطیف جھگڑے کے فائدے۔ وغیرہ بھی لایق توصیف۔ نمبر (۳) بابتہ مارچ ۱۹۰۰ء مین آنریبل مسٹر جسٹس امیر علی سی۔ آئی۔ ای۔ کی سوانح عمری شایع کیگئی ہے۔ اور مضامین لڑکیان اور اون کی تربیت وغیرہ درج ہین۔ من حیث المجموع یہ رسالہ لایق خرید و قابل دید ہے۔ ہمارے معزز فیاض فرمالائق ایڈیٹر صاحب کے حسب منشا اگر مشاہیر و باکمال حضرات عمدہ سوانح عمریان و دلچسپ مفید مضامین خواہ وہ کسی انگریزی فلاسفر کے مضامین کا ترجمہ ہی کیون نہو بھیجکر امداد کرین تو کچھ شک نہین ہے کہ یہ رسالہ اپنا آپ نظیر ہو جائیگا۔ اور اسکے ساتھ رؤسا و امرا ہند اور ملک کی قدر دانی بھی شرط ہے۔ جب کہ یہ شیشے آپکے دلچسپی کے سامان پیدا کرتے جاتے ہین تو قدردانی ظاہر ہے ورنہ کہانتک کوئی مالی نقصان گوارا کریگا۔ اب آخر مین ہم اپنی ایک راے بھی لایق ایڈیٹر صاحب کے خدمت مین پیش کرتے ہین کہ سوانح عمریان اکثر مختصر ہوا کرتی ہین اگر کسیقدر مشرح اور مدلل واقعات

تاج پائینگے !!
"اسکے خلاف اگر تم اس کام مین جو تمہارے
سپرد کیا گیا ہے ٹھٹک کے رہجاؤ گے
تو یہ بزدلی جس سے تم اون خطرون کو
رفع کرنا چاہو گے زیادہ تر ہیبتناک
خطرے پیش کریگی - مگر "جون" مجھے تمکو
ڈرانے اور دھمکانیکی کوئی ضرورت
نہین ہے - تم مین خود وہ دلیری موجود
ہے - کہ اس سے پہلے ہرگز کسی
عورت مین نہ تھی - اور تمہاری زیرکی سے
آراستہ کی ہوئی جوانمردی فتحمندانہ امداد
کریگی - علاوہ برین تمہارے مہمات عظیم
مین ایک غیبی قوت بھی ہر طرح تمہاری
حمایت کریگی - اور جسوقت خطرے اور
پریشانیان تمکو حلقہ بگوش بنائینگے اوسوقت
ایسے ایسے اتفاق واقع ہونگے کہ جس سے
اس فوق الانسان اثر کے موجودگی مین
تمھین شبہ ہوگا - تاہم اسکی اعلی سپر سب
معمول تمہاری حفاظت کرتے رہیگی -
اور مین اوسوقت تمھین مدد پہونچاؤنگی
جبکہ بظاہر تم اپنی مخلصی کو کوسون دور
پاؤگی !"
بزرگ - (اپنی جگہ سے اوٹھکر اور نہایت
شادمانی اور محبت بھرے جوش کی نگاہ سے
ہماری ہیروئن پر ٹکٹکی لگاکر -) "اور اب "
جون" ! - عقلمند - خوبصورت -
فیاض دل - اور بہادر جون ! سخن
راستباز - وفادار - اور دلیر جون ! -
وہ جون جس سے مین ایسی محبت
رکھتا ہون جیسے کہ ایک باپ اپنی
چاہیتی بیٹی سے " جون " ! اب رخصت
خیرباد " یون کہتے ہوئے - اور وہ
ایسی آواز مین جسنے مثل بانگ غیب
گوئی کے ہماری ہیروئن کی روح کو
چونکا دیا - اوس مقدس بزرگ نے
بڑی نرمی اور تلطف کیساتھ جون سے
ہاتھ ملایا - اور اپنے اضطرابون کے
چھپانے کے لئے جن سے برداشتہ
خاطر ہوگیا تھا اوسنے دفعتاً منہ پھیرلیا
اور جلد کمرے سے چلاگیا -
وہ جادو بھرے سحروالے لہجے
مین چلدیا - اور جون تعظیم و محبت کے
لحاظ سے اوسپر ٹکٹکی لگائے کھڑی
رہی - یہانتک کہ بزرگ نے اپنے
پیچھے دروازہ بند کرلیا "
اور اب بڑے غور اور فکر کیساتھ
اوسنے کمرے کے بازو ہی آہستہ آہستہ
سے چلنا شروع کیا - لیکن ڈہا جون

کمرے کی دہلیز پر پہونچکر اوس نے
چند لمحون تک توقف کیا۔ یہ خیال کرکے
کہ اوسکو کسی امر کا خوف نہ چاہیئے۔
اور اسبات سے اپنے کو بڑی جرأت
دلا کر کہ اوسکا ایک فوق الانسان حامی
ہے۔ اوسنے ایک ایسے ہاتہ سے دروازہ
کھولا جو کانپا تک نہین۔ اور ایسے
قدم سے حجرے مین داخل ہوئی
جو لڑکھڑائی تک نہین
اوسکی نگاہین کبھی جو اوس
گوشہ کی طرف لیگئین بالکل بے نفرت
تھین۔ لیکن اب وہان پردہ پڑا تھا
اور اس سلئے وہ انسانی ڈہانچے نظر
نہ آتے تھے۔
اوسکا لیامپ ابتک بدستور
اوس میز پر جل رہا تھا۔ جہان اوسنے
اوسکو چہوڑا تھا۔ اور اوسکو ہاتہین
لیکر جون حیرتناک اور دہشتناک
آئون والے کمرے مین گئی۔ اس سے
گذرنے کے بعد اوس دراز سنگی
بارہ دری سے چلنا شروع ہوا اور
گہاؤ دار زینہ با آسانی تمام چڑہا گیا۔
اوسطرح اوپر والے کمرے مین
پہنچ گئی۔

برتھولڈ ابتک اوسیطرح خواب
غفلت ہی مین تھا۔ اور بعینہ اوسی
حالت مین پڑا تھا جیسا کہ اوسے جون
چھوڑ گئی تھی ایک اوسط درجہ کے
شمار سے معلوم ہوا کہ کم سے کم دو گھنٹہ
وہ اوس حجرے سے غایب رہی۔
اور اس مدت مین کتنی عجیب عجیب باتین
اوسکے علم مین افزود ہوئین اگرچہ ہی
منٹ گذرے تھے کہ اپنے مین وہ
ایک درازعمر کا انسان تجربہ پانے لگی۔
صرف ایک رات کے چھوٹے سے
حصہ نے جو فرق اوسکے دل مین پیدا
کر دیا وہ بہ نسبت اوس فرق کے جسکو
دس سال کی دراز مدت معمولی حالات
مین پیدا کرسکتی کہین بڑہکر تھا۔
اوسکی روح ایک وسیع غار کے
مشابہ تھی جو چوہے کے بڑیون سے
بھرا ہوتا ہے۔ اور جسمین گویا جلد جلد یکے
بعد دیگرے ہزارون مشعلین روشن
ہو کر پہلے کی تیرگی کو نورانی تجمل سے
بدل رہی تھین۔
وہ نہایت درجہ خوش تھی۔ جوش
اضطراب اور حیرت تاثیر حیرانی نے اوسکو
ایسا گہبرا کہ آرام کرنیکی اوس نے

کچھہ بھی خواہش نہ کیتھی - گو دن بھر کی
زحمت سے اوسکے نرم اور مضبوط
اعضا تھکے ہوے تھے تاہم خود اوسکو
تھکاوٹ کے آثار کچھ بھی معلوم نہوے -
اور اوسکو اپنا خیال ایسا چالاک
معلوم ہونے لگا کہ گویا وہ چیل کے
پر لگا لیکر ایک متکبر شادمانی کیساتھہ
بلند پروازی کرتا تھا یہانتک کہ ایک
ایسی غیر محدود کشادگی مین گم ہونے
لگا جو فقط اوسکی بلند پروازی ہی
کے لئے فراخ کیا گیا تھا -

مگر یہ سمجھکر کہ وقت بہت
گذر چکا ہے اور اپنا آئندہ دن کے
سفر کے لئے تر و تازہ اوٹھنا مقدم
ہے - جون نے اپنا سفری لباس اوتار
ڈالا - اور اپنے بڑے بڑے بالونکو
سنوار کر اوس پلنگ پر لیٹ گئی جسپر
اوسکا عاشق بڑی غفلت سے سوتا
پڑا تھا -

## نوان باب

پچھلی یادداشتین -

سیرا اڈی اوکا کے پہاڑیون کے
پیچھے سے سپیدۂ صبح نمودار ہوا -
اور خاک ایسی تیرگی سے ایوان کیالاڑاڈو
کے مینار مثل بادلون مین جمع ہوتی
ہوئی فوج جنات کے آہستہ آہستہ
نکل آرہے تھے !!

مشرقی افق مین ارغوانی اور تاریکی
قودوالی لہردار اور صیقل کردہ سنہری
لکیرین اون جنگلون اور پہاڑون کے
اوپر ہی اوپر پھیل رہی تھین جن کے
اسطرف والے رخ وداع ہونیوالی
تاریکی کے مقابلہ مین نازان اور فخر
کنان استادہ تھے !!

رفتہ رفتہ اون سنہری خطون مین
روشنی بڑھنے لگی - اور اونکا نور
ایک قطعہ کی اوس خالص نیلگونی مین
مخلوط ہونے لگا - جو آہستہ آہستہ
گنبد فلک پر پھیل رہا تھا !!

اسکے بعد خاموش دنیا پر کرۂ صبح کا
پورا گرد نمودار ہوا - اور اب صبح
کی روشنی کا شعلہ زن سیلاب اپنے
جاہ و جلال مین بالکل کامیاب ہوگیا
تھا !!

جنگل کے عظیم الشان درخت جنپر

خزانی رنگ بھرا ہوا تھا اس سنہ وقت
مین شل ارغوانی و زرین و سبز
پوش جنون کے پاد شاؤن سے
معلوم ہوتے تھے ۔ اور آبشار
ڈھکی ہوی چاندی کے مانند بلندی سے
جھکورے کھا کھا کر نیچے آتے اور
نہر مین گر جاتی تھین ؎
بیچارہ تالاب جو گویا پہاڑیں
دامنون کے بسیط جاروب سے
جھاڑ کر ایک جا بہم کیا گیا ہے اور
جسکے کنارے گنجان درختون سے
ڈھکے ہوے ہین ۔ اپنے تہ از
سنگ ریزہ تہ کا شفاف آئینہ بنا
ہوا ہے ۔ اور اپنے ساکت عمق
مین اوس دامن صبح کا عکس ڈال
رہا ہے جو وہان ہر طرف پھیلا ہوا
تھا ؎
برتھولڈ اور جون اپنے اپنے
خواب ناز سے بیدار ہوے ۔
اور عین اوسوقت جبکہ وہ دونن
غسل و آرائش سے فارغ ہو چکے ۔
براڈر گو اور جوزفا ایک ٹوکری
جسمین صبح کا ناشتہ تھا لیکر
حاضر ہوے ؎

محافظ کے دریافت پر کہ کسطرح
اونھون نے رات گذاری ۔ اور
آیا وہ جگہ اونکے پسند تھی یا نہین ۔
ہمارے ہیرو اور ہیروئن ۔
نے اوسکو قابل اطمینان جواب
دیا ۔ اور آخر الذکر نے براڈر گو
کے طرز و طور سے یہ تاڑ لیا کہ وہ
اپنے گذشتہ شب کے مہم سے اور
اپنا کمرہ نہ چھوڑنیکی سنجیدہ شرط
کی بربادی سے بالکل ناواقف تھا
اور بالفرض اگر وہ اس معاملہ سے
واقف بھی تھا تو کسی اشارۂ زبانی
و یا کنایۂ نظری سے اوس علم کو ظاہر
نہ ہونے دیا ؎
منیر پر ٹوکری کے چیزین آراستہ
کرنیکے بعد براڈر گو اور جوزفا
واپس چلے گئے اور اول الذکر
مسافرون کو یہ مژدہ سنا تا گیا کہ
غالبا ایک یا دو گھنٹون مین رخصت
کئے جائینگے ؎
جب صبح کے ناشتہ سے فراغت
ہوے تو برتھولڈ نے اپنے
چرمی صندوقچہ سے ایک قلمی کتاب
نکالکر مطالعہ کرنا شروع کیا ۔ کیونکہ

اپنے قلبی علم کے بڑہانے مین وہ ہرگز
کوئی موقعہ ضایع نکرتا تہا ۔
اوس نے جون سے اس امر کی
درخواست کی کہ اوسکے پہلو مین بیٹھکر
کچہہ پڑہے ۔ لیکن چونکہ جون کو حجرے
کے پردہ دیوار کا امتحان منظور تہا ۔
لہذا اوس نے کچہہ حیلہ کر دیا ۔ اور
برتہولڈ اوسکے ضد سے مطمئن ہوکر
کتاب کے مضمون مین ایسا مستغرق
ہوا کہ اوسکو جون کی کارروائی کی
مطلق اطلاع نہوئی ۔
اسلئے جون کو اون مہر بند ہدایات
کے دیکہنے کا موقع پانے مین کوئی دشواری
نہوی جنکو اوس موقع پر رکہہ چہوڑنیکا
وعدہ اوس بوڈہے شخص نے کیا تہا ۔
اور زیر پردہ ٹٹولنے سے بستہ موجودہ
فوراً اوسکے ہاتہ آیا ۔ اور اوسکو قریب
لاکر ایک زود نظری سے جون کو
معلوم ہوا کہ وہ ایک چہوٹا سا بستہ تہا
جسکے اطراف ایک ریشمی ڈوری بڑی
خبرداری سے لپیٹ کر اوسپر مہر لگادی
تہی ۔۔۔ ! اور اوسکے اندر کوئی
چہوٹی شے محسوس ہوتی تہی ۔
اب جون کو اوس بوڈہے
شخص کی بات یاد آئی کہ اوس نے
البجنورا کو ایک انگشتری کے متعلق
کچہہ کہا تہا اور تاکیداً اوسکو اوسکی
شناخت کرائی تہی ۔ لہذا اسا بستہ پر
اوسنے اپنے خیالات کا خاتمہ کیا کہ
بستہ کے اندر ضرور وہی انگشتری
ہوگی ۔ جو مطابق ہدایات بزرگ
ہسپانی حسینہ کی امداد مین بطور ایک
اشارے کے کام آنیوالی تہی ۔
جون نے بستہ اپنے پاس چہپالیا ۔
اور بناوٹ سے چند منٹ زیادہ اوسنے
پردے کی تحقیقات مین گذارے
جن کے بعد وہ وہان سے اوٹہکر
برتہولڈ کے پہلو مین جا بیٹہی اوسکا
عاشق فوراً اوس توہینی خوض و فکر
سے چونک اوٹہا جسمین کتاب نے
اوسکو قید کر رکہا تہا ۔ اور جون کی
گردن پر ہاتہ پہیلتے ہوے اوسنے
اوس چہرے کی شریف پیشانی پر
بوسہ دیا جو خود اب اوسکے چہرے
سے مقابل ہوگیا تہا ۔
برتہولڈ ۔ ( ایک پرجوش آواز سے جبکہ
وہ اپنے خوشرو محبوبہ پر استقلال سے تکنے
لگ گئے تہا ) "جون ! میری پیاری !"

کیا تمکو پوری شادمانی حاصل ہے؟"

جون۔ "پیارے برتھولڈ کیون شادمان
نہون جبکہ مین تمہارے ساتہ ہون
اور ایسے وقت جبکہ ہم تعاقب کے
کل خطرون سے محفوظ ہین؟ مگر تم
مجہسے یہ کیون پوچہتے ہو کہ آیا مین
مسرور ہون یا نہین۔؟"
اور اوسکی بڑی بڑی آنکہین جوش
محبت سے دمکنے لگین"

برتھولڈ۔ (اب اوسکی آواز کثرت غم
سے بہرآئی ہوی معلوم ہوتی تہی۔) "
اسواسطے کہ مجہے اس امر کی سخت تشویش
تہی کہ وہ ہیبتناک پاک چیزونکی
چوری جو مجہسے صادر ہوئی تہی۔ تمہارے
اعتماد مین جو مجہپر کرتے ہو کہین کمی
نہ کردے اور کہین آئندہ تمہارے
دل مین خطرونکا اندیشہ نہو"

جون۔ (برتھولڈ کے گلے مین بانہین ڈالکر
اور فرط محبت سے اوسکا سر اپنے چہاتی سے
لگاکر۔) "آہ! نہین۔ نہین۔ وہ تو
غیر ممکن تہا۔ تم جانتے ہو کہ کس جانفشانی
اور کس دیوانگی سے مین تمہین پیار کرتی
ہون۔ اور پیار کرنا گویا بہروسہ کرنا
ہے۔ کیونکہ محبت ایک ایمان ہے۔
ایک مذہب ہے۔ ایک عقیدہ ہے۔
اور سیوائے خدا کے وہ سب کچہ ہے
پہر کسلئے تم اپنے کو ان خطرون مین پہنساتے
ہو جو اوس لحاظ اعتماد کی وسعت اور
پائداری سے جو مین تم پر رکھتی ہون۔
اور جو خود محبت کی ایک خاصیت ہے
تعلق رکہتے ہین"

برتھولڈ۔ (اب اپنی باری مین جون کو
گلے لگاکر۔) "ہان۔ ایسے مضمون پر
میرا ایک لفظ بہی کہنا خود میری غلطی
ثابت کرتا ہے۔ اور اب سے یہ مجہکو
مان لینا فرض ہے کہ تمہارا دل نہایت
شریف۔ محبت بہرا۔ اور عقیدتمند
ہے۔ مگر بعض اوقات ایسے ہین کہ
جن مین ایک ناقابل بیان افسردگی
مثل ایک دور اندیشی کے مجہپر غالب
ہوجاتی ہے۔ اور مطلقا ناقابل بیان
ہی نہین۔ لیکن جب مین اون مقتون کو
یاد کرتا ہون جنکو مین نے جہیلا ہے
اون سنجیدہ شبوہ کو یاد کرتا ہون جنکو
مین نے پامال کیا ہے۔ اوس صلیب
اور سبہی تصویر کا خیال کرتا ہون جنکو
مین نے توڑا ہے۔ اور جب مجہکو وہ
اشیائے ربانی کا پیالہ یاد آتا ہے

جسکو مین نے پہوڑ کر چلنا چور کر دیا ہے ——— . . . . . . . . . .

**جون** ( بہ خوف آواز سے ) میرے برتہولڈ! خدا کے لئے یہ ذکر نکرو"!

اور چونکہ **جون** پردہ دیوار کے پیچھے والے کوارٹرسے واقف تھی۔ لہذا اوس مکان کو دیکھکر کہ شاید سراڈر گویا جوزفا دیا کوئی اور اس گفتگو کو وہان سے سن رہا ہو۔ اوس نے تقریر کا سلسلہ جوڑ کر کہا " کہ ایسے ہماری رازون کے لئے بھی دیواریں کان رکھتی ہین"!

**برتھولڈ** " میری پیاری **جون** مجھکو معاف کرو لیکن مین ہر وقت ان خطرات پر غالب نہین ہو سکتا۔ جو میرے دلکو ایک عذاب پشیمانی سے پاش پاش کر دیتے ہین"!

**جون** ۔( گونگرا اور ایک بہرائی ہوئی ملامت آمیز آواز سے جبکہ اوسکی نگاہین گبہرائی ہوئی تھین ) " پشیمان! برتھولڈ کیا یہ ممکن ہے کہ اس امر مین جسکو تم نے اختیار کیا ہے پہلے سے کو تم پشیمان ہلاتے ہو۔ آہ! اوس خوفناک لفظ کو واپس کر لو۔ ورنہ مین تمہارے عشق کو نہایت نامبارک اور سخت ناپاک سمجھونگی"۔

**برتھولڈ** ۔( جون کو چھاتی سے چمٹا کر آہستہ سے ) " تم نے میرا مطلب نہین سمجھا ۔ مین تم سے محبت کر کے پشیمان نہین ہوا ہون ۔ ورنہ مین تمکو اس محبت ۔ خوشی ۔ اور شادمانی کا ذریعہ نہ سمجھتا ۔ اگر میرے روبرو ایک فرشتہ کھڑا ہو کر یہ کہتا کہ ۔

" اگر تو اپنی اس محبت سے
دست بردار ہو جائے تو آئیندہ
بتوسل جناب باری تجھکو تیری
روح کی صفائی حاصل ہوگی ۔
لیکن اگر تو اوس محبت کی خوشی
کو مستقل رکھے تو یاد رکھ کہ قطعی
تیرے لئے لا انتہا خرابی ہوگی"!

**جون** مین کہتا ہون کہ اگر کوئی فرشتہ مجھسے یون ہمکلام ہوتا تو مین اپنے نجات کے تمام امیدونکو منقطع کر دیتا ۔ ولیکن تجھکو جدا نکرتا ۔

**جون** نے بھرائے ہوے آواز سے کہا " برتھولڈ ۔ پیارے برتھولڈ! اور اوس نے برتھولڈ کو پیار کرتے کرتے اشکونکی قطار لگا دی ۔

برتھولڈ "لیکن جون گو مین تجھپر دیوانہ وار مفتون و شیدا ہون اور کو کوئی وجودی یا عدمی شے ایسی نہین ہے جسکو مین تجھپر قربان کرنے سے انکار کرون - مگر پھر بھی بعض اوقات ایسے ہو جاتے ہین کہ جنمین میرے گناہ کبیرہ کا وزن بوجھ میری روح پر اسقدر دبا و ڈالتا ہے کہ جس سے مین سخت مغلوب ہو جاتا ہون - اور اس جوش کو جو مین نے اب بیان کیا ہے - اور اسطرح سے اپنے دلکی ناتوانی ظاہر کی ہے تو یہہ سب صرف اسلئے کہ تجھکو میری اس حالت زار پر ترس آئے - نہ کہ میرے بے روک الفاظ پر جو میرے لبون سے نکلین تجھکو غصہ یا دردمندی حاصل نہو "

جون - (ایک محبت آمیز آواز سے جبکہ اوسکی نگاہین سچی محبت بھری تہین) "

برتھولڈ! تب تو مین اسبات سے خوش ہون کہ تم مجھسے صافدلی اور راستبازی سے پیش آتے ہو - اور جسوقت مین تمہاری پیشانی پر بل دیکھونگی فوراً اونکو اوس محبت کر دو چند علامات جانونگی جسکی شادمانی تجھکو حاصل ہوگی - لیکن برتھولڈ پھر مجھسے یہ نہ پوچھنا کہ آیا مین تجھپر اعتماد رکھتی ہون کیونکہ یہ سوال مجھسے کرنا گویا میری روحانی محبت کے استقلال اور شوق مین شک کرنا ہے "

برتھولڈ " جون! مین جانتا ہون کہ تو مجھسے الفت رکھتی ہے - اور اگر مین تجھپر فدا ہوا ہون تو اسکے صلے مین تو میری مفتون و شیدا ہے - کیا تو سمجھتی ہے کہ مین اوس واقعہ کو بھول گیا کہ تیرے لائق باپ انگلستان نژاد گلبرٹ نے تین سال پیشتر شہر میلانس مین انتقال کیا اور اوسکی لاش اوسی مقبرے کے سپرد کی گئی - جہان اوس سے پہلے تمہاری ان آگنس مدفون ہو چکی تھی - اور مین کہتا ہون کیا تم سمجھتی ہو کہ مین یہ بھول گیا کہ کسطرح ڈاکٹر جو اینیس انگلہیم تمسے منسوب ہوا تہا "

جون - (ایک نرم اور پیاری سی آواز سے جبکہ محبت بھری نگاہون سے برتھولڈ کے عمدہ آنکھونکو گھور رہی تھی -) " لیکن مین تو

مخدومی۔ تسلیم۔ رسالہ جلوہ محبوب" خدمت عالی مین مرسل ہے آپ کی معاصرانہ ہمدردی اور توجہ خاص سکے بھروسے پر استدعا کیجاتی ہے کہ اس رسالہ کے متعلق آپ اپنی مفید و قیمتی رائے سے بطور ریویو کے اپنے اخبار گہر بار یا معزز رسالہ مین شایع کر کے کمترین کو ممنون فرمادینگے۔

اور اپنے معزز اخبار یا رسالہ سے اس ناچیز پرچہ کا تبادلہ منظور فرمانے مین دریغ نفرمائینگے۔

مین نہایت وثوق کے ساتھ ایڈیٹران و پروپرایٹران اخبار و رسالہ جات سے امید کرتا ہون کہ میری اس ناچیز معروضہ بالا پر ضرور لحاظ و توجہ فرمائینگے۔

غلام صمدانی خان گوہر۔ ایڈیٹر و پروپرائٹر رسالہ "جلوہ محبوب"۔
حیدرآباد دکن۔

بابت شہر رجب سنہ ۱۳۱۷
جلد ۲
جلوۂ محبوب
مرتبہ

۷۸۶

ہو القادر

اس رسالہ کو بتقریب تہنیت تحفۂ خسروی ...... کا تختہ اول ہے

یا صاحب الجمال و یا سید البشر
من وجہک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقہ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصیدہ مدح کیوان منزلت آفتاب شوکت فریدون فر سکندر در آصف دوران
سلیمان زمان خاقان ابن الخاقان سلطان ابن السلطان
اعلیحضرت میر محبوب علیخان فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک
مظفر الممالک آصف جاہ بہادر خلد اللہ ملکہ و افاض علی العالمین برہ
واحسانہ من تصنیف جناب مولوی محمد علیرضا صاحب واصف حیدرآبادی

علم و ہنر کی قدر نہیں زیر آسمان
ہے یہ فلک تو دشمن اہل ہنر ہوا
ایذا پسند ہوں ہیں ازل سے خدا گواہ

اہل ہنر ہیں گردش قسمت سے نیم جان
ہیں بے ہنر ہوں اسلئے ہنستا ہوں ہر زمان
جسد ن نہ ہو الم کہ طبیعت ہوئی گران

محوِ جمالِ آئینہ رویانِ دہر ہون — سیماب وار سینہ مین رہتا ہے دل طپان

لاکھون ستم ہون چرخ کے پروا نہین مجھے — رہتا ہون داغِ عشق کی دولت سے شادمان

روزِ ازل سے آہ و فغان میرا کام ہے — دل مین وہ سوز ہے کہ جلے جس سے جسم و جان

مین نخلِ بے ثمر ہون گلستانِ دہر مین — اور پرورش سے میری پشیمان ہے باغبان

مین بلبلِ حزین درِ گلشن سے دور ہون — رہتا ہون یادِ گل مین شب و روز نوحہ خوان

گلزارِ حسن و عشق مین گلچین رہا ہون مین — جز خارِ غم نہ کچھ بھی میسر ہوا یہان

وہ آہِ بے اثر ہون کہ بابِ قبول تک — دیتا نہین ہے بار عداوت سے آسمان

دیوانہ ہون کبھی تو کبھی صاحبِ خرد — لیکن جنابِ عشق تو ہین مجھ پہ مہربان

بیقدر ہو گیا ہون دکن زاد ہو کے مین — ورنہ مجھے مین پاؤ زمانے کی خوبیان

تقریر میری یونہین پریشان تھی دفعتاً — دل نے یہ مجھ سے ہو کے مخاطب کیا بیان

**واصف** یہ کیا خیال ہے اور کیسی گفتگو — کیون آج تجھ پہ یاس کی ایسی ترقیان

ملکی ہو اور ملک سے بیزار اسقدر — دیوانہ ہو گیا ہے ترے ہوش ہین کہان

بیجا ہے تجھکو شکوۂ بیقدریِ ہنر — ہر کام اپنے وقت پہ ہوتا ہے خود عیان

ملکِ دکن ہے مرجعِ اربابِ علم و فضل — اور آجکل ہے تہنیت و میمنت یہان

موقعہ یہ ہے کہ تو بھی قصیدہ کوئی سنا — جوہر ہو تیری طبع کا تا ملک پر عیان

یہ سنکے مین نے قصد کیا تہنیت کا جب — بے ساختہ زبان پہ یہ مطلع ہوا روان

## مطلعِ ثانی

ملکِ دکن ہے رشکدہِ گلشنِ جہان — ہر سمت ہے بہار نہین نام کو خزان

ہر اک روش پہ نور برستا ہے باغ مین — حسنِ ضیائے گل سے تجلی وہ ہے عیان

صحنِ چمن سے گنبدِ خضرا خجل ہوا — غنچون کی ضو ہے غیرتِ تنویرِ اختران

گلشن مین بلبلون کے خوشی سے ہین چہچہے — ہے رشکِ بزمِ عیش بنا صحنِ بوستان

ابرِ کرم کا فیض جہان مین ہے اسقدر — اطفالِ غنچہ ہوتے ہین اک دم مین نوجوان

پیدا ہے گل سے عارضِ حورِ جنان کا نور — ہے سنبلِ چمن مین خمِ زلفِ مہوشان

ہے اعتدال آب و ہوا کا عجب اثر | لالہ کے داغ دل مین بھی سرخی ہو عیان
زیر شجر ثمر مین تو بالائے نخل گل | ہو لون نہین سمائے گلشن مین باغبان
گل طائران باغ مین مست مے سرور | ہر اک زبان حال سے ہے تہنیت بیان
جو نخل ہے چمن مین وہ شاداب سبز ہے | اک شاخ پر نہین ہے کہین صدمۂ خزان
ساقی کدہر ہے بادۂ احمر پلا مجھے | ظاہر ہو رنگ ذہن سخنگوے نکتہ دان
مین بھی یہ شرط کرتا ہون بڑ بکر نہ ہوئیگا | تھوڑا سرور چاہتی ہے طبع بحر خوان
کم ظرف کے لئے نہین زیبا ہے مےکشی | عالی دماغ ہو تو نہین نشہ مین زیان
مجھکو نشہ ہوا تو بڑہی فکر شعر بھی | دکھلاؤن تجھکو جوہر طبع بدیع خوان
ملک دکن مین ہے جو خوشی خاص و عام کو | شاہ دکن کی سالگرہ کی ہین شادیان
دونون فریق آج بدل محو عیش ہین | میخوار شاد شاد ہین زاہد بھی شادمان
رندونکو محتسب کا نہ مطلق رہا خطر | اور محتسب کو فکر و تردد سے ہی امان
میخانے مین بلند صدائے نشاط ہے | مسجد مین بھی خوشی سے موذن نے دی اذان
ہر شخص محو فکر تکلف ہے دہر مین | ہر اک مکان مین ہے خوشی کا بندھا سمان
دنیا مین آجکل نہین رنج و الم کا نام | حاصل یہ ہے کہ سارا زمانہ ہی شادمان
واصف کے دل مین سب سے زیادہ خوشی ہے آج | مصروف تہنیت ہو زبان گہرفشان
اس روز میمنت سنی کی لکھون تہنیت عجب | تحسین و آفرین کہے ہر پیر و نوجوان
مدح جناب آصف سادس کا ہے خیال | ہو مطلع سخن سے تجمل فخر آسمان

## مطلع سوم

ظل الٰہی خسرو ذی فہم و نکتہ دان | شاہ دکن شجاع و دلیر و فلک نشان
بحر سخا ہے معدن بذل و عطا ہے تو | مثل و نظیر تیری نہین خلق مین عیان
روز ازل سے جرات و ہمت ترے لئے | پیدا کئے ہین خلق مین خالق نے بیگمان
ہر شخص دیکھتا ہے ترے صیدگاہ مین | شیر ژیان پائے نہ اکدم کی بھی امان
شہرت ہوی ہی تیری عدالت کی اسقدر | نوشیروان کا عدل جہان سے ہوا نہان

تلوار تیری برق عدو سوز ہے مدام
اعدا کو اس سے ملتی نہین جان کی امان

اہل ہنر جہان کے یہان جمع ہوگئے
دنیا مین کوئی تجھسا نہین آج قدردان

مخلوق عام طور سے یان محو عیش ہے
جمشید کو یہ جشن میسر ہوا کہان

بڑھکے ہے تیرا جشن سکندر کے جشن سے
اکبار وہ ہوا تھا یہ ہر سال ہے عیان

ہو میمنت یہ سالگرہ کی خوشی تجھے
جبتک جہان مین نام خوشی کا رہے عیان

شاہان ماسلف کے ثناگو تھے جسقدر
شعر و سخن مین اونکے فقط ہین تعلیان

اسوقت مین بھی جو ہین مقلد وہین کہین
جدت ہو طبع مین تو وہ ہی کا ثنا گمان

تزئین نظم گوئی اگر ہے تو علم سے
اردو مین کیا رکھا ہے یہ ہے لنگڑی زبان

واصف کا رنگ مدح زمانے سے الگ ہے
بے اصل باتین اسکی قصیدہ مین ہین کہان

دعوائے بیدلیل کا قائل نہین ہون مین
جو کچھ لکھا ہے مین نے ثبوت اوسکا ہے عیان

فرط خوشی سے قافیہ سنجی محال ہے
کرتا ہے اب خاتمہ آصف کا مدح خوان

جبتک ریاض دہر مین ہے موسم بہار
قائم ہین جتنے دن یہ زمین اور آسمان

شاہ دکن کی سالگرہ بے شمار ہو
یارب عطا ہو اسکے لئے عمر جاودان

ملک دکن ہمیشہ رہے رشک باغ عیش
واصف مدام شاہ دکن کا ہو مدح خوان

خطاب اور سید شریف خان کو صوبیداری برار سرفراز ہوئی۔ اور صمصام الدولہ[نیا]
بہادر کو نیابتاً انتظام امورات ریاست تفویض فرمائے۔ اور وقت رخصت
ایک انگشتری اپنے نام نامی کی سپرد فرماکر ارشاد فرمایا کہ مہر سلیمانی ہے جو
کام کیا جائے اوس منعم حقیقی کی رضا ہمیشہ اوسمین ملحوظ رہے۔ اور ستر ہزار
سوار جرار اور ایک لاکھ پیادے۔ اور توپخانہ اور اسباب بیشمار ہمراہ
لیکر اورنگ آباد خجستہ بنیاد سے کوچ فرماکر ظفرآباد کے راستے سے روانہ ہوئے
اور دارالسرور برہان پور مین نزول فرمایا۔ اور وہان حضرت مغفرت مآب
کے عرس کی وجہہ سے چار روز توقف فرماکر دریاے نربدا کے جانب
روانہ ہوے۔ اس سفر مین کمی آب اور حرارت آفتاب سے لشکر نے
سخت تکلیف کھینچی۔ اور اکثر گھوڑے اور دوسرے چارپائے بادسموم
کی تکلیف سے راہی عدم ہوے۔ اور بعض مخدرات محل کو منصبداران[x]
برہان پور کے ہمراہ اورنگ آباد کو روانہ فرمایا۔ اور آپ جب نربدا کے
متصل پہونچے۔ ہدایت محی الدین خان مظفر جنگ بہادر آپکے آمد کی
کیفیت معلوم کرکے ملک ادہونی ورایچور کے سمت روانہ ہوے۔ اس
اثنا مین ایک شقہ دستخط خاص کا فسخ عزیمت کے لئے بیشگاہ سلطانی سے[ف]
نواب ناصر جنگ بہادر کے نام شرف صدور پایا۔ اور ادہر مظفر جنگ بہادر
کی بے اعتدالیون اور شورش کی کیفیت معلوم ہوئی۔ چنانچہ آپ نے
ایک عرضی حضور مین روانہ کرکے اواخر جمادی الآخر مین دریائے نربدا
سے معاودت فرمائی۔ اور دریائے پتی شدت باران سے زور و شور مین
تھا۔ بڑی کوشش و تردد کے ساتھ عبور فرماکے راہی اورنگ آباد ہوے
راستہ مین کثرت بارش سے لشکریون نے بہت کچھ زحمت اوٹھائی۔

---

[نیا] ملاحظہ ہو تاریخ گلزار آصفیہ۔ ۱۲ [x] ملاحظہ ہو تاریخ حدیقۃ العالم۔ ۱۲

[ف] ملاحظہ ہو تاریخ رشید الدین خانی۔

بالآخر بفضلہ تعالے - اورنگ آباد خجستہ بنیاد مین داخل ہوے - اب مناسب
معلوم ہوتا ہے کہ اوس عرضی کی نقل بجنسہ یہان درج کیجاے تا ناظرین کی
مزید واقفیت کا باعث ہو ہمارا ارادہ تھا کہ اوسکا ترجمہ پیش کرین - مگر جو بات
اصل مین ہوگی ترجمہ مین اوسکا قایم رہنا مشکل ہوگا -

## نقل عرضی*

پیش ازین بعرض اقدس اشرف رسانیدہ کہ بمجرد ورود شقہ قدسی بمحض ارادت
وصرف اعتقاد نظر بعوایق و موانع نہ کردہ از خجستہ بنیاد روانہ شد و بنابر ترتیب
افواج و تعین مردم بصوبجات و تمہید سفر و استعداد ادوات دفع اداے
دین و دولت وقفہ در نواحی امراپور نمودہ بعد طمانیت از مہام مذکور بدار السرور
رسید و بعد ترخیص دیگر اقطاع داران و تتمیم ساز و سامان کما حقہ بعساکریکہ امضاے
احکام والا باقصی کابل و بنگالہ توانند بعزم آستان بوس روانہ شد و از کثرت
مصارف کہ درین عزیمت لاحق شد و بلکوک انجامید اندیشہ نمودہ و سپاہ را
قاطبتہ اضعافا مضاعفا مساعدہ دادہ طے مراحل متوالی کردہ بر دریاے نربدا
رسیدہ و تہیئہ عبور بود و از فرط فرح قرب قدمبوس در ہر منزل بر خود می بالید
و بخیال این مسرت سر باوج فلک میرسانید و محن کل ولاے الوا و شدت
باد و باران برسات مسافت سیصد کروہ بخاطر نمی آورد و یکمنزل می انگاشت
کہ سوم جمادی الاخری بکنار نربدا کہ فرداے آن عبور مقرر بود شقہ قدسی موشح
بخط خاص کرامت اختصاص بورود مسعود سر بلند ساخت انشا نجا کہ محتوی
بر بشارت صدور فرمان والا شان مرحمت عنوان متضمن تفویض صوبجات
دکن و دیگر عطیات سراپا برکات بود موجب اداے آداب شکر و سپاس
گردید و بدستور حضور بتقدیم رسید و مضمون معاودت کہ پیام دوری و حکم

* ملاحظہ ہو تاریخ حدیقۃ العالم - ۱۲

مہجوری بعاشق شیفتہ کہ مشغوف آستان بوسی و مشتاق تقبیل عتبہ عالیہ
است رسانید و لرا بتیاب و دیدہ را بیخواب ساخت نظر برانکہ بر لیغ قضا
تبلیغ مفروض الامتثال و واجب الاتباع است و بمذہب فدوی صادق
و مشرب فدائے عاشق تجاوز از ما مور منہی و محذر است بر سنت سنیہ
حضرت یعقوب فصبر جمیل و اللہ المستعان ۔ گویان مراجعت نمود اما
امید بر فضل الٰہی و تفضلات مقدس معلّے قولیست کہ دعائے فدوی مستجاب
خواہد شد و دیدہ بسعادت دید ار مستسعد خواہد گردید ان اللہ علی کل شئی
قدیر ۔ اور آپ تا ختم موسم بارش تیاری سامان جنگ و فراہمی لشکر مین
مصروف رہنے ۔ اور ادہر حسین دوست خان عرف چندا صاحب نے
(جو رئوسائے نوایت سے تھے اور سعادت اللہ خان کے رشتہ مین ہوتے اور
علی دوست خان فوجدار و دیوان ارکاٹ کے داماد ہوتے تھے ۔) مظفر جنگ بہادر
کو تسخیر کرناٹک کی تحریص دلائی ۔ جب یہ خبر شاہنواز خان (جو نیابتاً
ریاست کا کام انجام دیتے تھے ۔) کو پہونچی نصیحت آمیز خطوط اس ارادۂ فاسد
سے باز آنیکے لئے لکھے ۔ مگر وہان اس قسم کی طبیعت ہی کب تھی کہ کسیکی
نصیحت اونکے گوش ہوش تک پہونچتی ۔ یا نیک و بد کی تمیز کیجاتی ۔ چنانچہ
بے پروائی سے سپاہ بیشمار کیساتہ تسخیر ارکاٹ کا ارادہ کرکے روانہ
ہوے ۔ اور بوسّی جو فرانسیسی فوج کا جنرل تھا (اور یہ بڑا مشہور افسر
گذرا ہے ۔) اوسکو کسیقدر ملک دینے کا وعدہ کرکے اپنے ہمراہ لے لیا ۔
اور صوبۂ ارکاٹ پر آکر اوسکے صوبیداری ارکاٹ پر انور الدینخان بہادر
گوپاموی المخاطب بہ شہامت جنگ عہد حضرت مغفرت مآب سے مامور
تھے مقابلہ کے لئے صف آرا ہوے ۔ اور مطابق بیان تاریخ لکھمن لعل
و تاریخ رشید الدینخانی ۶ شعبان ۱۱۶۲ھ اور بقول حدیقۃ العالم و آثر الامرا

⁂ ملاحظہ ہو تاریخ محبوب السلاطین ۔ ۱۲ + ملاحظہ ہو تاریخ آثر الامرا ۔ ۱۲

۲۶ شعبان ۱۱۶۲ھ کو بڑے زور و شور سے لڑائی ہوئی جسمین انوالدینخان بہادر نے معہ اکثر رفیقون کے جام شہادت نوش فرمایا اور حسین دوست خان نے صوبۂ ارکاٹ پر اپنا قبضہ کر لیا۔

جب آپکو شہامت جنگ کے شہادت کی کیفیت اور مظفر جنگ بہادر کے بے حد بے اعتدالیون کی خبر معلوم ہوئی۔ آپ انتہا درجہ خشمگین و ملول ہوکے تنبیہ کا ارادہ فرمایا اور اورنگ آباد خجستہ بنیاد کی صوبہ داری محمد ابوالخیر خان بہادر کو تفویض فرمائی۔ اور آپ ستر ہزار سوار جرار اور توپخانہ بیشمار اور ایک لاکھ پیادہ سے مظفر جنگ بہادر کے تادیب کے لئے راہی تلنگھاٹ ہوے۔ حالانکہ محمد ابوالخیر خان شمشیر بہادر اور سید لشکر خان نے عرض کی کہ یہ کام کسی ایک معتمد دولت کے تفویض فرمایا جاوے۔ اور خود بدولت بہ نفس نفیس متوجہ نہون۔ مگر آپ نے اسبات کو منظور نفرمایا۔ اور ۱۱۶۳ھ مین کرناٹک پہونچے۔ جب یہ کیفیت مظفر جنگ بہادر کو معلوم ہوئی اور فوج کثیر کے معاینہ نے اونکے دل مین اسقدر خوف و پریشانی ڈالدی کہ فوراً ارکاٹ سے نکلکر قلعہ پھولچری مین پناہ لی۔ کیونکہ پھولچری کا قلعہ نہایت ہی مضبوط تھا۔ جب آپ نے سنا کہ مظفر جنگ نے قلعہ پھولچری مین پناہ لی ہے۔ آپ نے فوراً اوس جانب کوچ فرمایا چنانچہ ۲۶ ربیع الثانی ۱۱۶۳ھ کو قلعہ پھولچری کے قریب مقابلہ ہوا اور تمام دن بڑے زور و شور سے ہنگامہ جدال و قتال گرم رہا۔

گروہ فرانسیس نے فرار پر کمر باندہی اور قلعہ بند ہوے۔ دوسرے روز نواب ممدوح نے شاہنواز خان اور محمد انور خان کے ذریعہ سے مظفر جنگ کے پاس کلمات نصائح کہلا بھجوائے۔ اور سرکشی سے باز آنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ چنانچہ مظفر جنگ بلا کسی جنگ و جدل کے حضوری مین حاضر ہوے۔ جس سے نواب محتشم الیہ نہایت خوش ہوے۔ اور حکم دیا گیا کہ فتح و نصرت کے شادیانے بجائے جائین
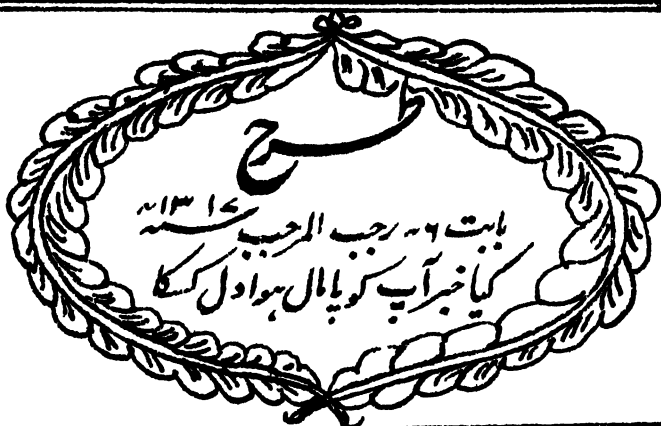
# طرح

بابت ۶ رجب المرجب ۱۳۱۷ھ

کیا خبر آپ کو پامال ہوا دل کسکا

## اختر - جناب محمد عبد الغفور صاحب رضا اہلکار محکمۂ معتمدی عدالت و کوتوالی و امور عامہ سرکار عالی

### تلمیذ حضرت شیفتہ صاحب کنتوری

کیا کہوں بندہ ہوں ای حور شمائل کسکا
پوچھ لے اپنے ہی دل سے کہ ہوں مائل کسکا

گر کف پائے صنم تجھ پہ نہیں سایہ فگن
جلوہ گر نور ہے تجھ میں مہ کامل کسکا

نور کی صورتیں ہیں شام و سحر پیش نگاہ
آئینہ خانہ مرے آنکھ کا ہے تل کسکا

لاکھ سر گشتہ بنے ہم نہ کھلا عقدۂ زلف
دل میں ڈالا ہوا ہے عقدۂ مشکل کسکا

فیض مفلس سے بھی مفلس کو کہیں پہنچا ہے
جیب بھرتا ہے گہر سے کف ساحل کسکا

تیری صورت نہیں آنکھوں میں جو اے لیلی دشت
پردۂ چشم ہے پھر پردۂ محمل کسکا

بیڑیاں پاؤں کی گرنے لگی ہیں آپ سے آپ
جسم لاغر نہ رہا قید کے قابل کسکا

نہ یہ ماہی ہیں تڑپ ہے نہ یہ بجلی میں طپش
یا الٰہی مجھے تو نے ہے دیا دل کسکا

دائرہ ہے ہالۂ روشن کا ہے اطراف قمر
ہاتھ ہے گردن جاناں میں حمائل کسکا

چاند چھپ شرم سے اے غیرت خورشید چھپو
پھر کف پا کے ترے رخ ہو مقابل کسکا

جستجو رہتی ہے کس مہر کی شب کو اختر
متلاشی ہے فلک پر مہ کامل کسکا

## رعب - جناب محمد علی خاں صاحب رضا خلف جناب قلندر بخش خاں صاحب رضا ساکن کمانڈنگ جمعیت ص جناب کپتان

## نظم علامۂ عصر مسلم جمعیت سرکار عالی شاگرد جناب میر احمد علی صاحب رضا قبلہ المتخلص بہ عصر

کون ارمان نہین لیکے گیا سوے عدم ۔۔۔ حل ہوا زیر فلک عقدۂ مشکل کسکا

قبر پہ فاتحہ کو آئے ہو مقصد ہی ملا ۔۔۔ کیا خبر آپ کو پامال ہوا دل کسکا

سادگی نے تری مارا ہے ادا سے پہلے ۔۔۔ نام لون سامنے داور کے مین قاتل کسکا

عاشقون کو ہو نہ کیون قصۂ معشوق پسند ۔۔۔ غیر گل ذکر کرین عصر عنادل کسکا

## سعید۔ جناب مرزا غلام عباس صاحب اہلکار محکمۂ عدالت و کوتوالی و امور عامہ سرکار عالی صیغہ کورٹ آف وارڈز تلمیذ جناب نواب میر خیرات علی صاحب رضا سنجی۔

وسیان رہ رہ کے تجھے آتا ہی اید دل کسکا ۔۔۔ کسکا دم بھرتا ہے تو اور ہے مائل کسکا

کوچۂ یار بھی ہے گور بھی ہے پیش نظر ۔۔۔ نام دو نون مین رکھون عشق کی منزل کسکا

کس نگہ تری محبت کا یہ دم بھرتے ہین ۔۔۔ نام لیتے ہین جھکنے مین عنادل کسکا

قتل کرکے مجھے انجان بنا ہے ظالم ۔۔۔ پوچھتا ہے یہ ہر اک سے یہ ہے بسمل کسکا

کسکا دشنۂ ہوگا ہو نشے شاتے ہین دل ۔۔۔ قافلہ لٹتا ہے دیکھین سر منزل کسکا

کسکا خون ہوتا ہے کس پہ بلا آتی ہے ۔۔۔ تیرا انداز ہے کیا جانتے قاتل کسکا

نہین کھلتا کہ یہ کس زلف کا سودائی ہے ۔۔۔ دل دیوانہ ہے پابند سلاسل کسکا

دیر پر مرتا ہے یاد دیا ہے جان کعبہ پر ۔۔۔ دل منکر ترا اے شیخ ہے قائل کسکا

آسمان دریغ آتش ار زمین بہر فشار ۔۔۔ کسکو اچھا کہین شکوہ کرین اے دل کسکا

خار حاصل ہوئے گا دیوانگی الفت مین سعید ۔۔۔ گلشن دہر مین سرسبز ہوا دل کسکا

## شفیقہ۔ حضرت مولوی سید محمد کاظم حسین صاحب کنتوری۔

یار نے چین کے ہزار دو نہین لیا دل کسکا ۔۔۔ مدعا آج بر آیا سر محفل کسکا

سیکڑون قیس کے مانند ہین مجنون ۔۔۔ اڑ کے گیا راہ مین یہ پردۂ محمل کسکا

تہلکہ ہے صف محشر مین تماشا کیسا ۔۔۔ رقص کرتا ہوا آیا ہے یہ بسمل کسکا

ہاتھون کے رنگ مین کھیلی تھی نہ ایسی شوخی
خون مہندی مین کیا آپ نے شامل کسکا

رات دن ابتو پریشان رہا کرتی ہے
زلف شبگون مین چھپایا ہے کہو دل کسکا

میرے نالون نے چمن مین ہی قیامت ہے بپا
خندہ گل ہے کہ ہر شور فغان دل کسکا

مرگ کا شوق ہے مقتل کو چلے جاتے ہین
سر اڑائیگا خدا جانے وہ قاتل کسکا

حسن کسکا ہے جہانتاب زمین پر مشہور
دیکھتا منہ ہے فلک سے مہ کامل کسکا

شام سے خانہ زنجیر مین ہوتا غل ہے
ساتھ فریاد مین دیتی ہے سلاسل کسکا

اللہ اللہ محبت مین ہے یہ محویت
نزع کی وقت بھی دم بھرتا ہے بسمل کسکا

شیفتہ راز حقیقت کے عجائب ہین نہان
ہے بنایا ہوا یہ کالبد گل کسکا

## عزیز۔ جناب محمد امتیاز علی صاحب رضا اہلکار کورٹ آف وارڈز تلمیذ عالیجناب مولوی میر کاظم حسین صاحب شیفتہ کنتوری

رخ پر نور ہوا تجھسے مقابل کسکا
تری صورت مین ہے نور اسے شامل کسکا

فتنہ پرداز جفا کار ستمگر ظالم
ہائے کمبخت مرا دل ہوا مائل کسکا

کونسا عاشق ناشاد اوٹھا دنیا سے
نوحہ پڑھتے ہین گلستان مین عنادل کسکا

دیکھا دریا نے حبابونکی لگا کر عینک
گذرا اس وقت ہوا ہے لب ساحل کسکا

یہ کرامات محبت کی ہے باقی ہے جو نام
ورنہ لیلے ہے کہان پردہ محمل کسکا

باغ جنت کی ہوا ہے جو معطر ہے دماغ
آج مہمان ہے وہ حور شمائل کسکا

سیکڑون لوٹتے ہین دیکھکے انداز خرام
کیا خبر آپکو پامال ہوا دل کسکا

آج اک حلقہ پر نور نظر آتا ہے
میری گردن مین ہوا ہاتھ حمائل کسکا

دست قاتل کے سوا خنجر قاتل کے سوا
لیگی احسان بھلا گردن بسمل کسکا

بہنے ہوتے مین لئے خنجر ابرو کے عزیز
یہ جگر کسکا ہے عشاق ہین یہ دل کسکا

## فروغ۔ جناب محمد عبد الولی صاحب تلمیذ حضرت حکیم میر نوازش علی صاحب فروغ خلف حضرت شعلہ مرحوم

کچھ خبر ہے جگر اے یار ہے گھایل کسکا
دل ہوا آپکی صورت یہ ہے مائل کسکا

بعد مردن یہ صدا مرقد مجنون سے اوٹھی — جا رہا ہے میری مرقد پہ یہ محمل کسکا

نیم بسمل تو کیا آپ ہی اور کہتے ہیں — کون بسمل ہے مرا اور ہوئے ہیں قاتل کسکا

دلبری ہاتھ سے میری گرا اونکو ہے تکا و تیغ — دل سے اوٹھے ہاتھ میں بیٹھا ہے یہ قاتل کسکا

کوثر۔ جناب ابو العرفان سید عبد العزیز صاحب چشتی صابری علا تخلص خاص فخاص کار عالی
تلمیذ حضرت شیفتہ کنتوری مدظلہ العالی

بخت یاور ہوا مقصد ہوا حاصل کسکا — آپکی مٹھی میں ایجان ہے یہ دل کسکا

ملے کرتے ہیں گلستا نہیں عوض نعش کے — سوگ کرتے ہیں شب و روز عزا دل کا

وصل محبوب ہوا مجھسے رہا تو ناکام — قیس بتلاشے تو ہی جذب ہے کامل کسکا

دیکھکر شکل تیری اہل نظر بیخود ہیں — حسن یہ تجھمیں ہے لے رونق محفل کسکا

رخ یہ مہتاب کے ہے داغ نمایاں ابتک — نہیں معلوم ہوا تھا یہ مقابل کسکا

نہیں ہے وجہ یہ ابرو کے اشارے تھے — امتحان مد نظر ہے میرے قاتل کسکا

پھیر کر میرے گلے پر وہ چھری مقتل میں — خود ہی کہتے ہیں تجاہل سے ہے بسمل کسکا

ابر سے آج نکلتا ہے نہیں غیرت سے — تو نے دیکھا ہے جمال اے مہ کامل کسکا

بیقراری کا جو عالم ہے کہوں کیا کوثر — منتظر رہتا ہے ہر وقت میرا دل کسکا

مہدوی۔ جناب مولوی سید موسی علی صاحب آنریری مجسٹریٹ جج عدالت دیوانی بلدہ شاگرد حضرت
حکیم عاشق حسین خانصاحب ہاتف ساکن بیگم بازار

دل مرا لوٹ کے چھپتے کیا ہو کہ ہے اہل کسکا — وصف ہے یہ تو کہو حور شمائل کسکا

خنجر یار پکاریگا کہ میں ہوں میں ہوں — حشر میں پوچھینگے جب کون ہی قاتل کسکا

زلف پر پیچ دکھاتے ہیں خدا خیر کرے — آج عشاق میں حصہ ہے سلاسل کسکا

بہر نظارہ نہایت ہے یہ وجود عالم — دیکھو آئینہ میں ہے کون مقابل کسکا

بزم جاناں میں لئے بیٹھے ہیں لکھوا کے عاشق — دیکھئے ہوتا ہے منظور نظر دل کسکا

مہدوی کیوں نہ بھلا فخر ہو ہاتف سے تجھے — ایسا اوستاد کہاں دو کہ ہے کامل کسکا

## نعمت ۔ جناب محمد نعمت خان صاحب رضا مصاحب نواب سلطان الملک بہادر دام اقبالہ تلمیذ حضرت محمود رامپوری

ماہ کو حسنِ رخِ یار سے نسبت کیا ہے
صبح کھل جائیگا دعویٰ ہوا باطل کسکا

سخت حیرت ہے یہ آئینہ مکدر کیوں ہے
کیا نہ سمجھا تھا شب آج مقابل کسکا

بیکسی کسکی ترے در پہ پڑی روتی ہے
تیری سرکار میں بیسر ہوتا ہے داخل کسکا

رات دن وصل کی تدبیر میں رہتا ہوں میں
کہو پھر تمنے لقب رکھا ہے غافل کسکا

غش نہ آئے مجھے کیونکر تمھیں بولو صاحب
اچھی صورت پہ نہ عاشق ہو یہ دل کسکا

میری تربت کو وہ ٹھوکر لگے بصد غمزہ و ناز
خود ہی کہتے ہیں کہ پامال ہوا دل کسکا

## نوید ۔ جناب مرزا غلام اصغر صاحب تلمیذ عالیجناب نواب میر خیرات علیخان صاحب صفا سحی ۔

نام دیوانوں میں تیرے ہوا شامل کسکا
قیدی زلفِ دوتا ہوگیا یہ دل کسکا

خوبرویوں کی محبت نہ رہی کب اسمیں
صفت آئینہ حیران نہوا دل کسکا

ناز و انداز سحر تک رہے کسکی خاطر
باتوں باتوں میں شب وصل لیا دل کسکا

کون مجرم ہے بھلا قابل گردن زدنی
نام لیتا ہے خدا جانے یہ قاتل کسکا

جلوۂ حسن ہے منظور نظر مدت سے
راز کھلتا نہیں مشتاق ہے یہ دل کسکا

نام کسکا یہ رٹا کرتے ہیں ظاہر نہیں کچھ
کلمہ پڑھتے ہیں یہ سب عالم و فاضل کسکا

کچھ خبر بھی ہے تمھیں میری پریشانی کی
دام میں زلف مسلسل کے پھنسا دل کسکا

خرمن جان میرا برباد کیا کسنے نوید
کیا خبر آپکو پامال ہوا دل کسکا

## نوٹ

منتظر ہی رہے دیدار کے محشر والے ۔ جوہر ۔ اختر ۔ قافیہ ۔ ۲۵ رجب تک غزلیات آجانا چاہیئے
نام کو بوئے وفا اوس گل خندان میں نہیں ۔ تابان ۔ جانان قافیہ ۔ ۵ شعبان تک غزلیات آجانا چاہیئے
خدا کدن سنے گا اے محبت کا فدا کاری ۔ جفا ۔ وفا ۔ قافیہ ۔ ۲۵ رمضان تک غزلیات آجانا چاہیئے
بعد انتخاب ۱۱ شعر سے زیادہ کی غزل درج نہوگی ۔
اگر کوئی صاحب اپنا کلام بلا انتخاب اور گیارہ شعر سے زیادہ ۔ یا غیر طرح غزل درج کرانا چاہیں تو فی شعر ۲ کے حساب سے پیشگی اجرت روانہ فرماویں ۔

# رسید زر

| نمبر | نام | سکونت | عہدہ یا پیشہ | رقم |
|---|---|---|---|---|
| ١ | عالیجناب رائے کسبھی پرشاد صاحب | کوچہ فتح اللہ بیگ | سابق منیجر کورٹ آف وارڈز | صہ |
| ٢ | عالیجناب مولوی میر نجابت علی صاحب | | مددگار مہتمم خزانہ عامرہ سرکار عالی | صہ |
| ٣ | عالیجناب نواب خان بہادر حاجی سبحان اللہ خان صاحب | سکندرآباد | . | لعہ |
| ٤ | جناب نصر اللہ محمد صاحب | رزیڈنسی حیدرآباد | مصدق فوجداری بلدہ | عال |
| ٥ | جناب میر لیاقت علیخان صاحب | حیدرآباد | داروغہ اوجخانہ نواب سالار جنگ مغفور | عال |
| ٦ | مسٹر پاسکل اسکوئرٹ | سرورنگر | ملازم علاقہ نواب آسمان جاہ مغفور | عال |
| ٧ | مسٹر ولیم اسکوئر | ایضاً | ایضاً | عال |
| ٨ | جناب میر فیاض علی صاحب | کھڑکی ماتا | . | عال |
| ٩ | جناب مولوی برہان الدین صاحب | حیدرآباد | صیغہ دار صفائی بلدہ | عال |
| ١٠ | جناب مولوی سید عبدالکریم صاحب | کھڑکی حضرت بردے شاہ صاحب | مختار حضرت اللہ رکھی بیگم صاحبہ | عال |
| ١١ | جناب مولوی عابد علی صاحب | مغلپورہ | . | عال |
| ١٢ | عالیجناب مولوی نور الرسول صاحب | کوٹلہ عالیجاہ | . | ہے |
| ١٣ | جناب راجہ نیم چند صاحب | چار مینار | . | عال |
| ١٤ | جناب رام چندر پرتاب صاحب | | وکیل | عال |
| ١٥ | جناب میر جمشید علیخان صاحب | سلطان شاہی | | عال |
| ١٦ | جناب سید شہاب الدین صاحب | علاوہ بی بی | سررشتہ دار محکمہ نظم جمعیت سرکار عالی | عال |
| ١٧ | جناب مولوی سید عزیز الدین صاحب | اردوے شریف | جاگیردار | عال |
| ١٨ | جناب اعتماد نواز خان بہادر | شاہ گنج | مروہ چوبداران | عال |
| ١٩ | جناب میر کاظم علی صاحب | کبوتر خانہ قدیم | منتظم فوج محبوب نگر | عال |
| ٢٠ | جناب سید شاکر رضا بخاری خلف سید عبدالقادر بخاری | تالاب میر جملہ | . | عال |

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| ۲۱ | جناب مرزا بہادر علی بیگ صاحب | ہیری باولی | جاگیردار | عاں |
| ۲۲ | جناب محمد گیسودراز خان صاحب | سیف آباد | قلعدار | عاں |
| ۲۳ | جناب داد احمد صاحب | سکندر آباد | سوداگر | عاں |
| ۲۴ | جناب محمد فیض اللہ صاحب | کنٹہ گوشہ محل | سرکاری کارآموز مجلس مالگذاری | عاں |
| ۲۵ | جناب محمد فتح علی صاحب | بھوئی گوڑہ | . | عاں |
| ۲۶ | جناب میر قدرت علی صاحب | جمعہ مسجد | داروغہ رد تشنی شارع عام | عاں |
| ۲۷ | جناب حکیم غیاث الدین خان صاحب | بازار گھانسی | . | عاں |
| ۲۸ | جناب سید حسین صاحب | گلبرگہ شریف | وکیل معتمد سجادہ صاحب بزرگ | عاں |
| ۲۹ | جناب فتح الدین صاحب | چکل گوڑہ | پیشکار راجہ درگا پرشاد | عاں |
| ۳۰ | جناب رنگ راؤ صاحب | ہیری باولی | تعلق اغراض اشت راجہ بہادر | عاں |
| ۳۱ | جناب محمد عبد الرزاق صاحب | کچی چبوترہ | علاقہ کورٹ آف وارڈس منصبدار علاقہ دیوانی | عاں |
| ۳۲ | جناب سید میان صاحب فرزند آغوشی پیاری خانم صاحبہ محل حضرت غفران مکان | بیرون یاقوت پورہ | . | عاں |
| ۳۳ | جناب راجہ وینکٹ ناسیوا ریڈی صاحب | رزیڈنسی | . | ـلے |
| ۳۴ | جناب محمد عبد الصمد صاحب خواہرزادہ جناب مرزا صادق علی بیگ صاحب | شاہ علی بنڈہ | . | عاں |

## ریویو

(۱) "شرارہ یعنی جامع المعلومات باتصویر" یہ رسالہ مہینے مین دو بار شایع ہوتا ہے اسمین علمی مضامین ۔ منتخب لطایف ۔ تاریخی حالات ۔ سوانح عمریان ۔ چیدہ خبرین وغیرہ درج ہوتے ہین ۔ اسکی صورت رسالہ کی ہے ۔ مگر اخباری حیثیت رکھتا ہے اگر اسکو ایک اعلی درجہ کا مستقل اخبار کہئے تو بیجا نہوگا ۔ علاوہ ان سب خوبیون کے تصاویر بھی ہوتے ہین ۔ اسکے لایق مہتمم نے رسالہ کو ہر دلعزیز بنانے مین جسقدر جانفشانی کی ہے وہ لایق قدر ہے ۔ کاغذ چھپائی وغیرہ بھی مقتضیات سے سب ہے ۔ قیمت بھی بہت کم ہے یعنی سالانہ عام ناظرین سے (چا؎) ٹوسل سے (ص) والیان ملک سے (عـ۵) ۔

مولوی فضل محمد صاحب ایڈیٹر و پروپرائٹر (شرارہ) مراد آباد سے طلب کرنے پر وصول ہو سکتا ہے

(۲) "تحفۃ الاحباب فی لطف الشباب" اس نام کا رسالہ ہمارے دفتر میں بغرض ریویو وصول ہوا ہے۔ ہماری رائے میں یہ رسالہ طبی مسائل و معالجات میں اپنا آپ نظیر ہے۔ گو تقریباً ہونے تین جز کا ہوگا۔ مگر بڑے بڑے صحیح کتب طب پر بات کرتا ہے۔ اسکے لائق مولف نے دریا کو کوزہ میں بھرا ہے۔ بقاء نسل انسانی کے لئے وہ وہ تدابیر عمدہ بتلائے گئے ہیں اور ایسے ایسے مجرب آزمودہ نسخے معرض تحریر میں لائے گئے ہیں کہ انشاءاللہ اسکو جوانوں کا رفیق ناصح اور بوڑھوں کا سچا رہنما کہنا نامناسب نہوگا۔ اسکی تصدیق کیلئے مولف کا نام ہی کافی ہے۔ یعنی یہ رسالہ ہمارے معزز و محترم عنایت فرما جناب حکیم محمد صدر الدین خان صاحب دہلوی مشیر طبی خاص مہاراجہ صاحب جے پور کے تالیف سے ہے۔ تالیفاً حکیم ابو سعید عبدالمجید خان حاذق الملک کے ارشد تلامذہ سے ہیں۔ اور مولف نے بنظر رفاہ عام قیمت بھی ایسی کم رکھی ہے جو کسیکو بار نہیں یعنی فی جلد (۴ر) مولف کے نام جے پور۔ سانگا نیر دروازہ متصل مندر لنڈی گردن کا بہیرون کے پتہ سے طلب کرنے پر وصول ہو سکتا ہے۔

(۳) "تفریح الحیات" یہ کتاب بھی ہمارے معزز و محترم عنایت فرما مک ٹاد ویشل راحت آبادی و خدا خیندر کی تصنیف سے ہے۔ اسکی عبارت نہایت ہی سلیس بامحاورہ اور اردو انشا کا اعلی نمونہ ہے اسمین لائق حکما کے قابل قدر نصائح اور مشہور فلاسفروں کے سودمند اقوال مندرج ہیں جو ہر ایک انسان کو جاننا ایک ضروری امر ہے تاکہ اوسکی زندگی کا حصہ خوشی خرمی کیساتھ بسر ہو۔ ہرچند سرجان لیکس کے تصنیفات سے بہت کچھ مدد لیگئی ہے۔ مگر ہماری رائے مین مصنف کی اعلے لیاقت نے اوسکو چلا دیدیا ہے۔ شاید اردو مین اس سے بیشتر کوئی ایسی دلچسپ تصنیف شایع ہوئی ہو ہر ایک کتب خانہ اور منبر کو اس کتاب سے خالی رہنا نہ چاہئے

(۴) "امیرانہ و غریبانہ زندگی" یہ ایک چھوٹا سا رسالہ ایک مشہور یونانی زنوفن فلاسفر کی کتاب ہیرو کا ترجمہ ہے اسکے مترجم بھی ہمارے نوجوان ملکی مانک راد ویشل راحت و خدا خیندر اسمین شک نہیں کہ لایق و قابل قدر مترجم نے اسکو عدم سے ہستی مین لاکر ملک پر ایک بہت بڑا احسان کیا ہے۔ اگر پبلک اس چھوٹے سے رسالہ کی بیش بہا نصائح پر عمل کرے تو بہت کچھ نفع اوٹھا سکتی ہے۔

ایڈیٹر

جو کم مرتبہ کا تھا وہ بھی کسی بڑی فوج کا سردار یا انجمن کا سالار معلوم ہوتا تھا لیکن ہر وقت اپنے رفیق اعلے کے قدمون پر نگاہ رکھتا تھا۔ اور جب اوسکی توقیر مین کسی طرح کا فتور آتے دیکھتا تھا۔ تو اپنے سے باہر ہوجاتا تھا۔ اعلے کے مزاج مین یہ بات تھی کہ اوسنے کو اپنا مطیع دیکھکر خوش ہوتا تھا اور حقیقت مین اسکا برتاؤ بھی ایسا تھا۔ کہ ہر شخص دل سے اوسکی عزت کرتا تھا۔

اب فرشتے نے مجھے کہا کہ اے عابد سرمایۂ عقل حاصل کر۔ اور بلا اندیشہ اون لوگون کی خدمت مین جا جو اس کوہ ہستی کے باقی حصہ مین حکمرانی کرتے مین۔ مین رعب مین آکر کانپنے لگا۔ اور اوسنے مرشد سے مخاطب ہوکر ملتجی ہوا۔ کہ اے نورانی صورت تو مجھے بھی اپنے پر تو سے منور فرما۔ اور یہ بتا کہ مجھکو اپنی خدمت مین کسی شرط سے لے سکتا ہے۔ اوسنے جواب دیا کہ میری خدمت مین رہنے کے لئے فقط ایک شرط یعنی اطاعت کفایت کرتی ہے۔ میرا نام عقل ہے۔ جو دنیا مین سب سے افضل اور نامور ہے۔ اگر تو میرے قانون پر چلیگا۔ تو تجھکو بھی وہی انعام ملیگا۔ جو میرے کل مقلدون کو ملتا آیا ہے۔ یعنے شرع کے بارگاہ عالی مین رسائی میسر ہوجائیگی۔ اوسکی آواز اور صورت پر فریفتہ ہوکر مین نے بے تامل یہ شرط مان لی اور اوسنے مجھکو اپنے آقا کے حضور مین پہنچا دیا۔ اوسنے میری طرف نظر التفات سے دیکھا مینے سلام کیا۔ اوس نے مسکرا کر لے لیا۔

جب تعلیم نے اون لوگون کو جنکی خیر اندیشی مین اسقدر سرگرم تھی۔ ان دو مرشدون کے سپرد کیا۔ تو اوسنے جانا تھا۔ کہ یہ لوگ میرے شکرگزار ہونگے۔ لیکن جدائی کے وقت کے خوشی سے کھل گیا۔ کہ وہ اوسکی قید سے نکلنا غنیمت سمجھتے تھے۔ اور اسباب کی خوشی شمار رہے تھے۔ کہ ہماری سرپرست اب عقل ہی رہگئی ہے۔ جسکو پیچا کر بہت جلد اسپنے

شرع پر لے آئینگے - لیکن عقل نے چھوٹتے ہی انکو یہ حکم سنایا کہ شرع کے فوج مین بھرتی ہو جاؤ - اسکے ساتھ مین یہ بھی کہدیا - کہ اگر مجھہ ہی کو اپنا پیشوا مانوگے - تو تمھارا وہ نقشہ ہوگا - جو میرے اور مقلدون کا ہوا ہے -
یعنے شہوات نفسانی اور جذبات حیوانی کے دام مین پھنس جاؤگے - اور مین ہرگز تمکو نجات نہ دے سکونگی - عادتین تمکو پکڑ لیجائینگی - اور مایوسیکے غارون مین ڈالدینگی - عقل کی اس نصیحت نے کچھ فائدہ نہ بخشا اور وہ لوگ اسباب پر جم گئے کہ کوہ ہستی کی چوٹی پر پہنچنے کیواسطے عقل ہی کی رہبری کفایت کرتی ہے -
عقل نے کہا کہ میرا کام فقط نصیحت ہے - یعنے تمکو راہ کے اندیشے بتادے اگر تم میرا کہنا نہین مانتے - تو تم جانو - مین تمکو اپنی اطاعت پر مجبور نہین کرسکتی گو رستہ یہان سے صاف اور ہموار دکھائی دیتاہی مگر اوسمین وہ وہ خطرناک غار ہین - جن سے شرع ہی کے رہبری سے گذر سکتے ہو - دیکھو پہاڑ کے چوٹی پر جو ایک کہرے کا بادل چھایا ہوا نظر آتا ہے - یہ میری سلطنت کی انتہا ہے اسکے اودہر شرع ہی کی آنکھہ کام کرسکتی ہے - وہ سرور سرمدی کا ملک اور ان لوگونکا وطن ہے - جو اس کل مسافت کو طے کرجاتے ہین - وہان کا رستہ مجھکو معلوم نہین - اسلئے اپنے سے بہتر رہبر کے لئے حوالہ کرتی ہون - اگرچہ نخوت کبھی کبھی مجھکو میرے کوتاہ نظری کا طعنہ دیا کرتی ہے - لیکن مین کیا کرون جب بہت ہی غور کرتی ہون - تو کہرے کے بادل کے نیچے فقط قناعت کے خیمے نظر آتے ہین اور دیکھتے دیکھتے وہ بھی چھپ جاتے ہین - اسمین شک نہین کہ جو لوگ اوسطرف گئے ہین - رستہ مین ڈگمگا رہے ہین - اور آجتک اس کے غارون مین جکڑے ہوئے پڑے ہین - جب عقل نے یہ سمجھایا - تو لوگونکو یاد آیا کہ تعلیم نے بھی یہی پٹیا پڑھائی

اسپر بعضے شرع کے پیرو ہو لئے - ان لوگون کے قدم برابر پڑتے تھے -
اور مشاہدہ سے معلوم ہوتا تھا کہ انمین زیادہ تر عورتین ہین -
جو لوگ عقل یا شرع کے پیرو ہو گئے تھے - اونکو شہوات و جذبات اغوا
کرتے تھے اور لوگ اونکے رستہ سے زیادہ دکھائی دیتے تھے شہوات
کے حملے زبردست ہوتے تھے - اور جذبات کے دبیہ یا شہوات کے
پیرو دفعتاً بے راہ ہو جاتے تھے اور جذبات کے پیرو رفتہ رفتہ شہوات
کے دام مین اکثر کامل پھنستے تھے - اور جذبات کے پھندے مین
جلد باز - شہوات مین قوی تر شہوت نفسانی تھی - اور جذبات مین سخت
تر خود بینی - ان حملونکا زور اوسوقت زیادہ ہوتا تھا - جب کسی شہوت
اور جذبے مین اتفاق ہو جاتا تھا - اور عقل کے پیرو اوسوقت زیادہ نظر
آتے تھے جب جذبے کی کشش اور طرف ہوتی تھی - اور شہوت کی
طلب اور طرف -
یہ مغوی عقل کے معتقدونکو شرع کا پیشوا اپنے متقدیون کو چھڑا لاتا تھا - اور عقل کا
رہنما یہ حوصلہ نہ رکھتا تھا - شرع کے مقلدون کو بڑا آسیب عادت سے پہونچا
شرع سارے دشمنونکو زیر کر سکتی تھی - مگر جب عادت کی زنجیر
ایکبار کسی کے بندہ جاتی تھی تو وہ اوسکے بس کے نہ ہوتی تھی جو لوگ
عادت کے پھندے مین پھنس جاتے تھے اونکے حال پر رحم آتا تھا جب
وہ شرع کے مقلدون کو آگے بڑھا ہوا دیکھتی تھی تو بہت لوٹتی تھی کہ اونکے
ساتھ جا ملین مگر عادت ملنے نہ دیتی تھی ناچار وہ اپنی غلامی پر دانت پیسکر
رہ جاتی تھی اور اظہار نفرت کے سوا کچھ نہ کر سکتے تھے -
یہ بات ظاہر تھی کہ ان مقابلون سے عادت بجاے دبنے کے اور زور
پکڑ جاتی تھی - اور اکثر یہی دیکھنے مین آتا تھا کہ جہان کسی نے اسکا مقابلہ کیا اور
اوسپر غالب نہ آسکا تو وہ اور بھی تنگ کرتی لوگ اکثر یہ حکمت کرتے تھے کہ اسکی
زنجیر کی ایک ایک دو دو کڑیان توڑتے جاتے تھے مگر سارے کڑیون کے

ٹوٹنے سے پہلے وہ خبردار ہوجاتی تھی - اور اپنے بھاگنے والے قیدی پر اور
قید بڑہا دیتی تھی اگر اوسکے قید سے کوئی یکایک نکل بھاگتا تھا - تو وہ تھک تھکاکر
آپ ہی اسوقت سے اُس کی غلامی کو بہتر سمجھنے لگتا تھا اور جب کبھی شاذ و
نادر شرع غلبہ پاجاتی تھی تو وہ اوس چھٹے ہوے قیدی کو خوشی کا رستہ
بتا دیتی تھی اس رستہ مین بھی عادت اپنی پہلی صورت مین آکر اسکے ساتھ
ہولیتی تھی مگر اب اسمین وہ قوت اور چالاکی نہ رہتی تھی - ہان جب کوئی
شہوت یا جذبہ جسکا وہ شخص پہلے شکار ہوچکا تھا پاس آجاتا تو عادت یکبارگی
اُبھرکر اسکو اُن شکاریونکی طرف ڈہکیل دیتی تھی - جسے ایکطرف سے جذبہ
کھینچتا اور دوسرے طرف سے عادت ڈہکیلتی - اُس بدنصیب کو بہرپائی
کی صورت اور خوشی کی راہ خواب مین بھی نہ دکھائی دیتی تھی - لیکن جو کوئی
شرع کی نداسن لیتا تھا اوسپر عادت خوب اثر نہ کرتی تھی اور آخر اوسکو چھوڑکر
بھاگ جاتی تھی - اب وہ دوسرے بھیس مین اوسکے پاس آتی تھی - یعنے
شرع جسپر غالب نہ ہوسکتی تھی غلامی اختیار کرلیتی تھی اور زور پکڑکر
اون دقتون کو جو خوشی کی راہ مین پیش آتی تھین دور کردیتی تھی -
اس رستے کے مسافرون کو خوش اور قانع دیکھکر ادہر میرا دل لگ گیا تھا
اور اسکے دیکھنے سے جی نہ بہرتا تھا - جون جون وہ آگے بڑہتی تھی وون وون
اونکے قدم تیز پڑتے تھے اور اپنے رہبر پر اعتماد زیادہ کرتے تھے بعض
اُن مین سے ایک دو قدم بھٹک جاتے تھے تو عادت اُنکو وہین سنبھال
لیتی تھی - اور شہوات و جذبات کو جو مزاحم ہوتے تھے جلد ہٹا دیتی تھی
وہ لوگ جو اس راہ پر دیر کرکے آئے تھے یا اسکو بہت دن سے چھوڑے
ہوے تھے - اونکے قدم بمشکل اوٹھتے تھے اور عادت اُنکی دستگیر
نہ ہوتی تھی - یہ لوگ جب پہاڑ کے چٹیل میدان کے پاس آتے تھے تو وہ
وہان عادت کے بغیر ایک قدم نہ اُٹھا سکتے تھے اور جنکی عادات پختہ
ہوگئی تھین وہ اطمینان کے ساتھ چلتے چلتے کہر کے بادل تک جا پہنچتے تھے -

جواب دیا "نہین! تم نے مجھکو سمجھا نا اور اسطرح میری بیمارداری بھی کرتی رہین" اس دلیری اور صفت کے ساتھ وہ اپنے روزانہ کام مین مصروف رہتی تھی اس اثنا مین اسنے ہر موقع پر اپنے علم کو ترقی دی اور اپنے چنگا کرنیکے ہنر مین افزونی کرتی رہی - چند سال کے بعد ہسپتال ایک زیادہ صحت بخش جگہ مین منتقل ہوا اور ضرورتون کے موافق اُسکو وسعت دیگئی اس نئی عمارت کا انتظام مسٹرڈوراکے ذمہ کیا گیا اور اوسکی اندرونی آراستگی اُسکے سپرد ہوئی -

جبشیون کا ملک اُسکے مشتعل آتشفشانون اور اوسکے دہوین کی رفع کی وجہسے اور اوسکے مشقتون کے باعث جو زمین کے صاف منظر پر دائمی لڑائی رہتی ہے اور اوسکے ہیبت ناک باشندون کی وجہسے جو دین عیسوی کی حلاوت اور روشنی سے ناواقف ہین کوئی دلفریب جگہہ نہین ہے - پھر بھی کوئی ضلع ایسا نہین ہے جسکا انگلستان اس سے زیادہ مدیون ہو - اُسکی قوی زندگی کی دہڑک یقینًا اُسکے درمیان اسطرح محسوس آسکتی ہین - جسطرح کہ اُسکے گلون کی نبض کو ہوا مین پاسکتے ہین سسٹر ڈورا کے جوش نے اُسکو تاریک منظرون کے سامنے کردیا - اُسکو تکلیف اور موت کے ساتھ علاقہ رکھنا پڑتا تھا اور اوس نے ذرا سا بھی گناہ نہین کیا - جو ثمرہ تھا اکثر حقیر اور ذلیل حالتونکا اور خود غرضی کو پہونچانے کا - تمام حالتون مین اُس نے خندہ روئی کے ساتھ ایک قوی ہمدردی کے مانند جسکی خوشی اور منصب مدد کرنے کا تھا برداشت کی - اُسکی شکل فرح بخش تھی اوس اوسکی مصروف کوشش طبیعت کی دامی سیلاب اور جسمانی طاقت سے پرورش پائی تھی - ایک جسیم شخص نے جو آیرلینڈ کا باشندہ تھا کہا "جبکہ مین مر رہا تھا ڈورا نے مجھے ہنسا دیا - باوجود اُسکے اوسکے الفاظ مین ہلکاپن نہ تھا - اُسکو تمام اون باتون مین جو اُسکے مریضون سے متعلق تھین اور بہت سے اُن امور مین جنکو اُسکے روزانہ خدمات سے تعلق نہ تھا ایک رغبت تھی اور -

اسطرح سے ایک دل پیدا کیا تھا جو اُسکے کام کے لئے ہمیشہ تر و تازہ رہتا تھا
مسسٹر ڈورا کو وال سال میں رہتے زیادہ مدت نہین گذری
تھی کہ مرض چیچک نے شہر پر یورش کی۔ اُس نے فوراً اپنے تئین خطرے
مین ڈالدیا اور اپنے بیکار گھنٹے اُن مظلومون کی خدمت کے لئے وقف کردئے
جو اپنے خاص گھرون مین پڑے تھے اور راتون کو سخت حالتون مین اُنکے
پاس بیٹھی رہتی۔ ایک مثال بیان کی گئی ہے کہ ایک شب کو کسی غریب آدمی نے
جو اُس سے زیادہ محبت رکھتا تھا اور اپنے دوستون اور پڑوسیون سے
دور مرض چیچک کی نہایت بری حالت مین گرفتار ہوکر مر رہا تھا بلا بھیجا۔
جبکہ شمعدان تین تنی آخر ہوگئی تھی مسسٹر ڈورا اُسکے مرتے دم ٹھری رہی
یکایک وہ اپنے آپ اپنی آخری کوشش سے اٹھ بیٹھا اور کہا کہ
مسسٹر ڈورا مرنے کے پیشتر میرا بوسہ لو۔ جبکہ ڈورا نے اسکو مکروہ مرض
سے آلودہ حالت مین اپنے ہاتون مین لیکر بوسہ لیا تو چراغ خاموش ہوگیا
اور قریباً اُس نے بالکل تاریکی مین انتقال کیا۔ اُسکو مقام وال سال مین اپنے
تجربہ کے سلسلہ مین بہتیرے قسم کے دُکھ درد دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ حادثات
ہمیشہ ظہور مین آتے رہتے تھے اور جاہے کوئی حالت ہو وہ مدد کرنے کو
آمادہ رہتی تھی۔ اُسکا ہنر اُس قدر بڑھا ہوا تھا جسقدر کہ اُسکی خبرگیری تھی۔
ایک نوجوان شخص ایسی حالت مین لایا گیا کہ اُسکا ہاتھ کسی کل کیوجہ سے
شکستہ اور بل کھایا ہوا تھا۔ ڈاکٹر کی یہ راے ہوی کہ اُسکو کاٹ دینا چاہئے
ڈورا نے اسکے لئے عذر کیا۔ ڈاکٹر نے کہا کہ تو دیوانی ہے۔ مگر آخر کو
اُسے اپنے طور پر علاج کرنے کی اجازت دیدی۔ اُس نے تین ہفتون
تک استقلال سے ہاتھ کا علاج کیا اور اوسکو درست کردیا۔ اُس آدمی نے
بیحد شکر گزاری کی۔ بہت دنون بعد جبکہ وہ بیماری کی وجہ سے صاحب
فراش تھی وہ ہر اتوار کی صبح کو گیارہ میل سے زیادہ راہ طے کرکے اسکی
مزاج پرسی کے لئے آیا کرتا تھا۔ گھنٹے کو زور سے ایک جھٹکا دیتا تھا اور

جس سے نوکر کو خبر ہو جاتی تھی اور جب وہ آکر اُسکے سوال کا جواب دیتا تو
یہ کہتا تھا کہ دوڑ اُسنے کہدو کہ یہ تمھارا ہی ہاتھ تھا جو گھنٹا بجایا۔
وہ اپنے مریضون کے لئے تن تنہا دعا کرتی تھی۔ اُسکے حالات
لکھنے والا کہتا ہے:۔ ڈور اسنے بے دریغ اپنے کنبے سے کہدیا کہ ہمیشہ
مخفی دعا کی بالکل ضرورت ہے اور علانیہ ظاہر کردیا کہ اپنا خاص کامل اعتقاد
یہ ہے کہ ہسپتال مین اُسوقت تک خیر و برکت نازل نہین ہوسکتی تاوقتیکہ
وہ لوگ جو وہان کام کرتے ہین اپنے خدمات کو اسطرح انجام نہ دین
یہ بالکل درست تھا کہ وہ تمام نیکیون کے عطا کرنے والے کے نام سے
جب تک اپنے دلکو نہ اُکسا لیتی تھی اور جب تک یہ دعا نہ کرلیتی کہ اپنے
ذریعہ سے صحت عطا ہو کسی زخم کو ہرگز ہاتھ نہ لگاتی اور شکستگی کو بغیر اس
دعا کے اپنے توسط سے عضو جڑ جائے نہ چھوتی:۔ اُسکی دعائین راسخ الاعتقاد
سے ہوتی تھین جو اُن مین جان ڈالدیتی تھین۔ وہ اسلئے دعا نہ کرتی تھی کہ
اُسکا فرض تھا۔ یا اُس سے یہ خواہش نہ تھی کہ آیندہ اپنے تئین خدا سے
اُنس پیدا کرنے کے قابل بنا لے۔ بلکہ صرف اسلئے کہ اُسکا عقیدہ تھا
کہ ہر ایک شے جو وہ مانگیگی خدا ضرور دیگا۔ ہسپتال مین جو لوگ کہ
لائے جاتے تھے اُنکے جانونکا خیال اُسکے دل مین بہت وقعت
رکھتا تھا۔ خصوصاً اُس حالت مین جبکہ وہ کسی حادثہ کی وجہ سے بیہوش
ہوتے تھے اور یہ احتمال ہوتا تھا کہ یہ لوگ کبھی ہوش مین نہ آسکینگے۔ وہ
کہا کرتی تھی کہ خیر۔ سبکو دعا کرنی چاہئے اور شب کو جبکہ شفاخانہ عالم سکوت
مین ہوتا تو وہ اکثر اپنے مریضون کے بستر پاس یہ دعا مانگتی ہوئی نظر آتی
تھی۔ اُسکا قدیم نوکر جو اپنے بیگم کے کمرے کے پاس دوسرے کمرے مین
سویا کرتا تھا سو اکثر اُسکو رات کے وقت تنہا گھنٹون دعا کرتے ہوے
سُنا کرتا تھا۔ کتب مقدس کے مطالعہ کی اُسکو عادت ہوگئی تھی۔ وہ ہمیشہ
اپنی جیب مین ایک چھوٹی سی بائبل رکھا کرتی تھی اور اُسکے بالکل گھسے ہوتے

اوراق اور بہت سے مواقع پر گنجان لکھے ہوئے حاشیون سے اسکی بخوبی تصدیق ہوتی ہے کہ وہ اسکو ہمیشہ استعمال مین رکھا کرتی تھی " اسکا ارادہ تھا کہ ہسپتال مین ایک اعلے درجہ کا رنگ جمائے۔ کسی نوکر کو جو مصروف تھی اسنے پیام بھیجا " اُس سے کہدو کہ یہ کوئی معمولی گھر نہین ہے یا ہسپتال بھی نہین ہے۔ مین یہ چاہتی ہون کہ وہ سمجھلے کہ وہ سب لوگ جو یہان نوکری کرتے مین چاہئے کہ وہ کسی حیثیت کی ہون انکو ضرور ہے کہ ایک قاعدہ ضرور مدنظر رکھین۔ یعنے خدا کی محبت رکھین۔ اور اسوقت مجھے یہ کہنی کی ضرورت نہ رہیگی کہ اپنے کام سے محبت رکھو"

پندرہ سال تک مسٹر ڈورا نے اپنی کوششون کو قایم رکھا مگر بالآخر اسکی ذاتی قوت زائل ہونے لگی۔ اُس نے یہ بات معلوم نہ ہونے دی۔ بلکہ اُس ثابت قدمی کے ساتھ محنت کرتی رہی۔ یہان تک کہ آخرش وہ اپنے حجرہ مین گوشہ نشین ہوگئی تھی۔ وال سال کے باشندونکو یقین ہوا کہ وہ سل کے عارضہ سے مر رہی ہے۔ مگر حقیقت مین مرض سرطان اپنا مہلک عمل کر رہا تھا۔

اُس نے اپنی تکالیف کی بہادرانہ برداشت کی۔ وہ ایام تاریکی اور اداسی کے تھے۔ وہ کہتی ہے " مین عبادت نہین کرسکتی مین سوچ نہین سکتی۔ مین بُری طرح ڈرتی ہون کہ برباد ہوجاونگی۔ مین صرف امید کرسکتی ہون " مگر اسنے اپنے شفیع پر اعتقاد کے ذریعہ سے فتح پائی۔ منجملہ اسکے خطوط کے ایک خط مین سے نے پڑھا " مین چاردن چار شب تک دو گھنٹے نہین سوئی تھی۔ مگر تیز و گرم آتشدان کے بیچون بیچ فرزند آدم کی سی ایک شکل تھی " بعض اوقات اُسکے ملاقاتی جسوقت وہ ایک چھوٹے سے پاس کے کمرے مین انتظار کرتے ہوتے اسکو حالت نزع مین کراہتے ہوئے اور صبر و استقلال کے واسطے بیکسانہ دعا مانگتی ہوئی سنتے۔ تاہم ایک یا دو منٹ کے عرصہ کے بعد جب وہ اونکو بلاتی تو

ٹیونکٹ* شانو نکو نیم برہنہ چھوڑے
ہوئے اور سامنے چھاتی تک سے کرتک
کھلا ہوا تھا۔ اور اس کرتکے مقام
پر ایک آبدار یاقوت کی گھنڈی
اوسمین لگی ہوئی تھی۔ اور اوسکے
چھاتیون پر ایک نفیس گلکاری
کیا ہوا الپین* لپٹا ہوا تھا اوسکی آستینین
نہایت تنگ تھین اور شانون کے
خوش وضع مدور ہونے پر خوب بہار
دیتی تھی۔ اس لیڈی کے لباس کا
حاشیہ (فور) سیاہ ریشم کا تھا۔
اور اوسکے پیچھے پیچھے زمین کو جھاڑتا
جاتا تھا۔ لیکن تنخام رفتار سامنے
صرف پشت پا تک آتا تھا۔ اوسکے
سر پر نہ تو ٹوپی تھی۔ اور نہ ٹوک*!
لیکن بائین شانہ سے ایک کلابتونی
جھالر دار دوشالہ لٹکا ہوا تھا۔ اور
یہ دوشالہ اس ہسپانی لیڈی کے
اسباب آرائش سے ایک ہی جو اوسکے
لئے لبادہ اور نقاب دونون کے

* ایک قسم کی چھوٹی صدری جو کاندھے سے کر تک ہوتی ہے ۱۲ مترجم
* ایک قسم کا پشمی اونی کپڑا۔ ۱۲ مترجم۔
* ایک قسم کی جھالردار نازک ٹوپی۔ ۱۲ مترجم۔

کام آسکتا ہے۔
ایسی تھی یہ نازنین جو اسوقت پر
خوف و پر تشویش حالت مین قدم
بڑہائے حجرے مین داخل ہوئی
جہان جون قناعت کی آڑ مین کھڑی
ہوئی تھی۔
یہ اجنبی دلربا نہایت پریشان خاطر
تھی۔ کیونکہ کمرے مین چند قدم آگے
بڑہکر وہ دفعتًا ٹھہر گئی۔ اور چارونطرف
گھبرائے ہوئی نگاہین دوڑانی شروع
کین۔ عین اوسیوقت باہر سے
ہوا کے ساتھ ایک کراہتی ہوئی
صدا آئی۔ اور اوسکے لبون سے
بے تحاشا ایک پر وحشت چیخ
نکل گئی۔
گیالری* نے جسمین سے وہ
ابھی آئی تھی گونج کر اوسکے
آواز کو لوٹا دیا۔ اور لیڈی یہہ
سمجھکر کہ ہنوز اکسی خطرے سے
دوچار ہوگی۔ ڈگمگاتی ہوئی ایک
پلنگڑی کے طرف بڑہی اور
آپ کو اوسپر گرا دیا۔

* گنبد سقف۔ لانبا حجرہ۔ ۱۲ مترجم

لیکن اوسکی جرأت اتنی غایب نہین ہوگئی تھی کہ وہ اپنے لیامپ سے بجھنے کی پروانکرتی - پس اوسنے چراغ کو اوس میز پر رکھدیا جو پلنگ سے لگا ہوا ایستادہ تھا -

اب بسبب لیامپ کی روشنی کے جولیڈی کی چھری اور کل قامت پر پڑرہی تھی جون نے اوسکے حسن گلوسوز کا جسکا بیان ہم کر چکے ہین - ٹھیک ٹھیک اندازہ کرلیا گو عورتون کا یہ قاعدہ ہے کہ وہ اپنے خیال مین کسی اور کو جو اون ہی کے جنس سے ہو بے نظیر حسین نہین مانتین - تاہم قنات کے آڑ سے دیکھنے والی پلنگ پر دراز شدہ نازنین کے دلفریب اور تازہ جوش ادائیون کے ملاحظہ سے کسیقدر متحیر - اور کسیقدر محظوظ ہوئی -

اسطرح سے نہ صرف جون کا تعجب ہی زیادہ ہوا بلکہ اوسکی ہمدردی اور غمخواریان بھی بہت جلد اوس حسین اجنبی کا جنبہ کرنے لگین - کیونکہ چند منٹ سچ کشمکش مین گذار نیکے بعد یکایک یہ حسینہ کسی دام غم کی اسیر معلوم ہونے لگی - اور وہ غم بلا کسی روک ٹوک کے بڑی وحشت سے ظاہر ہوگیا - اہ! بدنصیب بدبخت الجنورا* !" وہ اپنے آپ کو مخاطب کرکے کہ رہی اور اوسکی پیاری آواز کا سلسلہ اکثر ہچکیون اور کثرت غم کے دباؤ سے ٹوٹ جاتا تھا " بدنصیب بدبخت الجنورا ! کیا تجھکو دیوانگی گھیری ہے کہ تو فرار کی (جسمین تیرا ہی ایک قدم آگے بڑھنا غیر ممکن - اور فضول ثابت ہو رہا ہے) کوشش کرتی ہے ؟ بیشک یہ جنون ہے مگر کیا یہ بدبختی جو مجھپر غالب ہے کسی مضبوط سے مضبوط دل کو نشتر چبھا کر دیوانہ کردینے کیلئے کافی نہین ہے ؟ آرپلو X ! میرے پیارے آرپلو ! تو کہان ہے ! کیا اب ہم ہمیشہ کے لئے جدا ہوگئے ؟ کیا تو اپنی الجنورا کے دوبارہ دیکھنیکی کل امیدونکو منقطع کرچکا ہے ؟

---

* اس حسینہ کا نام ہے - ۱۲ مترجم
X الجنورا کے عاشق کا نام ہے - ۱۲ مترجم

یا مجھکو رسوائی۔ بے آبروئی۔ روسیاہی اور موت سے بھی بدتر فعل سے بچائے اور جھڑ لینے مین جانفشانی کرنگا وہ ہائے! جب مین آیندہ کا خیال کرتی ہون تو میرا دماغ چکر آتا ہے!" اُس آخری جملہ کو اوسنے ایسی آواز مین ادا کیا جو حالت نزع کے وقت بے ضبط کراہ سے پیدا ہوتی ہے۔ اور ہچکیون سے جو دردناک آہ و بکا کے بعد شروع ہوئین یہ معلوم ہوتا تھا کہ اوس کا سینہ جہان سے وہ نکل رہے ہین۔ اینٹھا جاتا ہے۔

جون کے رخسارون پر قطرہائے اشک لڑھکتے ہوئے اپنا راستہ آپ دیکھنے لگے۔ کیونکہ وہ اُوس حسینہ کے غم و یاس سے نہایت درجہ متاثر ہو گئے تھے۔ اور قریب تھا کہ وہ اپنے سے جہانتک ممکن ہو اوسکی تسلی اور ہمدردی کرنے کیلئے اپنی مخفی جگہ سے نکل آتے۔ جبکہ راڈرگو کی سنجیدہ شرما کا خیال نہایت صفائی سے اوس کے دل سے گذرا۔

مین اوسیوقت وہ ہسپانی نازنین جسکا نام الجنورا تھا اور جو ایسا ہی دلکش تھا جیسے اوسکا چہرہ۔ اور ایسا ہی پیارا تھا جیسے کہ اُسکی پُر نغمہ آواز۔ پلنگ سے جلد اوٹھکھڑی ہوئی اور اپنے نازک نازک سفید اونگلیون سے چراغ اوٹھا لیا۔

الجنورا۔ (زرا بلند آواز سے) "آہ! جو ہو سو ہو۔ مین تو اس خطرناک مہم کو انجام تک پہنچاونگی"۔

گو یہ فقرہ بلند آواز مین تھا تاہم مایوسانہ جرأت اور گہری آواز سے مگر بہت جلد ادا ہو گیا تھا۔ مگر الجنورا کے زبان سے وہ الفاظ نکلتے ہی تھے کہ کمرے کے ایک جانب ایک دروازہ کہلا اور ایک مقدس بزرگ اندر داخل ہوا۔ مارے خوف کے ہسپانی لیڈی سے ایک چیخ نکل گئی۔ لیکن بزرگ نے فوراً اوس سے کہا "بیٹی خوف نکر" اور اوس کا اس ملائمت سے کہنا بدنصیب لیڈی کے دہلے ہوئے دلکو پھر قائم رکھنے کا سبب ہوا۔

جون چونکہ اوپر کے کمرے مین پردہ دیوار کے قریب دیکھ چکی تھی لہذا فوراً اوس نے اُس مقدس شکل کو پہچان لیا۔ اور خود اس شخص کے دوبارہ نظر آنیسے جون کے دل مین اوس واقعہ کے متعلق اگر اتبک کوئی شک وشبہہ تھا بھی تو اب بالکلیہ رفع دفع ہو گیا۔

وہ تصویر جو جون کے دل مین منقش تھی بالکل اوس شخص کے مطابق تھی۔ کیونکہ صورت شباہت سے وہ نہایت درجہ کا مقدس ظاہر ہوتا تھا۔ اور اوسکی نقرئی داڑھی سینہ سے ہوتی ہوئی اوسکے چرمی کمربند تک پہونچی تھی۔ اوسکا قریب قریب پور اگنجہ سر برہنہ تھا اور وہ خود ایک لکڑی کے سہارے کھڑا تھا۔ مگر جب وہ المنورا کے طرف بڑہا تو اوسکے قدم سے بڑا استقلال ظاہر ہوتا تھا۔ اور اب المنورا اوسکو امید بھری نگاہون اور تقدس کے ساتھ گھور رہی تھی۔

بزرگ۔ (اپنے پہلے فقرہ کو دہرا کر) نہ گھبرا۔ کم سے کم مجھسے تو نگھبرا! مگر جوان لڑکی تیری متوحش اور پرحسرت الفاظ کو میرے کان سن چکے ہین کہ اُس ایوان سے فرار ہونا غیر ممکن ہے "

"کیا؟ غیر ممکن"! ؟ لیڈی نے گو بختی آواز مین کہا اور ان پیش کن الفاظ کو کہنے سے اوس کا دل بڑی یاس کے گہرے دریا مین غرق ہو گیا۔

" آہ! مقدس بزرگ! خواہ تو کوئی ہو۔ ایک عیسائی لڑکی پر جو بے رحم قانون سے اپنے گھربار سے چھڑائی گئی ہے رحم کر"

بزرگ "مین تیری غمگین حالت کو بخوبی جانتا ہون مگر ابھی تجھے کسی شخص کو آریلو کے نام سے پکارا تھا"

المنورا۔ (مارے شرم کے آنکھین نیچی کر کے) ہان۔ ہان۔ وہ ڈیوک ڈمی کیلا لاشا وہ کا بیٹا ہے ۔۔۔ اور اوسکے رخسارون پر فتنہ برپا کرنیوالا حیا و عشق کا رنگ پہر گیا۔

بزرگ "آہ! یہ تو مین جان ہی چکا تھا"

اور اب اوسکا چہرہ ایک عجیب حالت کا ہو گیا۔ جسکا مطلب دریافت کرنا بالکل ناممکن تھا۔ مگر فورًا اپنی معمولی نرمی و حلم کو کام مین لاکر اوسنے بڑی ملائمت سے یہہ سوال کیا۔

بزرگ "پس آپ نوجوان اور دلاور آریلو بار کونٹیس آف لیون کو جو ڈیوک آف کیالاٹرا وہ کا اکلوتا لڑکا ہے پیار کرتی ہین"

ہسپانی حسینہ نے اسکا کوئی جواب نہ دیا۔ حسینہ نے ایک چور نگاہ سے جو گھبراہٹ اور معصومیت سے ملی ہوی تھی۔ اوس بوڈھے شخص کو دیکھا۔ کیونکہ وہ یہ نہ جانتی تھی کہ اوسکو آیا روشنی دوست مین پائیگی۔ یا تاریکی دشمن مین۔ اور جب اپنے نظرون کو اوس مقدس چہرے سے واپس کرلیا تو اوسکے سیاہ اور دراز مژگانونکی جھالر نے اوسکی چمکیلی آنکھون کو اپنے آڑ کرلیا۔

بزرگ "الجنورا۔ تو مجھپر اعتماد کر۔ تمین مشکوک معلوم ہوتی ہے مین تیرے اس احتیاط پر تجھے ملامت نکرونگا۔ اور نہ مجھے اس امر سے تعجب ہے کہ تو بدگمان ہے۔ تجھپر بدبختی غالب ہے۔ اور ایسے وقت دشمن گویا ایک زہر ہے کہ نوجوان دلون کے اعتبار فیاضی کو برباد کردیتا ہے۔ مگر میرا تیری آزار رسانی مین کوئی مدعا نہین ہے۔ بلکہ اسکے برعکس تیرے غم و اندوہ نے میرے دل کو سخت مجروح کردیا ہے۔ اور جہان تک مجھسے بن پڑیگی مین تیری دستگیری کرونگا"

الجنورا۔ (سر اوٹھاکر) "اوہ! اے فیاض دوست۔ مجھے معاف کرنا"

اب اوسکا چہرہ منت کی روشنی سے دمکنے لگا۔

الجنورا "اگر آپ پر اعتماد کرنے مین مین نے ایک گھڑی بھر کے لئے کوئی پس و پیش کی ہو تو معاف فرمائیے"

بزرگ "مین پہلے ہی کہہ چکا ہون

کہ اس بارہ مین تمھین ملامت نکرونگا
لیکن ہمکو غیر ضروری گفتگو مین وقت
ضائع نکرنا چاہیئے۔ تمکو میرے
چند سوالات کے جوابات دینے
ہونگے"۔

الجنورا "(جسکی آنکھین اب منت
بھری روشنی سے چمک رہی تھین۔)"
بہت خوب! مین بڑی خوشنودی
سے جوابات کے لئے حاضر
ہون"۔

بزرگ "پہلے مجھے یہ تبلائے
کہ آپ کون ہین"۔

جواب "میرا نام الجنورا اٹیوڈلا
ہے۔ چند ہی سال گذرے ہین
کہ میری مان نے قضا کی۔ مگر میرا
باپ جو اپنی اکلوتی لڑکی کی جدائی
کا صدمہ سہتا ہے شہر اوپڈو
مین رہتا ہے۔

بزرگ۔ (نازنین کے لباس سے
یہ تاڑ لیکر کہ وہ متوسط خاندان سے ہوگی)
وہ کس فن یا پیشہ کا آدمی ہے؟"

الجنورا۔ (آنکھین نیچی کرکے جبکہ اوسکے
رخسار بالکل گلابی ہوگئے تھے)"۔ وہ
نقرہ وطلا کی تجارت کرتا ہے"۔

اگلی دفعہ اوس کے رخسارون کا
رنگ جو بدلا تھا وہ صرف بسبب
اوسکی شرم وحیا کے اوسکے
نرم اور شفاف پوست رخسار
کے اندر ہی اندر تابان تھا۔

بزرگ "مین آپ کے مطلب
کو سمجھ گیا"۔ اور اب پھر اوس
بوڑھے کے چہرے نے عجیب و
غریب حالت پیدا کی جسکا ذکر ہم
پہلے کرچکے ہین۔ اور چند منٹ
کا وقفہ لیکر اوس نے کہا۔

بزرگ "صاف الفاظ مین
یون کہا جائیگا کہ تمھارا باپ مالدار
آدمی ہے اور لوگون کو سود پر
قرضہ دیا کرتا ہے اور شاید اس
سبب سے وہ ہر دل عزیز نہوگا"۔

الجنورا "(جبکہ ایک قطرۂ اشک
مثل موتی کے اوسکے ایک رخسار پر
لڑھکتا تھا۔)" سنر* آپکا خیال
نہایت درست ہے"۔ اب
اوسنے اپنی بڑی بڑی آنکھونکو

* سنر۔ ہسپانی زبان مین بجائے لفظ
جناب کے استعمال ہوتا ہے۔ ۱۲ مترجم۔

جو اتنک نیچی تھین اوپر اوٹھایا اور دریافت کرے کہ اپنے خاندان کے اظہار سے نے مقدس بزرگ پر کیا اثر پیدا کیا ہے ۔

بزرگ ۔ (ایک مہربان اور تسلی بخش آواز سے) "گو تمھارے والد کا پیشہ توہین کے ساتھ دیکھا جائے تاہم ۔ تم قابل سرزنش نہو سکے ۔ اور نہ میری ہمدردی اس امر سے تمھارے جانب کچھہ کم ہوگی" اور دوسرا سوال یہ کہ (گستاخی معاف) مین خیال کرتا ہون شاید ڈیوک آف کیالاڈو اپنے بیٹے کے عشق سے جو تم سے رکھتا ہے آگاہ نہو گا" ۔

الجنورا (مارے شرم کے چہرہ عرق آلود ہوگیا) "نہین ! سنئر"

بزرگ "لیکن مارکوئیس آف لیون نے تو شادی کا ضرور ہی وعدہ کیا ہوگا ۔"

الجنورا ۔ (بڑے تکبر سے سر اوٹھا کر جسوقت کہ اوسکے حسین چہرہ پر پسینا شریفانہ نمودار آیا) "سنئر ۔ گو مین غریب کی بیٹی ہون اور گو میرا باپ قابل ملامت اور سود خوار آدمی ہو ۔ تو بھی مین نے سلطنتہاے علیسویہ کے بہادر سے بہادر نائٹ* اور مغرور و متکبر امرا کے درخواستونکو کمقدر سمجھکر بڑی نفرت سے رد اور نامنظور کیا ہے ۔ لیکن بڑی صلاحیت کے ساتھ"

بزرگ "شوزا§ ۔ مین نے آپکی توہین کی غرض سے اور آپ کے زخم دل پر نمک چھڑکنے کے ارادہ سے یہ سوال نہین کیا تھا"

الجنورا "نہین سنئر ۔ ان دونون اغراض سے آپ مبرا ہین چونکہ آپ مجھے بخوبی نہین جانتے ۔ لہذا میرے خصایل اور میرے اصول اور میرے حالات سے ناواقف ہین"

* ایک خطاب ہے جو سرکار سے کسی بہادری و دلیری کے صلہ مین عطا ہوتا ہے ۔ ۱۲ مترجم

§ یعنی صاحبزادی ۔ ۱۲ مترجم

**بزرگ** (خوبصورت لڑکی کو سرزنا یا شفقت سے دیکھتے ہوئے) لیکن اب تو میں ان سب سے ایسا واقف ہو گیا ہوں گویا تمہیں بچپن سے جانتا ہوں۔ اور یہ بصیرت جو میں نے تمہارے پاک روح کی حاصل کی ہے میرے اس ارادہ میں کہ میں تمہاری مدد کروں زیادہ تر تقویت کا باعث ہے۔ مگر ایک سوال اور ہے! کیا ارگوئیس آف لیون اسی اوریستا! کا ہے کہ تم اپنے والدین کے سایہ سے بزور جدا کئے گئے ہو؟

**الجنورا**۔ (نہایت تمکین ہو کر) وقت ضرورت اوسکو اطلاع نہ تھی۔ میں ویزیبستر ہی خطرناک ظلم کا ارتکاب شروع ہوا۔ غالباً اسی اثنا میں آریلو نے یہ پردرد خبر میرے والد سے سن لی تھی۔

**بزرگ** آہ! اب تو تمہارا باپ تمہاری محبت سے واقف ہی ہو گا۔ (بلا انتظار جواب کے اوسنے کہا) مختلف حالات جنکو تم مجھسے بیان کر چکے ہو مجھکو اچھی راہ دکھلاتی ہیں کہ کونسا پہلو اختیار کروں۔ اتفاق سے آجکی شب تم نے ایوان کیلاٹراوا کی جانچ پڑتال بھی کر لی۔ یعنی وہ ایوان جسکے مغرور مالک کی اکلوتی لڑکی تم محبوبہ ہو۔ مگر تمہارا یہ سفر نہ تو فرح بخش نہیں ہے۔ اور نہ یہ سفر دل خوش کن ہی ہے۔ کہ جسکے سلسلہ میں تم آج اس قلعہ میں مقیم ہو۔ اور اسی لئے غریب لڑکی کوئی تعجب کی بات نہیں اگر تم نے فرار ہونیکی کوشش کی۔ لیکن میں نے تحقیق یا یقین پایا ہے یہ کوشش بالکل بیفائدہ ہوتی۔ کونسی امید تمہیں یہ فعل کرنے کے لئے رغبت دلاتی ہے؟ کیا تمکو کوئی خاص پتہ یا نشان بتلا گیا تھا یا صرف اس خطرناک مہم کو سر کر لینے کا یقین ہی تھا۔ جو تم اتنے پیچدار راستے۔ بارہ دریاں گنبد۔ سقف۔ کمرے۔ طے کرتے۔ اس حجرے میں داخل ہوئیں؟

مخدومی۔ تسلیم۔ رسالۂ جلوہ محبوب" خدمت عالی میں مرسل ہے
آپ کی معاصرانہ ہمدردی اور توجہ خاص کے بھروسہ پر استدعا کیجاتی ہے
کہ اس رسالہ کے متعلق آپ اپنی مفید و قیمتی رائے سے بطور ریویو کے
اپنے اخبار گہربار یا معزز رسالہ میں شایع کر کے کمترین کو ممنون
فرماوینگے۔

اور اپنے معزز اخبار یا رسالہ سے اس ناچیز پرچہ کا تبادلہ منظور فرمانے میں
دریغ نفرماوینگے۔

میں نہایت وثوق کے ساتھ ایڈیٹران و پروپرائٹران اخبار و
رسالہ جات سے امید کرتا ہوں کہ میری اس ناچیز معروضہ بالا پر ضرور
لحاظ و توجہ فرمائینگے۔

غلام صمدانی خان گوہر۔ ایڈیٹر و پروپرائٹر رسالۂ "جلوہ محبوب"۔
حیدرآباد دکن۔

ہندوستان مین سب سے عمدہ اور سب سے سستا اخبار تفریح ہے
جو لکھنؤ سے شایع ہوتا ہے۔ اسمین اعلیٰ درجہ کے مضامین تازہ خبرین
لطایف و ظرایف شعر و سخن استعارات وغیرہ درج ہوتے ہین۔
ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے۔ نمونہ کا پرچہ طلب فرما کر ملاحظہ فرمائیے۔
چندہ سالانہ معہ محصول ڈاک عہ۔ نمونہ کا پرچہ مفت۔

رسالہ اودہ ریویو اردو رسایل مین یہ ایک رسالہ ہے
جسمین فوٹوگراف تصویرین شایع ہوتی ہین اور جسکا حجم (۸۸) صفحہ ہے۔

منیجر تفریح و اودہ ریویو لکھنؤ۔

[illegible]ے مین کہین کہان ہین حریص / دکھلا رہا ہے جلوہ صبح بہار جشن

چند جوش [illegible] سرور ہے جو خواص و عوام مین / اس جوش پر سرور سے گے خود ہی نثار جشن

اس رقص آج شہر مین رنگین لباس ہے / کرتا ہے زینت چمن روزگار جشن

رقص و سرود ہے کہین شعر و سخن کہین / سو رنگ مین دکھاتا ہے اپنا سنگار جشن

[illegible]ی پارسی کہین ہے تو آتش ہوم ہے کہین / لایا کہان سے یہ نئے نقش و نگار جشن

عود و رباب و بربط و چنگ و سرود سے / کیا بزم کائنات مین ہے نغمہ بار جشن

محفل مین صاف قلقل مینا کی ہے صدا / رکھے گا نام کو نہ بلاے خمار جشن

آیا ہے ساتھ لیکے جائین ہنسی خوشی / یارب نہ دیکھے روے غم روزگار جشن

جلسو مین کھل رہے ہین جو سوڈا کی بوتلین / جلسون مین آنے والونکا ہے آبدار جشن

ہر مست کو دکھا کے لب ساغر شراب / کرتا ہے میکشی کے لئے ہوشیار جشن

ہے شش جہت مین شور کہ تیر نشانہ ہے / کرتا ہے آج طائر غم کا شکار جشن

میزون پہ جا بجا ہین فواکہ چنے ہوے / ہے اہل انجمن کے لئے میوہ دار جشن

دیکھو کھلے ہین باغ جہان مین گل مراد / کہتا زبان حال سے ہے بار بار جشن

اچھی طرح منالے خوشی آج رات دن / کھنچیگا ورنہ ایک برس انتظار جشن

کہتے ہین جو اعادۂ معدوم ہے محال / کرتا ہے عود کر کے اونھین شرمسار جشن

ملک دکن مین ایک بھی ایسا نہین ہے گھر / جسمین نہو دخیل بصد اعتبار جشن

سارے تمام ملک مین ہے صورت خیال / ہے اسپ خوشخرام صبا پر سوار جشن

چھڑکاو ہو رہا ہے صفائی سے چار سمت / کرتا ہے صاف شہر سے گرد و غبار جشن

شاہ دکن کی سالگرہ کا یہ جشن ہے / کھینچا ہے چرخ پر کلا افتخار جشن

موقع ہے عرض مطلع با آب و تاب کا / جسپر کرے جواہر مضمون نثار جشن

## مطلع ثانی

مسعود و سعد ہوئے تجھے اے شہریار جشن / یہ ایک جشن کیا ہے مبارک ہزار جشن

اللہ رے احتشام کہ بزم نشاط مین / خود ہو گیا ہے مہتمم کاروبار جشن

تجھ سے ہوا ہے جود وسخاوت کا خاتمہ
تیرے وجود سے ہوا [illegible]

تجھ پر نثار کرنیکو اے خسرو دکن
نیسان نے لایا ہے گہر تنہا ہوا ز

سر خیل سروران خدیو فلک حشم
کرتا ہے تیرے نام سے استفخار جشن

محفل مین تیرے دیکھکے سامان عیش کا
کرنے لگا ہے نازش بے اختیار جشن

جل جل کے ہونگے آتش رشد وحسد سے خاک
تیرے عدو کو کہینچے گا سوئے فرار جشن

کیا جل رہے ہین دیکھکے سامان روشنی
کرتا ہے تیرے حاسدون کو دوفرار جشن

ہر بار تیرے چہرۂ خندان کو دیکھکر
جاتا ہے بھول اپنی خوشی کی بہار جشن

ہوتا جو اختیار تو خدام کی طرح
بنتا ترا جان سے خدمتگزار جشن

گر خواب مین بھی تیری شجاعت کو دیکھتے
کرتے خوشی سے رستم واسفندیار جشن

اک روز سارے ملک مین ہے اوسان پر
رکھتا ہے تیرے در پہ سکون قرار جشن

جاری ہے فیض عام کا دریا حضور سے
بھر لے در مراد سے جیب کنار جشن

کیا کیا جلاتا ہے تیرے دشمن کے قلب کو
نقطون کو اپنے آج بنا کر شرار جشن

ذات حضور مرکز نیل مرام ہے
کھینچے نہ کیون جہان مین طرف کا حصار جشن

ہوتا ہے دست بذل سے تیرے جو فیضیاب
بنجائے کیون نہ خلق مین و لتمد ار جشن

شاہانہ جشن کرتے ہین جب تیرے خیرخواہ
بدبین کے دلکو کرتا ہے کیا کیا فگار جشن

آیا دعا کا وقت کہ با صد زبان حال
آمین کی مچائی ہوئی ہے پکار جشن

ہو جشن عیش باغ مجسم حضور کو
دل مین حسود کے ہے مانند خار جشن

دور زمانہ شہ سے موافق رہے مدام
تدبیر وبخت یار رہے سازگار جشن

دشمن کے گھر مین ماتم تازہ بپا رہے
دیکھین حضور صبح و مسا بیشمار جشن

بڑھتی رہے حکومت واقبال وعمر مین
ایوان شاہ مین رہے لیل ونہار جشن

رونق فروز تخت ہمیشہ رہین حضور
تا روز حشر یونہین دکھائے بہار جشن

یہ عرض شیفتہ ہے کہ تا دور مہر وماہ
شاہ دکن کو سعد ہوا ے کردگار جشن

چند جوڑی ہرکارونکی لیکر آئے۔ اور میں یہین بیٹھا رہونگا اور جب داروغہ اسطرف روانہ ہوجاسے۔ کسی اور ہرکارہ کو کہ کہ منشی کو بھی یہان بھیجے اور بعدازان تو اپنے مقام پر جاکر آرام کر۔ کیونکہ تو نے دور دراز کا راستہ طے کیا ہے۔ حاصل کلام اوسیوقت داروغہ ہرکارہ اور منشی حاضر ہوے منشی کو حکم ہوا کہ ہرایک مقام کے جبّار آدمیون کے نام حکم لکھا جائے کہ کل تک جوق جوق یہان جمع ہوجائین۔ اور تاکیدًا لکھا جاسے کہ نزدیک کے لوگ دور کے لوگون کو خبر بھیجکر اور بلا انتظار اونکے چلے آئین اور جسکو کہ خبر پہونچ جاسے وہ ہرگز توقف نکرے۔ چنانچہ حسب الحکم منشی نے لکھنا شروع کیا۔ اور آپ اون فرمانون کو لفافون مین بند کرکے مہر ثبت فرمانے لگے۔ اور ہرکارون کے داروغہ کو ایک ایک لفافہ عنایت فرماتے۔ اور اپنے روبرو اوسیوقت ہرکارہ کو روانہ کرتے۔ حتے کہ صبح ہوگئی جب آپ نے روانگی احکام سے فراغت پائے منشی اور داروغہ کو رخصت فرماکر محل مین تشریف لے گئے۔ اور تقید فرمائے کہ جسوقت اخبار آئے داروغہ اخبار فورًا عرض کرے۔ چنانچہ دوسرے روز ایک لشکر کثیر جمع ہوگیا۔ جب بابو نایک کو فراہمی لشکر کثیر کی خبر پہنچی۔ گھبراکر دوسری سمت چلاگیا۔ جب آپ کو اوسکے روانگی کی خبر معلوم ہوئی آپ نے فرمایا کہ ایک غیب ہرکارہ نے ہمکو غفلت سے بیدار کیا۔ ورنہ معاملہ بہتر نہوتا کیونکہ نایک مذکور سے کیسقدر کشیدگی ہے۔ اور اکثر یہ لوگ قابو طلب ہوتے ہین۔ اسی لئے حاکم کو غفلت نہ چاہیئے۔

ضابطہ ۹۔ مشایخ اور پیرزادے شب مین حاضر ہوکر آپ سے ملاقات کرتے اور آپ سلام مین سبقت فرماتے۔ اور شعرا علما وصلحا کا جلسہ اکثر عصر ومغرب کے درمیان ہوا کرتا تھا۔ اور آپ بھی کوئی نہ کوئی بیت یا مصرعہ موزون فرماتے۔ اور شعرا فی البدیہہ جو کچھ خیال مین آتا عرض کرتے چنانچہ یہ شعر درگاہ قلی خان درگاہ ہرکارون کے داروغہ نے کہا ہے۔

شعر

حکم آصف این غزل را تازہ کرد کار بار را کار فرما می کند

ایکدن قزلباش خان امید نے یہ شعر عرض کیا۔

شعر

دل اینجا دولت اینجا مدعا اینجا امید اینجا کسے دیوانہ باشد کہ از کوئیت رود جائے

حضرت نے فرمایا کہ مردم دنیا امید کے ساتہ کہلتے ہین۔ چونکہ قزلباش خان کا تخلص امید تہا عرض کیا کہ سرکار بغیر پیر سے کیون خاصہ تناول فرماتے ہین۔ آپ تبسم فرماکر خاموش رہے۔ اور مغرب کیوقت چند خوان کہانے کے اور چند کشتیان پارچہ کے اور چند ہزار روپیہ خان مذکور کو بہجوادیا۔

ضابطہ آپ نے اپنے تیس سالہ ریاست مین کسی شخص کے نام قتل کا حکم نفرمایا۔ اگر سال دوسال مین کوئی مجرم واجب القتل ہوتا قاضی کے سپرد فرماتے۔ اور حکم ہوتا کہ موافق شرع کے عمل کرو۔ اور آہستہ قاضی شہر کو ارشاد ہوتا کہ اگر حیلۂ شرعی اسکے بچاؤ کے لیے تجویز کیا جائے تو مناسب ہے۔ کیونکہ منہدم کرنا بنیان رب العالمین کا خوب نہین ہے۔

ایک روز قریب شام کے کثرت سے لشکر مین دہوان اور غبار پیدا ہوا۔ آپ نے دیوڑی کے پاس کہڑے رہکر آسمان کی جانب نگاہ فرمائی اور ارشاد ہوا کہ کسقدر دہوان اور غبار اوٹھ رہا ہے۔ حاضرین نے عرض کیا کہ دولت خانہ کے اطراف پوربیون کی چوکی ہے اور یہ لوگ تمام دن مین ایک ہی وقت پکاتے ہین۔ شاید یہ دہوان اوس مقام سے اوٹھ رہا ہو آپ نے فرمایا کہ وہ لوگ ہمیشہ پکاتے ہین کچھ آج ہی پر منحصر نہین ہے۔ مگر اوس سے اسقدر دہوان نہین اُٹھتا ہے۔ جو آج اسقدر کثرت سے اوٹھ رہا ہے۔ اسی اثنا مین ہرکارہ نے حاضر ہوکر عرض کیا کہ لشکر کے قریب مین چند گاؤن ہین اور وہان کے مکانات چھپر کے ہین۔ چنانچہ اون چھپرون مین آگ لگی ہے۔ اور یہ اوسی کا دہوان ہے آپ نے فرمایا کہ

چھپر والے کہان ہین عرض کیا کہ لشکریون کے خوف سے گھرون کو چھوڑکر
بھاگ گئے ہین آپ نے فرمایا کہ میر منزل کہان ہے۔ چونکہ میر منزل شامیانے
کے نیچے حاضر تھا روبرو آیا۔ حکم ہوا کہ لشکریون کو کیون تقید نہین کیجاتی۔
کہ غربا کے چھپرون کو آگ کیسی لگائی گئی۔ اور اولاً یہان لشکر کا ٹھہرانا کیا ضرور
تھا۔ جس سے اہالیان دیہہ کو تکلیف پہونچے۔ اور ہمارے خوف سے
پریشان ہون۔ میر منزل نے عرض کیا کہ دوسری جا پانی نہین تھا
اسواسطے یہان لشکر ٹھہرایا گیا۔ اور چھپرون کی نگہبانی کےلئے سوار اور پیادے
مقرر ہین۔ مگر لشکر کے آدمی اسقدر بیباک ہین کہ قمچی اور تازیانہ کے ضرب کو
بھی خیال مین نہین لاتے۔ اور مرغیان اور سفالی گھڑون کی طمع مین اونکے
چھپرون مین آمد و رفت کرتے ہین۔ اور حقہ پیکر آگ وہین چھوڑ دیتے ہین
چونکہ موسم گرما کا ہے غالباً اوس آگ نے چھپرون کو جلایا ہو۔ جبتک کہ
ان لوگون کو قطع برید گوش و بینی کی سزا نہ دیجاے تب تک عبرت ہونا
مشکل۔ جب آپ نے یہ بات میر منزل سے سماعت فرمائی۔ ارشاد ہوا مارو
اس بے حیا کو کیونکہ خود اہتمام و انتظام کا سلیقہ نہین رکھتا ہے اور کہتا ہے
کہ قطع و برید اعضا کی سزا دیجائے۔ شاید اس نے آدمیون کے گوش و بینی
شلغم و پیاز تصور کیا ہے کہ ہر سال نئے اوگتے ہین۔ چنانچہ اوسی وقت
اوسکو باہر نکال دیا گیا آپ نے سقاؤن کے داروغہ کو حکم فرمایا کہ پانی کے
مشک چھپرون پر ڈالے جائین۔ ایک گھڑی بھر مین وہ آگ موقوف ہوگئی
اسکے بعد کسی نے کسی اور مقام پر کبھی گاؤن یا چھپر کو جلتے نہین دیکھا۔
آپکا حکم ایک ایسی جرأت و شجاعت رکھتا تھا کہ ہر ایک کے دل مین ہیبت
پڑ جاتی تھی یہ سب برکت زہد و تقوے صلوٰۃ و اوراد کی تھی۔ اور آپ
بے انتہا رحم دل تھے اور بے نفسی بھی حد درجہ کی تھی۔ ریاست بغیر لیاقت
کے عظمت نہین پیدا کرتی ہے اور ولایت بجز اخلاق حمیدہ کے میسر آنا
غیر ممکن۔

ضابطہ - آپکی سواری نہایت آہستگی سے جاتی تھی - اورشور وغوغا والے آواز نقیب اور جانورون کے سم کے سنا نہ جاتا تھا - اور جو گرد کہ سوار دستے آپ کے لباس پر پڑتی آپ اوترتے وقت اوس گرد کو جمع فرماتے - اور ایک محفوظ جاے مین رکھ چھوڑتے - اور فرماتے کہ یہ گرد کیا ہے دولت ہی اور ہم نے اسکے لئے دعا کی تھی جو حق تعالے نے نصیب فرمائی - اور اسی گرد کی وجہ دولت ہماری قایم ودایم ہے - اور یہ گرد اکثر اولیاء اللہ کے نعلین کی ہے - کیونکہ فقراء صاحب باطن بعض ظاہر اور بعض مخفی ہین جو ہمارے لشکر مین قیام رکھتے ہین - اور آپ کو ہر ایک سے ایک خاص راستہ تھا کہ آپ اون سے ہر ایک مشکل مین استمداد لیتے تھے -

اب یہان مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مغفرت مآب کے صاحبزادے اور صاحبزادیون کی تعداد اور کسیقدر حالات بھی مجمل طور پر لکھے جائین جو ناظرین تاریخ کی مزید واقفیت کے لئے ایک ضروری امر ہے -

آپکے چھ* صاحبزادے اور چھ صاحبزادیان تھین - اولاً صاحبزادیون کی حالات لکھے جاتے ہین - بعد ازان صاحبزادون کے تذکرے معرض تحریر مین آئینگے -

حضرت مغفرت مآب کی بڑی صاحبزادی خیر النساء بیگم** صاحبہ تھین - جنکا ازدواج متوسل خان رستم جنگ سے ہوا تھا - جو حفیظ اللہ خان کے فرزند اور سعد اللہ خان بہادر وزیر اعظم کے پوتے تھے - صاحبزادی صاحبہ موصوفہ کے بطن سے ایک صاحبزادے تولد ہوے - جنکا اسم گرامی ہدایت محی الدین خان مظفر جنگ تھا - اور آپکی شادی سید شاہ بیگم صاحبہ صاحبزادی سید جمال خان

---

* شجرہ آصفیہ مولفہ عالیجناب محمد بدر الدین خان معظم الدولہ معظم الملک بہادر صاحبزادہ امیر کبیر شمس الامراء مغفور

** تاریخ لکھن لعل مین بجائے خیر النساء بیگم کے محسنہ بیگم لکھا ہوا ہے جنکی شادی متوسل خان رستم جنگ سے ہوئی تھی مگر اس مولف سوانح عمری حضرت آصف جاہ مغفور نے شجرہ آصفیہ کو مستند جانکر خیر النساء بیگم لکھا -

فرزند عوض خان سے ہوئی تھی۔ اور یہہ وہی ہدایت محی الدین خان مظفر جنگ بہادر ہین جنھون نے بعد انتقال حضرت مغفرت مآب کے ناصر جنگ بہادر شہید سے جو آپ کے ماموں تھے کرنول کے پٹھانون وغیرہ سے ساز باز کرکے ۱۱۶۴ھ مین جنگ کی تھی۔ چنانچہ ناصر جنگ بہادر نے اوسی جنگ مین ایک پٹھان مسمی ہمت بہادر کے ہاتھ سے جام شہادت نوش فرمایا۔ بعد شہادت ناصر جنگ بہادر کے ہدایت محی الدین خان نے مسند ریاست پر قدم رکھا۔ دو تین مہینے بھی نگذرے تھے کرنول کے پٹھانون سے شکر رنجی ہوئی اور جنگ چھڑ گئی۔ ۱۷ ربیع الاول ۱۱۶۴ھ کو اوسی ہمت بہادر پٹھان کے ہاتھ مقتول ہوے۔ آپ کو دو صاحبزادے تھے جو خوردسالی ہی مین انتقال کر گئے تھے۔ یہان لڑائی کے حالات اور پٹھانون کے سازش کی کارروائی جو بالکل مجمل طور پر بتلائی گئی ہے۔ انشاء اللہ تعالے ناصر جنگ بہادر شہید کے تذکرہ مین مفصل طور پر لکھا جائیگا۔

حضرت مغفرت مآب کی دوسری صاحبزادی بادشاہ بیگم صاحبہ جو ناصر جنگ بہادر شہید کی حقیقی بہن تھین۔ اور آپ سید النسا بیگم صاحبہ کی بطن سے ہین۔ آپ خواجہ بابا خان سے منسوب تھین۔ جو بخارا کے شاہزادون سے تھے۔ صاحبزادی صاحبہ کے بطن سے ایک صاحبزادہ اور ایک صاحبزادی تولد ہوی۔ صاحبزادہ صاحب کا نام نامی خواجہ عبد البقا خان اور صاحبزادی صاحبہ کا نام جواہرہ بیگم تھا۔ صاحبزادی نے تو نا کتخدا انتقال فرمایا۔ اور خواجہ عبد البقا خان کو ایک صاحبزادہ اور ایک صاحبزادی ہوی۔ صاحبزادی صاحبہ موسوم بہ رحیمہ بانو بیگم کا ازدواج فتحیاب الدولہ بہادر فرزند خواجہ حامد خان عموی حضرت مغفرت مآب سے ہوا تھا۔ اور صاحبزادے کا نام نامی محمود خان المخاطب بہ قطب الامرا قمر الملک قمر الدولہ منصور جنگ تھا۔ جنکی شادی سید النسا بیگم عرف حاجی بیگم صاحبہ جو ناصر جنگ بہادر شہید کی صاحبزادی تھین۔ نظام الدولہ بہادر کے عمل مین ہوی۔ آپ کو پانچ صاحبزادے اور چھہ صاحبزادیان پروردگار عالم نے عطا فرمایا تھا۔ پسر سید محمد خان۔ سید معظم خان

میر غلام احمد خان - میر اعلا عرف میر احمد خان - میر احسن اللہ خان یعنی صاحبزادگان اول و دوم و چہارم و پنجم کے اولاد کثرت سے ہین - چنانچہ اسوقت موجود بھی ہین - اور صاحبزادہ نمبر سوم کو آٹھ دس صاحبزادے ہوے میر مظہر علی و میر غوث الدین علی و میر قمر الدین علی وغیرہ - مگر اسوقت دو صاحبزادے زندہ وسلامت ہین - اور باقی نے انتقال کیا ان دو مین بڑے صاحبزادے میر غوث الدین علی ہین - جنکو صرف دو صاحبزادیان ایک عزت النسا بیگم صاحبہ دوسرے شمس النسا بیگم صاحبہ ہین - عزت النسا بیگم صاحبہ میر شہامت علی صاحبزادہ صاحب کو منسوب ہین اور صاحب اولاد ہین اور شمس النسا بیگم صاحبہ کے ازدواج کا فخر اس احقر غلام صمدانی خان گوہر کو حاصل ہے - چنانچہ شمس النسا بیگم صاحبہ کے بطن سے بفضلہ تعالے ایک صاحبزادہ غلام محمد دستگیر نامی موجود ہے -

اور چھوٹے صاحبزادے میر قمر الدین علی اسوقت تک لاولد ہین -

حضرت مغفرت مآب کی تیسری صاحبزادی مکرمہ بانو بیگم المعروف بہ کالی بیگم صاحبہ تھین - آپ میر ابراہیم المخاطب قیام الملک بہادر میر کلان خان سے منسوب تھین - قیام الملک بہادر محمد آباد بیدر کے قلعہ داری سے فرخ سیر بادشاہ کے زمانہ مین سرفراز تھے - آپ بھی صاحب اولاد تھے -

حضرت مغفرت مآب کی چوتھی صاحبزادی خجستہ بانو بیگم صاحبہ عرف خان بہادر صاحبہ تھین - آپ سنہ ۱۲۰۳ مین لاولد قضا کین -

حضرت مغفرت مآب کی پانچوین صاحبزادی محسنہ بیگم صاحبہ تھین - آپ بھی لاولد قضا کر گئین -

حضرت مغفرت مآب کی چھٹی صاحبزادی مہ بانو بیگم صاحبہ تھین - آپ خلاص خان بن سعد اللہ حفیظ الدین خان بن دلاور جنگ نبیرۂ سعد اللہ خان بہادر وزیر شاہجہان بادشاہ سے منسوب اور صاحب اولاد تھین -

---

* ہتمم و اڈیٹر گلدستہ جلوۂ محبوب مولف سوانح عمری حضرت آصفجاہ مغفور و مصنف صادق کی سوانح وغیرہ

## قصیدہ مسجع در مدح عالیجناب معلی القاب گردون قباب ارسطو خصلت بقراط فطرت لقمان حکمت ہزاکسلنسی نواب محمد فضل الدین خان سکندر جنگ اقبال الدولہ اقتدار الملک سر وقار الامرا بہادر کے سی۔ آئی۔ ای۔ وزیر اعظم سلطنت دکن دام اقبالہ

من تصنیف جناب غلام رسول صاحب شوکت حیدرآبادی شاگرد رشید شعلہ صاحب مرحوم

ساقی پلا بادہ مجھے وہ بادہ جو ہے قوت جان
جو ہے برنگ خون دل وہ دے مجھے روح روان

شیشہ مین سرتاپا پری ساغر مین مہر خاوری
خم مین متاع آذری سرمایۂ پیر مغان

جسکے مزے سے حیف ہو پینے سے جسکے کیف ہو
جو وجہ عیش ضیف ہو جس سے کہ خوش ہو میہمان

وہ مے کہ جو نایاب ہو جسمین کہ آب و تاب ہو
یعنے شراب ناب ہو جو سرخ مثل ارغوان

جسپر فدا ہو جان و تن خوش جس سے ہو خاطر حزن
جاتا رہے رنج و محن حاصل ہو عیش جاودان

وہ مے جو خوب از خوب ہے وہ مے جو خوش اسلوب ہے
رنگ رخ محبوب ہے جسپر فدا ہو ضیمران

محفل مین شمع بزم ہو میدان مین تیغ رزم ہو
ہر جا پہ وجہ حزم ہو ہر وقت پہ ہو کامران

جسمین سرور و سور ہو جس سے غم دل دور ہو
جس سے کہ غم کافور ہو جس سے کہ خوش ہو روح روان

قطرہ گرے گر خاک پر ہو اسطرح سے جلوہ گر
جسطرح سے لعل و گہر ہوتے ہین تہ بحر و کان

جو سر بسر اکسیر ہو جس مین کہ یہ تاثیر ہو
گر سو برس کا پیر ہو پیتے ہی ہو جائے جوان

ساقی تو ایسی تاک سے ہو صورت تریاک ہے
یعنے کہ صاف و پاک مے وہ مے پلا تو بے نشان

امی پیئے فاضل بنے جاہل پیئے عاقل بنے
ناقص پیئے کامل بنے جسمین نہو خوف زیان

دے کوئی ایسا جام مل ہو جس سے حاصل صلح کل
مرنے لگے بلبل پہ گل قمری پہ سرو بوستان

جو موجب انصاف ہو دل کی کدورت صاف ہو
جو صاحب اوصاف ہو نا مہربان ہو مہربان

مُہرِ لبِ غمّاز ہو مہرِ دل دمساز ہو
جو صاحب اعجاز ہو وہ مے پلا معجز نشان

یہان مے کا پی جاؤن سبو مان عشق سے بیخود ہو
کہدون اگر مستی مین ہو ہیبت جلے دشمن کے نشان

مشتاق ہون اک جام کا یہ جام ہے جی کام کا
شہرہ ہے تیرے نام کا مشہور ہے تیری کان

ساقی مین پیاسا کب کا ہون لب خشک ہین مین کیا کہون
مدت سے زیرِ چرخ دون یہ ہے تشنہ دہان

ساقی نے یہ سنکر کہا کہتا ہے تو بیشک بجا
مے کی مگر قیمت تولا مے مفت ملتی ہے کہان

یہان قیمت مے زر نہین تنہا کیا ہے سیم و زر نہین
جز مدحت قیصر نہین مداح ہے جسکا عیان

شمعِ شبستانِ دکن تزئینِ ایوانِ دکن
جسپر ہین سلطانِ دکن ہر لحظہ ہر دم مہربان

جسدم یہ ساقی نے کہا مین نے بہی وہ مطلع پڑہا
سنکر کہین سب برملا ہے مطلع گوہر فشان

## مطلع ثانی

سردارِ خیلِ سروران مسند نشین عز و شان
ہم رتبتِ شاہنشہان دستورِ سلطانِ زمان

اسکندرِ عالی ہمم اقبال مند و ذی کرم
ذی اقتدار و ذی حشم ہم پایۂ صاحبقران

ابرِ عطا بحرِ سخا شیرِ وغا لیثِ غزا
منہاجِ شرعِ مصطفٰے شمسِ شموسِ عز و شان

دانائے یکتائے زمن رونق دہِ فہم و فطن
دانشور و شمشیر زن گردن زنِ گردن کشان

رائے منیر و دادگر رونق دہِ شام و سحر
ذاتِ مقدس سر بسر نو باوۂ باغِ جہان

حکمت مین افلاطون صفت فطرت مین ذو الا مرتبت
مسند نشین معدلت کسرٰی نشان کشورستان

علامۂ علم الیقین دانندۂ اسرارِ دین
خوانندۂ لوحِ جبین عالی گہر عالی نشان

## قطعہ

حکم قدر سے دمبدم اے سرورِ معجز رقم
ناظر قضا سوے قلم رہتی ہے بیشک گمان

منشورِ دستِ خاص کا سوکھے نہ حرفِ ابتدا
تشریف سے اہلِ جزا دم بھر مین ہون شادمان

تیغِ دلیرِ بے بدل ہے برقِ جان سوزِ جل
تابع ہے جسکے اجل جنگ ہی تیغِ کہکشان

ہو رایتِ فتح و ظفر میدان مین قائم اگر
دشمن کا لشکر سر بسر ہو جائے دم مین پریشان

## قطعہ

اے داور دارالقلب کیا بادلے عجب — تعریف ہو سکتی ہے کب قاصر ہے یہان میری زبان
سرعت مین خنگ خوبرو باد صبا کے روبرو — گرمامی ہے گفتگو مین ہون براق خوش عنان
آواز فیل خسروی صور سرافیل قوی — ہیبت سے لرزان ہے زمی ڈرتا ہے جس سے آسمان
فیل فلک رتبت اگر ہو رزمگہ مین جلوہ گر — خرطوم سے زیر و زبر کردے زمین و آسمان
جنکو ہے دعوی سر بسر نازان ہے اپنے شعر پر — کہتا ہے جنکو ہر بشر اہل زبان اہل زبان
ہون بلبل باغ دکن بلبغ دکن میرا وطن — نغمون کو میرے مرد و زن سنتے ہین سنکر شادمان
شاہا ثناگر اب ترا حاکم ہے فن شعر کا — ہر رنج و غم مین مبتلا رہتا ہی ہر دم ہر زمان
کہتے ہین معیار سخن شاہا تجھے عالی فطن — شوکت کو دے داد سخن اے قدردان شاعران
رہتا ہون غم مین روز و شب فکر معیشت کے سبب — اب ہوگیا ہون جان بلب دم بھر کا ہون مہمان
حاضر در دولت پہ ہون اس سے زیادہ کیا کہون — بیمار مین کبتک رہون اے چارہ ساز بیکسان
ادنی توجہ سے تری ہوتی ہے کشت دل ہری — دکہلا کے شان سروری غمگین کو کردے شادمان
ہان اب اٹھا دست دعا اے شوکت حسنہ کے — دستور محبوب خدا جبتک کہ ہے دور زمان
بہر رسول ذو المنن یارب طفیل چارتن — اقبال دستور دکن قائم رہے با عز و شان

## رسید زر

| نمبر | اسما | سکونت | رقم | نمبر | اسما | سکونت | رقم |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | جناب شرف الدین صاحب نبیرہ ہونے صاحب محمد یار | نگی چبوترہ | عال | ۹ | جناب نواب امیر الدین خان بہادر | جلال کوچہ | عال |
| ۲ | جناب محمد ابراہیم صاحب | کالا ڈیرہ | عال | ۱۰ | جناب مردہ بہار حسین صاحب | شاہ گنج | عال |
| ۳ | جناب میر سکندر علی صاحبزادہ صاحب | کوٹلہ عالیجاہ | عال | ۱۱ | جناب محمد جلال صاحب | کالی مسجد | عال |
| ۴ | جناب نواب مرزا پرورش علی خان بہادر | رام کوٹ | عال | ۱۲ | جناب نواب امجد علی مرزا صاحب | سلطان شاہی | عال |
| ۵ | جناب نواب علی مردان خان صاحب | جلال کوچہ | عال | ۱۳ | جناب جہانگیر حسین صاحب جمعدار | [illegible] | عال |
| ۶ | جناب محمد فضل اللہ صاحب جمعدار | ستنا پلی | عال | ۱۴ | جناب ہیبو علی صاحب [illegible] | شاہ گنج | عال |
| ۷ | جناب حبیب خان صاحب وکیل تالیکوٹ | بیگم بازار | عال | ۱۵ | جناب محمد حسین صاحب [illegible] و مسکینان | ایلور | [illegible] |
| ۸ | جناب مرزا نواب بہادر صاحب | . | عال | | | | |

## غزل جناب داغ

مرے کوچے میں وہ کس شوخیوں سے جا بجا ٹھہرے
بڑھے تیر بنکر تھمے دم بھر چلے چلکر ذرا ٹھہرے

تغافل کی نہ ٹھہرے آج قاتل فیصلا ٹھہرے
نہیں تلوار تو فقرہ کوئی چلتا ہوا ٹھہرے

تسلی دل کو جو دیتے ہیں ایسے لوگ ہیں یارب
جگر ہی جب نہ ٹھہرے تو جگر پر ہاتھ کیا ٹھہرے

مسیح و خضر کو کیا ہے یا دو نو ہم تو جب جانیں
جو دل گرتا ہوا سنبھلے جو دم جاتا ہوا ٹھہرے

اوڑا جاتا ہے مطلب کیا لکھوں خط میں اے قاصد
پریشانی ٹھہرنے دے تو دل میں مدعا ٹھہرے

وہی انسان ہو را ہے اوسکے ہم تو قائل ہیں
بھلو نہیں تو بھلا ٹھہرے برو نہیں تو برا ٹھہرے

صبا مجھکو تو غنچے چٹکیوں ہی میں اوڑا دیتے
جو نکہت خود ہو آوارہ تو اوسکے ہاں کیا ٹھہرے

متاع شوق بھی ہے مایۂ الفت بھی کہتے ہیں
اگر لیجئے تو کچھ سودا ہمارا آپ کا ٹھہرے

شب وعدہ جب اون سے شکوۂ تاخیر کرتا ہوں
تو کہتے ہیں کہ ہم انسان کیا ٹھہرے ہوا ٹھہرے

قسم ہے اوسکی یہ مرضی نہیں اے داد محشر
کہ مجرم داغ ٹھہرے اور دشمن بے خطا ٹھہرے

## غزل حضرت درد علیہ الرحمۃ

مجھے در سے اپنے تو ٹالے ہے یہ بتا مجھے تو کہاں نہیں
کوئی اور بھی ہے ترے سوا تو اگر نہیں تو جہاں نہیں

پڑی جس طرف کو نگاہ یاں نظر آ گیا ہے خدا ہی واں
یہ ہیں گو کہ آنکھوں کی پتلیاں پر دلمیں جز بتاں نہیں

مرے دل کے شیشے کو بیوفا تو نے ٹکڑے ٹکڑے ہی کر دیا
مرے پاس تو وہی ایک تھا یہ دکان شیشہ گراں نہیں

مجھے رات ساری ہے تیری یاں کٹے کیونکہ رو نہ بے شمع سان
کہ نہو سکے ہی کچھ بیاں یہ وہ بات ہے کہ زباں نہیں

کوئی سمجھے کیونکہ یہ مدعا کہ ہیولی سا ہے یہ ماجرا
کہاں میں تجھے نہیں جانتا کیا لگا کہنے مجھے کہ ہاں نہیں

یہ بلا کوئی ہمیں نکتہ دان کہ یہ بیت معنا ذہن کہاں کہاں
نہوا سمجھو نہ یہ ہی عیاں جو کسی سے یاں تو نہاں نہیں

مجھے درد کیونکہ سناؤں میں نہ خدا کسیکو کہا دئے
جو کچھ اپنے جی پہ گذرتی ہے کہوں کیا کہ اوسکا بیاں نہیں

## غزل جناب امیر مینائی

میری مرقد کو ٹھکرانے قیامت بنکے آئے ہیں
پڑا سوؤں میں یہاں اگر تو یوں مجھکو ستاتے ہیں

دیا ہے غسل یارون نے کفن رنگین پہنایا ہین
تماشا ہے کہ کشتے کو ترے دولہا بناتے ہین

محبت کا اثر ہو دل کو رو کون یا جگر تہامون
مرے قاتل ہے یہ دونون کے دونون کہنچے جاتے ہین

طلب شانے کی ہی زلف دوتا کی خیر ہو یارب
خدا حافظ ہے یکتائی کا آئینہ سنگاتے ہین

بہانہ ہے حنابندی کا یہ بہی ایک شوخی ہی
ہمارا ہی تو دل مٹہی مین ہے جسے چہپاتے ہین

عزیز ایسی ہے اے قاتل کہ بسمل جان دی دیکر
تری تلوار کا دم اپنے سینے مین چہپاتے ہین

ہماری لغزشون کی تجہکو اے زاہد خبر کیا ہے
فرشتے تہامتے ہین ہاتہ جب ہم لڑکہڑاتے ہین

دیا جاتا ہے شمشیر قضا پارہ کا ڈورا
مبارک مرگ نو اے دل کہ پہر سہرا لگاتے ہین

نہین ہے پیار بہی در پردہ اونکا چہیڑ سے خالی
رولا دیتے ہین اتنا وصل کی شب گدگداتے ہین

امیر افسردہ ہو کر غنچہ دل سوکہ جاتا ہے
وہ میلے ہمکو قیصر باغ کے جب یاد آتے ہین

## غزل جناب خواجہ محمد وزیر وزیر

ہون وہ بلبل جو کرے ذبح خفا تو ہوکر
روح میری گل عارض مین رہی بو ہوکر

عاشق زار ہون مین صبح ہوئی تو ڈہونڈرو
جیب رہونگا گل قالین مین ابہی بو ہوکر

تشنہ دل مین ترے تیغ او تیر آئے کہین
میان سے نکلے ہے محبوب پریرو ہوکر

ہم بہی تہ خانے سے جا نکلین کہیں بہر طواف
حضرت کعبہ کشش کیجیے ابرو ہوکر

استغفر پس گیی تجہیر کہ نظر آتی نہین
اپنے گلزار مین گل بہنی لگی بو ہوکر

جان پڑجاتی ہے زیور مین پہننے سے ترے
کہین اوڑ جائے نہ جگنی تری جگنو ہوکر

چشم لیلے کو یہ لیکا تہا نظر بازی کا
نجد مین قیس کو دیکہہ آتی تہی آہو ہوکر

جنبش دل جانچ کبہی ہے تو لبہی لے عاشق
رہ گیا سینے مین کیون تیر ترازو ہوکر

نہ ہٹی باغ سے آمد جو ترے گل کی سنی
رہ گئی صبح بہاری گل خوشبو ہوکر

تم نہاکر جو چلے غم سے سمٹکر دریا
آگیا دیدۂ گرداب مین آنسو ہوکر

پائے نازک مین نظر آتے ہین بوسون کے نشان
آتے ہو کیا چمنستان سے لب جو ہوکر

ہنسا تہا ہم نے شب وصل مین پی تہی جو شراب
روز فرقت نکل آئی ہے وہ آنسو ہوکر

دیکہکر چہرۂ بت بتنے ہین زنار ڈکے اشک
پانی سورج کو دیا کرتے ہین ہندو ہوکر

ہون وہ غم دیدہ گرا نظرون سے اک پل مین فرو
کی جگہ بھی جو کسی آنکھ مین آنسو ہو کر

## غزل جناب مومن

عدم مین رہتے تو شاد رہتے اسے بھی فکر ستم نہوتا
جو ہم نہوتے تو دل نہوتا جو دل نہوتا تو غم نہوتا

ہوی خجالت سی نفرت افزون گلے سے کرتے خوب غنچی مم
وہ کاش اکدم ٹھہر کے آتے کہ میرے ایسے ہی غم نہوتا

پڑا ہی مرنا بس اب تو ہم کو حواس خط شبکے نامہ بر نے
کہا گر سچ یہ حال ہوتا تو دفتر آنا رقم نہوتا

جو آپ دستے اوٹھا نہ دیتے کہین نگہ مین جذبہ باقی
اگرچہ یہ سرنوشت مین تھا تمہارے سر کی قسم نہوتا

وصال کو ہم ترس رہے تھے جواب ہوا تو مزہ نہ پایا
عدو کی مرنیکی جب خوشی تھی کہ اوسکو رنج و الم نہوتا

وہان تو تھی چال کو ہی یہان محبت بڑھے روز افزون
شریک بیا تھا بوالہوس بھی جو بیوفائی پہ ظلم نہوتا

یہ بے تکلف بہار ہی ہے کشش دل عاشقان کی واسکو
وگرنہ ایسی نزاکتون سے خرام نازک قدم نہوتا

وصال تو ہی کہان میسر مگر خیال وصال ہی مین
مرے اوڑاتے ہوش نکلتی جو ساتہ انداز رم نہوتا

ہوا مسلمان مین اور ڈرسے نہ درس اغا کونسکے مومن
بنی تھی دوزخ بلا سے بنتی عذاب ہجر صنم نہوتا

## غزل جناب آمد

یارب نہ مجھے بلائے وہ یا آپ آملے
مطلب برآئین دل کے مرا مدعا ملے

جس گل کو رتبہ آگے ترے خاک کا ملے
کیونکر دماغ پھر ترا گلگون قبا ملے

رکھ دیکھو اپنے سامنے یوسف کی بھی شبیہ
کانٹون مین اپنے ہاتہ جو صورت فزا ملے

جیتا ہون اور نہ مرتا ہون درد فراق سے
اب موت آئے یا مجھے جیسے شفا ملے

مدت سے آشیانہ و گل کی خبر نہین
پوچھون چمن کا حال جو باد صبا ملے

سر پر چڑھایا طرہ کیا ہر حسین سے
کیا طالع رسا نے تجھے زلف رسا ملے

بٹ جائے ہاتون ہاتہ تبرک کی طرح سے
اتری ہوی جو پاؤن کی تیرے حنا ملے

مرتا ہون ہجر یار مین کو ساتہا گنتے تارے
وہ درد ہو نہ تجھے کو نہ جسکی دوا ملے

ہو برخلاف جب ترا ہر فعل قول سے
پھر تجھ سے خاک دل مرا او بیوفا ملے

آیا ہون تنگ اس دل عاشق مزاج سے
دیدون اگر حسین کوئی دلربا ملے

تلوار کھینچو نہ تم اب کوئے یار مین
انبوہ سر کی بھیڑ جھٹے راستے

## غزل شمس النسا بیگم صاحبہ شرم دہلوی

پہلے ثابت کرین اس وحشی کے تقصیرین دو
پھر مجھے شوق سے پہنائین وہ زنجیرین دو

ایک بوسہ لیا اکدن سو ہوئین تقصیرین دو
کیون مرے پانون مین پہناتے ہو زنجیرین دو

کہا قاصد نے کہ لایا ہون مین پیغام جو مال
آج خلعت مجھے پہناؤ کہ جاگیرین دو

یا تو گھر اوسکے مین جاؤنگا دیا آئیگا یار
وصل کے خواب کے بس ہین یہی تعبیرین دو

منہ پہ منہ رکھنے کا اقرار ہے انکا لیا تہ
ایک مضمون کی لکھین یار نے تحریرین دو

درد دل دور ہوا سینہ کی سوزش بھی گئی
شربت وصل مین تیرے ہین یہ تاثیرین دو

باہانہ سے بلائین اوسے یا خط لکھین
شرم ہم کیا خوب یہ سوجھین ہمین تدبیرین دو

## غزل حضرت ناسخ

کوئی اے سفاک ایسا ناتوان ہوتا نہین
زخم کاری سے لہو اپنا روان ہوتا نہین

تیرے ہونٹون پر غبار خط عیان ہوتا نہین
آتش یاقوت کا جیسے دہوان ہوتا نہین

دل ہی اوسکا جانتا ہے جسپہ گذرا ہی یہ حال
عشق کا صدمہ زبانون سے بیان ہوتا نہین

کردیا ہے غیب بین چشم تصور نے مجھے
حسن تیرا لاکھ پردون مین نہان ہوتا نہین

جو سعادتمند ہین رہتے ہین وہ بے خانمان
دہر مین پیدا ہما کا آشیان ہوتا نہین

ہاتہ اپنے طوق ہون کس مین کہے ہے نشان
کسکا بوسہ لیجئے ظاہر دہان ہوتا نہین

جیتے ہین صاحب سخن اونکی طبیعت نرم ہی
ہے دلیل اسیر زبان مین استخوان ہوتا نہین

دم ہے جبتک جسم عاشق مین ہے خامی کی دلیل
خوب جل جاتی ہے جو شے پھر دہوان ہوتا نہین

عشق کا ہو درد لے ناسخ نہ کیونکر لا دوا
زخم ہاے تیر مژگان کا نشان ہوتا نہین

جلدی سے اُسکے پاس پہنچا۔ اُسکو دیکھکر خوشی کے آنسو کوین کی آنکھ سے جاری ہوئے تو رنجیدہ بادشاہ نے کہا" خدا کا شکر ہے کہ مین یہان ہون" کوین نے کہا تمھارے ساتھ اور کون کون آئے ہین" بادشاہ نے جواب دیا" فریڈرک اور ولیلم" قریب المرگ مان نے کہا" اوہ اومیرے پیارے لڑکون کو دیکھنا کتنی بڑی خوشی کی بات ہے" اب جب وہ کمرے مین داخل ہوئے تو کوین نے پکار کر کہا۔ میرے پیارے فریڈرک! میرے پیارے پیارے ولیلم!" لیکن اسوقت اس سے زیادہ اور کچھ نکہ سکی۔ جب مادری محبت کی نگاہ سے وہ اونکو گھور رہی تھی تو شاہی لڑکے اپنے مان کے پلنگ کے پاس آہستہ آہستہ رو رہے تھے۔ تب اُس نے اُنکے بھائیون اور بہنون کے نسبت کچھ پوچھنے کی کوشش کی لیکن مرض نے بہرحود کیا۔ اور کم سن شہزادے وہان سے ہٹ جانے پر مجبور کیے گئے۔ جب اوسکے مرنے کا وقت آگیا تو وہ آنکھین اوپر کرکے چلائی" اے میرے خدا۔ میرے خدا۔ مجھے مت چھوڑدے!" اور تھوڑی ہی دیر بعد اپنی حالت نزع مین اوسنے کہا" اے مسیح میری تکالیف کو کم کردے" کوین نے مناجات سنی اور سانس آخر تھی۔ اُستے اپنے شوہر کے ہاتھ جو انتہا درجہ کے رنج مین مبتلا تھا اپنے ہاتھ مین پکڑے ہوئے انتقال کیا۔ ۲۳ ڈسمبر ۱۸۱۰ عیسوی کو جو اُس روز کا برسوان دن تھا جب کوین دلہن کے مانند برلن مین داخل ہوئی تھی اُسکی لاش آخری آرامگاہ مین رکھدی گئی۔

یہ شریف اور بہادر عورت اپنے ملک کی فتحیابی دیکھنے کیلئے زندہ رہی۔ لیکن اسمین تو کچھ شک نہین ہوسکتا کہ یہ اُسی کی نظیر اور ایمانداری کے الفاظ کا جرمن پر بہت کچھ اثر تھا جو جنگ آزادی مین ظاہر ہوا۔ کوین لویسا کے وقت مین ملک جرمن نے آزادی اور ملک کی محبت کو۔ شہری اور خانگی زندگی مین خوشی کو۔ شاعری کے مذاق کو۔ خدا کے سب عطیات کے لئے صالحانہ شکرگذاری کو بہت ہی عمدہ حالت مین دیکھا۔ اُسکے نام کی اعلے درجہ کی تعلیم کی جو فاؤنڈیشن اس سرے سے اُس سرے تک قایم ہے یہی وجہ بیان ہوسکتی ہے۔

# سارا مارٹن معاین محبس

سارا مارٹن برموت کے قریب ایک قصبے مین جو انگلستان کے ایک مشرقی بندر پر واقع ہے ۱۷۹۱ء عیسوی مین پیدا ہوی تھی - لڑکپن ہی مین اُسکے مان باپ نے انتقال کیا اور دادی نے اوسکی پرورش کی - وہ سیکر اپنی گذر کیا کرتی تھی - اتوار کے دن جو وہی ایک اُسکے آرام کا روز تھا ایک سنڈے اسکول مین جہان کہ غریب لڑکے جمع ہوتے ہین اور اُنکی تعلیم مفت ہوتی ہے وہ خوشی سے اپنے وقت کا بہت سا حصہ اونکو پڑھانے مین صرف کرتی تھی -

ایسا اتفاق ہوا کہ ایک عورت جسکو سارا سے واقفیت تھی - محتاج خانہ کی ہسپتال مین بیمار ہو کر آئی اور سارا کو اُسکی عیادت کی اجازت ملی - غریب بندونکی مصیبت اور بیکسی دیکھکر جو نہ تو اُنکے پاس پادری - نہ کوئی لایق بیماردار اور نہ بچون کے لئے کوئی اُستاد تھا فوراً اُسکے دل پر اثر ہوا اُسکو بیمارونکی عیادت کرتے رہنے اور بیبل پڑھنے اور وہان کے لوگون کے ساتھ نماز پڑھنے کی اجازت دیدی گئی - اُس نے ہفتہ مین ایک دن بے داشت لڑکون کی تعلیم کے لئے بھی وقف کر دیا -

بالآخر ایک مستقل اُستاد اور ایک معلمہ محتاج خانہ کے مدرسہ مین مقرر کی گئی - اور اسی وجہ سے سارا کو بہت فرصت ملی - جسکو اُسنے محنتی لڑکیون کی بڑی جماعت کے فراہم کرنے مین جنکو وہ شام کے وقت تعلیم دیتی تھی بلا درنگ مصروف کر دیا - جب وہ کسی سبق کو سمجھاتی تھی تو چالیس یا پچاس کمسن عورتین نہایت شوق اور رغبت سے سُنا کرتی تھین جبس شام کو تعلیم نہین ہوتی تھی وہ اکثر بیمارون کی عیادت کے لئے مخصوص تھی -

جان بر کھیل جاؤن جار ون گزر گئے اور تمھارا جانا نہ ساکبھی انھین دیکھا۔ پھر فرمایئے دو کہ تسکین ہو تو کیونکر اور طبیعت کو قرار آئے تو کسطرح۔ اگر یون ہی جار جار۔ پانچ پانچ روز تمھاری بے اعتنائی میرے حال پہ رہیگی تو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے کہ مین دنیا مین بھی نہ ہونگا۔

نازنین (گھبرائے ہوے) خدا کیواسطے کہین ایسا نکرنا۔ اپنی جوانی پر رحم کرو دنیا مین رسوائی ہوگی۔ للہ ہماری بدنامی کا خیال رکھو۔ تمھاری شکایت درست ہے۔ مگر مین کیا کرون مجبور ہون۔ جب موقع مل جاتا ہے بالا خانہ پر آتی ہون۔ ورنہ ممکن نہین کہ ابّا جان جب تک گھر مین رہین اور مین قدم بھی کوٹھے پر رکھ سکون۔ اور ابا جان اکثر گھر ہی مین رہتے ہین۔ اور شاذونادر کبھی باہر چلے جاتے ہین۔ بس اوتنی ہی تھوڑے سے وقت مین مین کوٹھے پر آجاتی ہون

صادق۔ یہ سب سچ ہے تم جیسے والدسے مجبور ہو مین ویسا ہی دل سے مجبور ہون۔ یہ کمبخت مانتا ہی نہین

لاکھ طرح بہلاتا ہون اور ہزار بار سمجھاتا ہون۔ مگر یہ ایسا ضدی ہے کہ بہلتا ہے نہ سمجھتا ہے۔ پھر آپ ہی فرمایئے۔

دل کو بہلاؤن کہانتک کہ بہلتا ہی نہین
یہ تو کمبخت سنبھالے سے سنبھلتا ہی نہین

اسی لیئے کہتا ہون کہ ادہر کچھ کھا لیا۔ اور اودہر سارا قصہ تمام ہو گیا۔ پھر کیا ہے نہ دل کا جبر اوٹھانا پڑتا ہے اور نہ تم اپنی مجبوری ظاہر کر سکتے ہو۔ اس کشمکش سے چھوٹنے کا اگر کوئی سہل نسخہ ہے تو بس وہی ہے کہ جسکا مین نے ذکر کیا۔

کھا کے سو رہیئے کچھ یہ جی مین ہے
خیریت ہے تو بس اسی مین ہے

نازنین۔ دیکھو صادق! ان باتون سے میرے رونگٹے کھڑے ہوتے ہین تمکو مین خدا کا واسطہ دیتی ہون کہ دوبارہ اسکا ذکر نکرنا (آنکھون مین آنسو بھر کر) اگر تم نے خدا نخواستہ اونصیب اعداؤ کام کر بیٹھے جسکا نام لیتے ہوے میری روح تہراتی ہے۔ پھر یہ تو

کہو کہ مین کسکی ہو کے رہون ۔ مین تو جیتے جی مٹی مین ملگئی ۔ اور برباد ہو گئی ۔ (آنکہو سے آنسو بہاتے ہیے) میری جان کی قسم ہرگز ہرگز ایسا ارادہ دل مین نہ لانا ۔

**صادق** ۔ میری پیاری رحیم النسا* تمہارا حکم بسر و چشم قبول ہے ۔ مگر مجبوری کو کیا کیا جاے ۔ جب آدمی مجبور ہوتا ہے تو کیا نہین کر گزرتا ۔ اگر مین نے اتنی سی جرات کی تو کیا بڑی بات کی "

**رحیم النسا** " کیا خوب یہ آپ کی جرات آپ کے نزدیک کوئی بڑی بات نہین ۔ اب اس سے بڑہکر بھی کوئی جرات ہوا کرتی ہے کہ جو جان پہ کہیلی جاے ۔ اور پہر ایک ادنے جرات کہلائے اگر دشمن بہی ہو تو اوسکو ایسی جرات کی ہدایت خداوند تعالے ندے ۔ اور مین تمسے بہی یہی التجا کرتی ہون کہ میرے حال زار پہ رحم فرماکر ایسی جرات ہرگز نکرنا ۔

اتنے مین ایک اور پری پیکر نے صورت دکہلائی ۔ یہ رحیم النسا سے کسیقدر عمر مین زیادہ معلوم ہوتی ہے رنگ سانولا چہرہ خوبصورت پیوستہ ابرو لاغر اندام ہے ۔ شربتی رنگ کا دوپٹہ اوڑہے ہوی ہے ۔ زیور کے قسم سے کان مین صرف بالے اور بجلیان ہین ۔ طبیعت مین شوخی بہری ہوی ہے ۔ بشرہ سے دور اندیش اور تیز فہم معلوم ہوتی ہے ۔ ہر ایک امر مین سلیقہ اور احتیاط پایا جاتا ہے ۔ جسکو دیکہکر رحیم النسا نے گفتگو کا سلسلہ یون شروع کیا ۔

**رحیم النسا** " دیکہو بوا زیب النسا تمہارے صادق تو آج کچھ اور ہی دل مین ٹہانکر آئے ہین ۔ جسکا ارادہ کرنا مین نہین چاہتی ۔ ایک عرصے مین انہین سمجہا رہی ہون مگر مانتے نہین ۔ اچھا ہوا جو اسوقت تم آگئین ۔ اب تمہین انکو سمجہاؤ تو شاید کچھ سمجہین اور اوس خیال سے باز آئین "

* اوس نازنین کا نام ہے ۔ اب ہم آیندہ سے اسکو رحیم النسا کے نام سے یاد کرینگے ۱۲

زیب النسا۔ کیا خوب تم نے کیا کہا۔ (تمہارے صادق) کیون آپ اپنے صادق کہنے کو شرماتے ہین۔ خیر اگر تمہاری خوشی ہے تو ہماری بھی سہی۔ مگر آیندہ کو تم ہی ہم سے آزردہ ہو جاؤ گے۔ اور کہو گے کہ یہ نامناسب نہ تہا۔ خیر وہ بات ہی کونسی ہے جو اسقدر آپسمین جھگڑا ہو رہا ہے۔ مین سنون تو کچھ اوسکا تصفیہ بھی ہو سکے تم تو پہیلیان بوجھواتی ہین۔ (صادق کے جانب مخاطب ہوکر) کہو صادق تم ہی کہو کہ یہ کیا معاملہ ہے جو اسقدر طول کھینچا ہے کہ میرے سوا تصفیہ ممکن نہین!!

صادق۔ سنئے بات اسیقدر ہے کہ رحیم النسا کی بی اعتنائی اگر یون ہی رہیگی۔ اور یہ پیاری صورت چار چار روز نظر نہ آئیگی تو مین کسی روز کچھ کہا لونگا۔ ع

تنگ آگئے ہین یار کے جور و جفا سے ہم
کچھ کہا کے سو رہینگے کسیدن بلا سے ہم

اور یہ منع کرتے ہین کہ ایسا نکرنا اور یہان ہم دل سے مجبور ہین۔ اب آپ ہی کہئے کیا کیا جاے اور کیا نہ کیا جائے۔

زیب النسا۔ کیا خوب آپسا ہوشیار شخص ایسا احمقانہ کلمہ زبان سے نکالے۔ ہرگز نہین جہانتک ہو سکے دل کو ڈھارس دیجے! اور امیدوار اوسکے فضل کے رہئے خداوند تعالے کوئی نہ کوئی صورت نکالیگا وہ جامع المتفرقین ہے۔ اسقدر بے ہراس ہونا مردون کے لئے سخت ناز یبا ہے۔ انکو دیکھو کہ کسقدر تمہارے فراق کے صدمے اوٹھاتے ہین۔ اور پھر جیتے ہین۔ بہر حال آپکو اسقدر یاس کے کلمات نہ کہنا چاہئے۔ اور نہ ایسے مہمل خیالات کو دلمین جگہ دینا لازم ہے۔

صادق۔ آپ تو اچھے ناصح نکلین۔ آپ دوسرون کے دل سے کیا واقف اور اوس کے درد سے کیا خبر۔ ع

جسپہ گذری ہے یہ وہی جانے
جو کہ بیدرد ہو وہ کیا جانے

یہ حضرت عشق کی کارستانیان ہیا

اور یہ تنگو نے انھین حضرت کے
کھلائے ہوئے ہین - جس شخص پر
انکا سایہ پڑا - وہ کچھہ کرے سب
بجا ہے - آپ کیا جانین کہ عشق
مین کیا کیا زحمت اوٹھانی پڑتی ہے
اور کون کون سی آفت سر پہ آتی
ہے - اگر آپ بہی کسی سے دل
لگاتے اور عشق کا سایہ پڑا ہوتا
تو ایسی نصیحت نکرتے "

زیب النسا " کیا خوب، اب
آپ تو بڑھ چلے - اب تو آپ
پانی پی پی کر کوس رہے ہین -
وہ کون حضرت عشق ہین میری
بلا جانے - مین ایسون کو کب
منہ لگاتی ہون - وہ اپنا سایہ کسی
اور پر ڈالین - مین دور سے ہی سلام
کرتی ہون - وہ تو آپ جیسون کے
ہی ہمراز و ہمدم ہوتے ہین ہمسے تو
وہ کوسون بہاگتے ہین "

صادق " خیر وقت پر دیکھا
جائیگا - جب کسی پر دل آئیگا اور
اوسوقت ایسی باتین کروگی تو
ہم جانین گے - ورنہ یہ سب زبانی
جمع و خرچ ہے - اس سے حاصل
ہی کیا ہے -

اتنے مین گھڑیالی نے گھنٹہ بجایا
اور پہر رحیم النسا اور زیب النسا نے
شمار کرنا شروع کیا - ایک - دو -
تین - چار - بس چار کیا گننا کہ حواس
خمسہ منتشر ہوگئے اور چہرہ پر اوداسی
چہا گئی - اور فوراً یہ الفاظ زبان پر
آگئے - (دونون متفق اللفظ ہوکر)

صادق! اب تمہارا خدا حافظ
اسوقت چار بجے ہین - اب
ابا جان کوئی دم مین یہان پہونچتے
ہین - ایسا نہو کہ وہ تم کو یہان
دیکھہ لین - اور پہر دیکھین بہی
اسطرح کہ ہم تمسے بات کرتے
ہوے - تو غضب ہی ہوجائیگا

صادق " بہلا تہوڑی دیر کے
لئے تو ٹہرو - اور کچھہ سنتے جاؤ -
افسوس کمبخت گہڑیالی نے چار
نہین بجائے بلکہ میرے دل پر
جوتین مارین -

رحیم النسا " اب زیادہ ٹہرنے
مین سوا اسے بدنامی کے اور
کوئی فائدہ متصور نہین - خیر تو
اسی مین ہے کہ اسوقت ہم تم سے

ایک حجام کسی کی حجامت بناتا تھا اتفاقاً استرے کا چرکا سر مین لگا۔ وہ بیچارہ بیلا کر اوٹھا اور کہا تو نے میرا سر کاٹ ڈالا۔ حجام نے کہا آپ جھوٹ فرماتے ہین۔ سر کٹے ہوئے آدمی تو سانس نہین لیتے آپ تو اچھی طرح چلاتے ہین۔

لطیفہ ۴۴

ایک چھوٹے لڑکے کے جوتیان کھو گئین تمام گھر ڈہونڈا کہین پتا نہ لگا مجبور ہو کر اپنے باپ کے کتب خانہ مین سے ایک لغت کی کتاب نکال کر ورق الٹنے لگا اُس کے باپ نے دیکھکر کہا بیٹا اسمین کیا دیکھتے ہو اوس نے جواب دیا کہ میرے پاپوش کھو گئے ہین اونکو ڈہونڈہتا ہون اوس نے کہا اسمین تمھاری پاپوش کہان رکھے ہین لڑکے نے نہایت مستعدی سے کہا تم کو جس چیز کی تلاش ہوتی ہے لغات مین سے مل جاتی ہے تو کیا عجب ہے کہ میری جوتیان بھی اسمین سے ملجاوین۔

لطیفہ ۴۵

ایک شخص مقطع وضع پڑہے لکھے ریلوی اسٹیشن پر آئے۔ اور اسٹیشن ماسٹر سے پوچھے کہ ۷ گھنٹے ۴۵ منٹ کی ریل کس وقت روانہ ہوگی۔ اونہون نے سنکر کہا پونے آٹھ بجے۔ جب تو بہت گھبرائے۔ اور کہا واہ صاحب یہان کا عجب دستور ہے کہ روز وقت بدلتا رہتا ہے۔ ابھی تو ریل ۷ گھنٹے ۴۵ منٹ پر جاتی تھی۔ اب پونے آٹھ بجے جانے لگی۔

لطیفہ ۴۶

ایک شخص نشئہ شراب مین مخمور اپنے گھر کو افتان وخیزان یہ کہتا ہوا جاتا تھا کہ واہ یہہ شراب ایک تحفہ نایاب ہے کہ ذایقہ مین شراب بھی ہے اور کباب بھی۔ اتفاقاً ایک خندق مین بیہوش ہوکر گر پڑا اور پانی مین تر بتر ہو گیا۔ اوس وقت

ایک شخص نے اوسے اوٹھایا اور یہ کلمہ سنایا کہ یہ شراب پیتا ہے بلکہ خوابگاہ بھی ہے اور حمام بھی ہے۔

## لطیفہ ۴۷

ایک صاحب بہادر نے اپنی پیشی کے منشی سے کہا کہ اگرچہ سیمبران ہندوستان گران بہا ہین مگر مس جوان انگلستان اون سے بمدارج گران تر اور حسن وصورت مین سوا ہین۔ منشی نے کہا حضور بجا ہے۔ ان دونون مین فرق زمین وآسمان کا ہے یہ سیمبران ہند کے مثال روپیہ چہرہ دار ہے۔ اور مس انگلستان بصورت فلوس سرکاری۔ جو چونسٹھ حصہ روپیہ سے اور وزن مین گران بلکہ روپیہ کے بیسون کا اور اگر ایک روپیہ ایک پیسے سے تولا جائے تو پیسے کا پلہ بلند نظر آئیگا۔ صاحب نے ہنسکر یہ فرمایا تمکو سیم ومس کا اچھا مضمون ہاتھ آیا مگر سرخ وسفید رنگ کا خیال نکیا۔ منشی صاحب نے جواب دیا کہ حضور جسے چاہین سرخرو بنائین جسے چاہین سفیدی کا داغ لگائین۔

## لطیفہ ۴۸

میر علی امیر عظیم الشان مقرب خاص بادشاہ شاہرخ مرزا لوگون کو اس وعدے پر روپیہ قرض دیتے تھے کہ بعد رحلت شاہرخ مرزا کے ادا قرض کرین۔ بادشاہ نے یہ حال سنکر امیر موصوف سے پوچھا کہ تم میرے مرگ کے کیون خواہان ہو جو لوگون کو میرے مرگ کے وعدے پر قرض دیتے ہو۔ امیر موصوف نے عرض کیا کہ مین حضور کی ترقیات عمر ودولت کا ہر وقت خواہان ہون پس اسواسطے وعدۂ مذکور پر روپیہ قرض دیتا ہون کہ میرے قرضدار حضور کی ترقیات عمر کی دعا کرتے رہین۔ تاکہ اون کی سعی ادائے قرض ختم نہو۔ بادشاہ یہ سنکر نہایت خوش ہوا۔ اور امیر موصوف کا

رتبۂ تقرب زیادہ کیا۔

۴۹

## لطیفہ

ایک لڑکے سے معلم نے علامت فارسی مصدر کی پوچھی اوس نے کہا جسکے آخرمین دن یاتن ہو اور صیغے بھی نکلتے ہون۔ معلم نے کہا۔ حمید ن اور خیراتن وغیرہ عورتون کے نام ہین اون سے کون سے صیغے متعلق ہین لڑکے کو اوسکے جواب مین چھٹی کا دودھ یاد آیا فورًا یہ جواب زبان پہ لایا۔ اون سے اول تو صیغۂ نکاح متعلق ہے۔ اور دوسرے بچے نکلتے ہین۔ معلم نے اس لڑکے کی حاضر جوابی پر تحسین اور آفرین کی۔ اور پھر ایک یہ علامت مصدر فارسی کی اوربتادی کہ اوسکے معنے کے آخرمین لفظ۔ (نا) کا نکلے تو مصدر ہے۔ جیسے آمدن کے معنے آنا۔ اور گفتن کے معنی کہنا ہین۔ اور جسمین ان علامات مین سے ایک بھی اگر نہو تو وہ مصدر نہین ہے۔

۵۰

## لطیفہ

ایک صاحب نے اپنے بیٹے کا بیاہ کیا اوسمین کسیقدر روپیہ بطور جہیز کے ملا۔ ایک دن میان بی بی مین لڑائی ہوئی۔ بی بی نے میان سے کہا کہ میرے بیٹے کے بیاہ مین جو روپیہ ملا تہا تو نے کیون صرف کرڈالا میان نہایت پریشان ہو کر اپنے ایک دوست سے یہ ماجرا بیان کیا کہ بی بی لڑکے کے جہیز کا روپیہ مانگتے ہین ایک دوست نے کہا کہ تم مٹھے احمق ہو تم نے یہ کیون نہ کہا کہ لڑکا میرا بھی تو ہے آپ نے کہا کہ بھئے خدا کو جان دینا ہے جھوٹ نہ بولین گے لڑکا تو اونھین کا ہے۔

۵۱

## لطیفہ

ایک مولوی بقول اوستاد لکھے نہ پڑھے نام محمد فاضل خان۔ الف کا نام لٹھ بھی نہین جانتے تھے۔ بڑا عمامہ نیچا کرتا نیم ساق پاجامہ پہن کر کمانے کی گھات مین گھر سے نکل ایک دیہات مین جا رسید ہوے۔ دور سے مولوی صاحب نے دیکھا کہ ایک جنازہ رکھا ہے۔ بہت خوش خوش قدم بڑہا جا پہنچے۔ لوگون نے دیکھا کہ یہ تو مولوی صاحب سے معلوم ہوتے ہین۔ اب جنازہ کی نماز بھی پڑہوالو۔ فوراً قریب آکر عرض کیا کہ اس میت کی قسمت۔ اس مردہ کی نصیب کہ آپ تشریف لائے۔ ورنہ ہم تو ویسے ہی گاڑ داب دیتے تھے۔ اب آپ اس جنازہ کی نماز پڑہا دیجئے۔ مولوی صاحب بولے بہت اچھا۔ ابھی لو۔ جھٹ پٹ آستین چڑہا مصلے پر جا کھڑے ہوے۔ اور نماز تو کبھی جانتے بھی نہ تھے کہ کسطرح پڑہی جاتی ہے۔ جھٹ دو رکعت نماز کی نیت باندہ کر لگے سجدہ کرنے۔ جب نماز سے فارغ ہوے۔ سلام پھیر کر دونون ہاتہ اوٹھا دعا مانگنے لگے۔ جب فارغ ہو گئے اوسوقت ایک شخص کہ جسکو بیشتر اتفاق پڑ چکا تھا۔ کہنے لگا کہ مولوی صاحب مجھے اکثر اتفاق پڑا جنازہ کی نماز مین سجدہ کرتے نہین دیکھا۔ تب تو مولوی صاحب غلطان و پیچان ته کو جانے لگے۔ اور یکایک گھبرا کر بول اوٹھے۔ ہان بھائی تم سچ کہتے ہو بیشتر نہ تہا۔ مگر اب حکم آگیا ہے۔

۵۲

## لطیفہ

ایک بڑے عقلمند طالب علم صاحب کو شوق چرایا کہ پیرنا سیکھین۔ حضرت نے پیرتے ہوے اتنے ہاتہ پاؤن مارے کہ بیدم ہو گئے آخر تہک کر اور تنگ آکر قسم کھائی کہ مین اوسوقت تک کہ جب تک کامل پیراک نہ ہو جاؤن جان جائے مگر پانی مین کبھی قدم نہ رکھونگا۔

۵۳

## لطیفہ

مگر آؤ ہم ان کمرونکو تو جانچین جو
ہمین دئے گئے ہین۔
یہہ کہتے ہوے برہتولڈ نے روشنی
اوٹھائی۔ اور بیش کے کمرے سے
جو حالت عدم توجہی مین بہی خوب
آراستہ تھا گذرتا ہوا ایک خوابگاہ
کے کمرے مین داخل ہوا۔ یہہ
ایک سجا ہوا اور خوب کشادہ
کمرہ تھا۔ مگر بے انتہا گرد جمی ہوی
تھی اور ہوا مین اسقدر نمی اور بدبو
تھی کہ وہ ایک مدت سے غیر مستعمل
معلوم ہوتا تھا۔
بستر نہایت پرانی وضع کا اور
وسعت مین بہت بڑا تھا۔ اور
اوسکے اطراف بھاری بھاری
پردے چھوڑے گئے تھے جو اونکے
ورا اور ونیز آنچلو لٹنسے سطح کو
جھاڑ رہے تھے۔ دیوارین ایک
اونی پردے سے ڈہانکی گئین
تھین۔ المختصر کمرہ اسقدر متغیر اور
کثیف تھا کہ نقشا و پیراہ نقوش
نظر نہین آسکتے تھے۔ دو چھوٹے
اور غیر مصقل آئینہ دار دریچے
جنمین لوہے کی سیخین گڑی تھین
سطح سے اتنے اونچے تھے کہ شاید
ہی ایک بیدانہ قد آدمی تاہم
اوٹھا کر اونکے ہی گھٹنونکو چھو سکیگا
اور اطراف کے جھروکے بہین
وہ دیسے ملے ہوے تھے دیوار
کی بے حد موٹائی دکھلا رہے تھے۔
دوسرا خوابگاہ کا کمرہ بھی وسعت
اور آراستگی مین پہلے کمرہ سا ادنی
تھا۔ اور اوسی قسم کی عدم توجہی
ظاہر کرتا تھا۔
مگر تھوڑے ہی دیر مین محافظ کی اہلیہ
ہاتھ مین ایک ٹوکری اور بغل مین
ایک بڑا لکڑی کا گٹھا دابے
نمودار ہوی۔ اور اوسکا یہہ آنا
گویا کھانا مہیا ہونے کی اور حجرے
کی ظاہری اور اصلی تاریکی کو (جو
ایسی ہی مکروہ تھی جیسا کہ دیوارونکا
جھکا ہوا پردہ یا خوابگاہ کی مسہری)
رفع کرنیکی خبر دیتی تھی۔
مسافران دونون حجرون مین
سے ایک مین مقیم ہو کر خود کو
اوس آگ سے فرحت دینے لگے
جسکو عورت نے آتشدان مین
بھڑکا رکھا تھا۔ اور جسکے شعلے آتشدان

کھلے ہوئے منہ سے بھڑک بھڑک
اوٹھ رہے تھے۔ اور چونکہ نہ۔
صرف وہ حجرہ ہی نم تھا بلکہ وہ شب
خود ایک جاڑی کی رات ہوگئی
تھی۔ اسلئے آگ کا دونا خیر مقدم
کیا گیا۔"

میز پر ایک سفید چادر بچھائی گئی
مرغن چند ٹھنڈے اغذیہ۔ انڈے
پنیر۔ اور ایک شراب کی بوتل یہ
سب اوس ٹوکری سے نکالے گئے
جسوقت یہ چیزین میز پر چن دی
گئین۔ خود محافظ آگ کے لئے
چند لکڑیان۔ آرائش کے میز کا
ایک کونڈا اور بستر وغیرہ کے لئے
صاف چادرین لیکر دوبارہ حاضر
ہوا۔

برتھولڈ نے جسکا خیال ابھی تک
ہنڈرڈ ورجینس کے راز مین غلطان
و پیچان تھا یہ ٹھان لیا تھا کہ عورت
سے اوس بابت مین کچھ استفسار
کرے۔ مگر عورت کے خاوند کی
ناگہان واپسی نے اوسکو ایسے
مضمون مین جو صریحاً پہلے محافظ
کی کراہت کا باعث ہوا تھا
سکوت اختیار کرنے پر مجبور کیا۔

**محافظ** "مجھے آپ کی آسودگی
کے لئے جو کچھ کرنا تھا سب کرچکا
اور اب مین آپکو اور اوس
خوبصورت لیڈی کو شب بخیر
کہتا ہون۔ مجھے یقین ہے کہ
دوسرے مہمان جو آج اس
ایوان کے فصیلون کے اندر
فروکش ہین علی الصباح کل
رخصت ہو جائینگے۔ اور اوسوقت
جناب کے سفر مین کسی قسم کی
مزاحمت کی ضرورت باقی نہ رہیگی
لیکن اگر وہ مہمان کچھ زیادہ ٹھہرین
تو مین امید کرتا ہون کہ آپ کو
آپ کے قول کی یاد دہی کردون
تاقبل اون کے روانہ ہونیکے
آپ یہان سے ایک قدم تک
بڑھنے کا خیال نفرمائین"

**برتھولڈ** "میرے اچھے
دوست ہمین ہماری شہرت
خوب یاد ہے۔ اور ہم ہرگز اوس
سے منحرف ہونیکا قصد نکرینگے
تمہارا انتظام کیا ہے؟ تاکہ اسکے بعد
ہم کبھی اوس شخص کا شکریہ ادا کرسکے

ساتھ تذکرہ کرین جو ایسے گلٹ ہے
وقت ہمارے آڑے آیا ؛

**محافظ** :- جناب خادم کا نام
راڈرگو ہے۔ اور مین اپنے
آسٹریا کا باشندہ ہونے پر ایسا
ہی فخر کرتا ہون جیسا کہ فاتحان مورکا
قدیم متنفر ہونے پر جنہون نے
ہمیشہ کے لئے اسپین کے رزق
مین خاک جھونکدی۔ یہ میری
اہلخانہ **جوزفا** نام ہے اور یہ
بھی آسٹریا کے پہاڑون کی
رہنے والی ہے ؛

**برتھولڈ** :- اچھے راڈرگو اس
ایوان کا مالک کون ہے ؟

**راڈرگو** :- **ڈیوک آف کیا لاٹرادہ** ؛ مگر وہ کبھی یہان تشریف
نہین رکھتے۔ چند سال گذرے
کہ وہ صرف چند ہی گھنٹون کے
لئے یہان تشریف فرما ہوئے
تھے علے العموم وہ **اوڈیڈا*** و
مین تشریف رکھتے ہین جہان شاہ
آسٹریا اپنا دربار کرتا ہے۔

**جوزفا** :- مین اور ہمارا لڑکا
**ناسرو**۔ وہ نوجوان لڑکا جسکو
اسکے قبل ابھی آپ نے دیکھا تھا
بس یہی تین متنفس اس ایوان
کی حفاظت کو مقرر کئے گئے
ہین۔ یہی ایوان جسکو آپ
آسانی سے سمجھ سکتے ہین۔ کہ
ویران ہو رہا ہے ؛

**برتھولڈ** :- (پھر ایک دفعہ گفتگو کا
رخ سینڈ ڈورجس کے راز کے طرف
پھیرتے ہوئے) اور اس لئے
ان کثیر التعداد مہمانون کی جنھین
آجکی شب تمہین مجبوراً لینا پڑا
سربراہی تمہارے ناپسند
خاطر تھی ؛

**راڈرگو** :- (بالکل سرد مہری سے
برتھولڈ کے ارادے کو تاڑ کر) جناب
وہ مہمان جنکی طرف آپ اشارہ
کرتے ہین خود اپنی رسد اور زاد
راہ ہمراہ پہنچائے ہوئے ہین۔
اب مین پھر ایک دفعہ شب
بخیر کہتا ہون ؛
اور ان الفاظ کے ساتھ راڈرگو
معہ اپنی جورو کے حجرے سے چلا گیا۔

* اوڈیڈو آسٹریا کا دار السلطنت تھا۔ مترجم

# تیسرا باب

## جون کی دلیری

برتھولڈ اور جون کو کھانے سے
فراغت پائے ایک گھنٹہ گذر چکا
اب اونکے کمرے مین خاموشی
پھیلی ہوئی تھی
برتھولڈ - استراحت کی غرض
سے اٹھہ گیا - اور جون ہی
اوسنے اپنے فرو ماندہ اعضا
کشادہ پلنگ پر پھیلائے تو ون
ہی ایک غافل کن نیند سے
اوسکے آنکھونکو گھیر لیا - مگر جون
کو وہ تھکی ہوی تھی تاہم آرام
کے لئے کسی قسم کی رغبت
نہ ظاہر کی - چند نامعلوم حوادث
واقع ہونیکی اندیشون نے چند
بے تعین خیالات اور ایک
وہمی خوف کے ساتھ ملکر اوسکو
کم سے کم استراحت کی تیاری
تک کرنے سے باز رکھا -
اب تک آتشدان مین آگ
دہک رہی تھی - کیونکہ جون نے
کل لکڑیون کا ایک ڈھیر بنا رکھا
تھا - تا اوس آگ کو تیز کرنے
جس سے کمرہ کسیقدر فرحناک
بنا ہوا تھا - اور میز پر روغنی
لیمپ جل رہا تھا - برتھولڈ
کو پلنگ پر دراز ہونے کے بعد تھوڑی
دیر تک جون آگ پر ایک
متفکرانہ ٹکٹکی لگائے رہی - مگر
رفتہ رفتہ وہان کی گہری خموشی
نے جون کے دل مین ایک
وہمی خطرہ پیدا کر دیا -
اس خیال کو دفع کرنے کے لئے
وہ اپنی نشست سے اوٹھکر
ایک یا دو مرتبہ کمرہ مین ادہر
سے اودہر ٹہلنے لگی - بعد بستر
کے قریب آکر سوتے ہوے
برتھولڈ کو تکنے لگی -
وہ ابھی تک وہی سیاہ ریشمی
گوٹ پہنے ہوے تہا - جسکا
ہم بیان کر چکے ہین - اور علاوہ

بابتہ ۶ شہر ربیع الاول ۱۳۱۸ ہجری
نمبر (۱۲)
جلد (۲)
بتقریب تہنیت جشن سالگرہ مبارک حضور پرنور بندگان عالی متعالی
مستاج حکومت ہیں سلطان دکن
سرکار مسرت ہیں سلطان دکن
محبوب علی شاہ ہوں اور دنیا
تا حشر سلامت رہیں سلطان دکن
جلوۂ محبوب
مرتبہ
جان نثار مملکت آصفیہ غلام صمدانی خان گوہر حیدرآبادی
مطبع نظام پریس میں حیدرآباد دکن سے شائع ہوا

حضور پرنور بندگان اعلیٰ حضرت مد ظلہ العالی

# (قواعد نظارۂ جلوۂ محبوب)

(۱) یہ جلوہ ہمیشہ ناول و سوانح عمری و تاریخی و علمی مضامین کے پیرایہ میں ظاہر ہوگا۔ اور اس امر کی پوری کوشش کریگا کہ اُردو لٹریچر کا اعلیٰ نمونہ بنے۔ (۲) تاریخ اشاعت ہر ماہ کی چھٹی۔ (۳) یہ جلوہ اُمرائے عظام و عہدہ داران ذوی الاکرام کی میز تک ایک دفعہ بغرض نظارہ بطور تحفہ ضرور پہونچیگا۔ بصورت عدم منظوری مہتمم کو اطلاع دیں کہ جلوۂ محبوب کا نظارہ منظور نہیں۔ ورنہ جلوہ ہمیشہ ماہانہ پہونچتا رہیگا۔ اور اونکا نام نامی رجسٹر میں بزمرۂ خریداران درج ہوگا۔ (۴) جلوۂ محبوب کا نذرانہ سالانہ پیشگی حسب صراحت نقشۂ ذیل ہے۔ اسمیں ایک پائی کی بھی کمی نہیں ہو سکتی۔ تا بعد المضاعف قیمت لیجائیگی۔ میعاد پیشگی تین ماہ ہے۔ تین ماہ کے گذرنیکے بعد المضاعف کے حساب سے قیمت لیجائیگی۔ خرچ رجسٹری جسکی ذمہ داری وی پی وغیرہ بذمہ خریدار۔ بلدہ و اضلاع کے اشخاص۔ ون سے حالی اور علاقہ سرکار عظمت مدار کے ساکنین سے کلدار

| معزز عہدہ داران امرائے عظام علاقہ بلدہ و اضلاع و سرکار عظمت مدار | جاگیرداران منصبداران و متوسلین عہدہ داران علاقہ سرکار نظام و سرکار عظمت مدار | کم استطاعت اشخاص بلدہ حیدر آباد | کم استطاعت اشخاص علاقہ اضلاع و سرکار عظمت مدار | شاہزادگان ذوی الاحتشام روسائے با اقتدار و والیان والا تبار و امرائے ذی مرتبت کی علو ہمتی [illegible] و فیاضی پر منحصر ہے۔ |
|---|---|---|---|---|
| عہ | صہ | عالی | عالی ۶ر مع محصول | |

(۵) بلا وصول نذرانہ پیشگی رسالہ جاری نہوگا۔ (۶) جلوہ کے عنوان میں ہمیشہ ایک قصیدہ بہاریہ آداب و نعت کی مدح میں درج ہوا کریگا۔ باقی اوراق نامور ان سلف و حال کے سوانح عمریاں۔ طرحی غزلیں منتخب لطیفے مختلف مضامین مفید ملک و قوم اور کسی پاکیزہ دلچسپ خیز ناول سے مزین ہونگے۔ (۷) اگر کوئی صاحب مضامین مفید ملک و قوم یا قومی ناول یا تاریخی نظم روانہ فرمائیں تو بہ شکریہ درج رسالہ کئے جائینگے (۸) اجرت تقسیم اشتہار بطور ضمیمہ فی صد (۸ر) اور درج رسالہ کرنیکے لئے فی سطر (۲ر) اور نیز ہر قسم کا تصفیہ خط و کتابت سے ہوگا (۹) جواب طلب امور کیلئے بذریعہ ٹکٹ یا جوابی کارڈ آنا چاہئے۔ اور خریداران رسالہ کی تحریر میں قید کا نمبر ضرور ہو۔ ورنہ عدم جواب کی شکایت معاف (۱۰) کوئی صاحب نمونہ کے پرچہ کی درخواست کریں۔ یا کوئی خریدار صاحب کسی مہینہ کا متفرق پرچہ طلب کریں۔ یا کوئی خریدار صاحب سالانہ خریدار ہوکر دو یا پانچ ماہ کے بعد رسالہ لینا موقوف کریں تو ان صورتہائے مذکورۂ صدر میں فی رسالہ کی قیمت (۴ر) کے حساب سے لیجائیگی۔ اور اگر کوئی خریدار صاحب بلا ادائی بقایائے سابق رسالہ موقوف کر دیں تو تا ادائی بقایا اونکے نام برابر رسالہ جاری رہیگا جبتک کہ وہ صاحب بیباق نکریں رسالہ موقوف نہوگا۔ (۱۱) مضامین و انکی منی آرڈر اور ہر قسم کی خط و کتابت وغیرہ بنام غلام محمد خان صاحب منیجر مالک و ایڈیٹر رسالہ جلوۂ محبوب ساکن حیدر آباد دکن اندرون یاقوت پورہ درد یوڑھی نواب بیگم صاحبہ۔ بہ مکان میر شوکت الدین علی صاحبزادہ صاحب جاگیردار ہونی چاہئے۔

هو القادر

یا صاحب الجمال و یا سید البشر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصیدہ در تہنیت جشن سالگرہ فرخ کیوان منزلت آفتاب شوکت فریدون فر سکندر در آصف رائے

سلیمان زمان خاقان ابن الخاقان سلطان ابن السلطان اعلیحضرت میر محبوب علیخان

فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک مظفر الممالک آصف جاہ بہادر

خلد اللہ ملکہ وافاض علی العالمین برّہ واحسانہ من تصنیف مولانا مولوی

میر محمد کاظم حسین صاحب شیفتہ کنتوری مقیم حیدر آباد دکن

نشاطِ جام سے دل ہے سرور کا مسکن — بڑی ترقیوں پر دخترِ رز کا ہے جوبن

وہ سرخ و زرد شرابیں بھری ہیں شیشوں میں — شراب خانہ بھی گویا ہے قطعۂ گلشن

سجے ہیں میکدے کے طاق بوتلوں سے تمام — لکھا کسی پہ ہے پیرس کسی پہ ہے لندن

چڑھے ہیں شیشوں پہ اکثر غلاف کاغذ کے — نگاہ بد نہ کرے تاکہ محتسب دشمن

جناب شیخ کی بھی رال ٹپکی پڑتی ہے
جو دیکھتے ہین بھری جام مین شراب کہن

سبیل رکھی ہے ساقی نے راہ پرسے کی
عجب نہین ہے جو زاہد کا ہو تر دامن

شراب ناب سے لبریز ہو رہے ہین جام
سبو و شیشہ و خم سے کھلے ہوے ہین دہن

ہجوم بادہ کشان ہین جگہ نہین ملتی
بھرے ہین میکدہ مین نوجوان و پیر کہن

قریب والے سے اپنے یہ کوئی کہتا ہے
ادہر بھی جام بڑہا دیجئے گا مشفق من

اوٹھا کے سر کوئی گردون کو دیکھتا ہی بغور
کسی خیال مین کوئی جھکا کے ہے گردن

بسان بلبل خوش لہجہ کوئی نغمہ سرا
خموش لب ہے کوئی صورت گل سوسن

کسی کی صاف ہے تقریر لغزشون سے ہی پاک
بہک رہا ہے کوئی بادہ کش میان سخن

نہین چمکتا ہے ساغر مین آب آتش رنگ
شراب خانہ مین اک آفتاب ہے روشن

بھرے دہرے ہوے ہین خم کے خم قطار قطار
دکان مغ کی ہے یا ہے شراب کی معدن

بڑے غرور سے بیٹھا ہے نوجوان ساقی
نگاہ جسکی متاع خرد کی ہے رہزن

نظر ہے سبکی سو حسن ساقی گلفام
بتون کا بھول کے کرتا نہین کوئی درشن

قریب پیر مغان ہین جمے ہوے بیٹھے
نہین پہاڑون پہ اب جوگیون کے سنگاسن

شراب بانٹتے ہین مغبچے جو رندون کو
لباس فاخرہ سے تر بتر ہین سب دامن

اثر شراب مسرت کا ہے جدہر دیکھو
کہ خانقاہون مین ہین قول دیوہرون مین بھجن

قطعہ ۱۴ شعر

بڑا سا ہال ہے جسمین ہے ایک میز بچھی
سجے ہوے ہین کرگ سے بھرے ہوے برتن

بچھی ہے میز پہ گلکار عمدہ اک چادر
کہ جس سے ماند ہے زرین بساط چرخ کہن

نفیس پھولون کے صد ہا چنے ہین گلدستے
کھلا ہوا ہے نگاہون مین ایک تازہ چمن

ہر ایک ظرف کے آگے رکھا ہے وین گلاس
گلاس پر بط مے کی خمیدہ ہے گردن

وہ سب ظروف ہین سونے کے اور چاندی کے
عیان ہر ایک سے ہے وضع انگلش و جرمن

چنی ہین ایک طرف بوتلین بھی سوڈا کی
جو کاک اوڑتے ہین آواز آتی ہے ڈن ڈن

صدا بلند ہے اک سمت بیانڈ باجے کی
کہین ہین فدل کے سر نغمہ زن کہین ارگن

ادب سے ہاتھ کو باندھے کھڑے ہین خدمتگار
کہ ہے شباب سے جنکا امنگ پر جوبن

کرتے مین سونیکے ہاتھو نمین پگڑیان سر پر
کمر مین شال کا پٹکا ہے بر مین ہے چکن

بچھی ہوی ہین اطلا کار کرسیان بجید
شعاع جنکی ہے آنکھون مین سبکے عکس فگن

عہذ بانہ روغن سے ہین بیٹھے جنٹلمین
بہم سرور مسرت سے سکے ہو رہے ہین سخن

روان ہے دور تسلسل سے جام صحت کا
بنام حضرت محبوب بادشاہ دکن

وہ بادشاہ کہ جسکی ہے سالگرہ
وہ بادشاہ جو مقبول خالق ذوالمنن

وہ بادشاہ جو محبوب ذات پاک علی
وہ بادشاہ کہ جس سے ہین خوش حسین و حسن

وہ بادشاہ جو مشہور ہے نظام الملک
وہ بادشاہ جو مستاصل بنائے فتن

وہ بادشاہ کہ جسکا لقب ہے آصف جاہ
وہ بادشاہ کہ چمکتا ہے جس سے چرخ کہن

وہ بادشاہ کہ ہے فتح جسکے قبضہ مین
وہ بادشاہ جو ہے وقت جنگ روئین تن

## مطلع ثانی

سر حضور پہ فضل خدا سے سایہ فگن
سران دہر کی در پر خمیدہ ہے گردن

کریم حامی اسلام رحمدل منصف
بھرے ہین قلب مبارک مین جملہ خلق حسن

سخی جواد اولوالعزم صاحب ہمت
بلند بخت سکندر حشم ارسطو فن

دلیر معرکۂ رزم و صفدر و منصور
ہژبر بیشۂ ہیجا شجاع قلعہ شکن

رفیع حوصلہ عالی ہمم عمیم الخلق
صفات نیک مین فخر زمان وحید زمن

سپہر مرتبہ خورشید چرخ دادگری
شعاع عدل سے جسکی زمانہ ہی روشن

مثال مہر ہے پر نور سینۂ خاقان
بسان بدر شب چاردہ جبین روشن

بلند سب سے ہے شہرہ شجاعت شہ کا
بدن مین کانپتی ہے روح رستم و بہمن

عطا کیا ہے خدا نے وہ زور بازو مین
اوٹھا سکے نہ کبھی ضرب تیغ روئین تن

مجال کیا ہے جو دشمن کبھی ملائے آنکھ
نگاہ غیظ سے ہا سے سنان شیر فگن

سنے جو ذکر کہین رعب عدل و سطوت کا
بتائے رستہ گم کردہ راہ کو رہزن

در حضور پہ آیا اگر کوئی سائل
در مراد سے فی الفور بھر دیا دامن

دیا خدا نے اسے حسن ظاہر و باطن
ہر ایک فعل حسن ہے تو خلق مستحسن

جو وقت سیر کے دیکھے بہار عارض شاہ
ہزار جان سے عاشق بنے عروس چمن

ہر اک غریب کا یہ تاجدار ہے مرجع
ہجوم ہے سحر و شام اہل حاجت کا
نگاہ لطف سے دیکھے یہ شہریار اگر
مدبر ایسا ہے یون انتظام ملک کیا
بجا ہے باغ کرم کا جو باغبان کہئے
فنون شعر و سخن مین بھی ہے ید طولےٰ
ہوے ہین عہد مین اسکے یہ مدرسے جاری
وہ سکہ جاری کیا اپنے عدل و نصفت کا
خدا کے فضل سے ایسا ہے اوج اقبال
تمام کیجئے اے شفیقہ قصیدے کو
دعا کرو یہ خدا سے کہ اے مرے اللہ
نہ آئین سامنے شہ کے جہان کے مکروہات
شگفتہ غنچۂ مقصود شاہ والا ہو
عدو کے چار عناصر مین اختلال رہے
دل حسود مین روشن ہو آتش نکبت
حیات حضرت ممدوح مین ترقی ہو
یہ جشن* سالگرہ شاہ کو مبارک ہو

ہر اک امیر کا یہ شہریار ہے مامن
کہ آستان مبارک ہے فیض کا مسکن
نہ بینوا رہے کوئی اسیر درد و محن
کہ ایک دم لگے ہین جیسے ہون دریائے عدن
ہے اسکی نکہت ایثار سے دکن گلشن
جھکاتے ہین سر تسلیم آکے اہل سخن
کہ قریہ قریہ ہے علم و کمال کا مخزن
کہ سر اٹھا نہین سکتے کہین فساد و فتن
جو خاک اوٹھائے کبھی ہاتھ مین بنے کندن
زیادہ اس سے مناسب نہین ہے طول سخن
حوادث فلکی سے یہ شاہ ہو ایمن
رہین نگاہ مین جبتک نجوم چرخ کہن
بہار جشن سے ہر وقت بزم ہو گلشن
خراب و خستہ و مخذول و خوار ہون دشمن
جلا کرے سحر و شام صورت گلخن
وسیع ملک ہو تا زنگبار و چین و ختن
دل حضور ہو عیش و سرور کا مسکن

* حضور پر نور مد ظلہ العالی

نوٹ۔ یہ وہ قصیدہ ہے جو ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۱۸ھ روز جمعہ قریب پانچ بجے شام کے عالیجناب رائے واسدیو راؤ صاحب نبیرہ راجہ راگھورام متوفی (جو بلدہ حیدرآباد دکن کے ایک معزز خاندان سے ہیں اور صاحب اخلاق ہیں) کے ہان جشن سالگرہ مبارک کی پارٹی مین (اس جلسے مین اکثر عمائدین و عہدہ داران بلدہ و ایڈیٹران اخبار۔ مثلاً عالیجناب نواب سعید الدولہ بہادر صوبہ حیدرآباد دکن و عالیجناب نواب سید نواب الباقی خان بہادر خلف نواب قدرت جنگ مرحوم و عالیجناب مولوی محمد عزیز مرزا صاحب بی۔ اے معتمد عدالت دکوتوالی و امور عامہ سرکار عالی و عالیجناب سائی بالکند صاحب بی۔ اے اول مددگار معتمد عدالت دکوتوالی و سپرنٹنڈنٹ کورٹ آف وارڈز سرکار عالی و جناب مولوی میر احمد علی صاحب منتظم کورٹ آف وارڈز و عالیجناب رائے چین راؤ صاحب سوم تعلقدار ضلع محبوب نگر اور جناب بالوکیا پرشاد صاحب وکیل ہائیکورٹ۔ اور راجہ کنور بہادر صاحب وکیل ہائیکورٹ (ان صاحب نے ایک عمدہ لکچر بھی دیا تھا) و جناب منتظم صاحب رسالہ جلوۂ محبوب و جناب مہتمم صاحب اخبار مشیر دکن وغیرہ وغیرہ تشریف فرما تھے) ہمارے معزز و محترم کرمفرما جناب مولوی محمد نجیب الدین حسن صاحب شفیقہ کنتوری نے پڑھا تھا۔ اس قصیدہ مین اکثر جگہ انگریزی الفاظ کو اردو الفاظ کیساتھ اس حسن خوبی سے ترکیب دی گئی تھی کہ اکثر اشعار پر حاضرین جلسہ کیجانب سے چیرز سے بنگلہ گونج اوٹھتا تھا اور جلسہ کا سمان ایسی خوش اسلوبی کیساتھ بندھا تھا کہ ماشاء اللہ خود ناظرین آئندہ کے ملاحظہ سے اندازہ فرما سکتے ہین فقط ایڈیٹر

جب بالاجی راؤ کو یہ خبر پہونچی۔ بالاجی راؤ نے اپنے وکیلون کو آپ کی
خدمت والا مین روانہ کیا اور ملتمس ہوا کہ اس خانہ زاد کو ملازمان عالی سے
کسیطرح کی پرخاش نہین ہے۔ اور نہ جناب والا کے ساتھ جنگ کرنیکی
مباورت کرنا چاہتا ہون ہر حالت مین آپکی اطاعت کرنا اپنا فرض عین
سمجھتا ہون اگر آپ اس واقعہ کی حالت سے واقف ہو جائین تو میری
معروضہ کی تصدیق ہو جاتی ہے۔ اسکی اصل یہ ہے کہ آصف الدولہ بہادر
کے ارکان واعیان دولت نے میرے اور حضرت کے مابین فساد
برپا کرنیکی غرض سے یہ سب کارستانی کی ہے۔ اور مجھے آپ سے
مقابلہ کرنے کے لئے بہت کچھ ابھارا ہے۔ مگر مین راضی نہ ہوا۔ جو
اصلی واقعات تھے وہ عرض کردئے گئے۔ اب مناسب یہ ہے کہ
آپ یہان سے معاودت فرمائے۔ اور ان فتنہ انگیزون کی قول پر
اعتماد نہ کیجئے۔ مگر بندگان حضرت نے مصلحتاً پنڈت یہ و مان (جو بالاجی
کے جانب سے آیا تھا۔) کے معروضہ پر التفات نفرمایا۔ بہائیون کے خاطر
مقدم سمجھ کے روانہ ہوئے۔ جب قریب پہونچے۔ بعض مغویون کو
آپ کا آنا اچھا معلوم نہوا۔ اور اون مفتریون نے خلاف مصلحت سمجھا۔
آپ ابھی تشریف نہین لائے تھے۔ (گو بہت قریب تھے) آصف الدولہ
بہادر سے عرض کرکے رقعہ بھجوایا کہ اب آپ کے آنیکی کوئی ایسی ضرورت
نہین ہے۔ جسوقت مناسب سمجھا جائیگا اوسوقت آپ کو طلب کیا جائیگا
اب مناسب یہ ہے کہ آپ اپنے مفوضہ صوبہ کے جانب روانہ ہو جائین۔
مگر بندگان حضرت نے مطلق ان باتون پر خیال نہ فرمایا۔ اور شہر مین
داخل ہوئے۔ بعد حصول ملاقات برادر فتح میدان مین آپ کے لئے
خیمہ نصب کیا گیا۔ اور آپس مین مشورہ ہوا اور بالاتفاق یہ رائے ٹہری
کہ اولاً بالاجی راؤ کے فساد کو رفع کرنا چاہئے اور اوسکو اس دفعہ
ایسی گوشمالی دینی چاہئے کہ آیندہ پہر کبھی سر نہ اوٹھا سکے اور تمردی

ومفسدی سے باز آئے۔ اس کام کے انجام ہونے کے بعد دوسرے امور سلطنت کی جانب رجوع ہونا چاہئے۔ اور صمصام الدولہ کو قلعہ دولت آباد سے طلب کرنا ضرور ہے۔ چنانچہ غلام علی آزاد بلگرامی کو دولت آباد روانہ کرکے صمصام الدولہ طلب کئے گئے اور صمصام الدولہ غرہ ربیع الاول ۱۱۷۱ھ مین حاضر ہوئے۔ اور صمصام الدولہ کو فوج ساتھ اسباب وسامان ہمراہی فوج کی حفاظت کے لیئے مقرر کیا گیا۔ اور نبالت جنگ وابراہیم خان بیرجنگ کو مقدمۃ الجیش بنایا گیا۔ اور غلام سید خان سہراب جنگ کو جمعیت شایستہ کے ساتھ ہر سمت کی فوج کی تقویت و امداد کے واسطے تجویز کیا گیا۔ جب یہ ترتیب افواج کی ہوگئی۔ بعض بداندیشان دولت نے آصف الدولہ سے عرض کیا کہ اس مہم کو آپ بذات خود انجام دیجے۔ اور اسکا انصرام وانتظام آپ اپنے ذمہ لیجے۔ اور میر نظام علیخان بہادر کے بھروسہ و اعتماد پر اس مہم کو چھوڑنا مصلحت ودور اندیشی کے خلاف ہے کیونکہ شکست و فتح جنگ وصلح کے بعد معلوم نہین کہ کیا ظہور ہو۔ یہ بات آصف الدولہ بہادر کے بھی ذہن نشین ہوی۔ جب یہہ کیفیت بندگان حضرت کو معلوم ہوی آپ نے اولاً سید واعظ علیخان کو آصف الدولہ بہادر کی خدمت مین روانہ کیا۔ اور بعد ازان غلام سید خان بہادر کے ذریعہ سے زبانی کہلا بھیجا کہ آپ کو مفسدون کے کہنے پر ہرگز عمل نہ کرنا چاہیئے۔ اور میری جانب سے کسی قسم کا گمان نہ رکھنا چاہیئے۔ رئیس کو یہ ہرگز زیبا نہین کہ جو کچھ زبان سے کہے اوسکو نہ نباہے۔ ہر حالت مین اپنے قول پر قایم رہنا چاہیئے۔ علاوہ اسکے مین اسقدر تکلیف شاقہ برداشت کرکے جو یہان آیا صرف انتظام سلطنت کی غرض اور آپ کے طلب کرنے کی وجہ سے آیا۔ ورنہ مجھے کیا ضرورت تھی کہ اس معاملہ مین دخل دیتا۔ اور اپنے ذمہ یہ بار گران لیتا۔ اب آپ کو اختیار ہے جو مناسب تصور فرمائے

اوسکو عمل مین لاسئے۔ جب یہ پیام آصف الدولہ بہادر کو پہونچا آپ انتہا درجہ خوش ہوے۔ اور اوسیوقت خلعت اور رشقہ ولیعہدی اپنی مخاص سے مرحمت فرمایا۔ اسکے بعد نظام علیخان بہادر کوچ کرگئے میدان جنگ مین پہونچے۔ بالاجی راؤ نے اپنے پچھلے عہد و پیمان کو طاق نسیان پر رکھے اپنے بیٹے بسواس راؤ کو لشکر کثیر کے ساتہ مقابلہ کے واسطے روانہ کیا۔ اور آپ بھی کمک و امداد کو اوسکے عقب مین روانہ ہوا۔

اتفاقاً عضد الدولہ اور رامچندر راؤ اپنے مفوضہ تعلقات سے نکل کر حضور کی قدموسی کے لیئے حاضر ہورہے تھے۔ مرہٹون کی ایک جماعت کثیر نے اونکا رستہ روکدیا۔ گو ان بہادرون نے بھی خوب ہی مردانگی سے جنگ کی مگر اوس جماعت کثیر کا مقابلہ کچہ آسان نہ تھا۔ اسطرح لڑتے اور مارتے سندکہیڑ پہونچے۔ اور بدرجہ مجبوری سندکہیڑ مین محصور ہوے۔ مرہٹون نے اسقدر فوج کثیر کے ساتہ ہنگامہ آرائی کی تھی کہ غلہ کی رسد کا تختہ بنیاد تک پہونچنا ایک دشوار امر تھا غنیم اسقدر راہ کا سخت انتظام کیا تھا کہ ایک متنفس کا بھی گذر وہان تک دشوار۔ رسد کے نہ پہونچنے سے لشکر مین ایک تہلکہ عظیم برپا تھا اسی مابین مین اسمعیل خان پنی اور محمد روشن خان و آدم خان (خواہرزادہ ابراہیم خان بہرجنگ) سے مرہٹون کا مقابلہ ہوگیا۔ گو انکے ساتہ تقریباً چارسو سوار اور پانسو پیدل ہونگے۔ اور غنیم کیجانب پندرہ ہزار سوار سے کم نہ ہونگے۔ مگر کچہ ایسا خدا کا فضل ہوا اور ایسی بہادری و جان بازی سے ان بہادرون نے جنگ کی کہ اوس فوج کثیر کا منہ پہر گیا۔ اور بہت سا لشکر مارا گیا۔ اور اسی لڑائی مین مہاد جی سندیہ بھی زخمی ہوکر بھاگا۔ جب اس فتح و فیروزی کیساتھ سندکہیڑ پہونچے۔ عضد الدولہ اور رامچندر راؤ کو محاصرہ سے نجات ملی اور حضور پر نور کی ملازمت سے مشرف ہوے۔ دوسرے روز

سخت جنگ ہوی غنیم سنے فوج ہراول پر حملہ کیا مگر ساتہ ہی پسپا کردیا گیا۔ جب غنیم کو یہان قابو نہ ملا تب پہاڑ کے ایک ٹیکرے سے لشکر خداداد پر گولہ باری شروع کی۔ چنانچہ انگر گوشلے عماری خاص کے ہاتھی کے روبرو گرتے تھے ابراہیم خان سنے اوس روز بہت کچھ بہادری دکھلائی عدہ ہا کو تہ تیغ کیا بندگان حضرت بھی معہ فوج ظفر موج اوسکی مدد کو پہونچے۔ آپ نے پہونچتے ہی نقشہ جنگ کو ملاحظہ کیا۔ اوسکو خلاف اصول پایا۔ فوراً آپ نے لشکر ہراول کو پسپا کیا۔ اور لشکر خداداد کو ہراول مقرر فرمایا۔ جب ان امور سے فراغت ملی حملہ کا حکم دیا گیا۔ پھر کیا تھا غنیم نے شکست پائی اور فوج کثیر قتل ہوی آخر کار فرار پر کمر باندہی۔ اس جنگ مین غنیم کے جانب سے تقریباً تین ہزار سوار اور چار سو سردار مارے گئے۔ لشکر اسلام سنے پونہ کے انہدام کا ارادہ کرکے شکست خوردہ فوج کا تعاقب کیا۔ جب بالاجی راو سنے دلیران اسلام کی سطوت و شان کو پایا سخت گبہرایا۔ بالحاح و انکسار مصالحت چاہی۔ مگر بندگان حضرت سنے اوسکے خوخیون اور بے اعتدالیون کا خیال فرما کر اوسکے معروضہ پر التفات نفرمایا۔ اور اسیطرح اوسکے لشکر کا تعاقب کرتے ہوے دریاے گنگ کے کنارے پہونچے۔ اور لشکر اسلام کو دریاے گنگ عبور کرنیکا حکم صادر فرمایا اب تو بالاجی راو کے رہے سہے بھی ہوش پران ہوے۔ گو اسوقت بالاجی سخت بیمار تھا۔ چلنے پھرنے کی طاقت نہ تھی۔ مگر مرتا کیا نکرتا اوس حالت مین دس کوس کی مسافت طے کرکے بندگان حضرت کا شرف ملازمت حاصل کیا اور از سر نو عہد و پیمان اور ریل و بخشدار آگیا۔ جو اوسکے مذہب مین موکد قسم کا حکم رکھتا ہے۔ اور اعیان دولت نے بھی سفارش کی۔ آپ نے بھی مصلحت وقت کے لحاظ سے صلح منظور فرمائی۔ اسی زمانہ مین عمدۃ الملک (موسی بہوسی) اور حیدر جنگ تعلقہ سیکاکول سے آپکی ملازمت حاصل کرنیکی غرض سے حاضر ہوے۔ آپ خود بھی وہان مصلحتاً اقامت پذیر رہے۔ صمصام الدولہ عمدۃ الملک کے استقبال کے لئے بندگان حضرت سے

اجازت حاصل کر کے روانہ ہوے۔ جب عمدۃ الملک کا لشکر قریب پہونچا
آپ نے تبدیل مکان فرمایا کیونکہ وہ جگہ نہایت متعفن تھی۔ گنگا کے دوسرے
کنارے پر فروکش ہوے۔ اوسی روز حیدر جنگ و عمدۃ الملک حاضر
حضور ہوے۔ چند روز کے بعد عمدۃ الملک نے صمصام الدولہ کے
ذریعہ سے عرض کی کہ ابراہیم خان کاردی کو سوال و جواب کی غرض سے
روانہ کیا جاے۔ آپ نے بپاس خاطر صمصام الدولہ و نیز بسبب
اسکے کہ سابق مین وہ عمدۃ الملک کا نوکر تھا اور سیاکول کا محاسبہ
بھی اوسپر ثابت تھا اور مقتضاے مصلحت بھی تھا اسلئے روانہ کر کے
وہان سے معاودت فرمائی۔ حیدر جنگ و عمدۃ الملک بالاجی راؤ
کی ملاقات کے لئے ایک منزل آگے روانہ ہوے۔ اور ادہر
بندگان حضرت نے خجستہ بنیاد پہونچکر آصف الدولہ سے ملاقات
فرمائی۔ اور عمدۃ الملک نے بھی بعد ملاقات بالاجی راؤ کے واپس
آکر محمدی باغ و حصار شہر کے ابین آصف الدولہ بہادر سے ملاقات
حاصل کی۔ چند روز بھی نگذرے تھے کہ حیدر جنگ ایک اور چال چلا
اور آصف الدولہ کو پٹی پڑہا کے وکالت مطلق کی مہر بندگان حضرت
سے طلب کرائی۔ اور نیابت جنگ کے حوالے کی۔ اور تمامی
امور ریاست پر آپ قبضہ کیا۔ بظاہر صمصام الدولہ بہادر کو بھی شریک
کر لیا جب بندگان حضرت نے یہ حالت دیکھی دربار کا آنا جانا موقوف
فرما دیا۔ اور بفراغت تمام اپنی جگہ پر چین و آرام سے بسر کرنے لگے
مگر حیدر جنگ کو چین کہان۔ وہ تو یہ چاہتے تھے کہ کسیطرح انکا کھٹکا
مٹ جاے۔ تاکہ اپنی بن آئے۔ اور باطمینان تمام ریاست کو لوٹین
اور اپنا گھر بھر دین۔ مبلغ آٹھ لاکھ روپیہ تنخواہ کے اپنے پاس سے
بندگان حضرت کی سپاہ کو ادا کر کے عمدۃ الملک کی فوج مین شامل
کر لیا۔ اور جہانتک ہو سکا بندگان حضرت کے سپاہ و لشکر کو متفرق کیا

آخر نوبت یہان تک پہونچی کہ بندگان حضرت کے ساتہ بجز رفقاے قدیم جان نثار اور شاگرد پیشہ وفادار وخاص برداروں کے کوئی نہ رہا میر عالم نے اتنا کچہ کیا مگر آپ نے بجز سکوت کے کچہ نہ کیا۔ اور مطلق ان باتون پر خیال نہ فرمایا۔ جب دیکہا کہ اس سے بہی کچہ مطلب نہ نکلا تو سوچے کہ کوئی ایسی چال چلئے کہ بندگان حضرت یہان سے روانہ ہوں۔ آصف الدولہ کو جا کر سمجہایا۔ کہ میر نظام علیخان بہادر جو یہان بیکار ٹہرے ہوے ہین آپ اون کو فرخندہ بنیاد کی صوبیداری پر کیون روانہ نہین فرما دیتے۔ اس سے حیدر جنگ کا اصلی منشا یہ تہا کہ آپ کو کسی طرح قلعہ گولکنڈہ مین نظر بند رکہے۔ چنانچہ یہ فریب آصف الدولہ بہادر پر چل گیا۔ آصف الدولہ بہادر ۱۰ رجب کو آپ خود تشریف لیجا کر بندگا نحضرت کو اپنے ساتہ ہاتہی پر اپنے برابر بٹہلا کے لشکرگاہ مین لائے۔ اور صوبہ ایلچپور کے معاوضہ مین فرخندہ بنیاد کی صوبیداری بیس ہزار روپیہ ماہانہ وظیفہ کے ساتہ آپ کو عطا فرماے۔ آپ نے بہی مقتضاے وقت کے لحاظ سے قبول فرمایا۔ ادہر صمصام الدولہ حیدر جنگ وعمدۃ الملک کے مکر سے بالکل بیخبر اور اونکی رفاقت کا دم بہرنے لگے۔ اور اپنے پوتے کے تولد مین جشن شاہانہ ترتیب دیکے حیدر جنگ وعمدۃ الملک کی ضیافت کی۔ اور ان دونون کو قیمتی جواہرات اور خلعت گران بہا سے معزز فرمایا۔ باین خیال کہ یہ میرے بنے رہین۔ اور ایک مشکل کے وقت کام آئین۔ مگر یہ انکا خیال خام تہا وہ تو اپنی گہات مین لگے ہوے تھے۔ ہر چند بعض رفقاے خیرخواہ نے صمصام الدولہ کو سمجہایا کہ انکے فریب مین نہ آیے اور انکی ظاہری دوستی پر اعتماد نہ کیجے۔ اور ہمیشہ اونسے ہوشیار رہیئے۔ یہ روباہ خصال ہین مگر صمصام الدولہ نے ادہر کچہ خیال نہ کیا۔ اون نیک وبد مین تمیز نکی۔ اور خیرخواہانہ مشورہ پر

کار بند نہ ہوسے۔ اون کی ظاہری دوستی پہ بہولے رہیے۔ تہوڑے
روز کے بعد حیدر جنگ وعمدۃ الملک نے صمصام الدولہ سے قلعہ
دولت آباد کے سیر کی اجازت چاہی۔ آپ نے بخوشی تمام اجازت
دیدی۔ جب دولت آباد کے سیر کی اجازت مل چکی تو حیدر جنگ
نے بسالت جنگ بہادر کو کہلا بہیجا کہ ہم ادہر قلعہ کو جاتے ہین اور
آپ اودہر صمصام الدولہ اور میر محمد حسین خان کو لیکے کسی باغ کو
سیر کے لئے جائے۔ ہم قلعہ مین پہونچتے ہی اوسپر قبضہ کر لیتے ہین
اور قبضہ ہونیکی شناخت کے لئے ایک توپ سر کرتے ہین۔
توپ کے سر ہوتے ہی ان دونون کو آپ قید کر لینا۔ کیونکہ مین
خوب جانتا ہون کہ یہ آپ کے خاندان کے دیرینہ دشمن ہین۔
ہر طرح ان کو نظر بند رکھنا مناسب ہے۔ ورنہ آیندہ چلکر بہت
کچھ سلطنت مین رخنہ اندازیان کرینگے۔ اور انکی ذات سے انتظام
ریاست مین سیکڑون طرح کے فساد برپا ہونگے۔ بسالت جنگ
بہادر نے بھی اس رائے کو منظور کر لیا۔ ۲۶ رجب ۱۱۷۱ہجری کو
بعد نماز عصر آصف الدولہ بہادر اور بسالت جنگ سیر و فاتحہ
کے لئے بیبی[*] بیگم کے مقبرہ کو جو شہر کے باہر ہے تشریف لے گئے
اور اکثر امرائے عظام کو معہ صمصام الدولہ بہادر اور میر محمد حسین خان
المخاطب مین الدولہ منصور جنگ کے طلب فرمایا۔ فاتحہ سے
فارغ ہوکر بالائے چاندنی رونق بخش ہوئے۔ اور صمصام الدولہ
وغیرہ بھی حاضر ہوئے۔ اودہر عمدۃ الملک نے قلعہ مین داخل
ہوتے ہی قلعہ کے برجون اور دروازون پر اپنا قبضہ کر لیا جب
پورا بندوبست ہو چکا جب وعدہ توپ کے سر ہونے کا حکم دیا۔

[*] بیبی بیگم کے مقبرہ سے مراد۔ مقبرہ رابعہ درانی مادر اعظم شاہ خلف عالمگیر ہے ۱۲ مولف

اودہر توپ چلی ادہر صمصام الدولہ اور میر محمد حسین خان کو قید کر لیا گیا۔
اور ایک چھوٹا لڑکا صمصام الدولہ کا جو ساتھ تھا وہ بھی ان کے ساتھ نظربند
کر لیا گیا۔ بعد اس انتظام کے ان صاحبون کو لشکر مین لیجا کے علیحدہ
علیحدہ خیمون مین قید کیا۔ اور حفاظت کے واسطے فرانسیسی سپاہ
مقرر کی گئی۔ میر عبدالسلام خان اور میر عبدالنبی خان پسران صمصام الدولہ
کو بھی اون کے مکان سے طلب کر کے باپ کے ساتھ ایک خیمہ مین
قید کر دیا گیا اور ہر دو سید مظلوم کے مکانات لوٹ لئے گئے۔
اور مال و اسباب تاراج کیا گیا۔ اور صمصام الدولہ کی متوسلین جو
صاحب استطاعت تھے اون کو قید کر کے جبرًا روپیہ وصول کر لیا
گیا۔ اور اکثر اعزہ و متوسلین اور متصدی و منشیان بعلت محاسبہ قید
کر لیے گئے۔ اور اون کو صدہا قسم کی تکلیفین اور طرح طرح
کی ذلتین دی گئین۔ اور بعض متصدیان تعلقہ اپنی عزت و آبرو کے
خوف سے فرار ہو گئے۔ بہرحال کوٹلہ مین جہان صمصام الدولہ کا
مکان تھا ایک عجب قیامت بپا تھی جن حادثات کے سننے اور
دیکھنے سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہین۔ افسوس ہے کہ اس دو روزہ
دنیا مین نقش بر آب دولت اور پا در رکاب زندگی کے لئے کیا کیا
ستم ڈہائے جاتے ہین۔ اور کیسے کیسے خون ناحق گردن پر
لئے جاتے ہین اور کن کن پر ظلم ڈہایا جاتا ہے۔ اور کون کون
بے گناہ معرض ہلاکت مین پڑتا ہے۔ عقبے کا تو بالکل خیال نہین۔
اگر ہے تو یہی کہ کسی صورت دنیا مین اچھی گزرے۔ اگر اپنی آسایش
کے خاطر کسی کا گھر بھی لٹ جائے تو پروا نہین۔ حیدر جنگ بہادر
نے واقعی یہ کام بہت ہی خراب کیا جسکا نقش اب تک صفحہ روزگار
پر باقی ہے۔ مگر چاہ کنندہ را چاہ درپیش۔ گو حیدر جنگ بہادر نے
اپنے دانست مین صمصام الدولہ بہادر کے لئے یہ آتش خانمان سوز

# طرح

بابت ۶ ربیع الاول ۱۳۱۵ھ

الٰہی خیر ہو جلاد کا خنجر نکلتا ہے

## ارمان — جناب راے برجموہن لعل صاحب تلمیذ حضرت حشم

| | |
|---|---|
| میرا دل بزم سے بس خون ہی پیکر نکلتا ہے | رقیبوں کے لئے جب شیشہ و ساغر نکلتا ہے |
| نہ ہرگز بھول کر پھنسنا بتوں کے دام الفت میں | پھنسا جو اونکے پھندے میں وہ پھر مر کر نکلتا ہے |
| ہمارے قتل میں یہ اہتمام اللہ اکبر ہے | کبھی تیغیں نکلتی ہیں کبھی خنجر نکلتا ہے |
| بھلا عقدہ کھلے کیسے ہماری دلکی باتوں کا | نہ ہم واں تک پہونچتے ہیں نہ وہ باہر نکلتا ہے |

## برہان — جناب محمد برہان الدین خان صاحب خلف فضل اللہ خان صاحب جمعدار عرف نواب مرزا علی خان بہادر

| | |
|---|---|
| پئے گلگشت گھر سے جبکہ وہ باہر نکلتا ہے | تو ساتھ ہی جگر چیر کر پہلو دل مضطر نکلتا ہے |
| نہیں معلوم وہ لیکر نگا خون کس کس کا | جو اب بے وقت لیکر ہاتھ میں خنجر نکلتا ہے |
| خدا کیواسطے دم بھر تو ٹھہرو دیکھتے جاؤ | مریض عشق کا فرقت میں دم کیونکر نکلتا ہے |
| تمہارے عشق نے اسدرجہ رسوا کر دیا مجھکو | میری دیوانگی کا تذکرہ گھر گھر نکلتا ہے |
| لکھوں کیا حال دل نامہ میں اوس نازک طبیعت کو | جو مضمون دل میں آتا ہے وہ اک دفتر نکلتا ہے |
| تڑپ سے بیقراری ہے نہیں ہے تاب اب مجھکو | جگر بھی ساتھ لیکر کیا دل مضطر نکلتا ہے |

## حکیم — جناب راے جنادہن پرشاد صاحب فرزند راے سورج پرشاد صاحب تلمیذ حضرت رعد

| | |
|---|---|
| نہیں رکتا ہے اوس کافر کا جب خنجر نکلتا ہے | بھلا مقتل سے دیکھیں کون سا جان بر نکلتا ہے |
| کسیکا دم نکلتا ہے کسی کی جان جاتی ہے | مکان سے اپنے جب وہ شوخ بن ٹھن کر نکلتا ہے |

حکم مبتلا کا راہ پر شوق شہادت ہے
الٰہی خیر ہو جلاد کا خنجر نکلتا ہے

## خاطر ـ جناب راے ہری ناراین صاحب رشتہ دار تعلقدار اعلا پائیگاہ آسمان جاہ بہادر مرحوم

سنا ہے آج وہ کافر پری پیکر نکلتا ہے
جہان مشتاق ہے جسکا وہی لشکر نکلتا ہے

حباب آسا فنا ہوتا ہے اکثر آدمی عالم مین
ہوائے کبر جب سر مین کوئی بھر کر نکلتا ہے

شب تاریک مین عاشق کو کیا پروائی انکی
چراغ داغ دل کی روشنی لیکر نکلتا ہے

ہزارون بھرتے ہین دم انکا لیکن آج مقتل مین
ذرا دیکھین تو کسکا دم تہ خنجر نکلتا ہے

ہوے پھر میکدے آباد میخوارون کی قسمت سے
خدا کے فضل سے پھر شیشہ و ساغر نکلتا ہے

حسینان جہان کو خوب خاطر آزما دیکھا
کوئی بیداد گر ظالم کوئی دلبر نکلتا ہے

## رحم ـ جناب راجہ نیم چند صاحب

در و دیوار سے یہ ہی صدا مقتل مین آتی ہے
الٰہی خیر ہو جلاد کا خنجر نکلتا ہے

اگر ہے جذب دل سچا تو تو بھی دیکھ ہی لیگا
کوئی دن مین ہمارا کام اے خود سر نکلتا ہے

نہین یہ دام گیسو ہے کوئی کالی بلا اے دل
جو کوئی اسمین پھنستا ہے وہ مر کر ہی نکلتا ہے

تمہارے حسن کے آگے قمر کی ہے وہی حالت
کہ جیسے روز روشن مین کوئی اختر نکلتا ہے

نہ گھبرا ابتدا ہی مین مصیبت دیکھکر اے دل
نتیجہ عشق کا انجام مین بہتر نکلتا ہے

## شیفتہ ـ جناب سید محمد کاظم حسین صاحب کنتوری

الٰہی خیر ہو جلاد کا خنجر نکلتا ہے
یہ آفت کسکے سر آتی ہے یہ کس پر نکلتا ہے

بشر آپس مین کٹ مرتے ہین البتر نکلتا ہے
نکلتے تم نہین ہو فتنہ محشر نکلتا ہے

سخن رس آبیاری جلوۂ محبوب کی دیکھین
کہ یہ پرچہ بحکم حضرت گوہر نکلتا ہے

لگاؤ تم نہ آئینے سے اپنا چہرۂ روشن
ابھی تربت سے بیکل ہو کے اسکندر نکلتا ہے

نکالی اونے اپنی آرزو ہمپر جفا کرکے
ہمارے دل کا ارمان دیکھئے کیونکر نکلتا ہے

بتون کی سخت دل کا ٹھکانا ہی نہین کوئی
نگاہ شوق سے دب کے ہر پتھر نکلتا ہے

تصور اسکے مژگان کا نہین جاتا نہین جاتا
کہین ایسا بھی دل مین ڈوب کر نشتر نکلتا ہے

ہمارے سرخ اشکون کا سبب کچھ آپ سمجھے
دل شوریدہ آنکھون سے لہو ہوکر نکلتا ہے

گلی مین اوسکی ہر دم سامنا رہتا ہے آفت کا
کوئی بیخود نکلتا ہے کوئی مضطر نکلتا ہے

رقیبون کو وہ بوسے دیتے ہین ابروی پرخم کے
ہمارے قتل کرنے کیلئے خنجر نکلتا ہے

نہ پوچھو شیفتہ سے عشق مین کسکے ہے دیوانہ
دہن سے راز ایسا بھی کہین باہر نکلتا ہے

## شمیم۔ جناب رای پیارے موہن لعل صاحب فرزند رای جگموہن لعل صاحب شاگرد حضرت رعد

بر آمد بام پر وہ ماہرو سبنے تھا ایل
فلک پر آجکی شب کب مہ انور نکلتا ہے

کوئی تدبیر ہی بنتی نہین ہے وصل جانان کی
یہ ارمان اے شمیم اب دیکھئے کیونکر نکلتا ہے

## کوثر۔ جناب میر کوثر علی صاحب ملازم جناب نواب بہرام الدولہ بہادر تلمیذ جناب مہدی

قیامت بن کے گھر سے آج وہ باہر نکلتا ہے
زمین سے سونمو الو فتنۂ محشر نکلتا ہے

جنون کا جوش اور رگ سے خون لیکر نکلتا ہے
مدد جذب جنون فصاد کا خنجر نکلتا ہے

نظر آتے ہین کچھ سفاک کے بدلے ہوئے تیور
کبھی تلوار کھنچتی ہے کبھی خنجر نکلتا ہے

لب بام آج جلوہ دیکھکر اوس آئینہ رو کا
کوئی حیران نکلتا ہے کوئی ششدر نکلتا ہے

مری اس چشم گریان کو نظر کسکی لگی یارب
کہ جو آنسو نکلتا ہے وہ تھم تھم کر نکلتا ہے

کسکی شرم آلودہ نگہ نظرون مین پھر گئی اپنے
فلک پر جھلملاتا جب کوئی اختر نکلتا ہے

شب وعدہ ہے وہ آتے ہی ہونگے مضطرب کیون ہے
ترا ارمان جو کچھ ہے اے دل مضطر نکلتا ہے

یہ حالت ہے کہ پیچھے پیچھے سب اطفال رہتے ہین
جنون کے جوش مین جسطرف کوثر نکلتا ہے

## محمود۔ جناب مولوی میر محمود حسین صاحب منتظم پیشی عالیجناب افتخار الملک بہادر وزیر کوتوالی و تعمیرات عامہ سرکار عالی

سحر کرتا ہے دم مین شام مین لف عارض کے
بلا کا شعبدہ کرتا وہ افسون گر نکلتا ہے

عجب دلبستگی واقع ہوئی ہے کوئی جانان مین
گرہ جسکا ہوا محمود وہ مرکر نکلتا ہے

نوٹ - بعد انتخاب ۱۱ شعر درج ہونگے - اگر اس سے زیادہ یا بلا انتخاب درج کرانا مقصود ہو تو فی شعر (۲؍) اجرت پیشگی لیجائیگی -

طرح - مبارک آپ کو اسے شہریار سالگرہ - بہار - قرار - قافیہ - ۲۵ ربیع الاول تک غزلین آنا چاہیئے -

اگر عتاب یہی ہے تو کچھ عتاب نہین - جواب - کباب - قافیہ - ۲۵ ربیع الثانی تک غزلین آنا چاہئے

کبھی تو آؤ بہت انتظار دیکھ چکے - بہار - غبار - قافیہ - ۲۵ جمادی الاول تک " "

## ذیل کی سطرین ضرور ملاحظہ ہون

جلوۂ محبوب نے دوسرے سال کا پورا حصہ بھی طے کر چکا - مگر ہمارے معزز اصحاب نے سال حال کا چندہ تو درکنار سالگزشتہ کی بھی فیس ادا نہین فرمائی - خصوصاً بعض عہدہ داران اضلاع ممالک محروسہ سرکار عالی نے تو بالکل توجہ نہین فرمائی - حالانکہ کئی دفعہ بذریعۂ چٹھیات مطبوعہ اور متعدد مرتبہ بذریعہ کارڈ یاددہی کی گئی - لیکن رقم تو ایک طرف جواب تک بھی نہ ملا اب تک انتظار کیا جائے - اور کہان تک یاددہی کی جائے - اور کس قدر توجہ دلائی جائے - آخر مجبوراً بذریعہ ہذا ہمارے معزز حضرات بلدہ و اضلاع و علاقہ سرکار عظمت مدار کے خدمت مین یہ عرض کیجاتی ہے - کہ لفور وصول رسالۂ ہذا امداد رقمی سے رسالہ کی سرپرستی فرمائین اور مہتمم کو بھی تشکر ادا کرنیکا موقع دین - ورنہ آیندہ تیسری جلد کا پہلا نمبر بذریعۂ ویلوپے ایبل روانہ کیا جائیگا - اور جس مقام پر بوجہ ہونے انگریزی ٹپہ خانہ کے ویلو نہ روانہ ہوسکتا ہو تو (بصورت عدم ادائی فیس) اون کا نام نامی فہرست نادہندگان مین درج رسالہ کیا جائیگا - اور اگر کوئی صاحب ویلو واپس کرین تو اونکے ساتھ بھی یہی طریقہ اختیار کیا جائیگا -

ایڈیٹر

م خیال کرتے تھے۔ صرف عیسائی پادری ہی انجیل وغیرہ مین تصرف کرکے
پرسال جدید طبع کیا کرتے ہین۔

اب مسلمانون مین مولوی محب حسین صاحب بھی جو برائے ام
اپنے خیالات کو جمیع ائمہ دین محدثین اور فقہا کے ساتھ نسبت دیا کرتے ہین۔
آپ کی ذاتی خصائص ہین سے ایک خصلت یہ بھی (یعنی احادیث وقرآن کے اصلی
الفاظ کو حذف یا بدل دینا۔) ہی گیا ایسے احادیث کے پیش کرنے سے
بے پردگی کی تائید ہو سکتی ہے! ہرگز نہین۔
محب حسین صاحب کی پیش کردہ حدیث فی الواقع ابوداؤد کے باب الخطبتین
موجود ہے جس کے الفاظ اسطرح ہین،، عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ
عنہ قال سمعتہ یقول ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قام یوم الفطر
فصلی فبدأ بالصلوۃ قبل الخطبۃ ثم خطب الناس فلما فرغ نبی اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نزل فاتی النساء یذکرھن وھو یتوکأ علی ید بلال
وبلال باسط ثوبہ تلقی النساء فیہ الصدقۃ قال تلقی المرأۃ فتخھا
ویلقین ویلقین وقال ابو بکر فتخھا۔ جلد اول صفحہ (۱۶۳)

محب حسین صاحب اس حدیث مین سے نزل کے بعد جو لفظ فاتی
ہی اسکا ترجمہ نہین کیا۔ فاتی کے لفظ سے صاف عیان ہے کہ عورتین۔
مردون سے بہت دور تھے بنابران آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد خطبہ
عورتون کو وعظ فرمانے تشریف لائے۔

علامہ قسطلانی مواہب الدینیہ مین تحریر فرماتے ہین۔ وقد کان صوتہ
علیہ الصلوۃ والسلام یبلغ حیث لا یبلغ صوت غیرہ فعن البراء قال خطبنا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی اسمع العواتق فی خدورھن
رواہ البیہقی (شرح زرقانی صفحہ (۲۰۶) جلد (۴))

اگر بخیال محب حسین صاحب عورت اور مرد ملکر تھے تو پھر عورتونکو وعظ کرنیکی
ضرورت نہیں تھی۔ چونکہ عورتین مردون سے بہت دور تھے اور ان سے

خطبہ شریف سنا نہیں گیا اسلئے خاص طور سے انہیں وعظ فرمایا۔
ابوداود کے باب الخطبہ کے پیشتر ایک باب بعنوان (باب خروج النساء فی العید) ہے اسمین یہ حدیث موجود ہے۔ عن ام عطیۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما قدم المدینۃ جمع نساء الانصار فی بیت فارسل الینا عمر بن الخطاب فقام علی الباب فسلم علینا فرددنا علیہ السلام ثم قال انا رسول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الیکن وامرنا بالعیدین ان نخرج فیھما الحیض والعتق ولا جمعۃ علینا ونھانا عن اتباع الجنائز۔
(ابوداود جلد اول ص ۱۶۳)
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ ابتداء زمانہ اسلام کی حالت ہے چنانچہ یہ حدیث مسلم مین بھی مختصرا بالفاظ ذیل ہے۔
عن ام عطیۃ قالت امرنا تعنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان نخرج فی العیدین العواتق وذوات الخدور وامر الحیض ان یعتزلن مصلی المسلمین۔ اور اسی حدیث کی شرح امام نووی اسطرح فرماتے ہین۔
(قولھا امرنا تعنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان نخرج فی العیدین العواتق وذوات الخدور) قال اھل اللغۃ العواتق جمع عاتق وھی الجاریۃ البالغۃ وقال ابن درید ھی اللتی قاربت البلوغ قال ابن السکیت ھی ما بین ان تبلغ الی ان تعنس ما لم تتزوج والتعنیس طول المقام فی بیت ابیھا بلا زوج حتی تطعن فی السن قالوا سمیت عاتقا لانھا عتقت من امتھانھا فی الخدمۃ والخروج فی الحوائج وقیل قاربت ان تتزوج وتعتق من قھر ابویھا واھلھا وتستقل فی بیت زوجھا والخدور البیوت وقیل الخدر ستر یکون فی ناحیۃ البیت وقولھا فی روایۃ الاخری والمخبأۃ ھی بمعنی ذات الخدر قال اصحابنا یستحب اخراج النساء غیر ذوات الھیأت والمستحسنات فی العیدین دون غیرھن واجابوا عن اخراج ذوات الخدور والمخبأۃ بان المفسدۃ فی ذلک الزمن کانت

ما مونۃ بخلاف الیوم ولھذا صح عن عائشۃ رضی اللہ عنہا لو رای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما احدث النساء لمنعھن المساجد کما منعت نساء بنی اسرائیل قال القاضی عیاض واختلف السلف فی خروجھن للعیدین فرای جماعۃ ذلک حقا علیھن منھم ابو بکر وعلی وابن عمر وغیرھم رضی اللہ عنہم ومنھم من منعھن ذلک عروۃ والقاسم ویحیی الانصاری ومالک وابو یوسف واجاز ابو حنیفۃ مرۃ ومنعہ مرۃ (شرح امام نووی ص ۳۰۰ جلد (۴)

جبکہ ان احادیث سے مفصلاً ثابت ہو چکا تو محب حسین صاحب کا استدلال اس حدیث سے صحیح نہیں ہے۔

ممالک اسلامیہ تک محب حسین صاحب تو قدم رنجہ نہیں فرماتے اور جب روبرو کتاب کھولے ہوئی (تمام مسلمان اور حضور انور نہ کا تعالی کو جو بے رزگی خلاف شرع ہونے سے مخالف ہیں۔) مخالفانہ طور سے جواب لکھنے مستعد ہیں تاہم حکمت عملی کر کے اسکے الفاظ بے باکی سے حذف کیا کرتے ہیں آپکو ممالک اسلامیہ دور و دراز کی حالت کیا معلوم اور آپ کیا جانیں اور آپ کو کیا معلوم ہے کہ کون کون عورتیں مکہ معظمہ و مدینہ منورہ میں عید کی نماز کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ کیا مکہ معظمہ و مدینہ منورہ میں اب کوئی عیدگاہ بھی ہے یا نہیں۔

## نمبر ۵

محب حسین صاحب لکھتے ہیں "مسلم میں عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ قد براھا من ذلک اسماء بنت عمیس امراۃ ابو بکر (رضی اللہ عنہ) الی آخرہ۔

یعنی بیشک خدا نے اسماء بنت عمیس زوجہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پاک کیا ہے اس حدیث کی وجہ یہ تھی کہ جب خلیفۂ اول نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک مرتبہ یہ شکایت کی کہ میری بیوی کے پاس بنی ہاشم مرد آکر بیٹھے ہیں تو حضرت

فرمایا کہ خدا نے بدکاری سے اسماء کو پاک کیا ہے یہ معزز خاتون اسماء بنت عمیس پہلے جعفر طیار کے نکاح مین تھین۔ اُن کے بعد وہ حضرت صدیق اکبرؓ کے ازواج مین آئین۔ اور جب انکی رحلت ہوئی تو حضرت علی مرتضےٰ نے اُن سے عقد کیا اس حدیث سے بخوبی ثابت ہے کہ عورتون کا نامحرمون کے مجمع مین آنا منع نہین ہے اگر منع ہوتا تو آنحضرت صدیق اکبرؓ کی بیوی کو غیر مردون کے پاس بیٹھنے سے ضرور بالضرور منع فرما دیتے"

(رسائل معلم النسوان جلد (۱۰) نمبر ۷ و ۹ صفحہ ۱۶ و ۱۸)

اسقدر تحریر محب حسین صاحب کی اوپر جو بیان کی گئی وہ ناواقف شخص کو ضرور دہوکہ مین ڈالدیگی لیکن ہم اس تمام ملمع سازی کو اُٹھا دینگے اور ظاہر کردینگے کہ محب حسین صاحب نے کسقدر دہوکے سے کام لیا ہے اور آیا اس پیش کردہ حدیث سے محب حسین صاحب کی تائید ہوتی ہے۔ یا بالکلیہ تردید؟

اصل یہ ہے کہ امام مسلم رح نے اس حدیث کو اپنے صحیح کے باب تحریم الخلوۃ بالاجنبیۃ والدخول علیھا" مین تحریر کیا ہے یہ سرخی خود بیان کر رہی ہے کہ اس حدیث کو ذکر کرنے سے کیا مطلب ہے۔ محب حسین صاحب کی پیش کردہ روایت سے انہین کا دعوے فاسدہ بھی باطل ہوا جاتا ہے۔ اس باب کے احادیث محب حسین صاحب کے تائید مین نہین ہین بلکہ بالکل خلاف اور تردید مین ہین قطع نظر اسکے پوری حدیث کا بھی ترجمہ پیش نہین کیا گیا اور حدیث کے آخر کی عبارت جو خلاف مدعا تھی صاف اڑا دیگئی۔ ہم اس امر کے نہایت مخالف ہین کہ کوئی انسان اپنی رائے مین آزاد نہو اور اپنی رائے کا اظہار نہ کرسکے۔ بے شبہ ہر انسان کا فرض ہے کہ وہ اپنی سچی رائے کو ظاہر کرے۔ مگر اس کے ساتھ ہی ہر شخص غالبًا اس کو دل سے ناپسند کریگا کہ انسان اپنی رائے کی تائید مین دوسرون کے اقوال کو تحریف کرکے پیش کرے جس سے زیادہ بدتہذیبی اور کوئی نہین ہوسکتی۔

حدیث کی عبارت حسب ذیل ہے۔

ان عبد اللہ بن عمرو بن العاص حدثہ ان نفراً من بنی ہاشم دخلوا علی اسماء بنت عمیس فدخل ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ وھی تحتہ یومئذٍ فرآھم فکرہ ذلک فذکر ذلک لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال لم ار الا خیرا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ قد برأھا من ذلک - ثم قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی المنبر فقال لا یدخلن رجل بعد یومی ھذا علی مغیبۃ الا ومعہ رجل او اثنان "( صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۷۴ مطبوعہ مطبع میمنہ مصر) اس پوری حدیث سے ناظرین کو بخوبی معلوم ہوگیا کہ محب حسین صاحب کا یہ استدلال کہ "عورتون کا نامحرمون کے مجمع مین آنا منع نہین ہے "، سراسر غلط ہے عام مسلمانون کو دہوکہ دینے کے غرض سے حدیث مین تحریف کی گئی ہے جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرمایا اور بعد اوسکے خطبہ شریف پڑہا اور مردون کو غیر عورتون کے پاس جانے سے منع فرما دیا تو پہر محب حسین صاحب کے خیال کے مطابق نامحرمون کے مجمع مین آنیکی کہان سے اجازت ثابت ہوی - ماشاء اللہ کیا شان اسلام اور کیا قوت مدرکہ ہے حدیث کے ابتدائی الفاظ جو بظاہر مفید مطلب تھے دعوے کے اثبات مین پیش کرکے ترجمہ کردئے گئے اور پوری حدیث جو آپ کے بیہودہ خیالات کی تکذیب کررہی ہے اسکو حذف کردیا گیا -

اس طرح احادیث مین تحریف کرلی خلاف شیوہ مسلمانی اور خلاف تہذیب وانسانیت ہے -

اس باب مین اس حدث کے پہلے دو حدیثین امام مسلم رح نے روایت کی ہین ناظرین کے آگاہی کے خیال سے ذیل مین درج کرتا ہون یہان اسکی اشاعت بے موقع نہوگی -

(۱) عن جابر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا لا یبیتن رجل عند امرأۃ ثیب الا ان یکون ناکحا او ذا محرم -

(۲) عن عقبۃ بن عامر رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ایاکم والدخول علی النساء فقال رجل من الانصار یارسول اللہ افرائیت الحمو قال الحمو الموت۔

اس حدیث کے الفاظ مین جو حمو کا لفظ آیا ہے اسکی تشریح لیث بن سعد نے اس طرح کی ہے الحمو اخو الزوج وما اشبہ من اقارب الزوج۔

ہماری اس تحریر سے واضح ہو گیا کہ محب حسین صاحب کا احادیث کی سند پیش کرنا محض دہوکہ دہی ہے۔ فی الواقع۔ ہر کسے را بہر کارے ساختند ہم اسکو نہین روکتے کہ کوئی انسان اپنے خیالات کو ظاہر نہ کرے مگر جس فن مین کہ انسان کو دخل نہین اسمین دخل دینا بالکل خلاف تہذیب ہے محب حسین صاحب عربی عبارت صحیح پڑہ نہ سکین گے اسپر حدیث کی شرح اور اس سے استنباط مسائل کرنا چاہین تو۔ برین عقل و دانش بباید گریست۔

اس دوسری حدیث کو مولوی محمد معین الدین صاحب نائب سررشتہ دار کمشنری آگرہ نے بھی اپنے رسالہ مراۃ الحجاب مین اسطرح تحریر کیا ہے

"صحیحین مین حضرت صلعم سے ثابت ہے آپ نے فرمایا کہ عورات"
"پر گزر نے اور داخل ہونے سے بچو ایک شخص نے عرض کیا"
"یارسول اللہ افرأیت الحمو۔ آپ دیور کے نسبت کیا خبر"
"دیتے ہین آپ نے فرمایا الحمو موت دیور تو موت ہے یعنی"
"دیور سے سخت پردہ کی ضرورت ہے اوس سے کیسطرح مضر"
"ہی ہین جب ایسے قریب تر رشتہ دار سے پردہ کی اسقدر"
"تاکید کی تو اجنبی اشخاص کا کیا ذکر ہے د رسالہ مراۃ الحجاب صفحہ ۱۶"

اس کے جواب کے لئے محب حسین صاحب بڑے ہی درہم برہم ہوے اور غصہ مین آکر اسطرح لکھتے ہین۔

"یہان مولوی محمد معین الدین صاحب نے عمدًا یا سہوًا عوام الناس کو"

" ایک سخت مغالطہ مین ڈالا ہے کیونکہ اس حدیث مین دیور سے "
" جس پردہ کا حکم ہے وہ پردہ شرعی ہے جسمین عورات کا چہرہ "
" اور ہاتھ داخل نہین۔ عورت کو دیور سے صرف اپنی زینت چھپانے "
" کا حکم ہے۔ کیونکہ وہ نامحرم ہے مگر ہمارے مولوی محمد معین الدین صاحب "
" نے اسکو اپنے ہان کا موجودہ پردہ سمجھا ہے جسمین عورت کے "
" اوپر کے کپڑے بھی شرمگاہ خیال کئے جاتے ہین یہ پردہ تو "
" حضرت کے عہد مبارک سے تا ایندم کبھی ملک عرب مین نہین "
" پایا گیا ہے اور نہ اسکا وجود حضرت کے ذہن مبارک مین تھا اس "
" حدیث کے سمجھنے مین دوسری غلطی مولوی صاحب سے یہ ہوی "
" ہے کہ انہون نے دیور کو محرم خیال فرمایا ہے حالانکہ وہ اجنبی "
" اور نامحرم اشخاص کے گروہ مین داخل ہے جس سے زینت "
" چھپانیکا حکم ہے قرآن کے سورۂ نور مین محرمون کی تفصیل موجود "
" ہے یعنی عورت یا شوہر کا باپ بیٹا بھائی وغیرہ محرم اشخاص ہین "
" چونکہ دیور بھی نامحرم ہے اس لئے اس سے بھی شرعی پردہ "
" یعنی زینت چھپانیکا حکم ہے اس سے یہ مطلب نہین کہ عورت اپنے "
" دیور کے سامنے نہ آئے اور اس سے باتین نہ کرے یہہ "
" ہمارے مولوی صاحب کا خاص اجتہاد ہے اس مقام پر ہمین "
" اس امر کا ظاہر کرنا ضروری ہے کہ ہندوستان مین عموماً دیور "
" پر زینت ظاہر کیجاتی ہے جو شرعاً ممنوع ہے اور وہ محرم تصور "
" کیا جاتا ہے جو سراسر غلط ہے چونکہ ہندوستان مین شرعی پردہ "
" کا رواج نہین اسلئے مجبوراً اخلاف شرع دیور کو بھی اور دیگر "
" اجنبی اشخاص کی طرح جن سے زینت چھپانا عورت کے لئے "
" ضروری ہے محرمون کے گروہ مین داخل کرنا پڑا ہندوستان "
" مین ادہر تو پردے کی اسقدر سختی ہے کہ عورت کے اوپر کے "

"کپڑے یعنی چادر وغیرہ تک بھی شرمگاہ کا حکم رکھتے ہیں - اور وہ"
"چاند سورج سے چھپائی جاتی ہے اور ادہر اسدرجہ بے پردگی اور بیحیائی"
"کہ بعض نامحرموں پر وہ اپنی زینت یعنی گہنا زیور اندر کے کپڑے بھی"
"ظاہر کرتی ہے مولوی محمد معین الدین صاحب کو اچھی طرح معلوم"
"ہے کہ پردہ نشینان ہند کا لباس کسطرح غیر ساتر ہے جالی اور کریب"
"کے کرتے اور دوپٹے کبھی زینت کو نہیں چھپا سکتے ہیں - اس"
"حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ عورت دیور سے لباس ساتر"
"پہنکر ملے یہ معنی نہیں کہ وہ اوسکے سامنے ہی نہ آئے (رسالہ"
"معلم نسوان جلد ۱۰ نمبر ۹ ص ۲۹)"

یہانتک محب حسین صاحب کی تحریر لکھی گئی اے معزز ناظرین اس مذکورہ عبارت میں محب حسین صاحب مولوی محمد معین الدین صاحب کے نسبت لکھتے ہیں کہ (۱) "عمدًا یا سہوًا عوام الناس کو ایک سخت مغالطہ میں ڈالا ہے"

سبحان اللہ کیا کہنا غلط بیانی کہنے کے لئے بھی محب حسین صاحب کو اور کمال کا درجہ ملنا چاہئے کیونکہ مولوی محمد معین الدین صاحب نے صحیح مسلم کے "باب تحریم الخلوۃ بالاجنبیۃ والدخول علیہا" کی کامل حدیث پیش کی اور محب حسین صاحب نے اسی باب کی ایک حدیث لیکر اخیر جملہ کو چھوڑ دیا اور صرف چند الفاظ عام مسلمانوں کے روبرو پیش کئے اور اپنی خیالی تفسیر سے قلم فرسائی بھی کی - میں بعد مولوی محمد معین الدین صاحب کی پیش کردہ حدیث گوارد و میں ہے تاہم محب حسین صاحب اسکی تفسیر کرکے لکھے ہیں

"اس حدیث میں دیور سے جس پردہ کا حکم ہے وہ پردہ شرعی ہے"
"جسمیں عورات کا چہرہ اور ہاتھ داخل نہیں"

---

(۱) یہنے محب حسین صاحب کا اعتراض بہ نسبت حدیث پیش کردہ مولوی محمد معین الدین صاحب کامل لکھدیا اب دوبارہ اسکے فقرون کو لکھکر اسکا جواب دیتے ہیں -

سیر اوسی او کا بہت پیچھے رہگئی تھی -
اور اب راستہ وہان سے ایسے خوشنما
ضلع سے گزرتا تھا کہ ہماری ہیرو اور
ہیروئن نے جیسے کہ تین روز قبل
وہ کوہ ہائے پرنیز طے کرآئے تھے
نہ دیکھا تھا -

آفتاب قریب غروب ہوا - اور
اپنے پہلے غبار آلودہ بخارات مین
موسم خزان سے رنگے ہوئے جنگلون
اور سبز سبز مرغزارون کو ڈہانکنا شروع
کیا - اور اسطرح منظر کو ایک ایسا حسن
عطا کیا جیسا کہ تہوڑی دیر کے لئے
کسی نازنین کے نقاب سے اوسکے
نازوادا تاڑ لئے جاتے ہین -

کبھی کبھی ہوا مین اوڑنیوالے
پرندون کے زناٹون کی آواز آجاتی
تھی - اسطرح کہ گویا یہ پروبال والے
مطرب شام ہونے کے سبب سے
اون صحرائی آشیانون کو واپس
ہو رہے تھے - جہان اونکی بود و
باش تھی -

تاریکی بڑھنے لگی - مگر اب نیلی رواق
پر چاند اپنا نور اگر وہ لیکر نکلا تاکہ منظر کو
ایک نقرئی رنگ مین غسل دیکر خوبصورت
چیزونکو اور زیادہ خوشنما کردے -

چہوٹا سا شہر ڈوبیرا نظر آرہا
تھا - اور اوسکے قدیم گرجا کا کلس
ایسا چمک رہا تھا کہ گویا اوسمین ستارے
جڑے ہین - اور ہمارے مسافر اپنے
دن کے سفر کے اختتام پر آپس
مین ایک دوسرے کو مبارک باد
دیرہے تھے - کہ اونہین پیچھے
سے ایک گھوڑے کی سرپٹ دوڑ
آنیکی آواز آئی -

جون - (اپنے عاشق کے لئے کانپتے
ہوئے نہ کہ اپنے لئے) "آہ! کیا
تمھین تعاقب کا خطرہ ہے؟"

لیکن برتہولڈ کو ابھی اس
سوال کے سمجھنے کی بھی فرصت نہ
ملی تھی کہ گھوڑا مثل تازی کتے کے
اپنے پاؤن پہیلاتا ہوا - اور اپنے
سوار کو مثل تیر خوارسنک کے لئے
ہوئے ایک گرج کے ساتھ دوڑا آیا
ظاہرا گھوڑا بالکل سوار کے قابو
مین نہ تھا - لیکن گو اوس جانباز جانور
پر اوس شخص کا قابو نہ تھا - تاہم اوسکا
اطمینان - آرام - اور مضبوطی سے
اپنی نشست پر قائم رہنا بتلا رہا تھا کہ

وہ ایک یکا سوار ہے۔
برتہولڈ اور جون نے اپنے گہوڑون
کی باگین کھینچ لین اس لحاظ سے کہ
نکشت آنیوالے گہوڑے کو نکلجانے
کیلئے راستہ دین۔ اسواسطے کہ
اس دوڑ سے ٹکر کا احتمال تھا۔ مگر
دفعتاً اس پرزور جانمار نے اپنی تیر
مثال رفتار کو گہٹا دیا۔ اور اوس کے
سوار نے اوسپر قابو پاکر فوراً اوس
شوخ گہوڑے کی باگین کھینچ لین۔
اور چونکہ برتہولڈ اور جون نے
اپنے گہوڑون کو کسیقدر ٹہرا کر
پہر بڑہ چلے تھے۔ لہذا بہت جلد یہ
اوس تیسرے مسافر کے برابر ہوگئے
جسنے وسط راہ مین اپنے گہوڑے کو
بالکل ٹہرا لیا تھا۔ گہوڑا ہانپ رہا تھا
اور شدت حرارت سے اوس کے
پسلیون کے مقام پر بخارات پسینہ
بنکر نظر آرہے تھے۔ سوار خود ایک
نوجوان شکیل آدمی تھا۔ اوسکا لباس
سادہ تھا۔ لیکن چٹکی ہوی چاندنی
مین نہایت آسانی سے معلوم ہوسکتا
تھا کہ اوسکا چہرہ نہایت وجیہ حسین
ہے۔ اوسکی مجسم تصویر کسیقدر لاغر
تھی تاہم گویا وہ سانچے کا ڈہلا ہوا تھا
اوسکا قد دراز تھا۔ اور اگرچہ اوسکی
پوشاک سے نمایش کے آثار نظر
نہین آتے تھے۔ تاہم اوسکی وضع
اور سج دہج سے صاف اوسکی
شایستگی اور شرافت ظاہر ہوتی تھی
برتہولڈ نے اپنے گہوڑے کو
پہر ایک مرتبہ روک کر کہا۔
برتہولڈ۔ سنر! آپکا گہوڑا کسیقدر
منہ زور اور خودسر نظر آتا تھا۔
مجہے خوف تھا کہ مبادا کوئی حادثہ
واقع ہو۔ جبکہ مین نے آپ کو
برقی سرعت کے ساتہ اپنے قریب
آتے دیکہا۔
نوجوان اجنبی نے اپنی عادتی
خلق کے ساتہ بڑے خوش لہجہ کی
آواز سے جواب دیا۔
اجنبی نوجوان۔ نہین احتیاط کہ
گہوڑے کا قدم مضبوطی کے ساتہ
قایم رہے خوف کا کوئی موقع ہی نہین
ہے۔ مین مطمئن تھا کہ جبتک گہوڑے کے
پاؤن نہ ڈگمگائے مین اپنی نشست
پر بلندی سے قایم رہونگا لیکن
اگر آپ بھی میری طرح اسی رخ کا

سفر کر رہے ہین تو مین آپکی ہمراہی کو
باعث افتخار اور موجب خوشنودی
سمجھونگا۔ یعنے (اوسنے جون پر ایک
نظر ڈالکر کہا۔) ایسی صورت مین جبکہ مین
آپ کے امور مین حارج یا کسیطرح کا
مخل نہ ثابت ہون۔

اس نوجوان اجنبی کی وضع وقطع
اور طرز و انداز سے اوسکی سادہ
مزاجی اور سادہ دلی دیکھکر برتہولڈ
بہت خوش ہوا اور یون کہا۔

برتہولڈ " سنر! ہرگز آپ کسیطرح
ہمارے مخل نہین ہین۔ اب تو ہم
اپنی منزل کے قریب ہین کیونکہ
ہمنے ٹہان لیا ہے کہ آج شہر
ڈویرا مین ٹہرینگے۔ اور وہین
رات کاٹینگے۔

نوجوان " تب تو آپکی اجازت
سے میرے مہربان اجنبی دوستو
مین بھی آپکی ہمراہی مین شریک ہونگا۔
کیا آپ نے آج زیادہ مسافت
طے کی ہے "

برتہولڈ " کوئی دس یا بارہ لیگ
چلے ہونگے "

اور اب اس چہوٹی سی جماعت نے
دہیمے قدم حرکت شروع کی۔ اس
لحاظ سے کہ اوس گہوڑے پر زیادہ
بار نہ ڈالین جسکی تیز رفتاری ابھی
ابھی دیکھ چکے تھے۔

اجنبی " اور کیا شروع سے ابتک
آپ اسی شاہ راہ پر چل رہے ہین "
اس سوال کا جواب اثبات مین
پاکر اجنبی نے کہا۔

اجنبی " مین خیال کرتا ہون کہ آپ
ضرور اس امر سے واقف ہونگے
کہ ہنڈرڈ ورجنس بھی اس راہ سے
گزرنے والے ہین۔ اور یہ یقین
کرنا چاہئے کہ جس خاص ہوٹل مین
وہ ٹہرینگے وہان دوسرے مسافرونکو
جگہ پانے کی امید نہ رکہنی ہوگی۔

چونکہ انہین واقعات نے
روز گذشتہ برتہولڈ اور جون کو
راڈر گو کی مہمان نوازی سے
قلعہ کیالاٹرا وہ مین جگہ دی تہی
لہذا بڑی ہوشیاری اور متانت
کے ساتہ برتہولڈ نے کہا۔

برتہولڈ " یہ تکلیف شب گذشتہ
ہمنے کسی حدتک اوٹہائی ہے۔
لیکن آخر کار ہم اپنے شب باشی

کے لئے ایک مکان پانے مین کامیاب ہوگئے تھے - آج ہمنے پہلے ہی سے یہ دریافت کرنیکے احتیاط کرلی کہ ورجلنس آج شبکو کہان مقام کرینگے - اور ہمین تحقیق معلوم ہوا ہے کہ وہ ایک کاؤنٹ مین جو ایک لیگ ڈویرا کے اوس پار ہے شب باش ہونگے -

نوجوان مسافر - (خفیف تکلف ومشقت کر کے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ اس مدت مین وہ کسی خیال مین غرق تھا -) "آ ۱۹ جناب - گو آپ میرے ملک کی زبان سے خوب واقف ہین - لیکن آپکے لہجہ سے مین پاتا ہون کہ آپ یہان کے باشندے نہین ہین - اور اگر مین آپکی طرز مروجہ دیکھکر غلطی پر نہین ہون تو آپ غالبًا ملک جرمن کے رہنے والے ہین -"

ہر تھولڈ "آپکا خیال نہایت درست ہے"

اور اب ہر تھولڈ نے اجنبی کو اپنا بناوٹی نام ایلرمن بتلایا - کیونکہ شہر میالنس چھوڑنے کے بعد سے اوسنے اپنا یہی نام رکھا تھا -

اجنبی "مسٹر ایلرمن! اگر آپ اور ہم اسیطرح ہم صحبت رہین تو بہت جلد ایک دوسرے کے اچھے دوست ہو جاینگے - اور آپ بندہ کو میدرو دی زامورا کے نام سے پکارین -

کیا آپ کا بہت دور تک سفر کا قصد ہے -؟"

گو ہر تھولڈ اپنے دل مین اس نئے شناسا کی نہایت قدر کرتا تھا مگر چونکہ اوسکو اپنے مقاصد کے متعلق کوئی تحقیقات یا سوالات کسیقدر ناپسند تھے لہذا اوسنے ٹالنے کے طور پر کہا -

ہر تھولڈ "یہ امر اتفاقات پر منحصر ہے"

دی زامورا نے مختلف سوالات کئے - مگر اسی صلاحیت اور صاف دلی کے ساتھ جس سے معلوم ہوتا تھا کہ اوسکی تقریر ایسی بناوٹی نہین ہے جیسے اون لوگون کی ہوتی ہے جو بالکل جھوٹے دوست ہوتے ہین اور جو دنیا بھر کی دغابازی سے تجربہ حاصل کرکے جب کبھی کسی سے

گفتگو کرتے ہین تو سننے والونکے دلون مین ایک قسم کی بے اعتباری پیدا ہوتی ہے -

ونہی زاموا - (ایک بے ضبط آہ بہرکر -) "میرا سفر بہی اتفاقات پر ہی منحصر رہیگا "

اور پہر ذرا وقفہ لیکر کسقدر بیقراری کے ساتہ اوس نے کہا -

زاموا " کیا مین اس امر کے دریافت کرنے کی جرأت کرسکتا ہون کہ آیا آپ نے اپنے سفر بہر مین خضر کے جلوس کو ملاحظہ فرمایا ہے ؟ - یہ امر صرف مین اپنی متلاشی طبیعت سے مجبور ہوکر دریافت کرتا ہون اور خاص کر اسوجہ سے کہ اخبارون سے معلوم ہوا ہے کہ اسدفعہ کے پری تمثال نازنینون کا پرا کہین برتر واقع ہے اون کل جماعتون سے جو گذشتہ اوقات مین مارگیٹیو علیہ اللعنہ کے صلحنامہ کے شرائط بجالانے مین اپنی قسمتون کا شکار بنین "

ناظرین خوب واقف ہین کہ اب تک برتہولڈ سے جون نے اون امور کا اظہار نہین کیا تھا - جنکو اوس نے ایوان کیالا شزادہ کے اوس گنبددار کمرے مین پڑہا اور غضاہر کیا تھا - اسلئے ناواقف برتہولڈ نے کہا -

برتہولڈ " ہم نے ورجلنس کو نہین دیکہا - اور سچ تو یہ ہے کہ ہم اون کل واقعات ہی سے ناواقف ہین جو ورجلنس کے متعلق ہین "

زاموا " (برتہولڈ کے اس تجاہل پر اپنا استعجاب ظاہر کرکے -) کیا یہ ممکن ہے ؟ کیا آپ نہین جانتے کہ ان نازنینون کی جماعت بطور تحفہ کے یا یون کہو کہ بطور خراج کے بادشاہ مور کی خدمت مین گذرانے جاتی ہے - اور یہ کہ ان سبکو قرطبہ کے حرم سرائے شاہی مین داخل ہونا ہے ؟ -

برتہولڈ - یہ پہلا وقت ہے کہ اس رازدار مسئلہ کی کچہہ خبر مجہہ تک پہونچی ہے - لیکن جہانتک اسپین کی تاریخ مین مجہکو علم ہے اس بات کے سمجہنے کے لئے کافی ہے کہ کسی وقت دہی آسٹریا کا بادشاہ مارگیٹیو

نامی ایک شخص تھا - وہی شخص جسکا ابھی
آپ نے تذکرہ کیا ہے ۔۔۔"

پیدرو دی زامورا - (نہایت
درشتی سے -)" اور یہی بدبخت بادشاہ
بڑا دغاباز نامرد تھا جسنے وہ ذلیل
عہدنامہ مرتب کیا جسکے شرایط کے
رو سے سالانہ ایک سو نازنین نوجوان
لڑکیاں جبراً اپنے مکان اور اقربا
سے جدا کی جاکر بطور خراج کے نفس
پرست بادشاہ مور کے حوالے
کیجاتی ہین - مگر شکر خدا کہ مارگیٹو
نے اپنے اس گناہ کبیرہ کی سزا
بھگت لی - کیونکہ اوسی کی رعایا نے
اوسکو تخت سے معزول کرکے ایک
محبس مین مقید رکھا جہان اوسنے
قضا کی -

ایک تو ان خواتین کی بے بردگی
اور عصمت کی بربادی کا - اور
دوسرے دیکھنے والون کی علانیہ
نامردی کا اندازہ کرکے بیرتھولڈ
السابر آشفتہ ہوا کہ اوسکا خون رگون
مین جوش کرنے لگا اور اوس نے
اوس حالت مین پوچھا -

بیرتھولڈ " پھر کیون آسٹریا
کے باشندے اس فضیحت کن
اور معیوب خراج کی ادائی کا سلسلہ
قایم رکھے ہوے ہین - ؟
یقیناً آسٹریا کے باشندون کا
اون سو خواتین کو جنکے حسن و خوبی
کا اخبارات مین چرچا ہے ایک
نظر دیکھ لینا کافی ہے کہ اون کی
بجھی ہوی آتش جرأت کو برافروختہ
کردے - ؟

پیدرو دی زامورا (درشتی سے)"
آہ ! آپ کو خوب موقعہ ہاتھ آیا ہے
کہ میرے ہموطن بھائیون کو اونکی
نامردی پر ملامت کرین !"

جون نے اوس نکھری
ہوی چاندنی مین دیکھا کہ نوجوان
پیدرو کا زیتون فام چہرہ مارے
غصہ کے سرخ ہوگیا - اور بے انتہا
غیظ سے اوسکا خون موج زنی کرتا
ہوا اوسکے رخسارون پر اوتر آیا
اور ارغوانی رنگ سے رنگ دیا -

پیدرو دی زامورا - (اپنی تقریر کا
سلسلہ جوڑ کر) " لیکن وہ وقت
آئیگا - ہان - وہ وقت ضرور
آنا چاہئے کہ اہل آسٹریا اپنی

غفلت کوتہ کر رکھین - اور گزشتہ مظالم کا جو اونپر گزرے مین اپنی قوت بازو سے انتقام لینے کہڑے ہون اور آیندہ خود کو اس ناجایز خراج کے ادا کرنے سے رہا کرین - بلعنت ہو اون لوگون پر جو خود کو یا تو اپنی خواہش یا بزدلی سے اون ظلم کی زنجیرون مین جکڑے پاتے ہین - جنکو جب وہ چاہین توڑ کر علیدہ کر سکتے ہین - اور قابل نفرین ہین وہ بزدل لوگ جو ایک ایسی بد اور خود سر تسلط کے تحکم کے متحمل ہون - جسکو جسگہڑی وہ چاہین پامال کر سکتے مین !"

جون - (بڑے جوش کے ساتھہ) "شنو! اگر مین اہل آسٹریا سے ہوتی اور جنس ذکور سے ہوتی - تو یہہ سمجھئے کہ نہ صرف مین آپ کے اس جوش کی تائید ہی کرتی بلکہ تمام آسٹریا مین مشرق سے مغرب تک اس جوش کا اظہار کرتی پہرتی یہان تک کہ وہان کے باشندون کو اون کی بے آبروئی اور رسوائی پر آگاہ کر کے برآشفتہ کر دیتی - اور اون کو اسباب پر آمادہ کر دیتی

کہ وہ اپنی بے غیرتی کے داغ کو خون سے دہو ڈالین "

پیڈرو وڈی نزاموریا "آہ اچہنک وہ عورت ایک بہادر - بلکہ ایک دیوی ہے جو ایسے جوشیلے کلمات اور ایسے موثر الفاظ زبان پر لائے (برتہولڈ کے طرف مخاطب ہوکر) -

جناب - شاید یہ لیڈی آپ کی بی بی ہو - یا ہمشیرہ "

برتہولڈ - جی یہ میری بی بی ہین - اور اس درخواست پر جو صرف جون کی پاس غیرت کے سبب سے برتہولڈ نے کی تہی جون شرما گئی اور اوسکے رخسارے رنگین ہو گئے

ہسپانی اجنبی " تب تو آپ کو لازم ہے کہ اس عورت کو خداداد نعمت عظمے سمجھکر نہایت درجہ عزیز رکھین اور روئے زمین کا سب سے زیادہ قیمتی جوہر جانکر اس کی قدر کرین کیونکہ وہ عورت جسکا دل ان شریف خیالات سے متحرک ہے عورت نہین بلکہ ایک فرشتہ ہے مین تمام عیسائی دنیا کے کسی ایک تخت نشین شاہزادی کی تابعداری مین

ایسی جلدی نکرتا جسقدر کہ اوس عورت کی پرستش کے لئے جھک پڑتا جسکا دل ایسے خیالات کا منبع ہے ۔

برتھولڈ ۔ (ایسی آواز سے جو اوسکے دلی مطلب کے ساتھ بالکل مطابقت کرتی تھی ۔) ڈیر سنڈری زاموراا ۔ آپ کے ان مدح آمیز الفاظ کو سنکر مجھے بے انتہا خوشی ہوتی ہے ۔ کیونکہ میری پیاری جون ہر طرح اس تعریف کے لایق ہے ۔ اور اب اس نکھری چاندنی مین تھولڈ کے آنکھوں سے شعلۂ عشق کی کرنین نکل نکل کر اوسکی معشوقہ تک پہونچنے لگین ۔

جوان پیڈرو ۔ آپ خوش نصیب آدمی ہین ۔ آہ ! نہایت درجہ مبارک بخت ہین ۔ جبکہ آپ ایسی بی بی کے مالک ہین ۔ اور ایسی صورت مین آپکا عشق اقبالمند ہے ۔ آپکی اس محبت کی تاثیر نہایت صلاحیت کے ساتھ بھی ہے اور آپ اپنی روح کو خوش کرنیوالی شے پا چکے ہین ۔ آہ ! اسنر ۔ آپ کی قسمت بھی حسد کرنے کے قابل ہے ۔ مگر میرے نصیب اسکے برعکس ہین ۔ مین بھی ایک نازنین پر ایسا ہی دل سے فریفتہ ہون جیسے کہ آپ اس بہادر لیڈی کو جو آپکے بازو چل رہی ہے چاہتے ہو ۔ اوس حسین نازنین کے رگ پے مین ناز و انداز کوٹ کوٹ کر بھرے ہین ہر طرح کی لیاقت مین وہ فرد ہے ۔ اوسکے کل اوصاف پیارے ہین اور میری چاہ کے بدلے مین وہ بھی مجھے دل سے چاہتی ہے ۔ لیکن قسمت کا زبردست حکم ہے کہ ہم دونون ایک دوسرے سے جدا رہین ۔ مگر ۔ (کسیقدر چونک کر کیونکہ اس تقریر مین اوسکے خیالات نے اوسکو ایک گھری ناامیدی کے دریا مین غرق کر دیا تھا ۔) مین اپنے غم کی کہانی سناکر آپکا عیش منغص نہ کرونگا ۔ مجھے آپ کے اس احسان کا شکریہ ادا کرنا چاہئے ۔ کہ آپ نے مہربانی سے مجھکو اپنے ہمراہ رہنے کی اجازت دی ۔ اور مجھے اس امر کی نہایت کوشش کرنا چاہئے کہ اپنی سوسائٹی کو جہانتک میرے حقیر حوصلے

# جلوۂ محبوب ایجنسی اینڈ محبوب کمپنی

ہمنے بعض احباب کے اصرار سے ایک ایجنسی اور کمپنی اس قسم کی کہولی ہے کہ جس سے ہمارے عنایت فرماؤن کی شکایتین جو متواتر ہم سے ہوا کرتے ہین وہ رفع ہوجائین۔ گو ہمکو اتنی فرصت کہان کہ ہم احباب کی فرمایشات کی تعمیل کرین۔ مگر ساتہہ ہی یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ امر اخلاق و مروت سے بعید ہی۔ اور یہی وجہہ ہے کہ ہم ایسے اہم کام مین قدم رکہے ہین۔ ورنہ ہم کہان یہ کار سترگ کہان۔ چونکہ یہ کام بڑی ذمہ داری کا ہے اسلئے بلحاظ ذمہ داری کے ہم نے پوری پوری نگرانی رکہنے کا مستحکم ارادہ کرلیا ہے۔ اور ہم اون احباب اور خریداروں کو اطمینان دلاتے ہین کہ آپکی فرمایشات کی تعمیل اس ایجنسی سے جو ہوگی وہ بہت ہی خوش اسلوبی اور ایمانداری کے ساتہ ہوگی۔ اور ہمیشہ خریداروں کی کفایت کا لحاظ رکہا جائیگا۔ اور جو چیز روانہ ہوگی وہ عمدہ اور بہتر ہوگی۔ اور ہر ایک امر کی پوری ذمہ داری کیجائیگی۔

جن حضرات کو اپنی تصنیف کی ہوی کتاب یا کسی صاحب مطبع یا مالک دوکان کو اپنی طبع کی ہوی کتابین فروخت کرانا مقصود ہو تو اوسکی انجام دہی بھی بوجہ احسن ہوگی۔

اگر کسی صاحب کو کوئی کتاب طبع کرانا مقصود ہو تو اوسکی تعمیل مطبع فخر نظامی جو حیدرآباد دکن کا ایک نامی مطبع ہے بذریعہ اس ایجنسی کے نہایت خوبی کے ساتہ ہوگی۔

آشیائے نقرئی یا طلائی یا جڑاوی یا چوبی یا مسی یا اور کسی قسم کا اسباب و پارچہ وغیرہ و اسلحہ وشیشہ آلات فروخت کرانا یا طلب کرنا ہو تو اوسکی تعمیل بھی بذریعہ اس ایجنسی کے بخوبی ہو سکتی ہے۔

اگر کوئی تاجر یا اور کوئی صاحب حیدرآباد دکن مین ایجنٹ رکہنا چاہین تو ہم اونکی ایجنسی کرنیکو آمادہ ہین اور اوسکا معاوضہ بذریعہ خط وکتابت طے ہوگا۔ جواب کے لئے آدہ آنہ کا ٹکٹ آنا ضروری ہے۔

ا۔ فرمایش حیدرآباد دکن سے رکہتے ہون یا کسی اور شہر سے۔ اونکی فرمایش کی تعمیل یہ ایجنسی کریگی۔ اگر اسباب و سامان بغرض فروخت ایجنسی مین پہونچنے کے بعد ناقص اور خراب ہو تو اوسکی ذمہ داری ایجنسی پر ہوگی۔ اور اوسکی قیمت ادا کیجائیگی۔

## قواعد نسبت فروخت اشیاء وغیرہ

(۱) چھپی ہوئی یا تصنیف شدہ کتابوں کی فروخت کے لئے فیصدی (۲؎۵) روپیہ کمیشن لیاجائیگا اور اوسکا حساب مالکان کتب کو ہر سہ ماہی پر معہ قیمت روانہ ہوا کریگا۔

(۲) اگر کوئی کتاب طبع کرانا مقصود ہو تو اوسکا تصفیہ بذریعہ خط وکتابت طے ہوگا۔ مگر جواب کیلئے آدھ آنہ کا ٹکٹ آنا ضرور ہے۔ ورنہ عدم جواب کی شکایت معاف۔

(۳) اشیاء طلائی ونقرئی وجڑاو ہ کی فروخت پر فیصدی (پانچ روپیہ) سے کمیشن لیاجائیگا۔

(۴) پارچہ وفرنیچر واسلحہ وغیرہ کی فروخت پر فیصدی (۱۰) روپیہ کمیشن لیاجائیگا۔

(۵) اور ادویات کی فروخت پر فیصدی (۱۵) روپیہ کمیشن لیاجائیگا۔

اور ان اشیاء کی فروخت کے لئے جو اشتہارات وغیرہ بطور اطلاع شایع ہونگے اوسکا خرچ کمپنی اداکریگی۔ اور پارسل ورجسٹری ومنی آرڈر ومزدوری اسباب برداری وغیرہ کا خرچ بذمہ مالکان اشیاء پر ہوگا۔ کمپنی ایسے اخراجات کی ذمہ دار نہیں

## قواعد نسبت فرمایشات

(۱) فرمایش کنندہ سے خواہ وہ کسی قسم کی فرمایش ہو فی روپیہ (ایک آنہ) کمیشن لیاجائیگا۔

(۲) ہر ایک فرمایش کے ساتھ اوسکی پیشگی قیمت ضرور آنی چاہئے۔ اور اگر کسی فرمایش کی قیمت معلوم نہو تو وہ بذریعہ جواب طلب کارڈ یا بذریعہ خط معہ ٹکٹ نیم آنہ دریافت فرماکر بعد دریافت جو بہائی قیمت روانہ کرنی چاہئے۔ پارسل ورجسٹری ومنی آرڈر وغیرہ ہر طرح کا خرچ فرمایش کنندہ کے ذمہ ہوگا۔ ایجنسی اوسکی ذمہ دار نہیں۔ تمامی خط وکتابت ومنی آرڈر ورجسٹری وغیرہ وغیرہ بنام غلام صمدانی خان گوہر مالک رسالہ جلوۂ محبوب وجلوۂ محبوب ایجنسی ومحبوب کمپنی حیدرآباد دکن یاقوت پورہ ہونی چاہئے۔

**المشتہر** منیجر جلوۂ محبوب ایجنسی ومحبوب کمپنی۔

مژدہ! مژدہ!! مژدہ!!!۔

اگر کوئی صاحب علمی اور دلچسپ مضامین۔ اور مفید عام آرٹیکل کوئی سوانح عمری مشہور ومعروف بہادران ناموران کی۔ یا کوئی دلچسپ ناول خواہ وہ انگریزی کا ترجمہ ہو۔ اور کیل جس سے عام نفع ہو ماہانہ بھیجا کریں تو ہم اونکے اقیمت رسالہ جلوۂ محبوب ماہانہ روانہ کرینگے۔ نوٹ قواعد جلوۂ محبوب میں اس سال بلحاظ مصلحت انتظام اس امر کی سخت ضرورت ہے خریداران جلوۂ محبوب کو لازم ہے کہ قواعد کو ایک نظر ضرور ملاحظہ فرمائیں خصوصًا فقرات نمبر کہ اپنی آپ ضرور دیکھیں۔ اگر اسقدر اطلاع دینے کے بعد بھی کوئی صاحب کسی ایک لفظ یا حرف قواعد سے عدم واقفیت ظاہر کرینگے تو وہ عذر لایق پذیرائی نہوگا۔ اور سبکو قواعد کی پابندی کرنا ہوگا۔

نمبر ۹ بابت ۶ شہر ربیع سنہ ۱۳۱۷ جلد ۲
جلوہ محبوب
مرتبہ
جان نثار مملکت آصفیہ غلام صمدانی خان گوہر حیدرآبادی مہتمم و ایڈیٹر جلوہ محبوب

بندگان اعلیٰحضرت اقدس مد ظلہ العالی

# قواعد نظارہ جلوہ محبوب۔

(۱) یہ جلوہ ہمیشہ ناول و سوانح عمری و تاریخی و علمی مضامین کے پیرایہ مین ظاہر ہوگا۔ اور اس امر کی پوری پوری کوشش کریگا کہ اردو لیٹریچر کا اعلےٰ نمونہ بنیے۔

(۲) یہ جلوہ ہر ماہ ہر مہینے کی (۶) تاریخ کو فروغ بخش چشم شائقان ہوا کریگا۔

(۳) یہ جلوہ امرائے عظام و عہدہ داران ذوی الاکرام کے میز تک ایک مرتبہ بغرض نظارہ ضرور پہونچیگا۔ بصورت عدم منظوری مہتمم گلدستہ کو اطلاع دین کہ جلوہ محبوب کا نظارہ منظور نہین۔ ورنہ جلوہ محبوب برابر پہونچتا رہیگا۔

(۴) جلوہ محبوب کا ہدیہ سالانہ پیشگی حسب رجہ نقشہ ذیل مقرر کیا گیا ہے۔ مابعد المضاعف لیا جائیگا۔ خرچ رجسٹری و منی آرڈر و ویلو پے ایبل بذمہ خریدار۔

| سنین گلدستہ | امراء عہدہ داران بلدہ و اضلاع | عام شائقان بلدہ حیدرآباد دکن | عام شائقان اضلاع ممالک محروسہ سرکار عالی | عام شائقان غیر ممالک علاقہ عظمت مدار سرکار عالی وغیرہ | امرائے عظام و شاہزادگان ذوی الاحتشام و رؤسائے با اقتدار و والیان والا تبار کی |
|---|---|---|---|---|---|
| عـہ | صہ | عا/ حالی | عا/ ۶ ر حالی معہ محصول | عا/ کلدار معہ محصول ۶ ر | علو ہمتی و دریا دلی و فیاضی پر منحصر ہے |

(۵) بلا وصول ہدیہ پیشگی کسی صاحب کے نام گلدستہ جاری نہوگا۔

(۶) جلوہ کے عنوان مین ہمیشہ ایک قصیدہ ہمارے آقائے ولی نعمت اعلیٰحضرت کی مدح مین درج ہوا کریگا اور باقی اوراق (۱) سوانح عمریان اور سچے تاریخی واقعات نامواران سلف و حال (۲) طرحی غزلین۔ (۳) منتخب لطیفے (۴) مختلف مضامین لکچر و اسپیچ جو مفید ملک و قوم ہون (۵) کسی پاکیزہ دلچسپ نہایت حیرت خیز تاریخی انگریزی ناول کا ترجمہ بھی اسکے ساتھ ہوا کریگا۔ ہر ایک کی دلچسپی کا باعث اور قرین قریب ہر ایک صاحب جلوہ محبوب کے اپنے مذاق کے موافق پائینگے۔

(۷) اگر کوئی صاحب مضامین مفید ملک و قوم اور قصاید مدح اعلیٰحضرت یا قومی نظم روانہ فرمائین تو بمنت درج گلدستہ کئے جائینگے۔

(۸) اجرت تقسیم اشتہارات بطور ضمیمہ فی صد (۸ ر) اور درج گلدستہ کرنیکے لئے فی سطر (۲ ر) اور نسبت ایدکا تصفیہ خط و کتابت سے ہوگا۔

(۹) جواب طلب خطوط کیلئے ٹکٹ یا جوابی کارڈ آنا چاہیئے اور خریداران گلدستہ اپنی ہر قسم کی تحریرات مین کہ کس نمبر کا خریدار حوالہ دیا کرین جو عجیب ورنہ تامل ہوگا

(۱۰) نمونہ کے پرچہ کے لئے اہل بلدہ کو (۴ ر) حالی اور ساکنان اضلاع کو (۴ ر) حالی سکہ ٹکٹ اور ممالک عظمت مدار کے باشندون کو (۴ ر) کلدار کے ٹکٹ روانہ کرنا ہوگا۔

(۱۱) مضامین و زر روانگی منی آرڈر اور ہر قسم کی خط و کتابت بنام غلام صمدانی خان گوہر مالک و ایڈیٹر جلوہ محبوب ساکن اندرون یاقوت پورہ دیوڑھی نواب بیگم بیگم ہی بی بیگمان میر غوث الدین علی صاحبزادہ صاحب جاگیردار ہونی چاہیئے۔

المشتہر مینجر جلوہ محبوب۔

هو القادر

یا صاحب الجمال و یا سید البشر
من وجهک المنیر لقد نور القمر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا یمکن الثناء کما کان حقہ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

قصیدہ در مدح کیوان منزلت آفتاب شوکت فریدون فر سکندر رو آصف دوران
سلیمان زمان خاقان ابن الخاقان سلطان ابن السلطان اعلیحضرت
میر محبوب علیخان فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک مظفر الممالک آصفجاہ بہادر
خلد اللہ ملکہ و ملکہ وافاض علی العالمین خلقہ و خلقہ من تصنیف
جناب سید محمد کاظم حسین صاحب شیفتہ کنتوری۔

| | |
|---|---|
| فریفتہ میرے شعرون پہ ہے سخندانی | مجھے ہے شا[illegible]ان سے عشق روحانی |
| خدا گواہ یہ شاہد عجیب شاہد ہے | بتون کو جسکی اداؤن سے ہے پشیمانی |

وصال اسکا ہے جمعیت دلی کا سبب ‏ — فراق اسکا ہے مجموعۂ پریشانی
محب سب اسکے ہین اسکے خیال مین بیخود — کہ موج ساغر بادہ ہے جبین پیشانی
عجیب حسن ہے اسکا عجب سراپا ہے — برنگ آئینہ کیون ہو نہ دل کو حیرانی
ہر ایک صفحۂ قرطاس چہرۂ سادہ — ہر ایک دائرۂ حرف چشم نورانی
ہر ایک نقطۂ مشکین ہے خال عارض کا — ہر ایک سطر مسلسل ہے زلف طولانی
جبین اسکی ہے یا ہے بیاض مین مسطور — میرا قصیدہ ہے یا اسکی طبع ریحانی
قدم قدم پہ ہے اسکے خرام سے محشر — جگہ جگہ پہ ہے تیغ نظر سے قربانی
عجیب حال ہے جسکے جمال سے شاعر — ہوے ہین محو ثنا خوانی و غزلخوانی
نہ کیون ہو شوق اسے شاہدان عالم پہ — جگہ قیام کی ہے تحت عرش ربانی
جھلک ہے نور کی بیشک خیال مین اسکے — قلوب شاعرون کے ہو رہے ہین نورانی
ثنا فزا اسکا ہے لاریب مشکلون کا سلب — توجہ اسکی ہے بیشبہ وجہ آسانی
کبھی دکھاتا ہے محفل مین رقص پریون کا — کبھی سناتا ہے ناہید کی خوش الحانی
ڈبو سرشک مین پیدا کرے وہ آب رنگ — کہ سمجھین مردمک چشم سبحۂ مرجانی
جو اسکی سرخی مین ہوتے ہین نقطۂ خونرنگ — مبصر اوسکو سمجھتے ہین لعل رمانی
یہ دل مین آتا ہے لیکن نظر نہین آتا — نئی طرح کی ہے اسکی بھی پاکدامانی
اسی کے عشق مین بیخود ہین صائب و حافظ — اسی کا دل سے ہے طالب حکیم ہمدانی
جناب سعدی و عرفی اسی پہ شیدا ہین — اسی پہ شیفتہ ہین انوری و خاقانی
مجھے یہ شاہد [illegible] دل سے ہے مرغوب — کہ ہے محرک مدح و ثنائے سلطانی
[illegible] و ثنا [illegible] جسکا مرجع عالم — جسے خدا نے دیا ہے عروج کیوانی
[illegible] ہین آپ [illegible] کو علی کیسا [illegible] — علم حضور کا معلوم ہو باسانی
ملا ہے اسکو زمانے سے فتح جنگ خطاب — ہے فخر قیصر و فغفور اسکی دربانی
یہ چار دانگ مین مشہور ہے نظام الملک — ہوئی ہے ملک مین تہذیب کی فراوانی
لقب ہے [illegible] گردون حشم [illegible] آصف جاہ — عیان ہے رخ سے مگر سطوت سلیمانی
اطاعت اسکی ہے لازم ہر اک مسلمان پہ — دلیل کو ہے اولی الامر نص قرآنی

بناے عدل ہے اس بادشاہ سے محکم — کہ سر اوٹھا نہین سکتے فساد کے بانی
بجا ہے کہتے جو ہیشک حکیم جالینوس — فروغ حکمت شہ سے ہے ملک یونانی
پڑہون وہ مطلع حاضر ثنا کے سلطان مین — کہ جسکو سنکے ہو مسرور طبع خاقانی
زیادہ مطلع خورشید سے منور ہے — کہ ہے وہ مطلع اول یہ مطلع ثانی

## مطلع ثانی

عروج پر ہے میرا اختر جہانبانی — ترا لقب ہے زمانے مین ظل سبحانی
ہوے ہین ملک مین احکام شرع کے رائج — بھرا ہے سینہ اقدس مین جوش ایمانی
پڑی نگاہ کرم جسپہ ہوگیا وہ غنی — تری نگاہ مین ہے کیمیاے رحمانی
سنے جو حال ترے عدل و رعب سطوت کا — کرے شغال کی شیر ژیان نگہبانی
نگاہ شیر فگن سے جو سامنا ہو جاے — جگہ سے ہل نہ سکے ضیغم نیستانی
خرد مین علم مین ہمت مین سب سوا اول ہی — کمال و فضل و ہنر مین کوئی نہین ثانی
بسان صبح منور جو ہے جبین روشن — مثال بدر کے ہے روے صاف نورانی
شکن جبین کی نہون کو موج رحمت ہے — عدو کیواسطے خنجر ہے چین پیشانی
سنا ہے حاتم طائی کی روح شرمندہ — خجل ہے جود و عطا سے سحاب نیسانی
ترا مقام ہے اہل نظر کی آنکھون مین — نہان ہین ذات مین جملہ کمال انسانی
یہ بند کیا ہے کہ جاری ہے فیض تا حرمین — وجود پاک سے ہے رونق مسلمانی
جفا کی جنس زمانے سے ہوگئی نایاب — قماش عدل کی ہے چار سمت ارزانی
تہذیب راہزنون پر ہے اسقدر غالب — مسافرون کی وہ کرتے ہین اب نگہبانی
ہمیشہ جوش یہ رہتا ہے بحر فیض و عطا — ترا ہے شغل غریبون پہ گوہر افشانی
ترے ہمم کہان ہے احصا کمال بے عقلی — ترے کرم کا احاطہ ہے سخت نادانی
جو خون خصم سیہ بخت سے ہو لالہ لال — ترا خدنگ سمجھ ہے بیشک لعل پیکانی
جو معرکے مین کہنچے تیغ برق دم تیری — مخالفون مین سگے آگ جلکے ہون پانی
وہ بحر حسن ادا سے جو سر جھکا کے چلے — تو رزمگاہ مین ہو بحر خون کی طغیانی

سمند تیز قدم کی جو شوخیان دیکھے — نہان ہوا مین خجلت سے برق ہو پانی

سبک روی نظر آئے جو تیز گلگون کی — ہزارون ٹھوکرین کہائے نسیم بستانی

کبھی نہ ہووےگا اسے سبقت فلک سے مثال — عیوب سے یہ بری وہ ستارہ پیشانی

قصیدہ ختم کرو شیفتہ قلم روکو — محال امر ہے احصاے مدح سلطانی

دعا کو ہاتھ اوٹھاؤ بصد خلوص و نیاز — جھکاؤ سر طرف بارگاہ ربانی

خدا سے عرض کرو اے خدای جن و بشر — مرے حضور کو دے شوکت سلیمانی

یہ بادشاہ مقاصد مین کامیاب رہے — عدو کو اپنے ارادون مین ہو پشیمانی

وسیع ملک ہو اقبال مین ترقی ہو — ہر ایک عقدہ مشکل کیلیے آسانی

بقا ہو شاہ کو اور شاہ کی حکومت ہو
عدو کا نام و نشان ہو جہان سے فانی

پس آدمی کو روانہ فرمایا۔ اور کہلا بھجوایا کہ اسپان شاہی کے لئے گہانس
کی ضرورت ہے۔ آپ کے یہان اگر موجود ہو بھیجا جائے۔ جسکا جواب
آپ نے اسطرح فرمایا کہ "مطبخ مین فدوی کے طین اسقدر کبھی نہین ہے
کہ عصافیر اپنے مناقیر سے لیجا کر آشیانہ بنائین۔

آپکا ازدواج سید شاہ بیگم ہمشیرہ قسور جنگ عبد الباری خان بہادر سے ہوا تہا
چنانچہ بعد انتقال آپ کے بیگم صاحبہ ممدوحہ تقریبًا چھہ سات سال تک کئے لاکھہ
کی جائداد پر قابض و متصرف رہین۔ آپ کو دو صاحبزادے تھے ایک
ناصر محی الدین خان اور دوسرے صدر الدین محی الدین خان آپ نے تخمینًا
دو ماہ ریاست کی۔ آپ کی عمر کا حال کسی تاریخ سے معلوم نہین ہوتا۔ اور نہ
آپکے مزار کا ہی پتا چلتا ہے اور بالاجی مرہٹہ پونہ سے آپ ہی کے زمانۂ
حکومت مین اورنگ آباد پر تاخت لایا تہا۔ اور اسوقت رکن الدولہ*
وہان کے ناظم تھے۔ اونہون نے پندرہ لاکھہ روپیہ دیکر سر سے بلا ٹالی
تھی۔ بہر حال انکے زمانہ ریاست مین عجب خونریزی اور دہشت وخوف
مین گذری۔

## تذکرہ عالیجناب نواب سید محمد خان بہادر صلابت جنگ آصف الدولہ امیر الممالک غفر اللہ وجعل الجنة مثواہ
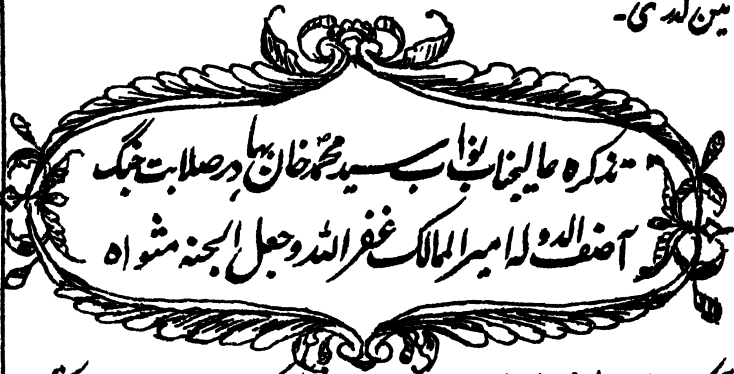
آپکا اصلی پیدائشی نام نامی سید محمد ہے۔ آپکی ولادت باسعادت کی تاریخ و سنہ
مین اختلاف ہے حضرت مغفرت مآب کے عین حیات آپکو خطاب سید محمد خان بہادر

* رکن الدولہ نواب آصف جاہ بہادر کے امراے عظام سے تھے۔ انکا انتقال ۱۱ رجب سنہ [illegible] مین ہوا

صلابت جنگ سرفراز ہوا تہا۔ احمد شاہ بادشاہ نے اپنے جلوس کے زمانہ مین ظفر جنگ سپہ سالار آصف الدولہ کا خطاب عطا فرمایا۔ عالمگیر ثانی کے عہد حکومت مین امیر الممالک کے خطاب سے ممتاز ہوسے۔ آپ حضرت مغفرت مآب کے تیسرے فرزند ہین۔ بعد شہادت نواب ناصر جنگ شہید کے آٹہ ماہ کچہ روز مظفر جنگ بہادر نے حکمرانی کی۔ جنکا تذکرہ ناظرین کی نظر سے گذر چکا ہے۔ جب مظفر جنگ بہادر بھی افاغنہ کے ہاتہ سے قتل ہوسے۔ جملہ اعیان دولت و ارکان سلطنت مثل رگناتہہ داس دیوان اور نواب نظام علیخان بہادر و نواب بسالت جنگ بہادر و نواب میر مغل علیخان بہادر نے بالاتفاق بلحاظ بزرگ خاندان ہونے کے نواب صلابت جنگ بہادر کو تخت سلطنت پر بٹہایا حالانکہ بعض ارکان و اعیان دولت کا ارادہ یہ تہا کہ نواب میر نظام علیخان بہادر کو تخت نشین کرین۔ چونکہ آپکی قابلیت اور خداداد ذہانت اس امر کی شہادت دیتی تھی کہ سلطنت کی انجام دہی کے لئے آپ سا تاجدار زیبا ہے۔ دوسرے مین اتنی لیاقت وجودت کہان جو ایسے سترگ کام کو انجام دیسکے۔ اور اس بار ریاست کو سنبھال سکے۔ اسکے لئے تو ایک ایسے فہمیدہ و سنجیدہ لائق و فائق ذات کی ضرورت تھی جو لکہو کہا بلکہ کڑوڑہا جان کی حفاظت اور اونکے مال کی نگہبانی کرے اور یہ جملہ خداداد اسباب اوس ایک ذات ستودہ صفات مین مہیا تھے۔ اور یہی وجہ تھی کہ ارکان و اعیان دولت کا یہ ارادہ ہوا تہا۔ چنانچہ یہ تجویز اعیان دولت نے نظام علیخان بہادر کے حضوری مین پیش بھی کی۔ مگر آپ نے اوس راے کو منظور نفرمایا۔ یہ بھی ایک دلیل حسن لیاقت کی تھی۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ریاست ایسی پیاری اور ہر دلعزیز چیز کو انسان نہ قبول کرے۔ اور اسصورت مین کہ اعیان اور ارکان دولت جو ریاست کے زبردست بازو ہین طرفداری اوسکا اپنا ارادہ ظاہر کرین۔ اور اطاعت پر کمر باندہین۔ اسکے علاوہ ریاست مین حق و حصہ ہوتے ہوسے

انکار فرمائین - ماشاء اللہ یہ ہمت مردانہ ممکن نہین کہ دوسرے مین آسکے - جب آپ سے ارکان دولت کی یہ مرضی دیکھی - اور اعیان سلطنت کا معروضہ سماعت فرمایا ارشاد فرمایا کہ بزرگون کے ہوتے ہوے چھوٹون کو اسطرح پیش قدمی کرنی نہین چاہیے - ہر حالت مین خوردون کو بڑون کی اطاعت کرنا اچھا ہے - جسمین - فلاح دارین ہے - خدا ورسول کی مین خوشنودی ہے - مین تمہاری گذارش کو ہرگز رد نہ کرتا - مگران وجوہات کی وجہ سے اس امر مین پیشقدمی مناسب نہین سمجھتا ہون - چنانچہ نواب نظام علیخان بہادر نے خلوص قلبی اور وفور مسرت کیساتھ اولا نذر گذرانی - بعد ازان دوسرے بہائی اور ارکان و اعیان دولت نے نذرین پیش کین ۱۱۶۴ھ مین نواب صلابت جنگ بہادر تخت نشین ہوے - رگھناتھداس کو بہادر کا خطاب عطا ہوا - اور خدمت وکیل مطلق کی سرفراز فرماکر صاحب اختیار امور ریاست کا فرمایا - اور باقی تمام ملازمین نواب نظفر جنگ بہادر اور سیاہ فرانسیس رگھناتھداس کی سعی و افزہ سے حسب سابق اپنی اپنی مفوضہ خدمت پر بحال و برقرار رہے - گو بظاہر رگناتھداس کی کوشش تھی مگر بالمنا نواب صلابت جنگ بہادر کی رحمدلی تھی جو وراثتاً آپکو اپنے بزرگون سے پہونچی تھی - جو آپ نے حسب سابق ملازمین وغیرہ کو بحال رکھا - اور کیطرح کا اوستین ردو بدل فرمایا - ورنہ ممکن نہ تہا کہ خدمات مین تغیرات نہ ہو - نواب صلابت جنگ بہادر کی رسم تخت نشینی بمقام لکریت پلی (جہان کہ لشکر کا فرودگاہ تہا) - عمل مین آئی تھی - بعد آداے رسم تخت نشینی آپ نے وہان سے کوچ فرماکر حیدرآباد کا عزم فرمایا - اثناے راہ مین کرپہ پہونچے - وہان کا بندوبست بطور معقول فرماکر کرنول کی جانب متوجہ ہوے - جب افاغنہ کرنول کو آپکے آمد کی کیفیت معلوم ہوی - کل قلعہ بند ہو گئے رگناتھداس نے مصلحتاً میر محب علیخان و میر نظر علیخان و میر حسین علیخان برادران میر نجف علیخان کو افاغنہ کی تسلی و دلاسا کے لئے قلعہ مین روانہ کیا

گوان ہرسہ بہادرون نے بہت کچھ فہمایش کی۔ مگر اونہون نے ایک نہ مانی۔ بلکہ اولٹا اون تینون بہائیون کو قتل کر ڈالا جب یہ کیفیت آپ کے گوش گذار ہوئی فوراً آپ نے حملہ فرمادیا۔ پہر کیا تھا افاغنہ نے فرار پر کمر باندہی۔ کیونکہ ممکن نہ تہا کہ ایسے لشکر کثیر کی روک تہام کرسکین۔ اور ملک کی نگہداشت ہوسکے۔ ہان البتہ جاتے جاتے اتنا کیا کہ ملک کو تاراج کر دیا۔ لشکر ظفر موج بفتح و ظفر داخل کرنول ہوا۔ اور بندوبست و انتظام کے بعد وہان سے کوچ فرماکر آپ سیدہے حیدر آباد مین داخل ہوے۔ خزانہ قلعہ محمد نگر پر قبضہ کرلیا گیا۔ جب یہانکا بھی پورا بندوبست ہوچکا۔ اور کل امور سے فراغت حاصل ہوئی۔ اور نگ آباد کی جانب متوجہ ہوے اورنگ آباد پہونچکر موسم باران بخوشی و خرمی وہین بسر کیا۔ اسی اثنا مین بالاجی ولد باجیراؤ کے بغاوت کے حالات معلوم ہوے۔ اور یہان تک کیفیت معلوم ہوئی کہ وہ بالکل فساد پر آمادہ ہے۔ اگر چندے اغماض کیا جائے تو اوسکی شوخی بالکل حد سے گذر جائیگی۔ اسیوجہ سے آپ نے اسکا استیصال کرنا فوراً مناسب سمجہا۔ ۱۱ ذیحجہ ۱۱۶۴ھ کو مرہٹہ مذکور کی تنبیہ کا ارادہ فرماکر بچاس ہزار سوار جرار کیساتہ مقابلہ کے لئے نکلے اور امام جنگ بہادر کو ہراول مقرر فرمایا۔ شہر سے نکلکر مرہٹہ کو پسپا کرتے ہوے احمد نگر تک پہونچے۔ اور اسباب زاید جو ہمراہ تھا اوسکو احمد نگر مین رکہہ کر پونہ کے جانب متوجہ ہوے۔ چنانچہ ۱۲ محرم ۱۱۶۵ھ سے جنگ شروع ہوے غنیم کے جانب سے بالاجی اور اوسکا چچیرا بہائی سدہوجی مقابلہ کے لئے نکلے اور جنگ مین کارہاے نمایان دکہلائے۔ مگر بہادران اسلام نے اونکی ایک بھی نہ چلنے دی۔ غنیم کو ہٹاتے ہٹاتے پونہ تک پہونچادیا۔ اور راستہ مین جو دیہ و قریہ غنیم کا ملتا تھا بہادران اسلام اوسکو جلاکر خاکستر کرتے تھے فرانسیسون نے بھی اس جنگ مین بڑا حصہ لیا۔ اور بہادری کی دہاک بٹہلادی فرانسیسون کے توپخانہ نے تو غنیم کے میدان صاف کردئے۔ مگر

# طرح

بابت ۶ ذیحجہ ۱۳۱۲ ہجری

عشق کا حال کیا بتائیں ہم

**حقدار۔ جناب حکیم سید عبد القادر صاحب شاگرد حضرت شیفتہ صاحب کنتوری**

نہ کلیسا نہ کعبہ جائیں ہم
تیرے در پر ہی سر جھکائیں ہم

آج اوس بت کو پھر منائیں ہم
اپنی قسمت کو آزمائیں ہم

وہ تو کانوں پہ ہاتھ رکھتے ہیں
کسکو احوال دل سنائیں ہم

رنگ کھیلیں عدو ترے ہمراہ
ہے غضب خون میں نہائیں ہم

آئینہ اونکا ہم سے ٹوٹ گیا
کسطرح اون کو منہ دکھائیں ہم

سنکے روئینگے دوست اور دشمن
اپنا قصہ اگر سنائیں ہم

دل میں ہے وقت ذبح ایقاتل
تیرے خنجر کے لیں بلائیں ہم

تیرے کوچہ سے اے ستم پرور
موت گر آئے لیکے تو جائیں ہم

اپنے دلبر کو مثل دل حقدار
لیکے آغوش میں بٹھائیں ہم

**حفیظ۔ جناب محمد عبد الحفیظ صاحب اہلکار محکمہ عدالت کوتوالی امور عامہ سرکار عالی صیغہ کوتوالی تلمیذ حضرت شیفتہ کنتوری**

خاک پائے نبی جو پائیں ہم
سرمہ سان آنکھ میں لگائیں ہم

چلکے سر سے مدینہ جائیں ہم
حال دل آپ کو سنائیں ہم

کبھی بخت رسا جو لیجائے
جاکے یثرب کبھی نہ آئیں ہم

آپکی ہو اگر نگاہ کرم
اپنے دل کی مراد پائیں ہم

اے حفیظ آرزو ہے یہ دل کی
در احمد کو دیکھ آئیں ہم

**حکیم۔ جناب رائے جناردہن پرتاب صاحب ولد بابو سورج پرتاب صاحب منتظم جلسہ [illegible]**

دل کسی اور سے لگائین ہم۔ | غم کا بدلہ تمھین دکھائین ہم
آگ رہتی ہے اک سینہ مین | عشق کا حال کیا بتائین ہم

رعد۔ جناب حکیم میرزا در علی صاحب فرزند و شاگرد حضرت شعلہ مرحوم

دل وارفتہ کو جو پائین ہم | پھر کسی سے نہ دل لگائین ہم
قصد ہے آج اوسکے کوچہ مین | ایسے جائین کہ پھر نہ آئین ہم
دیکھکر حور کو نہ بھولینگے | دلربا تیری یہ ادائین ہم
اونکی محفل مین بنکے قاصد غیر | کسی صورت سے آج جائین ہم
دیکھ لینگے تجلی دیدار | بیخودی آپ مین جو آئین ہم
ہم تو اے رعد عمر بھر جاگین | بخت خفتہ کو کیا جگائین ہم

رسم۔ عالیجناب راجہ نیم چند بہادر

پہلے مقصد کی کوششین کرلین | پھر مقدر کو آزمائین ہم
اپنے ہاتو لٹے ہم ہوئے برباد | نام کس شوخ کا بتائین ہم
قیس و فرہاد کا سنو قصہ | عشق کا حال کیا بتائین ہم
رحم تحسین کا شور ہوگا بلند | اپنے اشعار گر سنائین ہم

رفعت۔ جناب سید مخدوم محمد محمد الحسینی صاحب خادم سجادہ نشین درگاہ حضرت سید خواجہ حسین شاہ ولی صاحب قدس سرہ شاگرد حضرت شیفتہ صاحب کنتوری

اپنی ضد پر کبھی جو آئین ہم | لاکھہ تم ایسے پھر بنائین ہم
بدمزاجی کی انتہا بھی ہے | جور کب تک ترے اوٹھائین ہم
اولٹی سیدھی ہمین سناتے ہو | کیا ہو گر بات کو بڑھائین ہم
آتشین رخ کی یاد مین دن رات | کب تلک جان کو جلائین ہم
چھوڑ و عشق بتان کو اے رفعت | تا کجا سختیان اوٹھائین ہم

رشید۔ جناب محمد عبدالرشید صاحب حیدرآبادی شاگرد حضرت شیفتہ صاحب کنتوری

یار ہوئے ہوا در گلشن ہو | پھر در وصل سے اوٹھائین ہم
کوئے جانان مین ہو جو ذلت ہم | جائین ہم لاکھہ بار جائین ہم

یار سوتا ہے اور تنہا ہے
سوچ ہے کسطرح جگائین ہم

نام الفت کسی حسین مین نہین
دل حسینونسے کیا لگائین ہم

پاس بیٹھنے کے جائین تم ہوتے
منت احسان یہ کیون اوٹھائین ہم

یہ ارادہ رشید ہے اپنا
عشق دلبر مین مر ہی جائین ہم

**شراغ - جناب محمد فیروز حسین صاحب طالب علم سٹی ہائی اسکول حیدرآباد دکن شاگرد جناب مولوی سید کاظم حسین صاحب شیفتہ کنتوری**

نالۂ دل اگر سنائین ہم
وجد مین صوفیون کو لائین ہم

میری تربت پہ آکے یون بولے
تجکو کیونکر گلے لگائین ہم

کیون کرین ہم بتونپہ دل مائل
منت کیون آفتین اوٹھائین ہم

دل لگی غیر سے رہے اونکو
سختیان ہجر کی اوٹھائین ہم

سر و پا کی خبر نہین مطلق
عشق کا حال کیا بتائین ہم

قدر تمکو نہین ہے الفت کی
درد دل تمکو کیا سنائین ہم

ہجر مین جان بلب رہین کب تک
ایسے جینے سے مر ہی جائین ہم

میرے ہمراہ اسے سراغ چلو
کہین اونکا پتہ لگائین ہم

**شیفتہ - جناب سید محمد کاظم حسین صاحب کنتوری**

سختیان عشق کی اوٹھائین ہم
لوہے کا دل کہان سے لائین ہم

پھر بتون سے جو دل لگائین ہم
بس خدا ہی سے اپنے پائین ہم

روح کے ساتھ جسم کی تھی بہار
خاک باندھین گے اب ہوائین ہم

دے چکے دل تو پھر شکایت کیا
کیا بڑھا کر تمھین گھٹائین ہم

ہجر مین زار زار روتے ہین
رات کو دیکھکر گھٹائین ہم

یہ گھروندا اگر ٹلنے والا ہے
خاک دنیا مین گھر بنائین ہم

جاکے سو بار کیا ہوا حاصل
وہ بلائین تو اب نجائین ہم

پوچھتے ہین وہ دل کی کیفیت
متحیر ہین کیا بتائین ہم

شیفتہ دل ہی اپنا بیٹھ گیا
وصل کے لطف کیا اوٹھائین ہم

**شفا - جناب میر احمد علی صاحب حیدرآبادی ولد حکیم محمد علی صاحب نبیرہ حکیم شفائی خان شاگرد ...**

| | |
|---|---|
| ایسا مونس کہان سے لائین ہم | حال فرقت جسے سنائین ہم |
| غم فرقت ہے نزع سے بدتر | ایسے جینے سے مر ہی جائین ہم |
| آپ پہلو مین غیر کے بیٹھین | ناز و انداز تو اوٹھائین ہم |
| عشق کے معرکہ مین ہو گا نام | اپنے سر کو نہ کیون کٹائین ہم |
| مال کیا مال نقد دل دیدین | تیرے دل مین جگہ جو پائین ہم |
| فاش ہونا یہ راز خوب نہین | عشق کا حال کیا بتائین ہم |
| شعلۂ عشق کا شفا چھوڑو | جان الفت مین کیون مٹائین ہم |

**صدر - جناب غلام محی الدین صاحب اہلکار سوم ڈپارٹمنٹ سرکار عالی تلمیذ حضرت شیفتہ**

| | |
|---|---|
| کبھی تنہا جو اونکو پائین ہم | خوب اپنے گلے لگائین ہم |
| جذبۂ دل اگر دکھائین ہم | حور فردوس کی بلائین ہم |
| فتنۂ عشق و حسن کی روداد | کوئی پوچھے اگر بتائین ہم |
| ہجر جانان مین آتی ہے کب موت | زہر گر لاکھ بار کھائین ہم |
| حال ظاہر ہے دیکھنے سے صورت | عشق کا حال کیا بتائین ہم |
| پوچھتا ہی نہین کوئی اے صدر | درد ہجران کسے سنائین ہم |

**صبر - جناب ابو المحزن عبد الکریم خان صاحب دہلوی تلمیذ حضرت نادر دہلوی**

| | |
|---|---|
| آپ اتنا نہ پوچھین کون ہے تو | اور سے ہین آپکی چھپائین ہم |

**عزیز - جناب محمد امتیاز علی صاحب تھوی شاگرد حضرت شیفتہ کنتوری**

| | |
|---|---|
| زور آہو کا گر دکھائین ہم | ابھی عرش بریں ہلائین ہم |
| جذب دل کا اثر دکھائین ہم | پاس اپنے اونھین بلائین ہم |
| وصل اوس بت کا ہو تو گھی کے چراغ | گھر مین اللہ کے جلائین ہم |
| نزع کیوقت پوچھتا ہے وہ شوخ | بعد تیرے کسے ستائین ہم |
| اشک تھمتے نہین ہین فرقت مین | راز دل کس طرح چھپائین ہم |
| نہین پرسان حال کوئی عزیز | قصۂ دل کسے سنائین ہم |

جلوۂ محبوب کے ناظرین کی دلچسپی کے لئے - جنگ ٹرانسوال کے ہیرو اور
محاصرۂ لیڈی اسمتھ و کمبرلی وغیرہ کے خلاصی دینے والے لارڈ رابرٹس کی سوانح عمری - اور
جنرل کرانجی - متعلقہ افواج بوئیر (جسکو ہمارے قیصرۂ ہند نے سنٹ ہلینا کی سیر کو بھیجا ہے)
کے حالات جو ہمارے معزز ہمعصر رسالہ اودھ ریویو مین ماہ فروری سنہ ۱۹۰۰ء مین طبع ہوئے تھے
اونکی نقل یہان ہم درج کرتے ہین - (جبکہ ہماری سرکار عظمت مدار کی فوج بہادرانہ و رستمانہ جنوبی افریقہ
مین پے در پے فتح نمایان حاصل کر رہی ہے -) غالباً اسکے معلومات بھی خالی از لطف نہونگے - ایڈیٹر

# فیلڈ مارشل لارڈ فریڈرک رابرٹس آف قندہار بالقابہ

چونکہ جنگ ٹرانسوال اور جدید برٹش فتحمندیون کے سبب سے ہمارے سابق کمانڈر انچیف
فیلڈ مارشل فریڈرک رابرٹس صاحب لارڈ آف قندھار کا نام نامی و اسم گرامی اسوقت ہر زبان پر
جاری ہے اسلئے ہم امید کرتے ہین کہ لارڈ صاحب ممدوح کی تصویر اور سوانح عمری خالی از دلچسپی نہوگی
فریڈرک رابرٹس صاحب ۱۸۳۲ء مین بمقام کانپور پیدا ہوئے تھے - آپ میجر جنرل ابراہیم
رابرٹس کے صاحبزادے ہین جو ہندوستان کی فوجمین پشاور ڈویژن کی کمان پر مامور تھے -

لارڈ رابرٹس صاحب اپنی کم عمری مین ولایت بھیجدیئے گئے تھے جہان آنھون نے تعلیم
و تربیت پائی اور حصول تعلیم کے بعد اپنے بیسوین برس عازم ہندوستان ہوئے -

سپاہی کا بیٹا بھی سپاہی ہی ہوتا ہے - فریڈرک رابرٹس صاحب کو شروع ہی سے سپہ گری
کا شوق تھا چنانچہ جب وہ سن شعور کو پہونچے تو آنھون نے سپاہیانہ زندگی کو سب سے زیادہ پسند کیا

چالیس برس ادھر ولایت سے ہندوستان کو ایک سپاہی کا آنا کوئی معمولی بات نہ تھی اس
زمانہ مین جو فوجی قواعد مروج تھے انکے بموجب کسی سپاہی کو ایک مرتبہ سے زیادہ ملنے وطن کو
جانے کی اجازت نہ تھی اور اجازت بھی ملتی تھی تو طبی سرٹیفکیٹ پر اور وہ بھی جب آپ سکو ہندوستان
مین ملازمت کرتے کم از کم دس برس گذر جاتے تھے - پس ۲۰ فروری ۱۸۵۲ء کو جب
فریڈرک رابرٹس صاحب نے ہندوستان کی روانگی کا قصد کیا اور بندرگاہ سوتھمپٹن مین جہاز
پر قدم رکھا تو آنھون نے اپنے دل مین انگلستان کو ہمیشہ کے لئے خیر باد کہی -

مگر اس زمانہ مین ہندوستان اور ولایت کے درمیان صرف ایک مرتبہ دخانی جہاز جاتا تھا

اور مسافرون کی آمدورفت اسقدر کم ہوتی تھی کہ جتنے مسافر اب دو ہفتے میں ولایت سے
ہندوستان کو یا ہندوستان سے ولایت کو جاتے ہین اتنے پہلے سال بھر مین آتے
جاتے تھے۔

یکم اپریل کو فریڈرک رابرٹس صاحب کلکتہ پہونچے اور اپنے ورود کے چند روز بعد دیسی جنگی
توپخانہ مین مقرر ہوئے۔ وہان انھون نے اپنا کام یعنی لیبوریٹری کورس شروع کیا مگر یہ زندگی
اسقدر ہموار اور یکرنگ تھی کہ انکو ایک ایک دن بہاری ہو رہا تھا۔ ہفتہ مین صرف ایکدن
اس مقررہ دستور العمل سے نجات ملتی تھی اور اسدن وہ فورٹ ولیم مین سلامی اتواب کی
نگرانی کرتے تھے۔ لیکن اندنون فورٹ ولیم بھی آجکل کا فورٹ ولیم نہ تھا۔ مکانات
تنگ اور چھوٹے اور ایسے خراب تھے کہ اُنمین ہوا اور روشنی کی آزادانہ آمدورفت نہ تھی
بہم رسانی آب کا انتظام ایسا ناقص تھا کہ توبہ ہی بھلی۔ حفظان صحت کا بھی کوئی عمدہ
بندوبست نہ تھا۔ کلکتہ کی حالت فورٹ ولیم سے بدتر تھی۔ شہر مین دھوان دار تیل کے
لمپون کی روشنی ہوتی تھی۔ وہ بھی دور دور سواری کے لئے نہ گاڑیان تھین نہ فٹن
لوگ یا تو پیدل چلتے تھے یا پالکیون پر۔ جہانتک خاص رابرٹس کے حالات سے تعلق ہے
انکے لئے انگریزون کی فیاضی کا بھی دروازہ بند تھا۔ غرض اُس نوجوان سپاہی کے لئے
جسکی تقدیر مین بعد کو اسی ملک کا کمانڈر انچیف ہونا لکھا تھا کوئی چیز خوش کن اور دلفریب نہ تھی۔
فریڈرک رابرٹس کلکتہ مین بے یار و مددگار تھے۔ نہ انکا کوئی مونس تھا نہ غمگسار غرض
انھیں چندہی روز مین اپنا وطن یاد آیا اور انکو یقین واثق ہو گیا کہ مین ہندوستان مین
رہکر کبھی خوش نہ ہونگا۔ ترقی کی بھی امید ہوتی تو ایک بات تھی۔ خیر سے اُس زمانہ مین ترقی کا
باب بھی مسدود تھا۔ وہ اس زمانہ مین سیر ہنری سکنڈ لفٹنٹ تھے اور اُن دونون فوج مین
کوئی افسر نہ تھا جسنے بنگال ارٹلری مین پندرہ برس سے کم بطور سبالٹرن کے کام نہ کیا ہو۔

انکی زندگی کی اس بے لطف منزل مین کوئی بڑا واقعہ نہین ہوا۔ البتہ ایک بحری
طوفان اس غضب کا آیا کہ انھین عمر بھر یاد رہیگا۔ وہ اس طوفان کے روز گھر سے باہر
تھے۔ یہ طوفان اپنی نوعیت مین لاثانی تھا اور اسدن مکانات اور حیوانات کو اسقدر
نقصان پہونچا جسکا بیان نہین ہو سکتا۔ تمام بازار تباہ ہو گیا۔ یورپین اور ہندوستانیون

کے بنگلے زمین دوز ہوگئے۔ کوٹھے اور چیلین اور دیگر پرند اس کثرت سے ضایع ہوئے کہ
چھکڑون مین لادکر پھکوائے گئے۔ خود نوجوان رابرٹس مرتے مرتے بچا۔
انکو اب ہندوستان مین رہتے چار مہینے ہوگئے اور یہ چار مہینے انکے نزدیک گویا چار
سال تھے سگر فرہر درویش بر جان درویش۔ جب سخت تنگ ہوے اور کلکتہ سے انکا دل
بالکل اچاٹ ہوگیا تو انھون نے اپنے والد کو لکھا کہ مجھے دمدمہ سے برچھا بھجوا دیجئے۔
انکے والد نے جواب دیا کہ تم گھبراؤ نہین تمھین پنجاب بلالونگا۔ اس امید افزا وعدہ نے
رابرٹس کے مردہ قالب مین تازہ روح پھونکدی۔ اور وہ شروع اگست مین دمدمہ سے پشاور
کو طلب کئے گئے۔

جیسا ہم بیان کرچکے ہین اس زمانہ مین صرف پالکیون کی سواری تھی۔ اور کانپور تک
دریا کی راہ سے جانا ہوتا تھا۔ پالکی کی سست رفتاری کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ انکو دمدمہ سے
پشاور پہونچنے مین تین مہینے صرف ہوئے ان دنون لوگ تین دن مین آرام تمام پشاور پہونچ جاتے ہین

فریڈرک رابرٹس بنارس تک دخانی کشتی مین آئے۔ بنارس سے الہ آباد تک گھوڑے
کی ڈاک مین گئے جو ان دنون بنارس اور الہ آباد کے درمیان قایم ہوگئی تھی۔ الہ آباد مین انھون نے
مسٹر لوتھر کمشنر کے یہان قیام کیا جنھون نے انکی بڑی خاطر مدارات کی اور انکو پہلے پہل
اس مہمان نوازی کا تجربہ ہوا جسکے لئے یورپین قوم ضرب المثل ہے۔ الہ آباد سے چلکر
وہ کانپور آئے اور یہان چند روز ٹھہر کر میرٹھ کو روانہ ہوے۔ سب سے پہلے اسی جگہ
فریڈرک رابرٹس کو بنگال ہارس آرٹلری دیکھنے مین آئی۔ اس توپخانون کے خوبصورت
جوانونکو دیکھکر انکے دلمین شوق پیدا ہوا کہ ہارس گرنیڈ سوار گولہ انداز ہونیکی کوشش کرنی چاہئے۔
میرٹھ پہونچکر پختہ سڑک تو ختم ہوگئی اور باقی مسافت یعنے چھ سو میل پالکی یا
ڈولی کی سواری رہگئی۔ یہ ایک بڑی مصیبت تھی۔ مگر چارہ ہی کیا تھا۔ راستہ کی دشواریان
اور صعوبتین برداشت کرکے آخر شروع نومبر مین پشاور پہونچے۔
انکے والد سر ابراہم رابرٹس جنکی عمر ۶۹ سال کی تھی اس زمانہ مین پشاور ڈویژن کی
کمان پر مقرر ہوئے تھے اور میجر جنرلی کے درجہ پر فایز تھے۔
ہمنے اوپر بیان کیا ہے کہ فریڈرک رابرٹس بچپن ہی مین ولایت چلے گئے تھے اور

انھون نے صرف ایک مرتبہ اپنے والد کو ولایت مین اوس وقت دیکھا تھا جب وہ ایک گئے تھے لیکن چونکہ فریڈرک رابرٹس زیادہ تر اسکول مین رہتے تھے اور انکو اپنے والد کے پاس آنے بیٹھنے کا بہت کم موقع ملا تھا اسلئے جب رابرٹس صاحب پشاور پہونچے تو نہ انھون نے اپنے والد کو اور نہ انکے والد نے انکو پہچانا ایک طور پر دونون ایک دوسرے سے ناآشنا تھے مگر یہ اجنبیت جلد دور ہوگئی بیٹے کا حجاب باپ کی خلقی محبت اور مہربانی سے جاتا رہا۔

فریڈرک رابرٹس کو پشاور آنے سے نہ صرف یہ فائدہ ہوا کہ کلکتہ کی خراب آب وہوا سے امنیت حاصل ہوئی بلکہ اپنے والد کے آن تجارب کا استفادہ کیا جو انکو افغانستان کے تعلق سے حاصل ہوئے تھے۔ فریڈرک رابرٹس کے والد افغانستان مین پہلے برگیڈ اور بعد کو شاہ شجاع کی کنٹنجنٹ کے سپہ سالار تھے انکے والد انکو اس ملک کے حالات اور اس ملک کے باشندون کی کیفیت بتایا کرتے تھے۔

اب فریڈرک رابرٹس کے دل مین وہ سکون پیدا ہوا جسکی آرزو تھی اور انکا دل بہلنے لگا۔ ہرچند اس زمانہ مین پشاور مین لوٹ مار کا بازار نہایت درجہ گرم تھا اور کشت و خون کے واقعات روزمرہ ہوتے تھے لیکن بہادر روحین ان چیزون سے نہین گھبراتین فریڈرک رابرٹس اب بہت اطمینان سے اپنی زندگی بسر کرتے تھے۔ تاریخ ورود سے ۱۸۵۳ء تک کوئی بڑا واقعہ ظہور مین نہین آیا۔ وہ اپنے والد کے ساتھ رہتے اور انکے اڈیکانگ کا کام کرتے تھے۔ لیکن اس کام کے علاوہ توپخانہ کا کام بھی انکے سپرد تھا۔

اپریل ۱۸۵۳ء مین انھون نے ۲ مہینے کی رخصت لی اور کشمیر کی سیاحت کو تشریف لے گئے۔ سری نگر اور اسکا دلفریب منظر انکو بہت پسند آیا۔ چنانچہ اپنی تصنیف فارٹی اٹرس ان انڈیا مین سری نگر کی نسبت فرماتے ہین۔

اگر فردوس بر روے زمین ست

ہمین ست ہمین ست وہمین ست

ستمبر مین وہ پشاور واپس آئے اور کوہی باٹری مین شریک ہوئے۔ کچھ دنون بعد وہ سخت علیل ہوگئے اور انھون نے پھر آٹھ مہینے کی رخصت لے کے کشمیر جانے کا عزم کیا مگر کشمیر جانے کے بجائے ہمالیہ کی راہ سے شملہ کو تشریف لے گئے۔ یہان بھی کوئی خاص

واقعہ نہین گزرا البتہ انھون نے کرنل ارتھر بیچر کوارٹر ماسٹر جنرل کے ساتھ لنچ تناول کیا جسکو وہ اپنی زندگی کا سب سے بڑا واقعہ تصور کرتے ہین انکی زندگی مین یہ دن ایک یادگار دن تھا کرنل بیچر انسے بڑی شفقت سے پیش آئے اور فرمایا کہ مین تمکو کسی دن اپنے صیغہ میں بلا لونگا - فریڈرک رابرٹس تو یہ چاہتے ہی تھے مگر انکے والد کی رائے تھی کہ انکے بننے کے لیے پولٹیکل ڈیپارٹمنٹ نہایت موزون ہوگا اور اگر پولٹیکل ڈیپارٹمنٹ مین کوئی عمدہ جگہ نہ ملے تو اسکے بعد کوارٹر ماسٹر جنرل کا صیغہ اچھا ہے - فریڈرک رابرٹس اپنے دلمین یہ خیالی پلاؤ پکایا کرتے تھے کہ مین کسی دن ڈپٹی اسسٹنٹ کوارٹر ماسٹر جنرل ہو جاؤنگا اور چونکہ اب کرنل بیچر نے امید دلادی لہذا یہ بہت خوش ہوے - مگر انکو یہ امید نہ تھی کہ انکی یہ آرزو بہت جلد پوری ہونیوالی ہے - تاہم یہ کہ کوارٹر جنرل کو انکا خیال ہے انکا خوش رکھنے کے لئے کافی تھا - غرض وہ بہت ہی شادان و فرحان شملہ سے پشاور آئے -

۱۸۵۷ء مین سرویہ جنرل نے کشمیر کی مساحت کے لئے دو تجربہ کار افسرون کی ضرورت ظاہر کی - لمسڈن صاحب جو اندنون ڈپٹی اسسٹنٹ کوارٹر ماسٹر جنرل تھے منجملہ ان دو شخصون کے انتخاب کئے گئے جو مساحت کے کام کے لئے طلب کئے گئے تھے اور فریڈرک رابرٹس کو انکی قائم مقامی ملی -

فریڈرک رابرٹس کو اسٹاف کی سیڑھی پر چڑھنے کی اسقدر خوشی ہوئی کہ انھون نے کپتان کی اس شرط کو بھی خوشی سے قبول کر لیا کہ مین اپنے اسٹاف کے علاوہ رجمنٹ کا بھی کام انجام دونگا - کچھ دنون تک لطف و آرام کے ساتھ زندگی کٹتی رہی کیونکہ انکی اس امید پر کہ کسی نہ کسی دن مین کوارٹر ماسٹر جنرل ہو جاؤنگا - گورنمنٹ جنرل کے اس حکم پر پانی پھر گیا کہ جبتک وہ ہندوستانی زبان کا امتحان نہ پاس کر لینگے انکی تقرری مستقل نہ کیجائیگی - مگر فریڈرک رابرٹس محنت سے گھبرانے والے شخص نہ تھے - انھون نے ایک منشی کی مدد حاصل کی اور رات دن محنت کر کے ہندوستانی زبان کا امتحان پاس کیا -

یہ زمانہ ہمارے سابق کمانڈر انچیف کے پورے شباب کا زمانہ تھا اور شہسواری مین انکی مشق اسدرجہ بڑھی ہوئی تھی کہ انھون نے جمکنی سے جو پشاور سے پانچ میل ہے راولپنڈی کی مسافت جو سو میل تھی ۳ بجے صبح سے ۶ بجے شام تک ختم کی -

جب کشمیر کی مساحت ختم ہو چکی تو لمسڈن صاحب اپنے عہدہ پر واپس آ گئے۔
سنہ ۱۸۵۶ع کے اخیر مین افواہ اڑی کہ دوست محمد خان امیر کابل پشاور مین سر جان لارنس سے ملاقات کرینگے یکم سنہ ۱۸۵۷ع مین امیر کابل اور چیف کمشنر پنجاب سے ملاقات ہوئی امیر کا کمپ درۂ خیبر کے دہانہ پر اور چیف کمشنر کا کمپ جمرود کے میدان مین نصب ہوا تھا اس ملاقات کے وقت فریڈرک رابرٹس موجود تھے۔ اس ملاقات کے بعد امیر کابل اور گورنمنٹ برطانیہ کے درمیان ایک معاہدہ پر دستخط ہوئے جسکی ایک شرط یہ تھی کہ ایک برٹش سفارت قندھار کو بھیجی جائے۔ اس سفارت مین ہیری لمسڈن بھی تھے۔ انکے جانے سے ڈپٹی اسسٹنٹ کوارٹر ماسٹر جنرل کا عہدہ خالی ہوا اور لارڈ ممدوح کو پھر انکی قائم مقامی ملی چند روز بعد وہ جنرل ریڈ کے ساتھ دورہ پر گئے۔ پہلے راولپنڈی کا معائنہ کیا۔ یہان سر جان لارنس نے ان سے کہا کہ اگر تم محکمہ تعمیرات مین آنا چاہو تو مین تمھین کوئی عمدہ جگہ دے سکتا ہون مگر اُنھون نے شکریہ کے ساتھ انکار کیا۔ اکثر دوستون نے انکو سمجھایا کہ مستقل جگہ کیون نہین قبول کر لیتے مگر سپاہی کو منشی گری سے کیا واسطہ۔ دورہ کا آخری مقام نوشہرہ تھا یہان جنرل سر جارج وائٹ سے ملاقات ہوئی وہ اس زمانہ مین السن کلنگ رجمنٹ کے سبالٹرن تھے۔ اپریل کے آخر مین وہ اس دورہ سے پشاور کو واپس آئے۔ اب انھین امید تھی کہ مین مستقل ڈپٹی اسسٹنٹ کوارٹر ماسٹر جنرل ہو جاؤنگا اور اسی امید مین وہ باطمینان رہنے کی فکر و انتظام کر رہے تھے کہ غدر نے انکے تمام منصوبون کا خون کر دیا

جون سنہ ۱۸۵۷ع مین وہ توپخانہ کے ڈپٹی اسسٹنٹ کوارٹر ماسٹر جنرل مقرر ہوئے ایام غدر مین وہ دہلی مین موجود تھے۔ انھون نے شاہی ایوان اُڑانے مین ایک نمایان حصہ لیا اور جب دہلی پر برٹش کا پورا تسلط ہو گیا تو ۲۱ ستمبر کو یہ امر طے پایا کہ ایک کالم کانپور کو روانہ کیا جائے۔ اس کالم مین فریڈرک رابرٹس بھی تھے۔ وہ اس کالم کے ساتھ کانپور کو آ رہے تھے کہ بلندشہر مین ایک باغی نے ان پر گولی چلائی مگر خیر ہے یہ گولی انکے گھوڑے کے لگی اور وہ بچ گئے۔

۲۴ اکتوبر کو وہ اپنے کالم کے ساتھ بلندشہر سے روانہ ہوئے راستہ بھر کوئی چھیڑ چھاڑ نہین ہوئی۔ میرٹھ مین ایک فوج انکی شریک ہو گئی اسی شام کو وہ خورجہ پہنچے اس کے بعد

ڈائیون کا ایک زبردست سلسلہ شروع ہوا اور وہ قریب قریب ہر لڑائی مین موجود تھے
علی گڈھ اور آگرہ ہوتے ہوئے وہ کانپور پہونچے - یہان وہ سر کالن کیمبل سے ملے اور
کانپور کی لڑائی مین شریک ہوئے - خدا گنج کی لڑائی مین فریڈرک رابرٹس نے اپنی مردانگی
اور بسالت کے خوب جوہر دکھلائے وہ باغیون کا تعاقب کر رہے تھے کہ ینگ ہسبینڈ صاحب
کے ایک سوار کو سخت مصیبت اور کشمکش مین دیکھا - ایک باغی سپاہی اسپر سنگین سے
حملہ کر رہا تھا اور چند منٹ مین اُسکا کام تمام کر دیتا لیکن فریڈرک رابرٹس یکہ و تنہا فوراً پہونچ
گئے اور باغیون کو بھگا دیا - دوسرا کام یہ کیا کہ کچھ فاصلہ پر دو سپاہی ایک نشان نشان لئے
بھاگے جا رہے تھے - رابرٹس صاحب نے عزم کر لیا کہ انکو نشان نہ لیجانے دینگے چنانچہ
اُنھون نے اُس نشان کو چھیننے کے لئے اپنی جان کی بھی پروا نہ کی اور اپنا گھوڑا دوڑا دیا
جب وہ نشان برداروں کے پاس پہونچے اور ایک کے ہاتھ سے نشان چھین رہے تھے
کہ دوسرے نے گولی چلائی مگر نشانہ نے خطا کی اور فریڈرک رابرٹس اپنے مقصد مین
کامیاب ہوئے - ان دو کارہائے نمایان کے صلہ مین انکو تمغہ وکٹوریہ کراس عطا ہوا -
فریڈرک رابرٹس صاحب محاصرۂ لکھنؤ مین بھی موجود تھے - اس زمانہ مین وہ بیمار پڑے
اور یکم اپریل ۱۸۵۸ء کو اپنے عہدہ کا چارج ادسلے صاحب کو دیکر چلے گئے - کمانڈر انچیف
نے رخصت دیتے وقت آپکی نمایان کارگذاریون کی بڑی تعریف و توصیف کی اور فرمایا کہ
جسوقت کوارٹر ماسٹر جنرل کے یہان کوئی مستقل اسامی خالی ہوگی سب سے پہلے آپ کو
دیجائیگی اور آپ کے رجمنٹل کپتان ہوتے ہی مین آپ کے لئے میجر کے درجہ کی سفارش
کرونگا - اپنے افسر کی زبان سے تعریفی کلمات سُنکے کونی کیونکر خوش نہوتا لیکن فریڈرک
رابرٹس کو بوٹی ملنے کی امید موہوم معلوم ہوتی تھی کیونکہ بنگال توپخانہ مین سوا فوآن سال وہ رہتے تھے -
۴ مئی کو وہ عازم ولایت ہوئے اور اپنے والدین کے ساتھ آئرلینڈ مین قیام کیا
۱۷ مئی ۱۸۵۹ء کو انکی شادی ہوئی - انگریزون مین دستور ہے کہ وہ شادی کے بعد
دولھن کو لیکر چند روز کے لئے کسی مقام کی سیر کرنے کو جاتے ہین - چنانچہ جب وہ شادی
کے بعد اسکاٹ لینڈ کی سیر کر رہے تھے تو انکو حکم ملا کہ ۸ جون کو بکنگھم پیلس مین حاضر ہون
جناب ملکہ معظمہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ وہ تمغہ وکٹوریہ کراس اپنے دست خاص سے مرحمت

ہوانگی۔ فریڈرک رابرٹس صاحب روز مقررہ پر بکنگھم پیلیس پہونچے اور یہ اعزاز خاص حاصل کیا۔
۲۷ جون کو انھون نے ہندوستان کو مراجعت کی۔ یہان پہونچکر وہ لارڈ کیننگ گورنر
جنرل کے ہمراہ دورہ تشریف لے گئے ۱۸۶۳ء مین وہ اسسٹنٹ کوارٹر ماسٹر
جنرل مقرر ہوئے۔ مہم امبیلا مین انکی خدمات کی خاص تعریف کی گئی اور اس جلسہ
مین کمانڈر انچیف نے درجہ میجری کے لئے انکی سفارش کی لیکن ویسرائے نے یہ
سفارش اس بنا پر نامنظور کی کہ فریڈرک کی عمر ابھی لفٹنٹ کرنیلی کے قابل نہین ہے
انکی عمر ان دنون ۳۲ سال تھی ۱۸۶۵ء مین وہ کم وبیش بیمار رہے۔ ڈاکٹرون نے ولایت
جانے کی مشورت دی۔ چنانچہ وہ کچھ عرصہ کے بعد پھر عازم ولایت ہوئے
اور مارچ ۱۸۶۶ء کے اخیر تک رہے۔

اسکے بعد مہم ابیسینیا مین شریک ہوئے۔ نوشالی کی جنگ مین نمایان خدمات
انجام دین اور انکے صلہ مین ستمبر ۱۸۷۲ء مین کمانڈر آف دی باتھ کا معزز خطاب حاصل کیا
۱۸۷۵ء مین وہ قائم مقام کوارٹر ماسٹر جنرل مقرر ہوئے ۱۸۷۶ء مین جب پرنس
آف ویلس دہلی مین تشریف لائے تو رابرٹس صاحب انکے ہمراہ تھے
۱۸۷۷ء مین دربار قیصری منعقد ہوا۔ فریڈرک رابرٹس اس دربار مین بھی شریک
ہوئے۔ اس زمانہ مین افغانستان کے معاملات نے ویسرائے کو بڑے تردد اور
انتشار مین ڈال رکھا تھا امیر کابل نے لارڈ لٹن کے بعض شرائط پر اعتراض کیا پس
یہ امر قرار پایا کہ ان شرائط کا تصفیہ ہونا چاہئے۔ چنانچہ امیر شیر علی کے ایجنٹ سید نور محمد
سے پشاور مین ملاقات ہوئی۔ اس ملاقات کا نتیجہ اطمینان بخش نہ تھا۔ شیر علی کے ایجنٹ
نے کہا کہ افغانستان کے کسی حصہ مین یوروپین کو قیام کرنے کی اجازت نہین دیجا سکتی
اتفاق سے نور محمد جو عرصہ سے بیمار تھے فوت ہوگئے۔ انکی وفات سے اس
نازک وقت کی پیچیدگیون مین ایک گتھی اور پڑگئی۔ شیر علی کو اپنے معتمد وزیر کی موت
اور معاملہ مین ناکامی کا حال سنکر نہایت غصہ آیا اور انھون نے برٹش گورنمنٹ کو
بہت کچھ برا بھلا کہا اور قرار دیا کہ اب صلح نہین ہوسکتی۔ اس اثنا مین ویسرائے نے
مندرجہ ذیل مفید مسائل پر اپنی توجہ مائل کی۔ اول مسئلہ یہ تھا کہ سندھ بمبئی پنجاب

کو منتقل کر دیا جاتے اور پنجاب گورنمنٹ سے از روے سندھ کا ملک علیحدہ کر دیا جاے۔ یہ خراالذکر
حصہ ملک ایک جداگانہ صوبہ قرار دیا جاے جو ایک چیف کمشنر کے زیر انتظام ہو۔ یہ بھی قرار
پایا کہ یہی افسر سرحدی بندوبست اور از روے سرحد کے معاملات کا واحد مدار ہو۔ لارڈ
لنزڈون نے فریڈرک رابرٹس سے کہا کہ اگر سکرٹری آف اسٹیٹ نے میری راے سے اتفاق کیا
تو یہ جگہ آپ کو دیجائیگی فریڈرک رابرٹس کو یہ عہدہ نہایت پسند تھا۔ حالانکہ سرحدی لوگ جمع آدمی
نہ تھے۔ مگر فریڈرک رابرٹس کو سرحدی زندگی نہایت پسند تھی اور جہان سرحدی آدمیون مین
عیب تھے وہان انمین ہنر بھی تھے۔ فریڈرک رابرٹس کی طبیعت ہمیشہ سے بڑی تیز تھی
انھون نے خیال کیا اور یہ خیال انکو مدتون سے تھا کہ از روے سرحد کے جنگی حفاظت
ہندوستان کے لیے ایک جزو اعظم ہیں اور انھون نے اس امر کی سخت ضرورت محسوس کی
کہ انکے ساتھ ایسی شرطین کرلی چاہیئین جو انکے پسند خاطر ہون اور انسے یگانگت پیدا کیجاے۔
وہ جانتے تھے کہ جب تک انسے دور دور رہنے کی حکمت عملی پر عمل کیا جائیگا اسوقت تک ہمارے
انکے باہم اتفاق نہوگا۔ انھون نے سوچا کہ انکے ساتھ آزادانہ راہ و رسم آمد و رفت کا سلسلہ
جاری ہونا چاہیئے۔ فریڈرک رابرٹس کو قوی امید تھی کہ ان فضول کشیدگیون اور غیر مختتم لڑائیون کو
ختم کر سکینگے جو تیس برس سے چلی آرہی تھیں۔ انھین یہ بھی یقین تھا کہ مین وحشی جرگون کو دشمن
سے دوست بنا لونگا انکی راے تھی کہ سرحدی جرگون کی دوستی ہماری گورنمنٹ کے
لئے باعث استحکام ہے اور انکو رفتہ رفتہ تہذیب کے دائرہ مین لانا ایک ممکن امر ہے
چنانچہ وہ اس تجویز مین مصروف تھے کہ کابل کے معاملات اور زیادہ تر نازک
ہوگئے اور لارڈ لٹن نے پنجاب سرحدی افواج کی کمان انکے سپرد کی۔ کمیدانی کی
انکو خواہش بھی تھی اور پنجاب فوج سے زیادہ کسی مین نبرد آزمائی کے موقع مل سکتے تھے۔

۱۵ مارچ ۱۸۷۸ء انمین کمو پنجاب سرحدی افواج کی کمان ملی اور اسی سال کرم کی
میدانی فوج کا چارج بھی انکے سپرد کیا گیا۔ اس مہم مین انکو بہت بڑی کامیابی
ہوئی۔ اور جناب ملکہ معظمہ نے انکو مبارکباد دی۔

۱۸۷۸ء مین برٹش سفیر کے مارے جانے سے برٹش فوج کو کابل بھیجنا مصلحت سمجھا
گیا اور جنرل رابرٹس کمانیر مقرر ہوکر بھیجے گئے۔ لارڈ رابرٹس نے پہلے تو اسبات کی

کوشش کی کہ جہان تک ہوسکے خونریزی نہو - جو لوگ اس جرم قبیح کے مرتکب ہین ان کو
سزا دیجائے چنانچہ انھون نے اس غرض سے یعقوب خان سے دوستانہ خط و کتابت کی
جب اسکا کوئی مفید نتیجہ نہ نکلا تو اہل کابل کے نام ایک اعلان جاری کیا - اسکا بھی کوئی اثر نہوا
آخر فریڈرک رابرٹس کی کمان مین برٹش فوج کابل مین داخل ہوئی اور بالاحصار پر قبضہ کرلیا گیا
انجام یہ ہوا کہ ۱۲ اکتوبر کو یعقوب خان خود بخود جنرل فریڈرک رابرٹس کے خیمے مین آئے اور
کہا کہ مین تخت کابل سے دست بردار ہوتا ہون اور مجھے آپکے خیمے کے پاس ایک خیمہ ملجائے
جہان مین قیام کرون - جنرل رابرٹس نے انکی بڑی خاطر اور مدارات کی اور اُنسے
کہا کہ آپ اس بارے مین مکرر غور کرین - دوسری ملاقات مین بھی یعقوب خان کا ارادہ پختہ
نظر آیا - چنانچہ جنرل رابرٹس نے حضور ویسرائے کو اس امر کی اطلاع دی - اسکے بعد
انھون نے بالاحصار مین ایک دربار منعقد کیا جسمین ولیعہد تخت کابل - وزراے کابل اور
کابل کے سردارون کی ایک بہت بڑی جماعت موجود تھی - اس دربار مین ایک اعلان
پڑھا گیا جسمین انھون نے میجر جنرل جیمس ہلس کو کابل کا گورنر اور نواب غلام حسین خان کو
انکا مددگار مقرر فرمایا - اس کامیابی پر رابرٹس صاحب کو لفٹننٹ جنرل کا درجہ عطا ہوا اور
جناب ملکہ معظمہ اور ویسراے ہند نے خلوص دل سے مبارکباد دی -
۱۸۸۰ع مین وہ پھر کابل قندھار فوج کے کمانیر مقرر ہوے - جس طرح وہ اور
مہمون اور جنگون مین برابر فتح حاصل کرتے رہے اسی طرح انکی مرتبہ بھی ایوب خان پر فتحمندی
حاصل کی - اس نمایان کامیابی کے جلدو مین انکو گرانڈ کمانڈر آف دی باتھ کا تمغہ عطا ہوا
اور وہ مدراس کی فوج کے کمانڈر انچیف مقرر کیے گئے -
۱۵ اکتوبر ۱۸۸۰ مین انھون نے اپنی کمان میجر جنرل فیبری کے حوالہ کی اور
انگلستان کو تشریف لے گئے - شملہ مین لارڈ رپن بڑی مہربانی سے انسے پیش آئے اور
انکو جناب ملکہ معظمہ کا ایک خط دیا جسمین جناب ممدوحہ نے اپنے دست خاص سے
نوجوان جنرل کی خدمات پر اپنا اطمینان ظاہر کیا تھا -
جب فریڈرک رابرٹس ولایت پہونچے تو یہان انکی بڑی خاطر مدارات ہوئی -
۱۸۸۱ع مین مسٹر گلیڈ اسٹون کی گورنمنٹ نے انکو نٹال کا گورنر اور افواج جنوبی

افریقہ کا کمانڈر انچیف مقرر کیا۔ اس زمانہ مین بھی بوئرون سے لڑائی ہو رہی تھی اور مجوبہ پہاڑی پر برٹش شکست کھا چکے تھے جنرل رابرٹس رستہ ہی مین تھے کہ بوئرون سے نہایت عجلت اور خلاف امید طریقے سے صلح کر لی گئی۔ فریڈرک رابرٹس کو اس صلح پر بڑا افسوس ہوا اور انھون نے آج سے دو برس قبل اپنی تصنیف مین رائے ظاہر کر دی تھی کہ ایسی صلح کا نتیجہ ہر کہ ٹرانسوال کی حالت نازک ہو گئی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حقیقت مین لارڈ رابرٹس کا خیال سچا ہوا جو موجودہ جنگ ٹرانسوال سے روشن اور ہویدا ہے۔

لارڈ رابرٹس نے کیپ ٹون مین ۲۴ گھنٹہ قیام کیا اور جس عجلت کے ساتھ وہ بھیجے گئے تھے اس شتابی کے ساتھ واپس بلا لئے گئے۔

وہان سے آکر وہ ہز امپیریل مجسٹی شہنشاہ جرمنی کے مہمان ہوئے اور اپنی رخصت کا زمانہ بہت لطف و راحت سے کاٹا۔

۸ جولائی ۱۸۸۵ء کو وہ ہندوستان کے کمانڈر انچیف مقرر ہوئے لیکن انکو اجازت ملی کہ وہ اپنے عہدہ کا بستہ لینے کے قبل کچھ دن ولایت مین قیام کر سکتے ہین چنانچہ وہ کچھ دن کے لئے ولایت چلے گئے اور وہان سے آکر اپنے جلیل القدر عہدہ کا چارج لیا انکے اس عہد مین بہت سی نامی فتوحات ہوئین۔ ان مین بالائی برہما کی کامیابی خاصکر قابل ذکر ہے۔

۱۸۸۷ء کی جوبلی مین انکو جی۔سی۔آئی۔ای۔ کا تمغہ ملا۔ اس مبارک موقع یادگار مین انھون نے تجویز کی کہ ہندوستان کی ہر برٹش رجمنٹ اور باٹری مین ایک کلب یا انسٹیٹیوٹ قائم کیا جائے۔

انکی رائے تھی کہ قیصرہ ہند کی جوبلی کی یادگار اس سے اچھی نہین ہو سکتی کہ ہر رجمنٹ اور باٹری مین سوا کنٹین کے ایک ریڈنگ روم (پڑھنے کا کمرہ) ری کریئیشن روم (تفریح کا کمرہ) اور رفرشمنٹ روم (نقل کا کمرہ) ہو۔ لارڈ ڈفرن نے نہایت اعلی حوصلگی سے ان خیالات کی داد دی اور لارڈ کراس کی منظوری سے رجمنٹل انسٹیٹیوٹ کی بنیاد پڑی۔

جنرل رابرٹ کی اس سعی کی کامیابی پر انکے احباب نے صمیم قلب سے مبارکباد دی اور کہا کہ تمکو جوبلی کا یہ دوسرا اعزاز ملا ہے۔

اس سے ناظرین کو اندازہ ہوسکتا ہے کہ ہمارے سابق کمانڈرانچیف کو اپنے سپاہیون کی اخلاقی و دماغی اصلاح کی بھی کسقدر فکر تھی۔

ایک دوسری مفید تجویز جسمین جنرل رابرٹس کامیاب ہوئے وہ مختلف تفریقی سوسائیٹیون کا الحاق و اتحاد تھا۔ یون تو فوجمین شراب خواری کے انسداد کی مجلس پہلے سے جاری تھین مگر چونکہ انکو جداگانہ فرقون سے تعلق تھا لہذا فریڈرک رابرٹس نے ان سب کو ایک کردینا مناسب خیال کیا۔ اسمین کئی فائدے مدنظر تھے۔ ایک تو اتفاق۔ دوسرا روپیہ کا عمدہ استعمال۔ تیسرے گورنمنٹ کے لئے مدد کرنے کی سہولت فریڈرک رابرٹس صاحب نے اس انجمن کا نام آرمی ٹمپرینس اسوسی ایشن رکھا۔ شروع شروع مین اس تجویز پر سخت مخالفت کی گئی۔ مگر نیک بات کا انجام نیک ہوتا ہے۔ کل اختلاف بہت جلد رفع ہوگیا اور گورنمنٹ ہند نے سپاہیون کی انسٹیٹیوٹ کے لئے ایک علیحدہ کمرہ بنوا دیا جسمین شراب خواری کی قطعی ممانعت تھی۔ اس تجویز مین اسدرجہ کامیابی ہوئی کہ جب فریڈرک رابرٹس ہندوستان سے گئے تو انھون نے ستر ہزار گورون کو آرمی ٹمپرنس کا ممبر یا آنریری ممبر پایا۔

لارڈ ڈفرن کے عہد ویسرائی مین ایک نہایت مفید تجویز پیش تھی۔ وہ یہ تھی کہ بنگام ضرورت دیسی ریاستونکی فوجین کام مین لائی جائین یہ فوج امپریل فوج کی مددگار سمجھی جائے اور یہ بات پولیٹکل (ملکی) اور ملٹری (جنگی) دونون لحاظ سے نہایت وسیع تھی۔ اس خیال کی ابتدا لارڈ ڈلہوزی سے ہوئی تھی جنھون نے اس مسئلہ کی نشیب فراز پر ہر پہلو سے غور کیا اور ایک کمیٹی اظہار رائے کی غرض سے قائم کی۔ فریڈرک رابرٹس اس کمیٹی کے ایک ممبر تھے اور دیگر شرکا کی طرح انکی بھی یہی رائے تھی کہ خود مختار ریاستون کی فوجون کی قابلیت کا حوصلہ دلانا مصلحت تھین ہی لیکن دیسی گنجنٹ کی ضمانت دیسی سپاہیون کی وفاداری اور دیسی فرمانروا اون کی خیرخواہی

کے اس حقیقی جوش سنے جو انھون نے ۱۸۸۵ء مین روسیون کی دھمکی پر ظاہر کیا تھا انکو یقین دلایا کہ اب وہ وقت آگیا کہ ہم باشندگان ہند پر ثابت کردین کہ ہمین ان کی خیرخواہی کا اعتبار ہے اور باشندگان ہند کو ملک کی حفاظت کی استعداد فکر ہے جتنی خود ہمکو ہے اور ہمکو ان سے توقع ہے کہ وہ ہماری حکومت کے استحکام و قیام مین ہمارے شریک ہونگے اور کسی دراندازکو ملک مین قدم نہ رکھنے دینگے "

فریڈرک رابرٹس یہ بھی فرماتے ہین کہ مجھے یقین ہو گیا تھا کہ " جب تک ہماری گورنمنٹ انصاف سے کام لیگی اور رعایا کیساتھ ہمدردی کا برتاو کریگی ہمین اندرونی جھگڑون کا کبھی کوئی خوف نہین ہے " - بیرونی حملون کی نسبت انکی رائے تھی کہ ہم دو آتشے کبھی خالی نہین رہ سکتے ہمین اس لڑائی کے لئے ہمیشہ تیار رہنا چاہئے جو ایک نہ ایک دن ضرور ہوگی ہم نے اس لڑائی کو بہت کچھ ٹالا اور ٹالینگے لیکن جب وہ لڑائی سر پر آجائیگی تو ہم پر لازم ہوگا کہ ملکی اور جنگی وجوہ سے ہم کل افواج اور سامان جنگ کو جو دیسی ریاستین ہمین دے سکین استعمال کرین اور اسمین ہماری ہی بھلائی ہے کہ جہان تک ممکن ہو انکی فوجون کو مفید اور بکار آمد بنائین "

یہ مسئلہ سخت نازک اور پیچدار تھا جیسا نازک اور مشکل تھا اسی لیاقت اور ہوشیاری سے اسکے حل کرنے کی کوشش کی گئی - اب جنرل رابرٹس کو پورا پورا یقین تھا کہ اس مسئلہ مین ملکی لحاظ سے کوئی خامی نہین ہے اور دیسی فرمانروا اسکو صدق دل سے قبول کرلینگے "

چنانچہ اس بارے مین انکا جو خیال تھا وہ صحیح نکلا - کل دیسی روسانے بڑے تپاک سے اس تجویز کا استقبال کیا اور بہت خوشی کے ساتھ برٹش افسرون کے تحت مین اپنی فوج کو ترقی کرتے دیکھنا منظور کیا -

سرحدی لڑائیون مین دیسی ریاستون کی کنٹنجنٹون باربرداریون وغیرہ سے جو مدد حاصل ہوئی وہ اسوقت اظہر من الشمس ہے اور جس فراخ دلی سے دیسی روسا نے مدد پیش کی وہ قابل تعریف ہے - حال کی جنگ ٹرانسوال مین بھی کل دیسی رئیسون نے جس مستعدی سے میدان جنگ مین جانے اور مالی اور دیگر امداد دینے کا وعدہ کیا اور دی اس سے ایک دنیا پر روشن ہو گیا ہوگا کہ دیسی ریاستین

## التماس

جلوۂ محبوب نے دوسرے سال مین قدم رکھا چنانچہ یہ رسالہ دوسرے سال کا پہلا نمبر ہے بعض معزز حضرات نے باوجود مکرر سہ کرر یاد دہی کے ابتک پچھلے سال کی قیمت ادا نہین فرمائی ہے امید کہ پچھلا ادا اور سال حال کی پیشگی قیمت روانہ فرما کے رسالہ کی امداد فرمائینگے اور ہمین مکرر معروضہ کا موقع نہ دینگے - اور ان حضرات سے بھی گزارش کیجاتی کہ جنھون نے سال گذشتہ پیشگی امداد فرما کر جسطرح رسالہ کی سرپرستی فرمائی تھی اس سال بھی توجہ فرما کر ممنون فرمائینگے -

مہتمم

اپنے آپ کو برٹش سلطنت سے جدا نہین سمجھتین اور جسوقت برٹش سلطنت کو ضرورت ہوگی وہ اپنا خزانہ۔ اپنی فوج اور اپنی تلوار برٹش تاج کے حوالہ کرنے پر ہمیشہ تیار ہونگی اور نہ صرف ہندوستان مین برٹش حکومت کے استحکام کی ساعی ہونگی بلکہ برٹش سلطنت کے دشمنون سے غیر ممالک مین جاکر لڑینگی۔

جناب ملکہ معظمہ نے ہمارے سابق کمانڈر انچیف کی میعاد ملازمت مین دو سال کا اور اضافہ فرمایا سلئہ ۱۸۹۰ء کے اخیر مین چند مختصر مہمین بھیجی گئین۔ ایک ہوب کو جو سر جارج ولایٹ کے زیر کمان تھی۔ دوسری بہدر کوہاٹ کو جو سر ولیم لاکہارٹ کے زیر کمان تھی۔ تیسری کالی پہاڑی کو۔ ان تینون مہمون مین بفضل خدا پوری پوری کامیابی ہوئی۔ ادہر ہماری فوجین ان مہمون مین مصروف تھین ادہر راجہ منی پور کو سزا دینے کے لئے ایک تیسری مہم بھیجنی ضروری تھی اور اسمین بھی بہت جلد کامیابی ہوئی۔

غرض فریڈرک رابرٹس صاحب کے زمانہ مین برٹش افواج کو فتح ہی فتح حاصل ہوئی بلکہ بہت سی ایسی مفید اصلاحین عمل مین آئین جو ہمارے سابق کمانڈر انچیف کے عہد کی ہمیشہ ایک روشن تابناک یادگار رہینگی۔ انکے زمانہ مین دیسی سوارون اور پیادون کی تنخواہ مین اضافہ ہوا۔ خاص خاص دیسی افسرون کے لئے سالانہ جاگیرین منظور ہوئین۔ حالت جنگ یا سمندر پار جانیکی صورت مین دیسی فوج کے لئے بھتہ منظور ہوا۔ پنشن کی مدت کم کر دی گئی۔ نرسنگی کی تبدیلی کی یادگار مین عمدہ خدمات اور عمدہ چال وچلن کے صلہ مین میڈل دیے گئے۔ سرکاری لشکریون کے لئے تلنبے کا جنگی تمغہ منظور ہوا۔ اسیطرح دیسی اور یورپین فوج دونون کو اور بہت سے فائدے حاصل ہوئے۔

یکم جنوری ۱۸۹۲ء کو جنرل فریڈرک رابرٹس لارڈ بنائے گئے۔

۱۸۹۳ء مین انھون نے ہندوستان کی کمان سے کنارہ کشی کی اجازت چاہی اور ولایت جانے کے قبل نیپال کی سرفرازی جوان مہاراجہ بیر شمشیر جنگ نے انکی بڑی خاطر مدارات کی بمبئی کو جاتے وقت وہ جے پور اور جودھپور کی راہ سے گزرے اور دونون مقامات مین قیام کیا۔ اس موقع پر ہم ایک دلچسپ تذکرہ کرتے ہین جو

ہر چند کہ خاص لارڈ رابرٹس کے متعلق نہیں ہے لیکن اُنکا بیان کردہ ہے۔

لارڈ رابرٹس لکھتے ہیں۔

جودھپور میں میرے دوست مہاراجہ سر پرتاب سنگھ نے ایک ایسی بہادری کا ایک نمایاں ثبوت دیا جس سے ظاہر ہوتا ہی کہ راجپوتوں میں ابتک وہ جوش باقی ہی جو زمانہ سابق میں تھا۔ میں نے ایک بہت بڑے قد کا سؤر زخمی کیا تھا اور اُسکو ایک ایسے چٹانی مقام پر جاتے دیکھکر جہاں میں اپنا گھوڑا نہیں لیجا سکتا تھا میں نے چلا کر کہا کہ سر پرتاب میرے اور پٹھان سکے آمین اگر سور کو میری طرف کر دو۔ مہاراجہ نے فوراً تعمیل حکم کی لیکن وہ سور کے قریب آئے ہونگے کہ اُنکے گھوڑے کا پیر ایک گڑھے میں چلا گیا اور وہ گر پڑے غضبناک بنڈلیہ افتادہ سوار کی طرف جھپٹا اور قبل اسکے کہ وہ اپنے تئیں سنبھالتیں انکی ٹانگ کو اپنے دانتوں سے ایسا زخمی کیا کہ اُس سے خون کا فوارہ جاری ہوگیا لیکن جسوقت میں انکی مدد کو پہونچا تو وہ سور کا مُنہ پکڑے ہوئے تھے۔ اگر چلتے ہوئے گھوڑے کی پیٹھ پر سے برچھی ماری جائے تو کچھ اثر بھی کرے۔ ایسی حالت میں برچھی اُسکے سخت چمڑے پر کیا اثر کرتی۔ سر پرتاب سنگھ نے یہ دیکھکر کہ میری برچھی کا کوئی اثر نہیں ہوا سور کا مُنہ چھوڑ کر جلدی سے اُسکی ٹانگیں پکڑ کے زمین پر دے مارا اور چلائے ”مارو صاحب مارو“۔ میں نے اُسیوقت اُسکا کام تمام کر دیا۔

مہاراجہ کی اس بہادری اور ہمت کی تعریف کرتے وقت لارڈ رابرٹس فرماتے ہیں ”جو شخص جنگلی سور کی طاقت اور وزن سے واقف ہے وہ سر پرتاب سنگھ کی حاضر طبعی اور جرأت کا اندازہ کر سکتا ہے“۔

واپسی انگلستان کے چند ماہ بعد انکے پاس اسی سور کا سر چاندی کے پلیٹ میں جڑا ہوا یادگار کے طور پر پہونچا جسکو انھوں نے نہایت خوشی سے قبول کیا۔

اس طرح جنگ ٹرانسوال کے نامی ہیرو لارڈ رابرٹس نے اپنی عمر کا بیشتر حصہ یعنی ۴۱ سال ہندوستان میں کمال نیکنامی اور عزت کیساتھ بسر کیا ہی۔ اور اب لیڈی سمتھ کے محاصرہ میں جو نیکنامی اور ناموری اور شہرت حاصل ہوئی ہے وہ سب پر فوقیت رکھتی ہے۔

# کمانڈنٹ کرانجی کے حالات

جب سے جنگ ٹرانسوال شروع ہوئی ہے جنرل کرانجی کا نام متواتر سننے مین آیا ہی اور چونکہ یہ اب ہمارے کمانڈر انچیف لارڈ رابرٹس کی قید مین آگئے ہین اسلئے انکی زندگی کے حالات خالی از دلچسپی نہ ہونگے پائٹ کرانجی پینسٹھ برس کے ایک بوڑھے شخص ہین اور کل امی بوئرون کی طرح یہ بھی کاشتکار ہین - چونکہ وہ اس زمانہ مین پیدا ہوئے تھے جب سوا کیپ کالونی ایسے اضلاع کے اور جگہ تہذیب کا پیمانہ نہایت ہی نیچا تھا اسلئے انکو زیادہ تر تعلیمی فوائد حاصل نہین ہوئے - انکی کم سنی کے زمانہ مین معلمون کا بھی کال تھا اور جس قسم کی تعلیم دیجاتی تھی وہ بالکل ابتدائی نوعیت کی ہوتی تھی - طلبا کو صرف اسقدر تعلیم دیجاتی تھی کہ وہ انجیل مقدس کو ہوشیاری اور قاعدے سے پڑھ سکین - تحریر مین صرف اسیقدر دستگاہ کافی سمجھی جاتی تھی کہ وہ دستخط کرلین اور بمشکل خط پتر لکھ لین - جغرافیہ اور سائنس کو کوئی اچھی طرح سمجھتا نہ تھا -

جب جنرل کرانجی دس بارہ برس کے ہوئے تو وہ باوجود اپنی کم سنی کے اس ہی پیشتر وحشیون کے ساتھ کئی لڑائیون مین شریک ہوچکے تھے - ابتو انکو اپنے باپ کی مویشی چراتے وقت اپنی حفاظت کے لئے بندوق رکھنے کی اجازت مل گئی - ملک مین جنگلی جو پایون کی وہ کثرت تھی کہ اکثر توبہ ان وحشی جانورون سے زیادہ وہان کے آدمی وحشی تھے - اس سے یہ بات آسانی سے سمجھ مین آسکتی ہے کہ ایسی صحبتون مین پرورش پانا ہی فی نفسہ ایک عمدہ تعلیم ہے جو نوجوان بوئرون کا دل سخت کرنے کے لئے کافی ہے - چنانچہ اس تربیت کا پورا اثر پائٹ کرانجی کے برتاو اور چلن سے ظاہر ہے - ہر چند جنرل کرانجی ایک دولتمند شخص ہین لیکن وہ ہمیشہ بالکل سادہ زندگی بسر کرتے ہین جسطرح اور بوئر جزرس ہوتے ہین اسیطرح کرانجی بھی اپنے خانگی معاملات مین سختی سے کام لیتے ہین وہ ایک ہوشیار اور فطرتی شخص ہین اور اسوجہ سے وہ اس پولیٹکل جماعت سے ہمیشہ الگ رہے ہین جو پریٹوریا پر حکومت کرتی تھی اور بادی النظر مین اس نمایان

بداعمالی سے بالکل پاک وصاف ہے ہیں جو بوئیرون کے دار الخلافہ ہیں یہ شدت پائی جاتی تھی۔ پھر بھی موجودہ بوئیر پبلک کی ترقی میں بڑا حصہ لیاہے جسکے عمال کرنے میں آنھون نے سربراہی کی تھی۔

## ہنگامہ سنہ ۱۸۸۰ء

سنہ ۱۸۸۰ء کے آخر میں کرانجی نے ٹکس دینے سے انکار کیا انکا علاقہ پوٹشفسٹرون مین واقع تھا۔ سنہ ۱۸۸۰ء کے آخر میں اس ضلع کے بہت سے نامی باشندون نے برٹش گورمنٹ کو ٹکس دینے سے انکار کیا۔ اس انکار سے بڑا جوش وخروش پیدا ہوا۔ جس شخص کے خلاف سب سے پہلے کارروائی کی گئی اسکا نام بیزی ڈن ہاٹ تھا۔ یہ شخص بوئیرونکی نسل سے تھا۔ اسنے بغاوت کا علم بلند کیا مگر کامیابی نہیں ہوئی۔ ایک سرکاری عہدہ دار نے ۱۱ نومبر سنہ ۱۸۸۰ء کو اس شخص کا ایک چھکڑا ضبط کرلیا اور اسکے نیلام کے لئے ایک تاریخ مقرر کی۔ تاریخ مقررہ پر افسر سرکار موقع پر آیا اور چھکڑے کو فروخت کرنے کی کوشش کی گئی۔ یہ بھی موقع تھا کہ کرانجی نے برٹش گورمنٹ کے ساتھ کھلم کھلا مخالفت کی۔ چونکہ خود انکے ذمہ ٹکس کا بہت سارو پیہ باقی تھا لہذا وہ جھپٹ کر اس گاڑی کے پاس گئے۔ اور سرکاری افسر کو گھسیٹ کر لاتون سے مارا اور اس سے کہا "تم یہان سے چلے جاؤ ہم تمہاری حکومت نہیں تسلیم کرتے"۔ چنانچہ اسپر کپتان راف سی ایم جی ایک لڑنوالی برگر جنھون نے جنگ زولو میں نمایان خدمت کی تھی خاص اختیارات کیساتھ بھیجے گئے ۱۶۔ نومبر کو وہ ایک وارنٹ لیکر دو ملازمون کیساتھ کرانجی کے کھیت میں پہونچے دیکھا کہ وہان بہت سے مسلح بوئیر کھڑے ہیں۔ کرانجی نے افسر کی ترغیب آمیز کوششون کا صرف یہ جواب دیا کہ ہم یہان موجود ہیں۔ اگر تم لیجاسکو تو ہمکو لیجاؤ۔ ایک ہفتہ بعد کپتان راف نے پھر کرانجی سے ملاقات کی اور اس مرتبہ اور زیادہ مسلح بوئیرون سے مڈبھیڑ ہوئی۔ کپتان راف نے بہت کچھ سمجھایا بجھایا مگر کرانجی اسقدر برگشتہ خاطر ہوئے کہ انکے غصہ کی کوئی حد نہ رہی آنھون نے جواب دیا کہ بوئیر اب اس جوئے کو اٹھاکر پھینک دینے کا قصد کرتے ہیں جسکے نیچے وہ بہت دن انکی گردنین سکئے ہے اور اپنی آزادی حاصل کرنے کے لئے وہ اپنے خون کا آخری قطرہ تک گرادینگے

چندروز بعد اسی قسم کا اور منظر ظہور مین آیا اور کرانجی نے کل بوئر خاندانون کے پاس ایک سرکلر بھیجا جسمین ان سب کو پارڈی کارل مین جمع ہونے کے لئے طلب کیا۔ اس سرکلر کا مضمون یہ تہا کہ ہم اس جگہ جمع ہونا چاہتے ہین اور خدا کی ذات سے ہمکو توقع ہے کہ انکی آزادی انکو واپس ملے گی اور اگر نہ ملیگی وہ اپنے ہتھیارون کو کام مین لائینگے اور آخر تک لڑینگے " برعکس اسکے جنرل کرانجی نے برٹش گورنمنٹ کو لکہا کہ اگر اسنے جلسہ کے قبل انکا جمع کرنا ملتوی کردیا تو مین بوئرون کو روک دونگا ورنہ وہ تلوار کی مدد سے اپنی حفاظت کرینگے "

## پوٹشفسٹرون کا محاصرہ

انکے سرغنہ لوگون کے سرگرمی کا چرچا تمام بوئرون مین پھیل گیا اور قصبہ مندرجہ فوق مین مخالفت شروع ہوئی اور اسی مقام پر سب سے زیادہ دن رہی۔ ۱۵۔ دسمبر ۱۸۸۰ع کو بوئرون کی ایک بہت بڑی مسلح جماعت قصبہ مین داخل ہوئی۔ اور ایک شخص کے چھاپہ خانہ پر قبضہ کر کے اس اعلان کو چھاپا جو کارڈی برگ مین بوئرون کے سرغنہ لوگون نے لکھا تہا دوسرے دن بوئرون نے ایک مختصر جماعت پر جو قلعہ سے بھیجی گئی تھی حملہ کیا میجر کلارک اور کپتان راف مجسٹریٹ کے مکان مین محصور ہو گئے اور چند روز کے بعد مطیع ہونیکو مجبور ہوئے ماسبر جنرل کرانجی نے کہا کہ تمہاری خوش قسمتی تھی کہ تمنے اطاعت قبول کرلی ورنہ تمہارا مکان جلادیا جاتا اور تم مین سے جو شخص بچکر بہاگنے کی کوشش کرتا کتون کیطرح گولی مار دیا جاتا۔ جنرل کرانجی کی بے رحمی کی یہ پہلی نظیر تھی۔ اسکے بعد بہت سے آدمیون کو جنھون نے کسی قسم کی ہماری سرکار کو مدد دی تھی قید کی سزائین دی گئین اسیطرح اور قیدیون کیساتھ سخت بدسلوکی کی گئی اسکے علاوہ جنرل کرانجی نے قلعہ پوٹشفسٹرون سے عورتون اور بچون کو بھی نکلنے کی اجازت نہ دی چنانچہ تین سو آدمی جسمین بہت سے غیر جنگجو تھے ایک چھوٹے سے قلعہ مین محصور رکھے گئے اور انکو سخت اذیت دی گئی۔ کرانجی نے اس معرکہ جیو برٹ کے حکم کا بھی لحاظ نہ کیا اور قلعہ بند محصور فوج اور آدمیون کو اس صلح کی اطلاع بھی نہین کی جو انگریزون سے ہو گئی تھی اور عرصہ تک رسد کا بھیجنا بھی موقوف رکھا آخر ۲۰ مارچ کو ۹۵ دن کے محاصرہ بعد ہماری اطاعت قبول کی جہان کرانجی نے

**اطلاع**

اس ماہ کے رسالہ مین بوجہ عدم گنجائش ناول کا حصہ شائع نہوسکا۔ آیندہ بہ حسب معمول طبع ہوگا

ایڈیٹر

بے رحمی کے یہ کام کئے وہان اعلی درجہ کی فوجی قابلیت ظاہر کی اور بڑی لیاقت کے ساتھ خندقین بنوائین ۔

## بعد کے حالات

جنگ ٹرانسوال کے بعد جب ملک بوئرون کو واپس دیدیا گیا تو جنرل کرانجی اپنے پیشہ کاشتکاری پر چلے گئے انھون نے پولٹکس مین بہت کم حصہ لیا لیکن وہ ایک چھوٹی جنگون مین جو دیسیون سے ہوئین اسکی خدمات کام مین لائی گئین ۔ یہ جنرل کرانجی ہی تھے جنھون نے جیمسن کو ڈورن کاپ مین موت کے جال مین پھانسا تھا اور انھین نے سر جان ولوبی کی درخواست اطاعت پر باقاعدے طریقے سے اپنی قبولیت کے دستخط کئے تھے ۔ ان شرائط کی عدم پابندی انکے چال چلن پر ایک دوسرا داغ ہے اور ایک چشمدید گواہ کا بیان ہے کہ انکو اس مایوسی پر سخت غصہ معلوم ہوا کہ جس شکار کی انکو امید تھی وہ انکے ہاتھ سے نکل گیا ۔ لیکن انصاف کی بات یہ ہے کہ یہ بیان اصلیت سے ہٹا ہوا ہے اور انھون نے اطاعت نامہ قبول کیا تھا ۔

حملہ جیمسن کے زمانہ سے وہ اگزیکیوٹو کونسل کے ایک ممبر اور دیسیون کے سپرنٹنڈنٹ ہین اور انھون نے اپنے عہدہ کے فرائض اعتدال کیساتھ انجام دئے ہین ۔ اس مرتبہ جب جنگ چھڑی تو وہ بالاتفاق مغربی ٹرانسوال فوج کے کمانڈر منتخب ہوئے ۔ اور میفکنگ کے محاصرہ سے جنگ شروع کی اور یہ بات ضرور تسلیم کیجائیگی کہ انھون نے مہذب جنگ کے قواعد کا پورا لحاظ کیا ۔ کچھ دنون بعد وہ کیمبرلی کے محاصرہ مین شریک ہونے کو چلے گئے اور جسوقت وہ گم گئے ہین وہ میلسے ماڈر اور میگرس فانٹین پر بوئر افواج کی کمان کرتے تھے ۔

مایوس مریضوں کو مژدہ
مندرجہ بالا ادویات زبدۃ الحکما حکیم ڈاکٹر غلام نبی

مخدومی۔ تسلیم۔ رسالۂ جلوہ محبوب خدمت عالی مین مرسل ہے
آپ کی معاصرانہ ہمدردی اور توجہ خاص سے بھروسہ پا ستدعا کیجاتی ہے
کہ اس رسالہ کے متعلق آپ اپنی مفید و قیمتی رائے سے بطور ریویو کے
اپنے اخبار گہربار یا معزز رسالہ مین شایع کر کے کمترین کو ممنون
فرماوینگے۔

اور اپنے معزز اخبار یا رسالہ سے اس ناچیز پرچہ کا تبادلہ منظور فرمانے مین
دریغ نفرمائینگے۔

مین نہایت وثوق کے ساتہ ایڈیٹران و پبلیشران اخبار و
رسالہ جات سے امید کرتا ہون کہ میری اس ناچیز معروضہ بالا پر ضرور
لحاظ و توجہ فرمائینگے۔

غلام صمدانی خان گوہر۔ ایڈیٹر و پروپرائٹر رسالہ جلوہ محبوب۔
حیدرآباد دکن۔

ہندوستان مین سب سے عمدہ اور سب سے سستا اخبار تفریح ہے
جو لکھنؤ سے شایع ہوتا ہے۔ اسمین اعلے درجہ کے مضامین تازہ خبرین
لطایف وظرایف شعر وسخن استعارات وغیرہ درج ہوتے ہین۔
ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے۔ نمونہ کا پرچہ طلب فرماکر ملاحظہ فرمائیے
چندہ سالانہ معہ محصول ڈاک عہ۸ - نمونہ کا پرچہ مفت۔

رسالہ "اودھ ریویو" اردو رسایل مین یہی ایک رسالہ ہے
جسمین فوٹوگراف تصویرین شایع ہوتی ہین اور جسکا حجم (۸۸) صفحہ ہے

منیجر تفریح و اودھ ریویو لکھنؤ

نمبر ۶ بابت ماہ شہر رمضان سنہ ۱۳۱۷ھ جلد ۲
جلوۂ محبوب
مرتبہ
جان نثار ممالک آصفیہ غلام صمدانی خاں گوہر حیدرآبادی مہتمم و ایڈیٹر جلوۂ محبوب
مطبع نامی گرامی فخر نظامی حیدرآباد دکن واقع اندرون سے شائع ہوا

# قواعد نظارۂ جلوۂ محبوب۔ بندگان

(۱) یہ جلوہ ہمیشہ ناول و سوانح عمری و تاریخی علمی مضامین کے پیرایہ مین ظاہر ہوگا۔ اور اس امر کی پوری پوری کوشش کریگا کہ اردو لٹریچر کا اعلےٰ نمونہ بنیے۔

(۲) یہ جلوہ ہر ہلالی مہینے کی (۱۶) تاریخ کو فروغ بخش چشم شائقان ہوا کریگا۔

(۳) یہ جلوہ امرائے عظام و عہدہ داران ذوی الاکرام کے یہان ایک مرتبہ بغرض نظارہ ضرور پہونچیگا۔ بصورت عدم منظوری مہتمم گلدستہ کو اطلاع دین کہ جلوۂ محبوب کا نظارہ منظور نہین۔ ورنہ جلوۂ محبوب برابر پہونچا کریگا۔

(۴) جلوۂ محبوب کا ہدیہ سالانہ پیشگی حسب صراحت نقشۂ ذیل مقرر کیا گیا ہے۔ البتہ المضاعف لیا جائیگا نمونہ مفت نہیں بھیجا جائیگا بعوض مبادلہ قدر خریدار۔

| معینان گلدستہ | امرا و عہدہ داران بلدہ و اضلاع | عام شائقان بلدۂ حیدرآباد دکن | عام شائقان اضلاع ممالک محروسہ سرکار عالی | عام شائقان غیر ممالک علاقہ عظمت مدار سرکار عالی وغیرہ | امرائے عظام و شاہزادگان ذوی الاحتشام و روسائے با اقتدار و والیان والا تبار کی |
|---|---|---|---|---|---|
| عہ | صہ | عال حالی | عمان حالی معہ محصول ۶ر | عال سکہ کلدار معہ محصول ۶ر | علو ہمتی و دریا دلی فیاضی پر منحصر ہے |

(۵) بلا وصول ہدیہ پیشگی کسی صاحب کے نام گلدستہ جاری نہو گا۔

(۶) جلوہ کے عنوان مین ہمیشہ ایک قصیدہ ہمارے آقائے ولی نعمت اعلیحضرت کی مدح مین درج ہوا کریگا اور باقی اوراق (۱) سوانح عمریان اور سچے تاریخی واقعات نامورانِ سلف و حال (۲) طرحی غزلین مخمس (۳) لطیفے (۴) مختلف مضامین لکچر و اسپیچ جو مفید ملک و قوم ہون (۵) کسی پاکیزہ و دلچسپ نہایت حیرت خیز تاریخی انگریزی ناول کا ترجمہ بھی اسکے ساتھ رہا کریگا۔ ہر ایک کی دلچسپی کا باعث اور قریب قریب ہر ایک صاحب جلوۂ محبوب کو اپنے مذاق کے موافق پائیگا۔

(۷) اگر کوئی صاحب مضامین مفید ملک و قوم اور قصاید مدحیہ اعلیحضرت یا قومی نظم روانہ فرمائین تو بمنت درج گلدستہ کئے جائینگے۔

(۸) اجرت تقسیم اشتہارات بطور ضمیمہ فی صد (۸ر) اور درج گلدستہ کرنیکے لئے فی سطر (۲ر) اور نسبت کا تصفیہ خط و کتابت سے ہوگا۔

(۹) جواب طلب خطوط کیلئے ٹکٹ یا جوابی کارڈ آنا چاہیئے اور خریداران گلدستہ اپنی ہر قسم کی تحریر مین کہ کہ نمبر کا ضرور حوالہ دیا کرین ورنہ تعمیل نہوگی۔

(۱۰) نمونہ کے پرچہ کے لئے اہل بلدہ کو (۴ر) حالی اور ساکنان اضلاع کو (۴ر) حالی کے ٹکٹ اور ممالک عظمت مدار کے باشندون کو (۴ر) کلدار کے ٹکٹ روانہ کرنا ہوگا۔

(۱۱) مضامین و در روانگی منی آرڈر اور ہر قسم کی خط و کتابت بنام غلام صمدانی خان گوہر مالک و ایڈیٹر جلوۂ محبوب ساکن اندرون یاقوت پورہ دیوڑھی ایپگین علی بیگ خان میر غوث الدین علی صاحبزادہ صاحب جاگیردار ہونی چاہیئے۔

المشتہر مینیجر جلوۂ محبوب۔

# ہوالقادر

یا صاحب الجمال و یا سید البشر
من وجہک المنیر لقد نور القمر
بسم اللہ الرحمن الرحیم
لا یمکن الثناء کما کان حقہ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

قصیدہ در مدح کیوان منزلت آفتاب شوکت فریدون فر سکندر در آصف دوران سکندر زمان خاقان ابن الخاقان سلطان ابن السلطان اعلیحضرت میر محبوب علیخان فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک مظفر الممالک آصفجاہ بہادر خلد اللہ ملکہ۔ من تصنیف جناب رائے گردیشا صاحب برہمہ چہتری

بارک اللہ نئے ڈھنگ سے آئی ہے بہار
پھول کیطرح سے جامہ مین سماتے نہین خار

اوج پر قامت شمشاد گلک ہے آج نصیب
طالع سبزۂ خوابیدہ ہوا ہے بیدار

فیض صناع حقیقی سے جہان ہے سرسبز
چشم حوران بہشتی ہوئے نرگس پہ نثار

صحن ہر خانہ مین ہے جوش ہجوم شادی
جلوہ گر ہر در و دیوار پہ ہے بندھنوار

بے زبانونکو بھی دی فصل بہاری نے زبان
فرقۂ اہل زبان مین ہوا سوسن کا شمار

مشکین کس لیتا ہے سنبل وہین کہتا ہے اگر | نرگس شوخ نظر کو کوئی عمیِ بیمار
ہو گیا رشک ارم شہر دکن شان خدا | راتدن آ کے لگین سیر کو یہان ہر بار
جلوہ گر شاہ دکن کی ہے جو سالگرہ | کہ شگفتہ ہے دل خورد و کلان لیل و نہار
کون وہ حضرت محبوب علیخان سلطان | جسکے احسان و کرم سے دل سایل گلزار
فخر شاہان جہان اور ہے ممدوح انام | معدن لطف و کرم اور ہے بحر ایثار
روم سے شام تلک جسکی سخاوت کی ہے دہوم | شہرہ ہے جسکی شجاعت کا بہر شہر و دیار
دیدنی ہے یہ ہر اک محفل عشرت کی بنا | عیزت اوج فلک قصر ہمایون آثار
مخزن علم و عمل معدن افضال و عطا | گوہر بحر سیادت مہ خورشید وقار
ذرہ سے مدحت خورشید کہان ممکن ہو | وصف دریا مین نہین قطرہ کو تاب گفتار
دل نمک خوارونکے گلشن ہین ہوا سے اوسکے | سینۂ اہل حسد جوش حسد سے ہمہ خار
گل گلزار عطا نخل گلستان سخا | حاتم اوسکے در دولت کا ہے اک خدمتگار
دل مین آتا ہے کہ اب از سر نو ہو جاوے | غیرت باغ ارم مطلع ثانی کی بہار

## مطلع ثانی

دل مین میرے جو شگفتہ ہے طرب کا گلزار | جلوہ افزا ہے ہر اک شعر سے عشرت کی بہار
ہے یہ وہ سالگرہ جس سے مسرت کو ہے مدار | یہ وہ عشرت ہے کہ عشرت کو ہے عشرت بسیار
پھول خوش ہو کے سماتے نہین گلدستون مین | زمزمہ سنج ہے ناہید کے مانند ہزار
سر خوشی خلایق کا اوٹھایا بیڑا | پان نے سرد کیا لعل کا بالکل بازار
عطر نے کی مدد تقویت روح و دماغ | غیرت طبلۂ عطار ہین جیب و دستار
جب اداء رسم ہوئی پھر مبارکبادی | زہرہ نے دف کو لیا ہاتھ مین زہرہ نے ستار
یہ نمک خوار ہے اس بزم طرب مین حاضر | عرض کرتا ہوا کچھ تہنیت آمیز اشعار
ہو مبارک یہ گرہ شاہ فریدون فر کی | رہے تا دور قمر ظل ہمایون آثار

دل و جان سے ہے یہی آرزوِ گوہر شاد
فضل خالق سے رہین شاد ہمیشہ سرکار ۔

کیونکہ یہ حملہ افاغنۂ کرناٹک کے مردار تھے۔ جب آپکا ہاتھی قریب ہمت خان کے ہاتھی کے پہونچا آپ نے بنظر تواضع وتسلی اپنا دست مبارک بغرض اوسکے آداب بجالانیکے اپنے سر پر رکھا۔ مگر جب یہ دیکھا گیا کہ اوسطرف سے آداب ومجرا کچھ بھی نہین ہوتا آپ نے خیال فرمایا کہ غالبًا یہ غیر معمولی بات بدحواسی یا تاریکی شب کیوجہہ سے ہوگی۔ کیونکہ ابھی سپیدۂ صبح نے نور اپورا اپنا تسلط نہین کیا تھا۔ آپ نے عماری سے کسیقدر بلند ہوکر بلند آواز سے فرمایا کہ اے بھائی یہ کوشش اور مردانگی کا وقت ہے۔ بہرطور دشمن کی دفعیہ کی فکر کرلی چاہئیے۔ آپ کے زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے ہی تھے کہ اودہر ہمت خان کے ہاتھی پر سے دو ضرب بندوق کے سر ہوے۔ ایک ضرب تو ہمت خان نے چلائی۔ اور دوسری ضرب اونکے خواصی مین جو شخص بیٹھا ہوا تھا اوس نے سر کی۔ یہ موقعہ تو دیکھا ہی جارہا تھا آپ کا بلند ہوکر اون کلمات کا فرمانا اور بندوقون کا سر ہونا برابر تھا۔ ہر دو ضربون کی گولیان آپ کے سینۂ مبارک پر پہونچین۔ اور اوسوقت آپ راہی خلد برین ہوے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ایک غریو خلق اللہ سے اوٹھا اور شور قیامت برپا ہوا۔ شعر۔ لرزید فلک شدہ قیامت برپا یک نیزہ برآمد آفتاب تابان۔ اس فتح نمایان سے جو خوشی فرانسیسونکے گورنر جنرل ڈوپلے اور اسکے سپہ سالار بوسی کو ہوی اوسکا اندازہ اوس مینار سے ہو سکتا ہے جسکو فرانسیسون نے

---

* ملاحظہ ہو مآثر الامرا ورشید الدینخانی وغیرہ۔ ۱۲

+ ہند کے فرانسیسی سوداگرون مین ڈوپلے بڑا مدبر اور منتظم گذرا ہے۔ جس نے دس سال چندرنگر کی گورنری کی اور پہر ۱۷۴۱ع مین پانڈیچری کا گورنر اور ہند کی کل فرانسیسی بستیون کے ملک کا گورنر جنرل ہوگیا۔ ۱۲ خلاصۂ تاریخ محبوب السلاطین

تعمیر کیا۔ اور ایک شہر (ڈوپلے فتح آباد) کے نام سے آباد کیا۔
آپکی شہادت قلعہ جیجی کے قریب جو پہوچری سے بیس کوس کے
فاصلہ پر ہے واقع ہوی۔ آخرش آپ کے لشکر نے آپکے تابوت کو
اورنگ آباد خجستہ بنیاد کو روانہ کیا۔ اور وہان آپ پائین مرقد
حضرت شاہ برہان الدین غریب قدس سرہ العزیز اور قریب مزار
حضرت مغفرت ماب کے دفن ہوے۔ آپ نے بقول تاریخ
رشیدالدینخانی دو سال سات مہینے دس روز سلطنت کی۔ اور حسب
بیان تاریخ حدیقۃ العالم دو سال چھ مہینے کچھ روز۔ واللہ اعلم بالصواب
شہادت کے وقت آپکی عمر شریف (۴۴) سال کی تہی۔ آپ کی
شہادت کی تاریخ میر غلام علی بلگرامی المتخلص بہ آزاد نے
(جو آپ کے استاد تھے۔) یون کہی ہے۔ قطعہ

نواب عدل گستر عالی جناب رفت  فرصت نداد تیغ حوادث شتاب رفت
در هفدهم ز ماہ محرم شہید شد  تاریخ گفت نوحہ گرے آفتاب رفت

میر غلام علی آزاد بلگرامی نے تذکرہ سرو آزاد مین لکہا ہے کہ نواب
شہید کو شہادت کا شوق بہت تہا۔ اکثر دعا فرماتے تھے کہ خداوند
شہادت نصیب کرے۔ اوس شب کو کہ جسکی صبح کو یہ قیامت بپا
ہونیوالی تھی۔ مین (آزاد) تمام رات خدمت مین حاضر تھا۔ آپنے
دستار باندہنے کے لئے آئینہ طلب فرمایا۔ اور دستار باندہنے مین
مشغول ہوے۔ اور اپنے عکس سے مخاطب ہوکر یون ارشاد فرمایا۔ کہ اے
میر احمد (آپکا اصلی نام ہے) خدا تیرا حافظ ہے۔ اور وقت بر آمد ہونیکے
حالانکہ آپ باوضو تہے۔ مگر کرر آپ نے وضو کی تجدید ———

---

٭ اوس زمانہ مین شہریار و امرا اکثر اپنی دستار اپنے ہاتہہ سے باندہ لیتی تہے۔ اور نواب
شہید دستار اپنے ہاتہہ سے بہت خوب باندہتے تہے۔ ملاحظہ ہو دربار آصفیہ ۱۲

فرمائی - تسبیح پڑھتے ہوئے عماری مین سوار ہوئے - اور اکثر آپکا معمول تھا کہ لڑائی مین زرہ بکتر وغیرہ زیب بدن فرماتے تھے - مگر اوس روز بغیر لباس سفید کے کوئی دوسری شئے نہین پہنی - اور اوسی لباس سے آپکی شہادت واقع ہوئی - آپ چند روز قبل شہادت کے ایک بزرگ کے کہنے سے تمامی منہیات سے تائب ہوئے تھے اور پابند شرع شریف تھے -

حافظ محمد اسعد کی کہ عالم و مرد مقدس تھے خصوص علم فقہ و حدیث مین اونکا کوئی نظیر نہ تھا اور شرع کے انتہا درجہ پابند تھے فرماتے ہین کہ ایک روز میرے دل مین یہ خیال گذرا کہ آپکی شہادت عند اللہ کسطرح ہوئی ہوگی - اس خیال کے ساتوین روز مین نماز سے فراغت پاکر قبلہ رو ہو بیٹھا تھا کہ یکایک بیخودی مجھپر طاری ہوئی - اور اوسی بیخودانہ حالت مین کیا دیکھتا ہون کہ دو شخص عربی لباس پہنے ہوئے ایک میرے داہنے جانب اور دوسرے بائین جانب کھڑے ہین - داہنے جانب والے صاحب نے بائین جانب والے صاحب سے سوال کیا کیف شہادة نظام الملک الدولہ جسکا جواب بائین جانب والے صاحب نے فی الفور جواب دیا کہ - انہ لشہید واللہ لعن قاتلہٗ - جب مین اوس بیخودی سے ہوشیار ہوا تو وہ وسواس و شبہ جو میرے دل مین گذرا تھا فوراً دور ہوگیا - اور آپکی عند اللہ شہادت کا قایل ہوا - اور یہہ فکر ہوی کہ ایک تاریخ آپکی شہادت کی لکھنا چاہیے - چنانچہ اوسیوقت یہہ مادۂ تاریخ سوجھا (حسن خاتمہ) جب مین نے اوسکو جانچا اعداد برابر نکلے - مین نے اوسکو نظم کیا - وہ یہہ ہے (نواب آفتاب جہانتاب معدلت + محشور -

ملاحظہ ہو حدیقۃ العالم ۱۲

با جناب حسین ابن فاطمہؓ + تاریخ خواستم زبراے شہادتش + ارشاد کردپیر خرد حسین علیہ السلام غائبہ +

آپ انتہا درجہ کے رحم دل اور عدل گستر تھے اور احکام شریعت کی اجرائی مین بہت کوشش فرماتے تھے۔ اور غریب و غابینر کی فریادرسی مین توجہ خاص تھی۔ آپکی تقریر از حد فصیح اور تحریر انتہا درجہ کی بلیغ تھی۔ اور شاعری مین یکتا تھے۔ اور قدردان حق شناس تھے اور شجاعت وہمت بھی آپکی بڑہی ہوئی تھی۔ اور آپکی عقل ورائے نہایت سلیم و دقیقہ رس تھی۔ اور رحم تو اسقدر تہا کہ جسکا نظیر ملنا دشوار

ایک* روز سبزہ زار کاٹ مین شکاریون سنے ایک ہرن زندہ گرفتار کیا اور اوسکو آپکے حضور مین لاے۔ آپ سنے حاضرین مجلس سے استفسار فرمایا کہ اس ہرن کو شکار کرنا بہتر ہے یا آزاد کرنا مناسب ہے۔ حاضرین دربار نے اس خیال سے کہ حضرت کی طبیعت شکار کے جانب مائل ہے عرض کئے کہ اسکو شکار کرنا چاہئے۔ بعد ازان آپ سنے میر غلام علی آزاد سے ارشاد فرمایا کہ تمہاری کیا راے ہے۔ غلام علی سنے عرض کی کہ اسوقت مجھے ایک نقل یاد آئی۔ اگر حکم ہو تو عرض کردن۔ اور بعد حصول اجازت بیان کیا کہ ایک بادشاہ نے ایک قیدی کے قتل کا حکم دیا اور قتل کے وقت اوس سے حسب قاعدہ پوچھا گیا۔ کہ تیرا دل اسوقت کیا چاہتا ہے اور کیا آرزو ہے۔ اوس سنے کہا کہ میری صرف یہی آرزو ہے کہ ایک مرتبہ مجلس سلطانی مین باریاب ہون۔ ملازمان شاہی نے بعد حصول اجازت بارگاہ سلطانی مین اوسکو حاضر کیا۔ اور جبوقت بادشاہ نے برخاست کرنا چاہا اوس نے عرض کیا کہ اگرچہ یہ گناہگار واجب القتل ہے

* ملاحظہ ہو حدیقۃ العالم۔ ۱۰۲

## طرح

بابت ۶ رمضان المبارک سنہ ۱۳۱۰ھ

نامِ کو بوئے وفا اوس گلِ خندان مین نہین۔
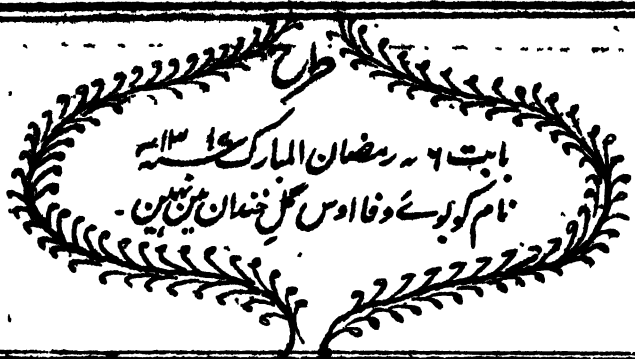
### تمکین۔ جناب آدم نواز خان صاحب حیدرآبادی تلمیذ حضرت شیفتہ صاحب کنتوری

سینۂ عاشق و بیتاب پریشان مین نہین
دل کہان ہے جو ترے کاکلِ پیچان مین نہین

داغِ دل دیکھ کے وہ رشکِ چمن کہتا ہے
پھول اسطرح کا شاداب گلستان مین نہین

جان سے ہاتھ اوٹھائے جو یہان مرد آئے
کام نامرد کا اس عشق کے میدان مین نہین

روز آنیکا ہے اقرار مگر محض دروغ
استواری تو ذرا وعدۂ جانان مین نہین

اوس گلِ تر سے ہے امیدِ وفا ای تمکین
نام کو بوئے وفا اوس گلِ خندان مین نہین

### رونق۔ جناب عبد العزیز خان صاحب تلمیذ حضرت مسیکش صاحب تہانوی ظلہ العالی

نالہ و آہ و فغان کب دلِ سوزان مین نہین
خون کے اشک کب اس دیدۂ گریان مین نہین

روشنی جیسی کہ رخسارون مین ہی تیرے صنم
ماہِ تابان مین نہین مہرِ درخشان مین نہین

داغ کیا کیا کے مرا سینہ بنا ہے گلشن
جتنے گل سینہ مین ہین صحنِ گلستان مین نہین

دھجیان وحشتِ دل نے وہ اڑائین رونق
ایک بھی تار میرے جیب و گریبان مین نہین

### شیفتہ۔ جناب مولوی سید محمد کاظم حسین صاحب کنتوری

ایک بھی خال تمہارے رخِ تابان مین نہین
جائے حیرت ہے کہ نقطہ کبھی قرآن مین نہین

عشق مین اوسکے بشر ڈوب گئے کیون کہ مژہ
آب گلگشت جو ترے چاہِ زنخدان مین نہین

حیف ای بادِ خزان تمنے وہ جھاڑو پھیری
گل تو کیا چیز ہے کانٹا بھی گلستان مین نہین

جیسا جالی کے دوپٹے مین چمکتا ہے بدن — یہ چمک نام کو بھی سرو چراغان مین نہین
کون وحشی ہے بھرا ایسا جو ادھر سینہ اسکا — قیس کا بھی تو گزر میرے بیابان مین نہین
یار کے عارض انور نے کیا ہے روشن — ہے ستارہ کوئی تکمہ یہ گریبان مین نہین
دہن یار کو جو بات خدا نے دی ہے — حوض کوثر مین نہین چشمۂ حیوان مین نہین
کیا اندھیرا ہی گھٹا جاتا ہے دم سینے مین — ایک تارا بھی فلک پر شب ہجران مین نہین
شوق دیدار مین اسدرجہ ہی خلقت کا ہجوم — دل کے رکھنے کی جگہ کوچۂ جانان مین نہین
کسکے دیوانے کو موت آئی جو سناٹا ہے — نالۂ زنجیر کا بھی خانۂ زندان مین نہین
دل مین پیدا کرو معشوق حقیقی سے لگاؤ — شیفتہ فایدہ کچھ عشق حسینان مین نہین

## صبر۔ جناب ابو المخزن عبد الکریم خان صاحب صابری دہلوی۔

تجھ مین جو بات ہے وہ یوسف کنعان مین نہین — روشنی چہرے کی تیرے مہ تابان مین نہین
جلد پا جائے کہان تھا وہی اک محرم راز — یا خدا خیر ہو دل سینۂ سوزان مین نہین
دل گیا جان گئی عقل گئی ہوش گئے — اپنا مونس تو کوئی اب شب ہجران مین نہین
وہ تو مشہور ہے عالم مین امام الشعراء — دل ترا پھیرے اے صبر یہ ایمان مین نہین

## عزیز۔ جناب ابو الصدق محمد امتیاز علی صاحب شاگرد رشید جناب مولانا حاجی مولوی محمد کاظم حسین صاحب شیفتہ کنتوری۔

غیر موجود ہے ہم کوچۂ جانان مین نہین — زاغ ہے بلبل ناشاد گلستان مین نہین
ای جنون تار جو باقی کوئی دامان مین نہین — ایک بخیہ بھی کہین میرے گریبان مین نہین
چشم فتان سے مشابہ تو ہے چشم آہو — شوخی اوسمین جو ہے وہ چشم غزالان مین نہین
آنکھہ آفت ہے ادا قہر ہے محشر ہے خرام — آفتین کونسی اوس فتنۂ دوران مین نہین
آتش عشق سے جل جل کے ہوئی مین کباب — نام کو اشک مرے دیدۂ گریان مین نہین
یاد مین اوس قد موزون کے مری آنکھون مین — نخل ماتم کا ہے یہ سرو گلستان مین نہین
برستا آملا ہے جدائی مین تری لشکر اشک — روک لے کوئی بھی ایسا صف مژگان مین نہین

داغ سینہ کے منور ہین بسان خورشید
روشنی ایسی کسی مہر درخشان مین نہین

بس جگہ مین دل گم گشتہ کو اپنے ڈھونڈون
او کلی مٹھی مین نہین کاکل پیچان مین نہین

ہائے افسوس کیا ایسا خزان نے برباد
ایک بھی پھول کہین صحن گلستان مین نہین

واہ کیا عشق کی سرکار ہے دنیا مین عزیز
فرق کچھ گبر و نصارا و مسلمان مین نہین

## فدوی۔ جناب گلابیت رائے صاحب ممبر انجمن عثمانیہ حیدرآباد دکن

حسن جانان کا بیان عام کے امکان مین نہین
جوہر حسن تو ایسا کسی انسان مین نہین

اسقدر ہے مرا صحرا سے جنون وحشت خیز
طاقت آنے کی یہان غول بیابان مین نہین

## لطف۔ جناب محمد عبداللطیف صاحب امیدوار محکمہ عدالت و کوتوالی و امور عامہ صیغہ نظامت عدالت شاگرد حضرت شیفتہ کنتوری

رخ انور کی تجلی مہ تابان مین نہین
تجھ مین وہ حسن ہے جو یوسف کنعان مین نہین

باغ مین پھول ہین ہر چند ہزارون خوشرنگ
رخ کے مانند کوئی پھول گلستان مین نہین

وعدۂ وصل جو کرتے نہین تو یون کہتے ہین
کہ ملا دیتے ہین شوخی سے وہ ہر ہان مین نہین

کسلئے ہوتی ہے اے بلبل شیدا برباد
نام کو بوے وفا اس گل خندان مین نہین

نظر و ابرو و مژگان مین ہے جیسے تیزی
تیغ برّان مین نہین نشتر و پیکان مین نہین

پھر کہان ہوگا تری صورت رنگین کا جواب
باغ عالم مین نہین گلشن رضوان مین نہین

شب فرقت کی حرارت کا اثر ہے اے لطف
ایک آنسو بھی جو اس دیدۂ گریان مین نہین

## محمود۔ جناب مولوی محمد محمود علی صاحب مددگار مہتمم بندوبست پائگاہ و متوسل حضور پیشی عالیجناب نواب سلطان الملک بہادر دام اقبالہ

خوبرو و قتل تمہارے کوئی انسان مین نہین
قوم انسان مین نہین گلشن رضوان مین نہین

ہمسری ماہ ترے رخ سے کریگا کیونکر
یہ صفائی یہ صباحت مہ تابان مین نہین

وحشت دل نے جو کی دست درازی ہو تو
کیا کوئی تار بھی اب میرے گریبان مین نہین

نالہ و آہ و فغان لے گئے سبکو ہمراہ
طاقت و صبر و سکون اب دل نالان مین نہین

ہے عبث تجھکو رہائی کی توقع اے دل
زلف پیچان مین پھنسا ہے کسی زندان مین نہین

شب تاریک ہے فرقت کی بلا سر پر ہے
مجکو اوتجھن ہے کہ وہ شمع شبستان مین نہین

مجکو مارا ہے تو پھر کیون نہین کرتے زندہ
کیا یہ اعجاز تمہارے لب خندان مین نہین

جوہری دیکھہ کے دندان کی صفا حیران ہین
چمک اسقدر کسی گوہر غلطان مین نہین

آنچ آئیگی رقیبون پہ ہمارے کیونکر
نام تاثیر تو آہ شرر افشان مین نہین

حسن تیرا ہے خداداد ترے سر کی قسم
ایک بھی تجھسا حسین جنت رضوان مین نہین

کیون پلک مارتے ہی اوسکے ہوا مین ہین پری
اور پھر بات ہے کیا سحر جو مژگان مین نہین

ناتوان کون پھرے راہ عدم کی بیکار
کمر یار کا مضمون میرے دیوان مین نہین

وصل کی رات نکلا ہمہ یہ راز ای محمود
لب شیرین کا مزہ سیب زنخدان مین نہین

**ہمزہ - جناب شیخ محمد عبد اللہ صاحب نامہ نگار آل عبد الغفار علاقہ جمعیت نظام محبوب جناب رائین لشیہ**

سرخی جو لب مین ہے وہ لعل بدخشان مین نہین
تری صورت کی جلا مہر درخشان مین نہین

صاف ہے سیف زبان وہ تری اللہ اللہ
برش ایسی بخدا خنجر بران مین نہین

کسطرح ماہ سے تشبیہ دون اسکے رخ کو
عیب ہے ماہ مین لیکن رخ تابان مین نہین

اسطرح آپکی فرقت نے رلایا مجھکو
ایک قطرہ بھی مرے دیدۂ گریان مین نہین

**غزل غیر طرح - عالیجناب نواب جہانگیر جنگ بہادر نبیرہ نواب محسن الدولہ مغفور تلمیذ حضرت شیفتہ ممتاز کی**

وہ شوخ میرے گہر کبھی آئیگا یا نہین
مجھکو کبھی پاس بلائیگا یا نہین

یارب یہ رات کیسی کٹیگی پہاڑ سی
اے آفتاب تو نکل آئیگا یا نہین۔

فرصت نہین تڑپنے سے وقت شب فراق
اے چرخ دن تو عیش کے لائیگا یا نہین

وہ مجھسے پوچھتے ہین شب وصل ناز سے
غیرون سے ملکے مجھکو جلائیگا یا نہین

اے شوخ کہدے صاف جہانگیر جنگ کو
محشر مین اپنی شکل دکھائیگا یا نہین

نوٹ - خدا کرے کہ ان سے نگاہی تیغ کا فدا میری - جفا - وفا - قافیہ - ۲۵ رمضان تک غزلیات آجانا چاہیئے
باغ عالم کی ہوا بدلی بہار آنیکو ہے - غبار - قرار - قافیہ - ۲۵ شوال تک ۔
عشق کا حال کیا بتائین ہم - جتائین - ستائین - قافیہ - ۲۵ ذیقعدہ تک ۔

* یہ غزل اجرا قہ ہے ۔ ۱۴۰

# کلام اور اوسکے استعمال کے طریقے

انسان مین قوت ناطقہ خلقی طور پر عطا ہوئی ہے جو شرف حضرت انسان کو تمام دیگر مخلوقات پر حاصل ہے وہ بہت کچھ اسی قوت کے بدولت ہی اور اسی وجہ اشرف المخلوقات سمجھا جاتا ہے اور اس قوت مین اسدرجہ تک ترقی کیجا سکتی ہے کہ انسان خود اپنے ہی ابنائے جنس پر تفوق یافتہ قرار پا سکتا ہے۔ ایک معمولی درجہ کا سبھی آدمی صرف اپنی شیرین کلامی اور سحر بیانی کے بدولت تمام قوم کے خیالات کو بدلسکتا ہے اور آنکے دلون پر حکمرانی کر سکتا ہے۔ اگر ہم قدیم تواریخ کے صفحون پر نظر ڈالین تو ہم کو معلوم ہوگا کہ بڑے بڑے مشاہیر اور مدبران سلطنت کا زور اور اختیار بہت کچھ اسی زبان کے بل پر تہا۔ اور جو عروج اونکو حاصل ہوا تھا وہ صرف زبان کے وجہ سے تہا۔ زمانہ موجودہ مین بھی ایسی ایسی اسپیکر ہین جو قوم کا دل اپنے کلام کے ساتہ لئے پہرتے ہین۔ وہ لوگون نے دیکھا کہ اگر عمدہ اور موثر تقریر حاضرین کے روبرو کیجائے تو اسکا نقش اُنکے دل پر ایسا ہو جاتا ہے کہ کبھی مٹائے سے مٹ نہین سکتا۔ معلمون نے دیکھا کہ زیادہ درست اور باقاعدہ اور تشریح کے ساتہ سبق بتلانے سے شاگرد باآسانی سمجھتے ہین اور فراموش نہین کرتے غرض دنیا مین یہ پوری طور سے ثابت ہو گیا ہے کہ تقریر اور اوسکی تاثیر زبان کے شیرین ترین مقاصد ہین اور اس سے وہ کام نکل سکتے ہین جو ہتیار سے کامیابی کے ساتہ نہین نکلتے۔ جو لوگ دنیا کی تاریخ سے واقف ہین اُنکو کئی ایسے معاملات یاد ہونگے کہ بہادر سپہ سالارون کے موثر اور پرزور تقریرون نے جو اونھون نے بوقت جنگ سپاہ کے دلونکو بڑھانے کے لئے کی ہین فوج کے ٹوٹی ہوئی کمرین پھر باندہ دی ہین۔ محمود غزنوی نے سومنات کے حملہ مین اپنے سپاہیون کو یہ کہکر جو صلہ دلایا کہ "اے شیرو

دلیرو! دیکھو دشمن نے چارون طرف سے گھیر لیا ہے۔ خراسان اور ترکستان یہان سے سیکڑون نہین بلکہ ہزارون کوس کے بلہ پر ہین اگر پر بھی لگا کر اڑو گے تو جان لیکر وہان نہ پہونچ سکوگے۔ اے میرے ایماندار سپاہیو! سوائے خدا کے کسی کا سہارا ابھی نہین ہمت مردانہ اور بازوئے دلیرانہ کا آسرا ہے۔ بھاگ کر مرنے سے مار کر مرنا بہتر ہے۔ نام تو رہیگا کہ غازی بھی ہوے اور شہید بھی۔ دیکھو اس میدان سے گھر دور ہے مگر بہشت قریب ہے شہادت کا تاج لو اور بہشت مین داخل ہو"۔ اس تقریر کا افسون اسقدر ہوا کہ کل سپاہیون کے دل مین مردمی کی آگ چمک اوٹھی اور جوش مین اگر حملہ کرنے کے لئے تیار ہوگئے اور فتحیابی حاصل کئے۔ اور اسیطرح سے ایک مرتبہ کسی شخص کو ایک وعظ کی مجلس مین شریک ہونیکا اتفاق ہوا۔ محدث صاحب اسقدر بدصورت تھے کہ اونکے قریب بیٹھنے سے کراہت معلوم ہوتی تھی اور اسی لئے اوس نے اس امر کی کوشش کی حتے الامکان انکے طرف نہ دیکھے ابھی تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ وہ ممبر پر تشریف لے گئے پہلے تو اوسنے آنکھہ بھی نہ اوٹھائی لیکن تہوڑی دیر کے بعد نہین معلوم کیا سے کیا ہوگیا محدث صاحب کے اعلے مضامین اور شیرین کلامی کا اثر ایک ستم ڈہادیا۔ وہی آنکھین جو اوسوقت تک برا دیکھتی تھین کچھہ ایسی پیاری اور دل لبھانی والی ہوگئین کہ یہی جی چاہا کہ ایک کیا اگر ہزار جانین انکے کام آئین تو اوس خوش عقیدت کے فدا کرڈالین۔ جب وہ ممبر سے نیچے تشریف لائے تو وہ بھی بہیڑ کو کاٹ کر انکے پاس جا پہنچا اور ایک پنکہا لے لیا اور حصول سعادت مین سب کے ساتہ شریک ہوگیا۔

یورپ مین بعض لوگ بہت پرمغز اڈریس۔ لکچر اور اسپیچ دے سکتے ہین برٹش پارلیمنٹ مین ایک مسٹر گلاڈسٹون نامی شخص ہے جو رنگین بیانی سے سامعین کو نقش دیوار بنا سکتا ہے۔ اوسکی اسپیچین صرف لفاظی سے

پر نہین رہتی ہین بلکہ بڑی موثر ہوتی ہین ۔ اسکی تحریر کی یہ قدر ہے کہ جب
کسی اخبار مین ایک یا دو کالمون کا مضمون لکہہ دیتا ہے وہ تین سو پاونڈ
پہسکار لیتا تھا ۔
ہمارے خوش قسمتی سے تقریر اور اسپیچ ایسی چیزین ہین جنکی ترقی بہت
کچہہ مشاقی پر منحصر ہے مجہے امید ہے کہ میرے اس تقریر سے ہر
ایک نوجوان تعلیم یافتہ کے دل اسطرف راغب ہوجاینگے اور ایک
بہرے مجلس مین کمر باندہکر کہڑے ہو جاینگے اور فضاے سخنوری مین
اسپ سخن کو وہ جولانی دینگے کہ حاضرین عش عش کرجائین ۔ مگر
آجکل کے نوجوان اس کام کو جاننا ہے نہین چاہتے اور جسقدر ذخیرہ
معلومات کا یا الفاظ کا تہیلا اُنکے پاس ہے اسکو بہی وہ شرم کے مارے
وہان بیان نہین کر سکتے ۔ اکثر اصحاب خواہ چہوٹے ہون یا بڑے
جب کسی عام مجلس مین تقریر کرنے کے لئے کہڑے ہوتے ہین تو وہ
کانپنے لگتے ہین اور زبان مین گہبراہٹ کے وجہ سے لکنت آجاتی ہے
اور دو چار کلمے کہکر پسینے مین غرق بیٹہ جاتے ہین ۔ اوسوقت اونکو
یہ نہین معلوم ہوتا کہ اونکی زبان سے گہبراہٹ مین کیا کیا نکل گیا ہے ۔
ممکن ہے کہ نوجوان لوگ اپنے پڑہنے کے کمرے مین نہایت
اطمینان کے ساتہ ایک مضمون پر غور کرین مگر اونکو اپنی صحت رائے پر
ہرگز ہرگز بہروسہ نہین کرنا چاہئے جب تک کہ عام تقریر گاہ مین بحث
نہین کیجائے ۔
دیکہئے :-
ارل آف جسٹر (ایک لایق شخص تہا) نے اول اول پارلیمنٹ مین کہڑے
ہوکر کہا " مائی لارڈس (حضرات) مین ۔ مین ۔ مین کہڑا ہوتا ہون ۔ مین
مین ۔ مین ۔ اپنی تقریر کو چار حصون مین تقسیم کرتا ہون " اسکے بعد اونے
بہت کچہہ کہنا چاہا لیکن اوسکے منہ سے ایک حرف بہی نہین نکلا اور بہت

سکوت کے بعد اپنی جائے پر واپس چلا آیا۔
یہ بات تجربہ سے ثابت ہوگئی ہے کہ ہر ایک شخص ایک کام کے لئے مخصوص ہوتا ہے اور ایسا بہت کم ہوا ہے کہ کوئی ایک شخص متعدد کاموں مین لایق ہوا ہو۔ کئے لایق آدمی جو کہ کسی ایک کام مین زیادہ لایق تھے فصاحت تو کجا عام مجلس مین ایک لفظ بھی نہین کہہ سکتے اڈلیسن جو فن انشا اور جادو نگاری مین پچھلے صدی مین انگلستان مین ایک امام سمجھا جاتا تھا ایک مرتبہ اوسکو ایک عام مجلس مین کچھ کلمات کہنے پڑے آپ سرونامت استادہ ہوکر فرمانے لگے وہ آئی کینو۔ آئی کینو۔ آئی کینو۔ (نوٹ + آئی کینو کے انگریزی مین دو معنے ہوتے ہین (۱) مین معلوم کرتا ہون (۲) مین حاملہ ہوتا ہون یا حاملہ ہوتی ہون) اور آگے کچھ نہ بول سکا اور بیٹھ گیا۔ ایک لیڈی نے حاضرین مین سے مذاق کیا کہ آپ حاملہ تین بار ہوئے لیکن بچہ ایک بھی نہین جنا۔
اس فن کو حاصل کرنے کے لئے سب سے عمدہ اسکول کلب اور بحث و مباحثہ کی کمیٹی ہے یہ بات کلب ہی مین حاصل ہوتی ہے۔ کہ نوجوان اسپیکر اپنے خیالات کو بترتیب و خوش اسلوبی سے ادا کرسکین یہ کلب ہی کا فائدہ ہے کہ ایک طالب علم اپنے خوف اور شرم سے نجات پاتا ہے۔ بحث و مباحثہ کی کمیٹی یا کلب اس وجہ سے اور بھی قابل سفارش ہے کہ اوسکا ایک عنصر میل و ملاپ (اتفاق) بھی ہے۔ گذشتہ اور موجودہ زمانہ کی بہت سے بڑے بڑے لوگون مین اپنے کلب کے مبارک جلسون مین دوستی پیدا ہوی ہے۔ یہین پر ہمدردی کا رشتہ مضبوط ہوا ہے۔ آجکل کے نوجوان اسپیکرون مین اکثر باتین ایسی دیکھی جاتی ہین جنکا خیال رکھنا ہر ایک شخص کو اپنی تقریر موثر کرنے کے لئے ایک ضروری امر ہے۔ پہلا امر قابل لحاظ ترتیب وسلسلہ ہے جب ایک مضمون تقریر کے لئے مقرر ہو جائے تو چاہئے

کہ پہلے تنہائی مین اپنے خیالات کو ایک طرف محدود کر لین اور جو کچھہ
بیان کرنا ہے اوسکو سلسلہ وار اپنے دل مین قایم کر لین اور پہر
اوسکی مطابق ہر ایک امر پر باری باری سے بحث کرین۔ ممکن ہے
کہ ایک شخص کے دل مین عمدہ خیالات ہون لیکن اگر وہ اونکو
بالترتیب اور مسلسل اندازپر نہین کر سکتا تو وہ اپنے آواز کو محض
برباد کرتا ہے ایسی بے ترتیب اسپیچ ایک جنگل کے مانند ہوگی جسمین
سیکڑون پہول پہولے ہوسے ہین مگر بد نظمی کی وجہہ سے سیر کرنے
والے کو کچھہ حظ اور لطف نہین حاصل ہوتا۔ تقریر کا سلسلہ ایک
زنجیر کے سلسلہ سے مشابہ ہو سکتا ہے کہ جسمین کئی ایک کڑیان
ہوتی ہین جہان سے کوئی کڑی نکل گئی زنجیر کام کی نرہی۔ اسیطرح سے
جہان کوئی کام کی بات چھوٹ گئی مطلب خبط ہو گیا اور سننے والون کو
بار معلوم ہونے لگا۔ اسلئے اسپیکر کو چاہئے کہ جب وہ اپنے مقام
پر کہڑا رہے تو مضمون پر ایک حاوی نگاہ رکھے اور سبجکٹ کے خاص
خاص امور پر خیال کرتا رہے تاکہ خوش اسلوبی کے ساتہ اونکو ادا کر سکے
اسپیچ اسوقت یقیناً بہت زوردار اور پُر تاثیر ہو جاتی ہے جبکہ ہمارے
دیگر اعضا بھی ہمارے مضمون اور زبان کا ساتہ دیتے ہین۔ ایسے
وقت مین جبکہ ہم کسی خون ریز میدان جنگ کا ذکر کرتے ہین یہ بات
کسقدر نامناسب ہوگی کہ ہم ایک بت کے مانند بے حس و حرکت کہڑے
رہین۔

آواز کے چڑہاؤ اوتار کو بھی ہمارے کلام کے موثر ہونے مین بہت دخل
ہے۔ بعض لوگ کاغذ پر مضمون لکھکر پڑہتے ہین یہ لوگ کبھی لکچرار کے
عالی منصب کے قابل نہین ہو سکتے تقریر کرنے مین اپنے سامعین کے
طرف دیکھنا اور موقع موقع پر آواز کو بلند اور آہستہ کرنا لکچرار کا کام
ہے جو لوگ کاغذ سے لکچر پڑہتے ہین وہ یہ دونون کام پورے

نہین کر سکتے اور اُنکے لکچر اسلئے زیادہ موثر اور دلچسپ نہین ہو سکتے - حاصل کلام یہ ہے کہ ہم اپنے ہاتہ یا نون کو موقع ومحل کے مناسب ہلانا اور آواز کا چڑہاو و اُوتار کرنا اسقدر ضرور ہے جس سے ہمارے کلام کی خوبی کو رونق ہو جائے -

اکثر دیکھا گیا ہے کہ جب کسی مجلس مین کوئی شخص کسیکی تقریر پر اعتراض کرتا ہے تو صاحب تقریر افروختہ ہو کر جواب کے لئے اُٹھہ کھڑے ہوتے ہین اور سخت الفاظ استعمال کر کر اپنی غلطیات کی حمایت کرتے ہین اصل مین یہ ٹھیک نہین یاد رکھنا چاہئے کہ ملایم جواب بہتون کو خوش رکہتا ہے - بعض لوگ اپنی لسانی اور تقریر کی فصاحت کے گہمنڈ پر مضمون کو عبارت آرائی سے بہر کر مجلس مین پیش کرتے ہین اور اونکو اوسکے نتیجہ وغیرہ کا بالکل خیال نہین رہتا ہے - اچھی تقریر تو ضرور اچھی ہے لیکن اچھی اُسوقت سمجہنا چاہئے جب نتیجہ اچھا ہو -

اسپیکر و لکچرار کو لازم ہے کہ وہ اپنے دوران تقریر مین ساتہہ ساتہہ دیکھتے جائے کہ سامعین مین اپنی تقریر کی بابتہ کیسے کیسے خیال پیدا ہوتے ہین اور وہ کس قسم کے گفتگو اور طرز کو پسند کرتے ہین یا کس رتبہ کی باتین سمجہہ سکتے ہین - جب سامعین کم متوجہ اور دل برداشتہ نظر آئین فی الفور سلسلہ کلام کو کم کر دے کیونکہ وہ وقت اُن پر دشوار گذار ہو جاتا ہے بعض لوگ ایسی جلا کر تقریر کرتے ہین کہ اُن کی باتین بہت کم سمجہہ مین آتے ہین اور بعض لوگ نہایت آہستہ زبان مین بولتے ہین - صاف حلق سے متوسط درجہ کی بلندی کے ساتہ بولنا چاہئے - پہلے آواز اسقدر نیچا ہو لیکن جون جون تقریر کا سلسلہ ایک قسم کی گرمی اور شوق ناظرین کے دلون مین پیدا کرتا جاوے آواز بتدریج بلند ہوتی جاوے اور جہان رنج و خوشی سوال و تعجب کا موقع ہو اوسی لہجہ مین اوسکو ظاہر کرے اور جا بجا آواز آہستہ اور بلند حسب ضرورت ہوتا جاوے -

اس ارٹیکل کے خاتمہ پر مجھکو اس افسوس ناک غلطی کے نسبت لکھنا
ضرور ہے جو اسپیچ یا لکچر کے خاتمہ مین کیجاتی ہے ۔ بہت کم لوگ واقف
ہین کہ اسپیچ کب اور کیونکر ختم کرنا چاہیئے ۔ ممکن ہے کہ ایک اسپیچ
نہایت فصیح اور دلچسپ ہو لیکن اگر اسپیکر کو یہ خبر نہین کہ اس کے
ختم کرنیکا موقع آگیا تو کسقدر افسوس کی بات ہے کہ اکثر عمدہ اسپیچین
بھی اس لاعلمی کی وجہہ سے محض سمع خراش ہو جاتے ہین ۔ پس
ہر اسپیکر کو چاہیئے کہ صرف بولنے کی غرض سے بولتا چلا نجاے
جیسے بخیل آدمی محض جمع کرنے کی غرض سے جمع کرتا جاتا ہے ۔
بلکہ اوسکو یہ خیال رکہنا چاہیئے کہ اوسنے سامعین کے دلونپر اثر ڈالدیا
یا نہین اور جب اوسکو معلوم ہو جاے کہ کلام کا اثر پڑ گیا اور لوگون
کی راے اسکی جانب ہو گئی تو فوراً اپنی تقریر ختم کردے اور تحسین و آفرین
کے نعرہاے بلند کے ساتھ اپنی کرسی پر آکر بیٹھ رہے ۔ فقط

راقم

مہادیو پرشاد فرزند راے لنگر پرشاد صاحب
نمیش اقربائے مہاراجہ راجہان راجہ شیوراج دہرم ونت بہادر
(ممبر انجمن عثمانیہ)

# المعلومات اور اُردو لٹریچر

ہمارے ماہواری رسالہ المعلومات نے سنہ ۹۹ء سے شایع ہوکر اُردو لٹریچر میں جو رنگ پیدا کیا ہے اوسکا لطف وہی کچھ خوب لیسکتے ہین جنکی نظر سے ہمیشہ یہ رسالہ گزرتا رہتا ہے ۔ اُسکے اول جز مین فخر المورخین ایڈورڈ گبن کی تاریخ زوال سلطنت رومتہ الکبرےٰ کا عالمانہ و محققانہ ترجمہ چھپتا ہے اور دوسرے جز مین رینالڈز انگلینڈ کے نامور ناولسٹ کے نتیجہ خیز ناول موسومہ میرے پرالیس کا ترجمہ ہوتا ہے ۔ دونون ترجمہ اپنی اپنی حیثیت کے لحاظ سے قابل دید ہین گبن نے جو رنگ اپنی کتاب مین برتا ہے وہی رنگ مترجم نے ترجمہ مین اختیار کیا ہے ۔ اسکے حواشی ناظرین کے لیے ایک نایاب ذخیرہ ہین ۔ سکندر اعظم کا نوٹ اپنا آپ ہی نظیر ہے جسکے دیکھنے سے قدیم یونانیونکی میتھالوجی اور سکندر کے شروع سے اخیر تک کے حالات تفصیل کے ساتھ درج ہین ۔ ناول کی زبان سلیس عام لپسند اور دلچسپ ہے شایقین کو چاہیئے کہ المعلومات کو ہاتھون ہاتھ خریدین اور اسکی قدر کرین ۔ یہ رسالہ مشہور مطبع مفید عام آگرہ سے ۲۰ × ۲۶ تقطیع پر چھپکر انجمن تعلیمی جے پور سے شایع ہوتا ہے ۔ عام شایقین سے دو روپیہ چار آنہ نمونہ سات ۸ سے ۔

## المشتہر

محمد عاشق علی منیجر المعلومات گہاٹ دروازہ جے پور (راجپوتانہ)

اور وہان شرع کے سوا کسیکو محسوس نہ ہوتے تھے - ہر چند عقل خوض کرتی اور کمال اشتیاق سے دیکھتی - مگر اوسکی نظر کچھہ کام نہ کرتی - الا اسوقت کہ اس کا رفیق اسے علےاوسے اونچا اوٹھاکر ایک جھلک دکھا دیتا بہرکیف عقل کو اونکے محفوظ اور مامون ہونیکا اطمینان تھا - اور شرع کو اونکے مسرور اور محظوظ ہونیکا

اب فرشتے نے مجھے آواز دی کہ اے عابد تو اس ظلمات کے پردے سے آنکھہ اوٹھا اوسا ون لوگون کے حال پر عبرت کی نظر کر جو تعلیم کو چھوڑ کر فقط عقل ہی کے پیروی کا دم بھرتے ہین - یعنے پھر عقل کی راہ پر نگاہ کی اور اسکو شرع کے راستے سے الگ نہ پایا عقل نے یہہ راہ شرع کی رہنمائی سے خود بھی پائی تھی - لیکن جب عقل کو ہدایت ہوئی تھی اس نے اسے باور کرلیا تھا - بعض اوقات نخوت عقل کے کان مین پھونکتی تھی اور ڈہو کا دیتی تھی کہ یہ راہ تیری ہی نکالی ہوئی ہے - تو جا کر شرع کی پیشوائی کر - مگر بہت سی ٹھوکرین کہا کر عقل کو ثابت ہوگیا تھا کہ شرع کی پیروی مین اسکا شرف ہے - اس روش سے عقل کسیقدر رستے پر حاوی ہوگئی تھی اور جذبات اور شہوات کے مزاحم نہ ہونے کی صورت مین اور ون کی بھی رہنمائی کرتی تھی لیکن ان دونون دشمنون کا سامنا نہ کرسکتی تھی جب کوئی جذبہ اسکے کسی پیرو پر غالب آجاتا تھا تو اسکے مقابل ہی نہ ہوتے تھے - البتہ شہوت سے کبھی کبھی کچھہ مقابلہ کرلیتی تھی - اور آخر ہار کر بیٹھہ رہتی تھی جب ان دونون دشمنون مین سے کوئی عادت سے گہٹ جاتا تھا تو عقل چکر اکر ایسی گم ہوجاتی تھی کہ ڈھونڈے نہ ملتی تھی جب عادت شرع کے مقلدونکو دام مین لانا چاہتی تھی تو آہستہ آہستہ اوپھر کر انکو بے قید ہوجانیکی شہ دیتی تھی - مگر عقل کے پیرودن سے کچھہ لاگ نہ رکہتی تھی - انکے سامنے آن کے آن مین تن و توش بڑہا لیتی اور دم بدم اپنی زنجیرین

مستحکم کرتی جاتی جو لوگ عقل کی پیروی چھوڑ دیتے تھے ان مین سے
بعض سکو والا نظری اوڑا لیجاتی تھی اونکو اونچے اونچے محلون سے
ابہاتی تھی۔ دولت کی خوشیان سناتی تھی اور دور سے حکومت
کا جلوہ دکہاتی تھی۔ وہ دم مین آکر اوسکے ساتہ ہولیتے تھے۔ اور عادت
انکے پاون مین بیڑیان ڈال دیتی تھی۔ یہ لوگ اپنے حماقت کے قائل
ہو جاتے تھے۔ مگر کبھی اولٹے پھرنے کی ہمت نہ کرتے تھے۔ والا نظری
ان کو اونچے اونچے پہاڑون کی چوٹیون پر چڑہا دیتے تھے۔ جہان
وہ ایسے گرتے تھے۔ کہ کہین ان کا پتہ نہ لگتا تھا۔ جو گرنے سے بچ
جاتے تھے۔ بہت سے مصائب کے بعد اکثر طمع کے حوالے ہوکر
ظلم کی فوج مین بھرتی کئے جاتے تھے۔ پہر وہ سونے چاندی کے انبار
جمع کرنے کے دہن مین رہتے تھے۔ اور انجام کار اون کے وارث
انہین دہکا دیکر مایوسی کے غارون مین ڈالے دیتے تھے۔
بعض کو مے خواری جاٹ دیکر اپنے ساتہ لگا لیتی تھی۔ اور یہ لوگ
پہاڑ کے چٹانون پر وہ میوے دہونڈتے پہرتے تھے۔ جن کی مہک
سے ہوا معطر ہو جاے۔ مین نے دیکہا کہ ان میوون کے گرد بیشمار دمین
منڈلاتی رہتی ہین آجکل کہ ان لوگون کو دبا بیٹھتی تھین۔ وہ اون کے
قبضے مین جاکر پہر عقل کیطرف آنے کی ذرا کوشش نہ کرتے تھے اور
جو غار آگے آتے تھے۔ انہی مین سماے جاتے تھے جب یہ لوگ
پہلے ہی پہل عقل کے راہ سے بہٹکے تھے۔ تو وہ اون سے بہت چلین
بہ جبین ہوئی تھی۔ اور ان کے اولٹے پہرنے سے مایوس ہوگئی تھی۔
کیونکہ نشے کے پیالے مین یہ خاصیت تھی۔ کہ اوسکی لہرین فقط حالت
موجودہ پر نظر رہتی تھی۔ اور یہی سوجھتی تھی " کہ اب تو آرام سے گذرتی
ہے۔ عاقبت کی خبر خدا جانے " امید و بیم ان کے پاس نہ بھٹکتی تھی
اور عادت قابو پاکر اون کے دل سے نیک و بد کا امتیاز بالکل اڑا دیتی تہی

بعض لوگ عقل سے منحرف تو نہین۔ مگر اوسکے طرف سے بے اختیار دیکھنے مین آئے۔ اگرچہ وہ اوسکے رستے کی گری سے بیتاب ہوکر مے خواری کے بارہ دریون مین پناہ گیر نہ ہوتے تھے۔ مگر کاہلی کی بھول بھلیون مین ضرور پڑجاتے تھے۔ ان کو عقل کی راہ ہمیشہ نظر آیا کرتی تھی اور اوسپر جانیکی طمع بھی ہوتی تھی۔ مگر ہمیشہ آجکل ہی کل کیا کرتے تھے۔ اور اس رنگ مین عمر گذارتے تھے کہ

ہر صبح گویم کہ فردا ترک این سودا کنم باز چون فردا شود امروز را فردا کنم

ان لوگونکا یہہ نقشہ ہوتا تہا کہ عادت اپنی زنجیرون کا جال بچھاکر آہستہ آہستہ انکو عقل کی راہ سے ہٹاتی جاتی تھی۔ اور وہ ہر وقت اسی خبط مین رہتی تھی۔ کہ اب بھی ہماری رسائی کچھہ دشوار نہین ہے وہ ایک گورکھ دہندے سے نکلکر دوسرے مخمصے مین جا پڑتے تھے اور عادت کی بیڑیان جو نظر نہ آتی تہین۔ اونکے پاؤن مین اوسجہی رہتی تھین باغ کے پہول کہلاتے کہلاتے اون کی خوشبو مدہم پڑجاتی تھی اور وہ سرگردان ہوکر پہر اس بہول بھلیون کے پہلے گہر مین آنکلتے تھے۔ اب پچھتاکر یہ کہنے لگتے تھے۔ کہ ہم نے گناہ بھی کیا اوسکی لذت نہ پائی۔ میکش جام شراب کو دیکھکر خوش ہوجاتا تھا۔ اور والا نظر اپنے حریف کے شکست پر ہولیتا تہا۔ مگر کاہلی کے گرفتارونکو نہ مسرت حاصل تھی نہ عزت۔ اون کے چہرے بالکل اداس نظر آتے تہے اور پیٹ کے بل کہسکتے کہسکتے اون غارون کے تہ پر پہنچ جاتے تہے۔ جہان پوست اور حنظل کے سوا کچھہ پیدا نہ ہوتا تہا وہان وہ دیوانگی کے حوالے ہوکر عادتون کے دائمی قید مین پھنس جاتے تھے اور اس وحشت کے حالت سے انکا آخر کو مایوسی کے پالے پڑجاتے تھے۔ مین یہ غمناک سانحہ دیکھہ رہا تہا۔ کہ یکایک فرشتے نے آواز دے اور کہا۔ کہ عابد تو یاد رکھہ اور عبرت

مگر- خبردار عادت کو اپنے اوپر غالب نہ آنے دینا- یہ سنکر
مین چونکا- اور مجہہ کو پہر وہی پہاڑ اور وہی سمان نظر آنے لگا
جو حقیقت مین میری آنکھون کے سامنے تہا- فقط

گرو پرشاد برہمہ چتری-

## "قاضی شریح کا حال"

کبار تابعین مین سے تھے- زمانہ جاہلیت بھی پایا تہا- حضرت عمر فاروقؓ نے انکو کوفہ کا
قاضی مقرر فرمایا- ۷۵ برس برابر قاضی رہے- اس عرصہ مین صرف تین سال قضا سے
باز رہے- یہ زمانہ ابن زبیر رضی اللہ عنہا کے فتنہ کا تہا- آخر مین حجاج بن یوسف نے
ان سے استعفا لے لیا تہا- اوس کے بعد کبھی دو شخصون کے جھگڑے مین گفتگو تک
نہین کی- رائے صایب- عقل صحیح- ذکا وفطنت رسم ورواج سے پوری معرفت
کے مجموعی شان سے انھین قضا کی اعلیٰ قابلیت تھی- ابن عبد اللہ کہتے ہین کہ
قاضی شریح نہایت عمدہ شاعر تہے اور سادات امر مین سے ایک تہے- یہ چار شخص
ہین- عبد اللہ بن زبیر- قیس بن سعد بن عبادہ- احنف بن قیس (جو بردباری مین
ضرب المثل ہین)- طبیعت بے حد مزاح بھی تہا- ایک شخص نے عورت کی رخصت کرانیکا
دعویٰ کیا- تکمیل شل کے بعد مدعی کو کہا کہ مین تیری مان کے بیٹے (یعنی تیرے) حق مین
فیصلہ کرتا ہون- اور اس بارہ مین تیری خالہ کے بہن کے بیٹے (خود مدعی مراد ہے)
کی شہادت کافی سمجہتا ہون- کہتے ہین کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے خلافت مین
انکو معطل کرنا چاہا تہا- لیکن لوگون نے کہا کہ فاروق کے مقرر کردہ قاضی کے سوا ہم
دوسرے پر رضامند نہین- اسلیے حضرت مرتضیٰ خاموش ہو گئے- بعض کہتے
ہین کہ حضرت علی مرتضیٰ نے جامع مسجد مین سب لوگون کے سامنے انکی لیاقت کا
امتحان لیا- اور جب انکی قابلیت اور رجوع کرلے اوصاف معلوم ہوے تو انکو
یا افضل العرب- کا خطاب عطا فرمایا-

ایک دفعہ اونہون نے اپنی بیوی کو مارا۔ پھر اس حرکت پر نادم ہوئے تو اشعار ذیل تصنیف کیے

اریت رجالا یضربون نساءهم فشلت یمینی یوم اضرب زینبا

ااضربہا من غیر ذنب اتت بہ فما العدل منی ضرب من لیس مذنبا

فزینب شمس والنساء کواکب اذا ما طلعت لم تبق منهن کوکبا

مینے دیکھا کہ لوگ اپنی اپنی عورتون کو مارا کرتے ہین۔ چنانچہ میرا ہاتھ بھی زینب کو مارنے لگا۔ کیا مین اوسے بلاقصور کے مارتا ہون۔ بلاقصور کو مارنا تو عدل مین داخل نہین۔ زینب تو آفتاب ہے اور دیگر عورتین ستارہ۔ عورتین اوسکے سامنے یون چھپ جاتی ہین۔ جیسے آفتاب کے سامنے کواکب۔

کہتے ہین زیاد بن سمیہ نے امیر معاویہ کو لکھہ بھیجا کہ عراق کا نظم ونسق تو مینے بخوبی کر دیا۔ اب حجاز کو میرے دست راست کا ماتحت بنا دیجے۔ تاکہ اُسے بھی عمدہ انتظام کے ساتہ تیرے لئے خاص بنا دون۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مکہ معظمہ مین قیام پذیر تھے۔ دعا کی خداوندا۔ ہمین زیاد کے پنجہ سے بچا۔ خدا کی قدرت اوسکے ہاتہ پر طاعون کے آثار نمایان ہوگئے۔ زیاد نے طبیبون کو جمع کرکے مشورہ کیا تو سب نے ہاتہ کاٹ ڈالنے کا مشورہ دیا۔ پھر قاضی شریح بلائے گئے اور مشورت اطبا کی متعلق اونکی رائے دریافت کیگئی۔ فرمایا۔ تیرے لئے رزق معلوم اور اجل محتوم ہے اور مین پسند نہین کرتا کہ آپ زندہ رہین اور دست راست آپ کے ساتہ نہ ہو۔ یا اگر موت قریب آجلی تو آپ خدا کے حضور مین دست بریدہ پہونچین۔ اور جب اس بارہ مین سوال کیا جاے تو یہ کہنا پڑا کہ قضاے الٰہی سے بھاگنے کے لئے مین نے ایسا کیا تہا۔ خیر زیاد تو طاعون سے اوسی روز مرگیا۔ لیکن عام لوگ جنکو زیاد سے بغض دلی تہا شریح کو ملامت کرنے لگے کہ اوسکا ہاتہ کیون قطع نہ ہونے دیا قاضی صاحب نے فرمایا کہ اوس نے مجھسے مشورہ لیا تہا اور مشورے مین امانت کا حکم ہے۔ اگر یہ حکم نہ ہوتا تو مین دل سے پسند کرتا تہا کہ ہر روز اوسکا ایک ایک عضو قطع کیا جاتا۔

مولینا شبلی نے الفاروق مین قاضی شریح کی تقرری قضا کا واقعہ
یون درج کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے پسند
کی شرط پر ایک گھوڑا خریدا اور امتحان کے لئے ایک سوار کو دیا۔
گھوڑا سواری مین چوٹ کہا کر داغی ہو گیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے
اوسے واپس کرنا چاہا۔ گھوڑے کے مالک نے انکار کیا اسپر نزاع ہوئی۔
اور شریح ثالث مقرر کئے گئے اونہون نے کہا کہ اگر گھوڑے کے مالک
سے اجازت لیکر سواری لی گئی تھی تو گھوڑا واپس کیا جاسکتا ہے ورنہ نہین
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حق یہی ہے۔ اور اوسیوقت شریح کو
کوفہ کا قاضی مقرر کر دیا۔
ایک دفعہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ پر ایک غیر مذہب نے
قاضی شریح کی عدالت مین مقدمہ دایر کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اوسوقت
خود خلیفہ اسلام تھے۔ فریقین طلب ہوے۔ قاضی شریح نے حضرت
علی رضی اللہ عنہ کو عدالت مین تعظیم دی تو جناب ممدوح نے فرمایا کہ قاضی
یہ تمہارا پہلا ظلم ہے۔
اللہ اکبر جس مبارک زمانہ مین بادشاہ وقت ایک غریب رعایا کے برابر
عدالت مین حاضر کیا جاسکتا ہو اوسکی آزادی کا کیا ٹھکانا ہے۔ اور
جہان بادشاہ وقت کو بے موقع تعظیم دینا بھی قابل گرفت حرکت
سمجھی جاکر اوسکو ظلم بتایا جاتا ہو تو وہان عدالت کرنا کیسا مشکل امر ہے
سنہ ۸۷ ہجری مین ۱۲۰ برس کی عمر مین وفات پائی۔

راقم
قاضی محمد سلیمان۔
(از وکیل)

اپنی بیٹی کی بے حرمتی کا جسکو عقد
نکاح مین لانے سے شاہ راڈرک
نے انکار کیا تہا بدلہ لینے کے لئے
آفریقیہ پہونچکر قوم مور کو ہسپانیہ کے
فتح کرنیکی دعوت دی ۔ اور وہ اپنے
پُر دغا معاملہ سازی مین کامیاب ہوا
اور طارق ایک مور افسر نے
بے انتہا فوج لیکر ہسپانیہ پر چڑہائی
کی ۔ کونٹ جولیا تو اوسکے ہمراہ
تہا ۔ شاہ راڈرک نے بہی اپنی
فوجین جمع کین ۔ اور سنہ ۷۱۱ءمین

دریائے باربیٹ پر ایک سخت
جنگ ہوئی ۔
اہل ہسپانیہ کو پوری ہزیمت
ہوئی ۔ اور قوم وزیگا تہہ کی
دلیری کا پہول پژمردہ کردیا گیا ۔
اور راڈرک نے ایک زخم شدید
کہاکر فلارنڈ الاکا و اکو لیکے
آسٹریا کے پہاڑون کا راستہ
لیا ۔ وہان یہ دونون اوسی
دہقان کی جہوپڑی مین پوشیدہ
رہے جسکو چند روز پہلے اپنے بہیجی کی

(بقیہ نوٹ صفحہ ۵۲)
اور اسنلئے گفتگو مین اوسنے اسپین کی زرخیزی اور خوبصورتی کی افسانون سے عربی
جنرل کے دل مین خوب شوق پیدا کیا ۔ اوسکے صاف وشفاف چشمے ۔ سرسبزو
شاداب چراگاہین ۔ لذیذ انگور ۔ خوشگوار زیتون ۔ اوسکے عالیشان شہر اور شاہی محل
اور گاتہہ کے لبریز خزانے ۔ اور کہا کہ یہ ایسا ملک ہے جہان گویا شہد و دودہ کی نہرین
بہتی ہین ۔ موسی! صرف تمہارے جانیکی دیر ہے ۔ گئے اور فتح ہوا ۔ مین خود تمہین
راستہ بتلاؤنگا ۔ اور اپنے ہی جہاز دونگا ۔ مگر عربی جنرل ایک مرد دانا اور دور اندیش
تہا ۔ اوسنے خیال کیا ممکن ہے کہ جولین کی اس تجویز مین جو بہی خاص غرض ہو کوئی دام تزویر
پس اوسنے خلیفہ دمشق کی خدمت مین ایک قاصد بہیجکر استمزاج کیا اور ساتہ ہی اطمینان کیلئے پانسو
آدمیون کی ایک چہوٹی سی جمعیت بسرداری طارف جولین کے چار جہازون مین اسلئے روانہ کردئے کہ ساحل
اندلس پر لوٹ مار کرکے حملے کرکے چلے آوین ۔ اہل عرب نے اس وقت تک بحر روم مین جہاز رانی شروع
نہ کی تہی ۔ اسواسطے موسے نے نہ چاہا کہ اس مختصر سی جمعیت سے زیادہ آدمی سمندر کے بلاخیز
موجون مین جہونکدے ۔ چنانچہ طارف اپنی خدمت کو پوری طرح انجام دیکر کامیابی کیساتہ جولائی
مین واپس آیا اور پہر ساتہ ہزار کی جمعیت سے جاکر طارف نے اندلس کو شکست دی اور اہل ہسپانیہ کو ہزیمت ہی ہوئی

پرورش سپرد کی تھی۔ مگر بہت جلد
وہان سے نکل کر ایوان کیلا شاہزادہ
مین پناہ گزین ہوے۔

اونھین دنون مین کونٹ جولیانو
خود آپ ہی اپنے وطن کی بربادی
کا باعث ہونے سے نہایت پشیمان
ہوا اور بہت حقیر بھیس بدلکر لشکر گاہ
مور سے نکل بھاگا۔ اور بڑی غربت
سے اوس ملک مین مارا مارا پھرا کیا
جسکو فاتحان اسلام کے حوالے
کرنیکا خود موجب تھا۔ یہان تک
کہ اسکے آوارہ قدم اوسکو آسٹریا
کے پہاڑون تک کھینچ لائے جو ابھی
تک قوم مور کے یورشون سے
محفوظ تھے۔ اور جب وہ تبدیل
صورت مین پہچان لیا گیا تو مقید
ہوکر ایوان کیلا شاہزادہ کو روانہ کردیا گیا
اسطرح خارج از سلطنت پادشاہ
(راڈرک)۔ دغاباز۔ (کونٹ جولیانو) دغاباز
کی بیٹی (فلا رنڈا لاکاوا) تینون ایک
مکان کے زیر سقف آپس مین
دوبارہ بہم ہوے۔ کونٹ جولیانو
قتل کر ڈالا گیا۔ اور فلا رنڈا نے
جسکے آنسو اور جسکی منتین سماجتین۔

اپنے باپ کے بچا نیکے لئے بے فائدہ
ثابت ہوئین۔ نہایت خستہ دل ہوکر
اپنے کو ہلاک کر ڈالا۔ راڈرک کو
بھی اوسکے زخمون نے زندہ نہ چھوڑا
اسلئے اون لوگونکی زندگی کا خاتمہ
ہوگیا جنکی ناپائداری یا جنکے گناہون
نے اونکے خاص وطن مین ان
بدانجامیونکا بیج بو یا تھا۔

اس موقع پر کسی دروازے کے
زمادون کی دھیمی چرچراہٹ نے
جون کو چونکنا کردیا۔ اور اوسنے
خوف مین اپنی آنکھین پھاڑ پھاڑ کر
گرجا کے دروازے کو دیکھا
مگر اوسکو کوئی نظر نہ آیا۔ دروازہ بالکل
بے حرکت تھا۔ اور اوسنے یہ سمجھکر
کہ اپنا خیال باطل ہے خود کو مطمئن
کرلیا۔ اور پھر نوشتہ کا تہہ کو یون
پڑھکر اوسنے ختم کیا:۔

وہ چند مدت تک امرا اور اوسکے
ہمراہیون نے جو خوفناک جنگ بار
بیٹ سے جان بچا کر بھاگے تھے
اپنے کو بچا نیکے شمالی و مغربی
صوبجات کے پہاڑون مین سلامت
رکھا۔ لیکن آخرکار قوم مور نے

بہاری بہاری اور کارآمد شہرونکو چھین ہی لیا - اور بہت تہوڑے اور مختلف قلعجات فاتحون کی تاب مقاومت لا کرنیکے سے باقی رہگئے تھے -

انھین ناممکن التسخیر قلعون سے ایک ایوان کیا لاٹہ اوہ بھی تہا اور اسی جگہ وہ ذیگاتہ کے وطن دوست لوگ جمع ہوکر اپنے حکمران کا انتخاب کرنے لگے یہہون نے پلے او نامی ایک نامآور جنگی بہادر کو منتخب کیا - اور تہوڑے ہی دنون مین قوم عیسائی نے اس بہادر کے تحت رہکر قوم معززکو صوبجات آسٹریا - لیون - اور اولڈ کیاسل سے نکال دیا -

یہ تینون صوبے ملکر آسٹریا کے ایک ہی نام سے مشہور ہوکر ایک سلطنت بنگئے - جسکا تاج بہادر پلے او کے سر پر رکھا گیا -

اوسنے بہت اعزاز پاکر ۷۳۷ء مین قضا کی - اور اپنی سلطنت اپنے بیٹے الونسو کے لئے چھوڑ گیا جسنے اپنے باپ کے فتوحات کو وسیع اور بحال رکھا -

الونزو کے بعد ۸۶۶ء مین فرویلا تخت نشین ہوئی - اور ۸۶۸ء مین فرویلا کے ۸۶۸ء مین آرڈیل اوسکا جانشین ہوا -

اس زمانہ تک راڈرک اور فلارنڈا لاکا واکا بیٹا جوان ہوگیا اور اوسکی شادی اوسی دہقانی جوڑیکی لڑکی سے ہوئی جسکے پاس وہ پرورش پایا تھا - اور اس شادی کا پہل ایک لڑکا تھا جو ۸۶۸ء مین پیدا ہوا اور جسکا نام مارگیلیو رکھا گیا مارگیلیو بڑا ہی جنگجو نکلا اور اپل آسٹریا سے چند بہادرونکو جمع کرکے مور کے غلاقون پر اوسنے کئے یورشین اور دھاوے کئے - لیکن انجام کار وہ قید کرلیا گیا - اور شہر ٹلیڈو کو جو اوسوقت بادشاہ مور کا پایہ تخت تھا روانہ کر دیا گیا - وہان چند سال تک مارگیلیو قید رہا - مگر آخرکار اوسنے اپنی رہائی کرلی - یایون کہو کہ مسلمانون کے بادشاہ سے مخفی طور سے کچھ سازش کرکے چلدیا اور

بادشاہ محمد اوسکے چلے جانیسے
اغماض کرگیا -
مارگیلیٹو ۷۸۳ء مین مین اوسیوقت
آسٹریا کو واپس آیا جبکہ شاہ
آرتیل کا دم وقم واپسین تھا
اور اوسکے کوئی لڑکا یا بیٹے نہ تہا
مارگیلیٹو کا نام اوسکے پہلے عملون
اور ایک دراز مدت قید مین
گذارنیکے سبب سے ہردلعزیز
ہوچکا تھا - اسلیئے لوگونکی یکدلی
اور پسند سے وہ آسٹریا کی تخت
کی خالی جگہہ پر بٹھادیا گیا - اسکے
تہوڑے ہی روز کے بعد قوم مور
سلطان عبدالرحمن کے ماتحت
ایک کثیر التعداد فوج جمع کرکے
آسٹریا کے فتح کرنیکی غرض سے
آگے بڑہی - لیکن مارگیلیٹو بجائے
مسلمان غنیم کو روکنے کی تجویز
کرنیکے نہایت کمینگی سے وہ بیغیرت
صلح کرلی - جو "ڈی کمپاکٹ
آف دی ہنڈرڈ ورجنس -"
(یعنے عہدنامہ ہنڈرڈ ورجنس یا سنکو کنواری
لڑکیونکا عہدنامہ) کہلاتا ہے - اس
مشہور سازش کے سبب سے
رعایا نے مارگیلیٹو کو ۷۹۰ء مین
معزول کردیا - اور وہ ایوان کیا الزاو
مین مقید کیا گیا - جہان ۷۹۳ء
مین اوسنے انتقال کیا "
اسطرح سے نوشتہ کا تہیک
کا خاتمہ ہوا - اور جون کا اوپر اپنا
مطالعہ ختم کرنا ہی تہا کہ پہر اوس
جرجرانیکی آواز آئی جس کے
سننے سے وہ بیشتر چوکنا ہوگئی
تھی - اسدفعہ کو یہ آواز بہت
نرمی سے ہوی تاہم بلا کسی دقتوں کے
کے قابل سماعت تھی - اور یہ
معلوم ہوتا تہا کہ آواز اوسی
کمرے سے آئی ہے جہان سے
گرجا کو آنیکا راستہ ہے - مگر وہ
چند ہی لحظون تک آتی رہی -
اور پہر ایک دفعہ اوس کے
چوطرف خاموشی تھی -
جلدی سے نوشتہ کو خانہ
مین (جہان سے اوسنے اوسکو پایا تہا)
پھینک کر جون نے خاموش
و وسیع کمرے کی راہ لی - اس
ارادے سے کہ بلا ضایع کرنے
وقت کے اوپر لیجا آنجہانے کو واپس معجا

اس یادگار شب کے حیرت ناک مہمات کی قسمت کا فیصلہ اسقدر جلد ہونیوالا تھا۔ کیونکہ جون کا گرجا کی دہلیز دوبارہ طے کرنا ہی تھا کہ اوسکو وسیلع کمرے کے دوسرے جانب ایک اور دروازہ نظر آیا جسمین سے روشنی نظر آرہی تھی۔

اس دروازے کو غالباً کسی شخص نے اوسوقت کہولا ہوگا جبکہ جون نوشتہ گاتہک کے مطالعہ مین مشغول تھی۔ اور اسی سبب سے زیادونکی حیرت آمیز آواز آئی تھی۔ مگر کس نے وہ دروازہ کہولا؟ کس غرض سے وہ کہولا گیا؟ اور وہ کسطرف کی رہبری کرتا ہے؟ اوس روشنی سے جو اوس راہ سے آرہی تھی جون نے جبکہ وہ گرجا کی دہلیز کے قریب کہڑی تھی یہہ معلوم کرلیا کہ یہ دروازہ نہ تو وہ ہے کہ جس سے ڈاہچون والے کمرے مین داخل ہوں اور نہ وہ کہ جسوقت انجینور کمرے مین موجود تھی تو بوڑہے کی آمدورفت کا راستہ بنا تھا۔

جون کے دل مین ان خیالات کا آنا ہی تھا کہ ایک اوربات مثل الہام کے اوسکے سمجھ مین آئی۔ وہ یہ کہ وہ دروازہ جہان سے اب روشنی آرہی تھی اور جس سے زیادون کے حیرانیکی آواز اوسنے سُنی تھی۔ غالباً اس غرض سے کہولا گیا ہوگا تاکہ اوسکے آنکہین کسی نئے راز کا مشاہدہ کرین اور نوجوان دلیر عورت کو سجہاتے اسکے کہ موجودہ وحشت خیز مہم کے سلسلے کو جرأت کیساتہ انجام کو پہونچاے۔ اور کچہہ بن نہ پڑا۔

اسلئے وہ بغیر کچہہ زیادہ پس و پیش کرنیکے کشادہ دروازے کیطرف بڑہی۔ اور ابکے مرتبہ اوسنے ایک ایسا منظر ملاحظہ کیا۔ جسنے بعیوض خائف اور مضطرب کرنیکے اوسکو حیران اور متوحش کردیا۔

---

## ساتوان باب

جادو بھرا سر

ایک دوسرے گنبد سقف کمرے
مین جو مضبوطی تعمیر اور موٹائی مین
اون کماندار اور گنبد دار کمروں کے
مساوی تھا - جسکو ہماری ہیروئن
دیکھہ چکی ہے - ایک سیاہ مرمر
کی سل کا تراشا ہوا عفریت کا
بت* کھڑا تھا -

یہ بت جو ظاہرا دیو صورت تھا
ایک پادری کے سر کی مورت تھی
اور ہر چند کہ اسکی کرسی جس پر یہ
رکھا تھا اوسکی نسبت کرسے نیچے
بہت چھوٹی تھی تاہم یہ سر اسقدر
اونچا تھا کہ قریب قریب سقف
تک پہنچ چکا تھا - اور اسی سبب سے
وہ جون سے بہت ہی اونچا تھا -

* یہ بت کمل نہ تھا بلکہ صرف ایک پتھر کا سر
شکل انسان کے سر کے جیسا کہ آگے
پڑھنے سے ظاہر ہوگا - ۱۲ مترجم -

بت کی شکل اسقدر عمدہ اور بالیدہ
ہنرمندی سے تراشی گئی تھی کہ اوس سے
دانائی معہ نفرت انگیز درشتی اور
سخت بیرحمی کے پائی جاتی تھی -
فی الحقیقت بت تراشی کی نقاشی
نے اوس چہرہ پر اون خطوط کو
جو انسان کی صورت پر کثرت ظلم
و ترقی غیظ کے وقت پائے جاتے
ہین اس کمال کے ساتھ بنایا ہے
کہ جس سے وہ بت بعینہ نہایت
مہیب ذی حیات معلوم ہوتا ہے -
اگر وہ بت درحقیقت کسی زندہ انسان
کی ہو بہو تصویر ہو تو اوس انسان کی
خصلتین معمولی نہونگی - لیکن اگر وہ
سیاہ شکل جو اپنے بڑے بڑے
خط و خال سے نہایت لشان
معلوم ہوتی ہے - صرف ایک ایجاد
کیا ہوا نمونہ ہو - تب تو ضرور بت
تراش خود ایسا آدمی ہوگا - جسکا
دل وحشت سرشت اور عجیب
بھیانک خیالات مین آلودہ تھا -
جون اوس دیو صفت سر کو چند
منٹ تک گھورا کی - یہانتک جب
دھوکے دھوکے مین اوسکو یہ یقین

ہونے لگا کہ وہ سر عنقریب اپنی
طرف ایک ایسی آوازمین خطاب
کرکے بات کریگا کہ جسکا بے دباؤ
وزن اوسکے منہ کے تناسب
کے ساتہ ہوگا جہان سے وہ نکلیگی
پس جون نے اپنی نگاہونکو اوسطرف
سے ہٹالیا اور خدا ار کمرے کے
پہر چار سو دیکہنے لگی۔
ایک جانب ایک دریچہ تہا جسمین
سلاخین لگی تہین ایک ستون کے
قریب بڑی بہاری کرسی رکہی تہی
جسپر ایک سیاہ پردہ مثل لبادے
کے لاپرواہی کیساتہہ لٹکا یا گیا تہا
اور ایک میز پر ایک آہنی لیمپ
ایک وزنی کتاب۔ اور ایک
انسان کے سر کی کہوپڑی۔ یہ
چیزین رکہی تہین۔
ہماری ہیروئن کا تمام جسم
تہرایا۔ جبکہ یہ آخر الذکر شئے
اوسکی نظر سے گذری۔ مگر اس
خوف کا لایا ہوا اثر عارضی تہا۔
فوراً اپنے حواس اکہٹا کرکے اوسنے
اوس کہلی ہوئی کتاب کو تکنا شروع
کیا۔ جسپر وہ کہوپڑی جو گویا اوسکے
راز کی سرشت رو محافظ بنا کر رکہی
گئی تہی۔
حروف جو اوسکے صفحون پر نظر آئے
حروف گاتہک تہے۔ اور یہہ
معلوم ہوتا تہا کہ یہ خط اوسی
ہاتہہ کا لکہا ہوا ہے جس نے کہ
نوشتۂ گاتہک کو جسکو جون اس سے
قبل گرجا مین پڑہ چکی تہی لکہا ہوگا۔
ہر دو صفحون کے سرے پر
جو جون کی نظر سے گذرا۔ اسنے کہلے
پڑہے تہے ذیل کی حیرتناک
عبارت درج تہی:

## "جادو بہری سر کی دانائی"

اس سے معلوم ہوا کہ کتاب کا یہی
نام تہا۔ جون کے تجسس کا شوق
اب اور زیادہ ہوگیا۔ اور راڈرگو
کے عہد و پیمان کو فراموش کرا ور
نیز گنبد دار حجرے کے تمام حالات
جو اوس نے پہلے مشاہدہ کئے تہے
اون سبکو بہولکر اوسکی دلچسپی اور
آرزو نے کتاب مین پانیکے لئے
اوسکو اون دو صفحون مین جو اوسکے
سامنے کہلے ہوئے تہے اور زیادہ

تحقیقات کرنیکی جرأت دلائی۔ گو
اوسکے دل مین اس تحقیقات کا
پُرجوش شوق ترقی پذیر تھا۔
تاہم اوس سفید کھوپری کو سرنے
کی دہشت نے اوسکو باز رکھا۔ اور
اسلئے جبکہ وہ کھوپری اپنے بے
دیدہ حلقہ ہاے چشم سے بدستور
قائم رہکر اوسکو گھور رہی تھی۔ جون
نے چند علی حرفونکے نیچے کیطرف
لکھے تھے پڑھنے کی غرض سے قدم
آگے بڑہاے لیکن اوسکی دلی دلچسپی
جو ابتک بڑھتی ہی جاتی تھی بمجرد
ذیل کی سطرین پڑہنے کے ایک
ایسی حالت مین تبدیل ہوگئی جو
تعجب بے اعتقادی۔ اور
خوف سے بہری تھی۔ اور
وہ سطرین یہ تھین :۔

"وہ سنگ مرمر کا اسطرح کہا ہوا"

"وہ علم کس مصرف کا ہے جبتک
اوسکے سیکھنے والے مین عمل کا جوہر
نہو۔ وہ مرد جو اپنے کو علم و ہنر کے
قصون اور کہانیون مین بالکل غرق
کرچکا ہو اور جو بہت سی زبانون مین
مہارت کلی رکہتا ہو۔ اور اوسکے
ساتھہی نہایت عقلمند و تجربہ کار
بھی ہو تو ایک بلند مرتبہ حاصل
کریگا۔ اور اگر اوسکی دلیری بھی
اوسکے علم کے برابر ہے تو اپنے
ارادون مین قطعی کامیاب ہوگا
لیکن وہ عورت جو اپنے کو علم و
ہنر کے قصون اور کہانیون مین
بالکل غرق کرچکی ہو اور جو بہت سی
زبانون مین مہارت کلی رکھتی ہو
اور اوسکے ساتہہی نہایت عقلمند
و تجربہ کار بھی ہو تو ایک بہت ہی
بلند مرتبہ حاصل کریگی۔ اور اگر
اوسکا حسن بھی اوسکے علم کے
برابر ہو تو اپنے ارادون مین وہ
قطعی کامیاب ہوگی"

جون کے گزشتہ دل نے جو
گویا الہام و غیب دانی کا کام دیتا
تھا ان رازدار الفاظ کا مطلب
دریافت کرلیا۔ یہ الفاظ جہانتک
ممکن ہو اگر شک کو جگہ نہین تو
جون اور بیٹریس سے تعلق رکھتے
تھے۔ اور اوسکا دل ایک [illegible]
حیرت سے اور بھی [illegible]

مخدومی۔ تسلیم۔ رسالۂ جلوۂ محبوب خدمت عالی میں پیش ہے
آپ کی معاصرانہ ہمدردی اور توجہ خاص کے بھروسہ پر استدعا کیجاتی ہے
کہ اس رسالہ کے متعلق آپ اپنی مفید و قیمتی رائے سے بطور ریویو کے
اپنے اخبار گہربار یا معزز رسالہ میں شایع کرکے کمترین کو ممنون
فرما دیجیے۔

اور اپنے معزز اخبار یا رسالہ سے اس ناچیز پرچہ کا تبادلہ منظور فرمانے میں
دریغ نہ فرمائینگے۔

میں نہایت وثوق کے ساتھ ایڈیٹران و پبلشران اخبارات و
رسالہ جات سے امید کرتا ہوں کہ میری اس ناچیز معروضہ بالا پر ضرور
لحاظ و توجہ فرمائینگے۔

**الملتمس کمترین راقم**

غلام صمدانی خان گوہر ایڈیٹر و پبلشر رسالۂ جلوۂ محبوب
حیدرآباد دکن

نمبر ۵
بابت شہر شعبان سنہ ۱۳۱۷ھ
جلد ۲
جلوۂ محبوب
مرتبہ

بندگان شان ...

# قواعد نظارہ جلوہ محبوب۔

(۱) یہ جلوہ ہمیشہ ناول و سوانح عمری و تاریخی علمی مضامین کے پیرایہ میں ظاہر ہوگا۔ اور اس امر کی پوری کوشش کریگا کہ اسکا ہر ایک طبع کا اعلے نمونہ بنیے۔

(۲) یہ جلوہ ہر ماہ الٰہی مہینے کی (۶) تاریخ کو فروغ بخش چشم مشتاقان ہوا کریگا۔

(۳) یہ جلوہ امرائے عظام و عہدہ داران ذوی الاکرام کے ہیر تک ایک مرتبہ بغرض نظارہ حضور پیش ہوگا۔ بصورت عدم منظوری مہتمم گلدستہ کو اطلاع دیں کہ جلوہ محبوب کا نظارہ منظور نہیں۔ ورنہ جلوہ محبوب برابر ملاحظہ میں پہنچا کریگا

(۴) جلوہ محبوب کا ہدیہ سالانہ پیشگی حسب صراحت نقشہ ذیل مقرر کیا گیا ہے۔ ما بعد المضاعف لیا جائیگا خریدار کی ضد و طور پر مبادلہ ذمہ خریدار۔

| سعینان گلدستہ | امراء و عہدہ داران بلدہ و اضلاع | عام شائقان بلدہ حیدرآباد دکن | عام شائقان اضلاع ممالک محروسہ سرکار عالی | عام شائقان غیر ممالک علاقہ و عظمت مدار سرکار عالی وغیرہ | امرائے عظام و شاہزادگان ذوی الاحتشام رؤسائے با اقتدار و والیان والا تبار کی |
|---|---|---|---|---|---|
| عـہ | صہ | عال حالی | عمان ۶ ر حالی معہ محصول | عال کلدار معہ محصول ۶ ر | علو ہمتی و دریا دلی و فیاضی پر منحصر ہے |

(۵) بلا وصول ہدیہ پیشگی کسی صاحب کے نام گلدستہ جاری نہ ہوگا۔

(۶) جلوہ کے عنوان میں ہمیشہ ایک قصیدہ ہمارے آقائے ولی نعمت اعلیحضرت کی مدح میں درج ہوا کریگا اور باقی اوراق (۱) سوانح عمریاں اور سچے تاریخی واقعات نامورانِ سلف و حال (۲) طرحی غزلیں (۳) منتخب لطیفے (۴) مختلف مضامین لکچر و اسپیچ جو مفید ملک و قوم ہوں (۵) کسی پاکیزہ و دلچسپ نہایت حیرت خیز تاریخی انگریزی ناول کا ترجمہ بھی اسکے ساتھ رہا کریگا۔ ہر ایک کی دلچسپی کا باعث اور قریب قریب ہر ایک صاحب جلوہ محبوب کے اپنے مذاق کے موافق پائینگے

(۷) اگر کوئی صاحب مضامین مفید ملک و قوم اور قصاید مدح اعلیحضرت یا قومی نظم روانہ فرمائیں تو ممنونیت درج گلدستہ کئے جائینگے۔

(۸) اجرت تقسیم اشتہارات بطور ضمیمہ فی صد (۸ ر) اور درج گلدستہ کرنیکے لئے فی سطر (۲ ر) اور زیادہ کا تصفیہ خط و کتابت سے ہوگا۔

(۹) جواب طلب خطوط کیلئے ٹکٹ یا جوابی کارڈ آنا چاہئے اور خریداران گلدستہ اپنی ہر قسم کی تحریر میں ... کا نمبر کا ضرور حوالہ دیا کریں ورنہ تعمیل ... نہ ہوگی

(۱۰) نمونہ کے پرچہ کے لئے اہل بلدہ کو (۴ ر) حالی اور ساکنان اضلاع کو (۴ ر) حالی کے ٹکٹ اور ممالک غیر عظمت مدار کے باشندوں کو (۴ ر) کلدار کے ٹکٹ روانہ کرنا ہوگا۔

(۱۱) مضامین و زر و انگی منی آرڈر اور ہر قسم کی خط و کتابت بنام غلام صمدانی خان گوہر آکنہ ایڈیٹر جلوہ محبوب ... یاقوت پورہ ... میر محبوب علی صاحبزادہ ... روانہ ہونی چاہئے۔

المشتہر مہتمم جلوہ محبوب

هو القادر

اس ناچیز کے شرف قبولیت سے آقائی و ولی نعمتی پیشکش سلطان دکن کی حضور میں خاص الخاص ہوئی

یا صاحب الجمال و یا سید البشر
من وجهک المنیر لقد نور القمر

بسم الله الرحمن الرحیم

لا یمکن الثناء کما کان حقه
بعد از خدا بزرگ توئی قصه مختصر

قصیده در مدح کیوان منزلت آفتاب شوکت فریدون فر سکندر در
آصف دوران سلیمان زمان خاقان ابن الخاقان سلطان ابن السلطان
اعلیحضرت میر محبوب علیخان فتح جنگ نظام الدوله نظام الملک مظفر الممالک
آصف جاه بہادر خلد الله ملکه و افاض علی العالمین بره و احسانه تصنیف
مولانا مولوی میر محمد کاظم حسین صاحب شیفته کنتوری مقیم حیدرآباد دکن

بلند بزم طرب سے ہی صوت بربط و چنگ | شہا ما ر اگنی کا ہے ہر ایک اگ میں رنگ
کھڑے ہیں آ کے مجسم تمام راگنیان | نظر فریب ہیں شکلیں ادائیں شوخ و شنگ

سجی ہے ناچ کی پوشاک سبکے جسمون پر
ہر ایک تار سے وابستہ دلبری کے ڈہنگ

چھ راگ بھی ہین نہایت ہی ٹھاٹھ سے ہمراہ
کہ جنسے ہوتا ہے سب نغمونکا قافیہ تنگ

ہوے ہین چار طرف جمع پیارے اوپر
دلون مین سبکے لبالب شباب کی ہے امنگ

لئے ہین ساز سبھی گانے بجانے کو سب ساتھ
رباب طبلک و عود و سرود اور مردنگ

درست ساز ہوے رقص ہوگیا آغاز
ہوی ہے ناچ سے رقاصۂ فلک دنگ

کمال اپنا کیا ایک ایک نے ظاہر
دکھائے رقص کے اقسام سبکو رنگا رنگ

بڑھی جو دوسری پیچھے کو ہٹ گئی پہلی
عجیب لطف سے کچھ دیر تک رہا یہ ڈہنگ

وہ تال اور وہ سم وہ بلا سے جان توڑنے
وہ ارتھ بتاؤ وہ چل پھر وہ خوشنما آہنگ

وہ ہر ادا کی شرارت وہ نخرے گرسے آواز
وہ تانین کرتی تھین جو دلبہ کا تیر غنچہ تنگ

وہ بھیرون کی صدائین وہ نغمہ مدادہ
وہ گنکلی کی شرارت وہ شوخی سارنگ

بہباس اور وہ گوری کے میٹھے میٹھے سُر
دلونکو کرتے تھے بیکل بہاگ اور ملنگ

وہ سرگمون مین لحاظ حدود موسیقی
وہ ارتفاع کی تانین وہ انخفاض کے ڈہنگ

الاپ اور مین دہرپد مین سبکے مشتاق
عجب مزے سے مین گاتے ترانہ و چترنگ

جو نغمے انکے تھے سنتے اوڑ کے آئے موسیقار
جو کھیلتے تھے سر کبھی مدہم کا سمان ہو گلنگ

کہا کسی لال پری اوسکے ہر کی سبز پری
کہان یہ ناچ یہ گانا کہان یہ روپ یہ رنگ

غزل شروع ہوی ہے بہار کی وہین مین
سبھون کا ایک ہی سُر اور ایک ہی آہنگ

## غزل

بہار آئی ہوا ہے چمن کا گلگون رنگ
شفق پہ مارےگا اگر ذرہ ذرہ کے شبخون رنگ

برس رہا ہے گھٹا سے بجاے آب شہاب
بسان لعل نکالے گا ذرہ ذرہ مکنون رنگ

کہان خزان کے وہ جھونکے کہان نسیم شمال
چلی نسیم گلستان کا ہے دگرگون رنگ

نکھر کے آج ہے ہر جگہ مین چرخ مینائی
کرنگا ترک وہ اپنا قدیم گردون رنگ

عروس باغ پہ کیا خوشنما ہے سرخ لباس
وہ دلہن کیواسطے ہوتا ہے لال موزون رنگ

یہ بیحساب ہین نیرنگ باغ عالم کے
خیال کہتا ہے مین کون کون مانند ہون رنگ

ہزار شکر بچین بلبلین اسیری سے
نہ لایا باغ مین صیاد کا کچھ افسون رنگ

کہین ہے لالۂ کوہی کہین ہے صحرائی
ملا ہے ہین گلستان سے کوہ و ہامون رنگ

جو سادگی کیطرف طبع کی توجہ ہو
کرے شریک بہار اپنے طرز مضمون رنگ

عجب حسن ہے اس لیلئ بہار مین بہی
اب اختیار کریگا حدید مجنون رنگ

خوشی سے سرخ ہے چہرہ ہوا ہوی زردی
اوڑھا کے آئینہ جب دیکھتا ہی محزون رنگ

اگر یقین ہے ترقی یہ جوش موسم گل
نکلنے خم سے نہ کہیلے کہین فلاطون رنگ

یہ تازگی ہے جو گل دیکھتے ہین شوق کیسا تھ
رخ بہار سے کٹتا ہے مثل صابون رنگ

زمین سرخ فلک سرخ ہر شے ہے
چمن کا حد معین سے بہی ہی افزون رنگ

ہر ایک شعر سے رنگینیان ٹپکتی ہین
کلام شگفتہ یہ ہوگیا ہے مفتون رنگ

غزل یہ سُنکے گیا مین قریب جہرٹ کی
سبب نشاط کا پوچھون یہ دلمین تہا آہنگ

بس ایک دیکھکے صورت کو میری کہنے لگی
کہ ای سخنور بیمثل و صاحب فرہنگ

حضور شاہ دکن کی ہے آج پیدائش
رفیع مرتبہ وزیب کشور و اورنگ

یہ بادشاہ جناب علی کا ہے محبوب
یہان خطاب مین شامل ہوی ہی فتح سی جنگ

خطاب آپ ہی کو زیب ہی نظام الملک
تمام ملک مین تہذیب کا ہے پہیلا رنگ

جہان پناہ سلیمان شکوہ آصف جاہ
عقیل و معدن انصاف و مخزن فرہنگ

## مطلع ثانی

کئے ہین شاہ نے ایجاد معدلت کی وہ ڈہنگ
ہم آشیان ہوئے ہین ملک کے شاہباز و کلنگ

سخا وجود شہنشاہ مین ہے یہ وسعت
کہ ہے خیال کا میدان ایک عرصۂ تنگ

بڑہی ہے آئینۂ قلب شاہ مین یہ صفا
کہ ناگوار ہے گوشہ مین کدورت و زنگ

ملے جو غیظ مین شمشیر ابرو سلطان
مخالفون کے ہون دل ایک لحظ مین خون رنگ

سنے جو شانے سے خاقان کی راستی کا حال
نہ بل کے لئے کبہی ہو ولے سے کاکل شبرنگ

نگاہ خشم سنان سینۂ عدو ہو
تڑہ کرے دل حاسد یہ کار تیر و خدنگ

خمیر خیر و کرم کا ہے طینت شہ مین
بدی کا دہیان بہی ہے دور سیکڑون فرسنگ

مساوی ظاہر و باطن ہین ہین جمال و کمال
نہ کیون فریفتہ ہون شہ یہ لعبتان فرنگ

یقین ہے ذائقہ پیدا ہو سیب و رُمّان کا
نگاہ لطف سے شہ دیکھہ لین جو سوے شرنگ

بہت بلند ہے گردون سے پایۂ رفعت
وقار کے ہین مقابل جبال بھی پاسنگ

نہیب شاہ کا ایسا جو گوسفند کو ہو
دلین شغال کے مانند گرگ و یوز و پلنگ

سخا و جود مین شہ کا نہین کوئی ہموزن
عطا و فیض مین شہ کا نہین کوئی ہمسنگ

ہوائے تیغ جو پہنچے مشام دشمن تک
نفس نکل نہ سکے اسقدر ہو عرصہ تنگ

ہر ایک گام پہ بٹ جائے ابلق گردون
جلو مین شہ کے جو دیکھے کمیت سبز رنگ

صفات و خلق حسن شاہ کے ہین بے پایان
بیان کیا ہو کہ فہم و خرد ہے ہین دنگ

بس اب تمام کرو شیفتہ قصیدے کو
دعا کو ہاتھ اٹھاؤ یہین مقام درنگ

حیات حضرت سلطان دراز ہو یارب
رہے قیام بنائے حکومت و اورنگ

مثال آئینہ کے عشرتین ہون عکس فگن
حوادث فلکی سے نہ دل پہ آئے زنگ

رہے جو زندہ تو جنبش نہ کر سکے یارب
عدو کے دل پہ ہو بار ملال صورت سنگ

حضور کو ہو مبارک یہ جشن پیدائش ۔
مدام عیش و مسرت مین ہو زیادہ رنگ ۔
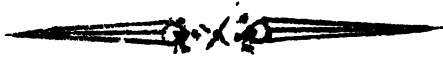
اور تمامی بلاد دکن مین بھی احکام صادر ہوے۔ کہ ہر ایک مقام پر شادیانے بجائے جائین۔ غرض آپ اوس روز نہایت درجہ خوش ہوے۔ اور اوسی حالت مسرت مین آپ نے ایک غزل تصنیف فرمائی۔ جسکا یہان درج کرنا خالی از لطف نہوگا٭ غزل۔

| | |
|---|---|
| نوید کوکب مسعود اوج دولت ما | نواختند برین نہ رواق نوبت ما |
| عدو بحضرت ما دست بستہ حاضر شد | چو رفت طاقت بازو و زور ہیبت ما |
| ز آتش غضب افروخت فوج عدو | سزاے آنکہ نتابد سرانا رادت ما |
| سپاہ فتح و ظفر پیش پیش می آید | بہر طرف کہ در آمد خجستہ رایت ما |
| ازین ظفر کہ بتائید غیب جلوہ نمود | رسیدہ است بآفاق صیت شوکت ما |
| ہمیشہ ہست ظفر در رکاب ما ناصر | کہ ہست فضل آلہی معین ہمت ما |

مظفر جنگ بہادر کو حفاظت سے رکھنے کا حکم دیا گیا۔ خیر خواہان ریاست و وابستگان دولت نے عرض کی کہ انکی نگہداشت مناسب نہین ہے بلکہ قتل انسب ہے۔ اسوقت خوبی تقدیر سے یہ ہاتھہ آئے ہین۔ اسے تائید غیبی تصور فرمانا چاہئے۔ ورنہ انکا ہاتھہ آنا سخت مشکل تھا۔ اگر اسوقت درگذر کیا جائیگا ممکن نہین کہ یہ دوبارہ گرفتار ہوسکین۔ اور یہہ بھی ناممکن ہے کہ انکی ذات سے فساد وشر کا مادہ جاتا رہے۔ ہر حالت مین انکا وجود قایم رکھنا بہتر نہین ہے۔ مگر نواب صاحب ممدوح ایسے سراپا اخلاق اور مجسم مراحم تھے کہ ہرگز اس امر کو جایز نہ رکھا۔ اور کسی کے بھی معروضہ پر مطلق التفات نفرمایا۔ بلکہ اونکے تمامی ملازمین اور مصاحبین جو اس ترغیب کے باعث اور اغوا کے سبب تھے اونکو جان و مال سے امان دی۔ اور قصور معاف فرمایا۔

٭ ملاحظہ ہو حدیقۃ العالم۔ ٭ ملاحظہ ہو تاریخ رشید الدینخانی و تزک آصفیہ۔

مگر افسوس تا منصفون نے اس نعمت غیر مترقبہ کی قدر نہ سنبھالی۔ اور بمقتضاے کل یعمل علی شاکلتہ۔ احسان جان بخشی کو طاق نسیان پر رکھکے بدخواہی پر کمر ہمت باندہا۔ ادہر جناب نواب ناصر جنگ بہادر حسب معمول برسات کا موسم گذرانے کے لئے ارکاٹ کے جانب متوجہ ہوے۔ اور کسیقدر فوج فرانسیسون کی مدافعت کے لئے مقرر فرمائے۔ حالانکہ فرانسیسون نے شکست فاش اوٹھائی تھی۔ مگر اپنے تمرد اور فساد سے باز نہ آتے تھے۔ اور ادہر مظفر جنگ کا ملنا بھی حسین دوست خان اور گروہ فرانسیس کو ناگوار گذرا۔ گو مظفر جنگ کا ملنا خلوص دل سے نہ تھا۔ صرف ظاہری دکھاتا تھا۔ چنانچہ گروہ فرانسیس نے لشکر اسلام پر یورش کرکے قلعہ نصرت گڈہ چنجی کو جو کرناٹک کا پایہ تخت ہے اپنے قبضہ تصرف مین کرلیا جب یہ خبر نواب صاحب ممدوح کو پہونچی۔ آتش غضب مشتعل ہوی۔ اور اسکا تدارک فوراً مناسب تصور فرمایا۔ تاکہ متمردون و سرکشون کو عبرت ہو۔ حالانکہ وہ زمانہ کثرت بارش کا تھا۔ اور شدت بارش سے نمونہ طوفان نوح نمودار تہا۔ اور راستے کی خرابی سے رسد وغیرہ کا بھی بروقت مہیا ہونا دشوار تھا۔ مگر متمردون کی تنبیہ ایک لازمی امر تھا۔ چنانچہ آپ[*] نے سید شریف خان کو صوبیداری بیجاپور اور سید لشکر خان کو خجستہ بنیاد کی صوبیداری (جو ابوالخیر خان کو تھی) عطا فرمائی۔ جب آپ نے ان امور سے فراغت پائی۔ ۱۱ شوال ۱۱۶۳ھ کو ارکاٹ سے کوچ فرمایا۔ اس دفعہ بھی خیرخواہان دولت نے عرض کیا کہ یہ کام کسی ایک جان نثار دولت کے تفویض فرمایا جاوے۔ اور خود بدولت بہ نفس نفیس توجہ نہ فرمائین۔ مگر مشیت ایزدی سے کیا چارہ تہا۔ اور وہ تحریر جو

[*] ملاحظہ ہو آثر الامرا

کلک قدرت نے روز ازل ہی مین تحریر فرمائی تھی۔ کب ٹلنے والی تھی۔ چنانچہ آپ نے کسی کے معروضہ پر بھی توجہ نفرمائی۔ اور اپنے عزم کو بحال رکھا۔ اور فوج لبسر کردگی محمد ملیان والاجاہ وبخشیان فوج مثل صف شکن خان مجاہد جنگ میر آتش دکن عنبر طلب خان ونطفریار جنگ کو آگے بڑہنے کا حکم دیا۔ اور آپ بہی متعاقب روانہ ہوے۔ چنانچہ بہولچری کے میدان مین ایک مدت تک لڑائیان ہوتے رہتے۔ ادہر فرانسیسی توپخانہ سے آگ برستی تھی۔ اور ادہر نواب ناصر جنگ بہادر کی فوج نہایت ثابت قدمی سے مستعد پیکار رہی

مگر فلک شعبدہ باز نے اپنی چالاکیان اور بہروپ دکہلانے شروع کیے یعنے٭ سرداران افاغنہ کرناٹک جو آپ کے ملازم رکاب تہے جنپر آپ کے ہمیشہ طرح طرحکے عنایات ونوازشات مبذول رہتے تھے۔ جنکی نمک خواری وخیر خواہی پر پورا اطمینان اور جنکی شجاعت ومردانگی پر کامل بہروسہ تہا۔ طمع ملک ومال کی وجہ سے حق نمک خواری کو فراموش کیا اور تہور وغضب منتقم حقیقی سے اندیشہ نکرکے باطنًا فرانسیسون سے سازباز کرکے اپنے جاسوسون کے ذریعہ افسران فرانسیس کو راے دی کہ رات کو حملہ کیا جاے۔ جسمین کامیابی حاصل ہوگی۔ افسوس جب وقت بد کا سامنا ہوتا ہے اور رایت اقبال کا پرچم جہکتا ہے تو یگانے بیگانے اور خیر خواہ بدخواہ ہوجاتے ہین۔ المختصر افاغنہ کرناٹک کی ترغیب ومشورہ پر فرانسیسون نے عمل کیا۔ اور ۲۰ ماہ محرم سنہ ۱۱۶۴ھ کی شب کو کل فوج فرانسیس نے آپکے لشکر پر شبخون مارا۔ وہ شب باران شدید کی بوجہ

٭ ملاحظہ ہو تاریخ محبوب السلاطین۔

بشکل طوفان نوح بنی تھی۔ حالانکہ اس شبخون کی خبر آپکو ہرکارون نے ہونچائی تھی۔ اور آپ نے امرایان دولت وسرداران فوج کو حکم دیدیا تھا کہ شب بیداری کرین۔ اور آمادۂ جنگ وپیکار رہین۔ مگر شبانروز کی محنت سے ہرایک عاجز وتنگ آگیا تھا۔ اس شب کو بھی باوجود تاکید مزید کے وہی معمولی شب تصور کرکے بغیر کسی فکر وتردد کے آرام سے میٹھی نیندین سینے لگے۔ اور ہرگروہ فرانسیس کو چھاپہ مارنیکا اچھا موقع ملا۔ چنانچہ فوج فرانسیس توپخانہ تباہی سے گذرکے دولت خانۂ عالی تک پہونچگئے۔ اس حالت پر بھی فوج فرانسیس کو ایسا موقع ملتا مگر افاغنۂ کرناٹک نے چشم پوشی کی۔ کیونکہ یہ ساری آگ اونہین کی روشن کی ہوی تھی۔ اور اونہین کی ترغیب وراے پر یہ شبخون کی کارروائی کیگئی تھی۔ اور انکی سازش کی کارروائی بعض خیرخواہان دولت نے آپکو پہونچائی تھی۔ اور پوری صداقت کے ساتہ عرض کیا گیا تھا کہ افاغنۂ کرناٹک فوج فرانسیس سے ساز باز رکھتے ہین۔ مگر آپکی صفائی طینت نے اسکو معتبر نہ جانا۔ اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ مین نے انکے ساتہ کون ایسی برائی کی ہے جو یہ لوگ میرے ساتہ اس قسم کا برا سلوک کرینگے۔ مجھے ان سے ایسی برائی کی امید نہین ہے۔ چنانچہ صبح مین آپ نے اسی خیال سے کہ انھین افاغنۂ کرناٹک کے ذریعہ فوج فرانسیس کے حملے اور شر کا دفیعہ فرمائین ہاتی پر سوار ہوکر ہاتھی کو ہمت خان[۵] کے ہاتھی کے جانب چلنے کو فیلبان کو تاکید فرمائی

---

[†] ملاحظہ ہو تاریخ رشید الدینخانی۔ وحدیقۃ العالم۔

[۵] بہادر خان ثانی معروف بہ ہمت بہادر پسر محمد الف خان نبیرۂ ابراہیم خان مخاطب بہ بہادر خان اول بن نواب جعفر خان پنی جو فوجداری قمرنگر کرنول سے سرفراز تھے۔ ملاحظہ ہو تزک آصفیہ
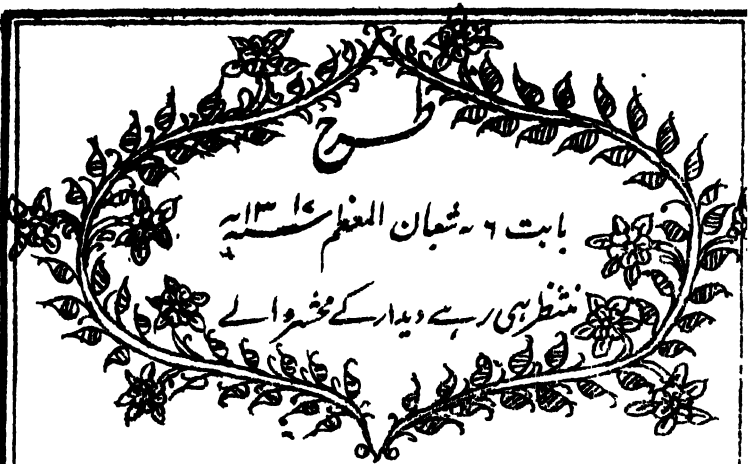
# طرح

بابت ۶ شعبان المعظم سنہ ۱۳۱۰ھ

منتظر ہی رہے دیدار کے محشر والے

## رنج۔ جناب میر محمد علی رضا صاحب موسوی شاگرد رشید بلبل ہندوستان نواب فصیح الملک بہادر داغ

سرنگون اور تو ہین عرصۂ محشر والے / اینڈتے پھرتے ہین کیا کوچۂ دلبر والے
لیے کہتا ہے جگر کچھ تو جگر سے کچھ دل / شور کرتے ہین جب ملتے ہین دو گھر والے
مری قسمت مین کہان عیش محبت مین تری / واقعی غیر ہی ہین ایسے مقدر والے
بزم مین پاس بٹھاؤ نہ مرے غیرونکو / ایسے کیون ہونے لگے میرے برابر والے
ایک اک بات شب ہجر نہ تھی تیر سے کم / طعنے دیدیکے جو سمجھانے لگے گھر والے
داد محشر سے کس طرح کہون حال اپنا / آئی دیدین نہ گواہی کہین محشر والے
آئیگا وہ بت کافر جو خدا کے آگے / اپنا دل تھام کے رہجائینگے محشر والے
جان دینے مین کرونگا نہ کبھی کوتاہی / دلین جب آسے تیرے بت لڑنے والے
دیکھیے دام بلا مین یہ پھنساتے ہین کسے / سب سے بل کھانے لگے بال وہ گھونگر والے
ہم غزل رنج سنائینگے انھین کو اپنی / اپنے ہمعصر سون جو ملتے برابر والے

## سعید۔ جناب مرزا غلام عباس صاحب اہلکار محکمۂ عدالت کوتوالی ہوجا سرکار عالی صیغہ کورٹ آف وارڈز تلمیذ عالیجناب نواب میر خیرات علی خانصاحب سخی

ہمتو مشہور ہین سب مین رخ دلبر والے / آئینہ دیکھکے حیران ہون سکندر والے

جز کفن کے نہ لیا عالم اسباب سے کچھ
ہاتھ خالی گئے دنیا سے بھرے گھر والے

مین تو روتا ہون گناہون پہ تعجب یہ ہے
میرا منہ دیکھکے کیون ہنستے ہین محشر والے

شکل عنقا نہین ملتے نہین ملتے ہرگز
ایسے معدوم زمانہ سے ہین جوہر والے

یہ زیادہ ہے نہ وہ کم ہے جفا کرنے مین
دونون ابرو سے ستمگر ہین برابر والے

کیا شکایت کرین ہم بخت کی ناسازی کی
ایسے کم ہوتے ہین دنیا مین مقدر والے

آج دعواے بندگی ہے انھین لوگونکو
کل کی ہے بات جو تھے میرے برابر والے

ختم خونریزی ہے سفاک جفا جو یہ مرے
یون تو ہین اور بھی اس دہر مین خنجر والے

مار ڈالا ہے ہمین پیاس نے اے بحر کرم
جام ہمکو بھی عطا ہو کوئی کوثر والے

اسنے بت مول لئے لوگون نے زر دیدیکے
ڈھونڈھیے بھی نہین اب ملتے ہین پتھر والے

دولت فقر خدا نے مجھے بخشی ہے سعید
کب سماتے ہین نگاہون مین مری زر والے

## شوق جناب مولوی غلام محمد صاحب حیدرآبادی صیغہ دار مجالس و کلیات و دیہیہ خانہ دار الصدرت و کاغذ مہر وغیرہ محکمہ معتمد عدالت و کوتوالی و امور عامہ سرکار عالی

دشمن جان ہی نہین ہین مرے باہر والے
سب کے سب خوش ہین مرے مرنے سے اندر والے

ہمتو بستی ہی مین رہتے ہین سہارا کیا ہے
نئے آنکلے ادھر کیا یہ بڑے گھر والے

سینہ و سر دل و پہلو و جگر حاضر ہے
آؤ مرے تیغ و سنان ترکش و خنجر والے

جیسے مین مرتا ہون اوس بت کی نشانی یہ ہے
گول چہرہ ہے کمر بال ہین گھونگر والے

کیا ہوے تو ہی بتادے مجھے اے پیر فلک
وہ تزک جاہ حشم اور وہ لشکر والے

قتل ہو آتے ہین وہ پر کوئی آیا نہ گیا
منتظر ہی رہے دیدار کے محشر والے

کیسا طوفان ہے او دیدۂ گریان تھم جا
دیکھ باہر نکل آئے ہین سمندر والے

قاصدا تو ہے چلا جا نہ اڑا بے پر کی
ساتھ کب کسکو یہ دیتے ہین کبوتر والے

انقلابات زمانہ سے تعجب کیا ہے
سوتے ہین خاک پہ زربفت کی بستر والے

حکم ہو جاے غلامون مین محمدؐ کے خدا
نام میرا بھی لکھین عرش کے دفتر والے

بے کمالون سے بھلا کیا ہے صلہ کی امید
قدر کرتے ہین کمالات کی جوہر والے

شوق تفتیدہ جگر کی ہے دعا بہر خدا ‏ ‏ کر دے سیراب مجھے چشمہ کوثر والے

## شیفتہ٭۔ جناب مولوی میر محمد کاظم حسین صاحب اہلکار معتمد عدالت دیوانی و کوتوالی و امور عامہ سرکار عالی

خیر والے ہین کہین اور کہین شہر والے ‏ ‏ بیم و امید ہین ہین جتنے ہین محشر والے

بس ہمین ہونگے وہان شیشہ و ساغر والے ‏ ‏ ہم ہین مشہور یہان ساقی کوثر والے

بڑہ کے رضوان سے ہین لیتے ترے در والے ‏ ‏ ایسے ہی ہوتے ہین فرخندہ مقدر والے

دیکھ لون شکل تری ذبح کی جلدی کیا ہے ‏ ‏ ہاتھ کو اپنے ذرا روک لے خنجر والے

دو ہی دن کے لئے دنیا مین ہے انسان کا عروج ‏ ‏ دبدبے اب نہین دارا و سکندر والے

غمزۂ یار ہے سفاک تو عشوہ خونریز ‏ ‏ کم زیادہ نہین دونون ہین برابر والے

جوش وحشت مین بھی ملتے ہین کہین دیوانے ‏ ‏ نشترونکو لئے بیٹھے رہے نشتر والے

پند ناصح کو نہ مانا کبھی دیوانون نے ‏ ‏ سیدھے ہوتے نہین برگشتہ مقدر والے

تمنے آرام کیا کنج لحد مین جا کر ‏ ‏ بس لب گور کھڑے رہ گئے باہر والے

درد سر کی بھی یہ شدت سے تپ ہجر نہین ‏ ‏ لوٹے جاتے ہین وہ اعصاب جو ہین سر والے

عشق کے آتے ہی سینہ سے گئے صبر و سکون ‏ ‏ سازش دل سے لگا لے گئے ہین گھر والے

مثل تیرے کوئی صورت نہ بنی پر نہ بنی ‏ ‏ بت نئے روز تراشے گئے پتھر والے

دہر کی باد مخالف نے یہ دن دکھلایا ‏ ‏ بستر خار پہ ہین پھولونکے بستر والے

لب اعجاز بیان کا جو دکھا دے اعجاز ‏ ‏ ابھی وہ شوخ مسیحا سے ہی دم بھر والے

ہم تو بے دیکھے ہی مرتے ہین تری صورت ‏ ‏ دیکھکر ہونگے فدا اور بھی محشر والے

کیا کرم ہے مرے عصیان کا ہو کچھ حساب ‏ ‏ کھولے کاغذ رہے اعمال کے دفتر والے

نہ کھلا پر نہ کھلا بند نقاب رخ یار ‏ ‏ منتظر ہی رہے دیدار کے محشر والے

قتل نامہ تو مرا آپ نے تیار کیا ‏ ‏ اونکو بتلائے شاہد ہین جو محضر والے

قصہ خضر و سکندر سے ہوا یہ ظاہر ‏ ‏ کبھی ناکام بھی رہجاتے ہین رہبر والے

چھوٹنا عادت انسان کا بہت مشکل ہے ‏ ‏ رہ نہین سکتے ہین خشکی مین سمندر والے

نہ رہو دل مین اجی بس ہی آنکھون مین رہو ‏ ‏ ہمکو مرغوب جو کاشانہ ہین منظر والے

٭ علاوہ اس شعر کے باقی اشعار اجرتی ہین ۔

سُننے والا ہے یہان کون ہماری فریاد
زور ہم رکھتے ہین ای لمعہ نہ ہین نالے والے

**مُنیر۔ جناب حافظ مولوی محمد منیر الدین صاحب چشتی محمودی حیدرآبادی شاگرد حضرت شیفتہ دام ظلہ العالی**

روئین یا آہ کرین قبر کے باہر والے
حشر تک منہ کو دکھائینگے نہ اندر والے

آکے تربت پہ میری اونسے سیوم کو یہ کہا
یہی عاشق تھے مرے پھولونکی چادر والے

مال و زر ملنے مین اکثر ہین اوٹھاتے ذلت
پھر مرے جاتے ہین عزت کیلئے زر والے

نخوت و کبر سے اللہ بچائے رکھے
بڑھکے گھٹ جاتے ہین شیطان کے مقدر والے

بے حجابانہ یہان دیکھ چکے ہم اوسکو
منتظر ہی رہے دیدار کے محشر والے

بے پر و بال ہین اللہ کہان جائیگا چمن
فصل گل آئی گلستان مین گھر پر والے

لب ساحل جو گیا سیر کو وہ بحر جمال
دیکھکر شکل ہوے محو سمندر والے

خط نکلنے سے زیادہ ہوا رخسارون کا حسن
آئینے دونون ہین ہمشکل یہ جوہر والے

خلد مین رحمت حق ڈھونڈکے لیجائیگی
حشر مین ہونگے جہان میرے پیمبر والے

پیاس کے وقت مجھے جام عطا ہوگا منیر
پیر و مرشد ہین میرے ساقی کوثر والے

**محمود۔ جناب مولوی محمد محمود علی صاحب مہتمم بندوبست درگاہ بیجاپور و منتظم بہشتی عالیجناب نواب سلطان الملک بہادر**

جان کسطرح بچائین دل مضطر والے
خواب مین بھی تو نظر آتے ہین خنجر والے

کیا مزہ ملتا تھا جب دیکھکے وہ ہنستا تھا
یاد کیون ہم نہ کرین زخم ستمگر والے

خون بہا میرا طلب کون کرے ای قاتل
حشر مین تیرے طرفدار ہین محشر والے

دیکھتا ہون طرف سنبل پیچان اکثر
یاد آتے ہین ترے بال جو گھونگر والے

سرفرازی کے لئے نذر کو سر لائے ہین
منتظر دیر سے سرکار کے ہین سر والے

بوسے لین وصل مین ای شوخ نہ کیونکر گنتی
ہمتو عاشق ہین محاسب رہین دفتر والے

رخ انور سے نقاب اوٹھ بتاؤ صاحب
منتظر بیٹھے ہین دیدار کے محشر والے

کیا معطر ہین نسیم سحری کے جھونکے
آج گلگشت مین ہین زلف معنبر والے

فضل خالق سے ہوا ہمکو عروج اوکو کیا
بات پھر کیون نہین کرتے ہین برابر والے

| | |
|---|---|
| محبت غیر سے نفرت جو تیری لب پہ ہوتی | دیکھنے کو نہ ترستے دل مضطر والے |
| جوہر تیغ زبان چپ نہیں سکتا محمود | کبھی گمنام نہیں رہتے ہیں جوہر والے |

**مہدی - جناب مولوی سعید صاحب ضیغم زیری جج عدالت دیوانی بلدہ شاگرد حکیم عاشق حسین صاحب نالق**

| | |
|---|---|
| پردے ہی میں سے بس پڑے کی اندر والے | منظر دید کے باہر رہے باہر والے |
| دل بے تاب کے آنسوؤں میں اثر ہے اتنا | باہر آ جائیں ابھی پردے کے اندر والے |
| ابروئے یار نہیں ہیں عرق آلودہ مگر | دو تو خنجر نظر آتے ہیں یہ جوہر والے |
| خنکی خط سے ہے دیدار کی دولت حاصل | وہ بھی کیا لوگ ہیں واللہ مقدر والے |
| دیکھکر چشم میں اوس شوخ کے بس شعلہ نور | آگ پانی میں لگی سمجھے سمندر والے |
| مہدی روضۂ مہدی کو پہنچ جائیں اگر | پھر تو ہم اپنے کو سمجھیں گے مقدر والے |

**نیر - جناب مولوی میر عباس علی صاحب شاگرد رشید عالیجناب مولوی میر محمد حسین صاحب فاضل مدگار سپرنٹنڈنٹ کورٹ آف وارڈس مدظلہ العالی**

| | |
|---|---|
| آنکھ اوٹھا کر بھی نہیں دیکھتے خنجر والے | سر کو ہاتو نہ لئے پھر رہے ہیں سر والے |
| عاشق زار سے کی بوسہ پہ حجت کیا کیا | غیر کو دیتے نہ کیوں تھے وہ مقدر والے |
| بیوفا وہ ہیں وفادار ہیں عاشق وہ حریص | غیر کیوں ہونے لگے میرے برابر والے |
| تیرے کوچہ سے چلے کیا کہ چلے دنیا سے | دربدر ہو کے جئیں خاک ترے در والے |
| عجز سے وہ بھی لا جو کہ نہ تھا حصہ میں | یوں بناتے ہیں مقدر کو مقدر والے |
| یہ تنگ آ کے مرے ہجر کی ہمسایے | موت اب چاہتے ہیں میری مرے گھر والے |
| حرص دنیا نہیں کرتے کبھی عاقل نیر | خاک میں ملتے مفلس کی طرح زر والے |

**نوید - جناب مولوی مرزا غلام حسین صاحب تلمیذ عالیجناب نواب امیر خیرات علیخان صاحب سخی مدظلہ العالی**

| | |
|---|---|
| میرے نالے نہ سنیں دور ہوں باہر والے | پردۂ دل سے نکل آنے پہ ہیں گھر والے |
| عقل سمجھاتی ہے یہ زلف کے دیوانوں کو | کبھی ہوئے سے یہ سودا گئیں سر والے |

ہمسے کچھ بھی نہوا لیگئے دل چھین کے بت
غیر قابض ہوئے محروم ہے گھر والے

یاد غنچے کی فراموش ہوئی دل سے
ہو گئے ہین دولت دنیا پہ بہت زر والے

دولت وصل ہے گھر بیٹھے ہوئے روز نصیب
ہم بھی دنیا مین ہین کیا نیک مقدر والے

چھوڑ کر یاد خدا اے شیخ نکر تو غیبت
تجھکو کیا اس سے برہمن جو ہین پتہر والے

اپنے پہندے مین پہنسا لیتے ہین دل عاشق کا
کس بلا کے ہین ترے بال یہ گہونگر والے

نقش پا یار کا خورشید جہانتاب دلا
فرق ذرہ نہین دونون ہین برابر والے

اوسے چہرے سے نقاب اپنے نہ الٹی آخر
منتظر ہی رہے دیدار کے محشر والے

ضربت حیدر کرار کے قائل ہین تو زید
آجتک دل مین ہین مانے ہوے خیبر والے

## غزل غیر طرح - از جناب مولوی مرزا محمد تقی بیگ صاحب مائل دہلوی مقیم [illegible]

نہ کہین دم ہی لیا اور نہ کہین دل ٹہرا
جب قدم اونسے اوٹھایا سر منزل ٹہرا

ایسی تقریر تو قاصد کی نہین بے تاثیر
یہ ہی اک شان ہی اوسکی کہ مراد دل ٹہرا

ہو گئی ہے مری تدبیر سے تقدیر کو لاگ
اب تو جینا بھی مجھے مرنے سے مشکل ٹہرا

وہ نہ آئے نہ سہی اونکا تصور تو رہا
دل ناکام تو اپنا کسی قابل ٹہرا

بات بنجائیگی پہر تو ترے دیوانونکی
شور محشر ہی اگر شور سلاسل ٹہرا

کیا کہون شوق شہادت کی ہوئی کیا حالت
چلتے چلتے جو ذرا خنجر قاتل ٹہرا

یہ سمجھ لے کہ قیامت کی بنا ہین یہ ہی
میرے نالونکو نہ تو شور عنادل ٹہرا

دل بیتاب کا خون چاٹ کے جبسے نکلا
دست قاتل مین نہ پہر خنجر قاتل ٹہرا

بحر امواج محبت کا تلاطم دیکھو
کہ سفینہ نہ کسی کا لب ساحل ٹہرا

اب کہلا یہ کہ محبت تھی کدورت مین
چلتے چلتے جو میری گود یہ قاتل ٹہرا

دام تو پاس نہین پیر مغان سے نہ لگا
قیمت بادہ نہ اس قحط مین مائل ٹہرا

نوٹ نام کو بوئے وفا اوس گل خندان مین نہین - جانان قافیہ ۲۵ شعبان تک غزلین آنا چاہئے
خدا کرے سنے گانے بت کا فردہا میری - جفا وفا - قافیہ ۲۵ رمضان تک - باغ عالم کی ہوا بدلی بہار آنیکو ہے
ہزار - قافیہ ۲ شوال تک - بعد انتخاب اشعار زیادہ درج ہونگے - بلا انتخاب فی شعر ۲ ر .

* نوٹ - یہ غزل ابر کی ہے -

اُسنے دونو ہاتہہ پھیلا کر بشاشت کے ساتھ ملتی اور اونکے خاص معاملات
مین اپنا قدیم تعلق اور ہمدردی اپنے دوستون کے کاروبار مین
ظاہر کر کے استفسار کرلی "خاتمہ اچھا تھا۔ اسکے راست باز
بیمار داری نے اسکو جتا دیا کہ متبرک خداوند جنت کے دروازون کے
پاس تمھارے لئے ملکو لنے کھڑا ہے۔ اُس نے جواب دیا "مین
اسکو و نعان دیکھ رہی ہون۔ دروازے بہت کشادہ کر دئے گئے
ہین۔ اسکی زندگی کا منضبط چہرہ موت کے وقت مستقل تھا۔ اُسنے
اپنے دوستون سے جو اسکے ارد گرد جمع تھے تو اتر درخواست کی
وہ بین سے تمھارا زندگی بسر کی ہے۔ مجھے اکیلی مرنے دو۔ اور اسطرح
اُسنے جبکہ صرف ایک دوست نیم وا دروازے مین سے دیکھ
رہا تھا چند ساعت زندہ رہکر انتقال کیا۔

اسکے دفن کے روز اس کثرت کے ساتھ محبت اور
اُلفت ظاہر ہوی کہ کبھی کمتر ظاہر ہوی ہوگی۔ شہر وال سال مین
جہان پر کہ اُس نے محنت کی تھی تمام راہ مین مقبرے تک بمشکل
ایسا گھر دکھائی دیتا تھا کہ جسکی کھڑکیان بند نہون۔ اُس مجمع مین جو
اسکو قبر تک اُٹھا لے گئے پادری اور کارکن ہر فرقے کے جو اضلاع
قرب و نواح سے آئے تھے۔ سب معبدون کے گانے والے
طبیب اور سرجن وغیرہ اور نابین شریک تھے۔ لوگون کی بکثرت
بھیڑ سے جو پانی کی ترشح مین جمع ہوی تھی اور نیم کھلے ہوی برف
کو کھوندر رہی تھی اور قبر کے گرد پھیر رہی تھی اور اسوقت تک برہنہ
سر کھڑی ہوی تھی جب تک کہ آخری متبرک الفاظ نہ کہے گئے اس
محبت کا زیادہ ثبوت ہوتا تھا۔ لنگڑے اور اندھے اور دلق پوش
عورات اور نیم بھوکے بچے جنکے چہرون سے رنج اور حیرانی کے
آثار نمودار تھے وہان موجود تھے۔ کھلے ہوے تابوت پر پھ

لکھا ہوا تھا۔ مسٹر ڈورا نے ۲۴ دسمبر ۱۸۶۹ء کو آرام پایا۔
اسطرح مسٹر ڈورا غریب طبقے مین علی فرض منصبی کی تمثیل
دینے کے لیئے جو ایماندار عورت کی عمدہ قابلیت ہے زندہ رہکر
اس دنیا سے گذر گئی۔

## شہزادی الائس

شہزادی الائس کوین وکٹوریا کے بچون مین تیسری اور لڑکیون مین
دوسری تھی وہ ۱۸۴۳ء مین بمقام لندن پیدا ہوئی تھی۔ اصطباغ
کے وقت اسکو الائس ماڈ میری نام دیا گیا۔ اسکا بچپن ایک بہت
ہی مبارک اور اتفاقات سے مملو تھا۔ جب اس کا سن ایک برس کا
تھا اسکے والد پرنس البرٹ نے اسکی نسبت کہا "وہ خاندان کا
حسن ہے اور ایک نہایت عمدہ اور ہنس مکھ لڑکی کے مانند ہے" اسکی
مان کہتی ہے کہ وہ بڑی نمائشی چھوٹی لڑکی ہے۔

شاہی لڑکون کو انھین اس اعلے منصب کے لائق
بنانے کے لیئے جو اخیر میں وہ حاصل کرینگے جسمانی اور روحانی
عمدہ تعلیم دیگئی۔ ان کی حفاظت صرف ان لوگون کے ذمہ کی گئی
تھی جن کی طرف سے مان باپ کو جو بخوبی اسبات سے مطلع
تھے کہ ان کے لڑکون کی تعلیم و تربیت کیسی ہو رہی ہے پورا اطمینان
تھا۔ بعض اوقات بچون کو نوکرون کی حفاظت مین چھوڑ دینے سے

بڑا نقصان ہوتا ہے۔ اسطرح ہندوستان مین اعلے درجہ کے خاندان
کے لڑکے بعض صورتون مین خراب اور برباد ہوگئے ہین۔
لیکن کے ابتدائی سال گذر جانے کے بعد شاہی لڑکے
انگریزی اور فرانسادی اور جرمنی آتوتون کی حفاظت مین جو ہر
ایک منتظم کے تحت مین متعین دئے گئے اور وہ لڑکون کے
چہل قدمی کے وقت اُنکے ساتہ رہتی تھی اور اونکے کھیلون
کے وقت اُن پر نظر رکھتی تھی۔
غیر زبانون کے سبق کے ساتہ موسیقی اور نقاشی بھی
شریک کردی گئی۔ جنکے لئے کم سن شہزادی نے صریحی قابلیت
ظاہر کی۔ اُسکی کاپی کی کتابین خود پاکیزگی اور صفائی تھلین۔ اُسکا
خط بہت ہی خوشنما تھا۔ وہ سرسبز تر و تازہ اور تندرست بہت سی
بچپن کی بیماریون سے محفوظ خرم و بشاشی اور مشغول بازیتھی اور
تمام جسمانی ورزشون جیسے کشتی اور برف پر چلنے وغیرہ سے محظوظ
ہوتی تھی سب سے زیادہ گھوڑے کی سواری کا اُسکو بڑا شوق تھا
وہ اپنے بھائیون کے ہمراہ کھیلنا پسند کرتی تھی اور ویسی ہی بے
خوف تھی جیسے ایک لڑکا ہوتا ہے۔ انگریزون کی لڑکیان اس
ملک کے مانند مجمع سے خارج نہین رکھی جاتین۔ اسلئے وہ زیادہ تر
قوی اور تندرست ہوتی ہین۔
ان تمام باتون کے ساتہ شہزادی نے دل کی بڑی
فیاضی ظاہر کی۔ جب کبھی اُس نے خیال کیا کہ کسی کے دل کو
درد پہنچا ہے تو اُس نے ہمیشہ صفائی پیدا کرلی کی کوشش کی
اپنے مسیح کے تولد کے دن وہ اپنے دوستون کے لئے تحفے
اپنے خاص روپیہ سے خرید لی تھی۔
جزیرہ وایٹ مین شہزادون کو اوزار اور آلات کا

استعمال سکھایا جاتا تھا۔ اور شہزادیون کو کھانے اور خانہ داری کی تعلیم ہوتی تھی۔ بعض اوقات اون کے ماں باپ اُن کھانونمین شریک ہونے کے لئے جنکو شہزادیان اپنے ہاتہ سے تیار کرتین مدعو ہوتے تھے۔ مگر وہ کھانے اکثر غریبون کودے دئے جاتے ہر ایک کو ایک باغچہ زراعت کرنے کے لئے دیا گیا تہا۔

اسکاٹلینڈ مین لڑکون کو غریب سے غریب جھونپڑون مین جانے کی اجازت دیگئی بلکہ اُنکو ترغیب بھی دیگئی تھی۔ اسطرح شہزادی مین ایک جس رحم اور ہمدردی کا اور ایک خواہش غریب اور بیمار اور مفلس کی مدد کرنے کی پیدا کی گئی تھی۔

جب اسکی بڑی بہن کی جرمن کے ولیعہد سے شادی ہوگئی تو الالیس گھر مین سب سے بڑی لڑکی تھی۔ وہ اپنے باپ کے مانند موسیقی کی بڑی شوقین تھی۔ اور اس فن مین اپنی تحصیل برابر اسکے ساتہ جاری رکھی۔

۱۸۶۰ء مین شہزادہ لوئس آف حسی ڈارمسٹاڈ کیاسل مین کوین کا مہمان تھا۔ اسکے باپ نے لاحظہ کیا کہ پرنس لوئس اور شہزادی الالیس نے باہمی رغبت پیدا کر لی ہے۔ جسکی نسبت اُسنے امید کی کہ اسکا نتیجہ اور کچھ نکلے گا۔ نوجوان شہزادہ سال کے آخر مین جبکہ شادی کا انتظام ماں باپ کی دلی رضامندی سے ہوا تھا انگلستان مین آیا۔

دوسرے سال کے ماہ ڈسمبر مین جبکہ شادی کی تیاریان کی گئی تھین پرنس البرٹ بیمار پڑا۔ آٹھوین تاریخ اتوار کے دن اسکی حالت خوفناک تھی۔ وہ بہت ہی بیمار اور ناتوان تہا۔ پس شہزادی الالیس نے جبکہ باقی گھرانا چرچ کو گیا تہا صرف تہوڑا وقت اُسکے ساتہ گذرا۔ اُس نے یہ آرزو کی کہ اپنا پلنگ کھڑکی پاس کھینچلو

تاکہ وہ آسمان کو اور بادلون کو حرکت کرتے ہوسے دیکھ سکے۔ پھر اُسنے شہزادی سے اپنے واسطے باجا بجانے کی درخواست کی اور اُسّ نے کئی ایک اُسکی مرغوب مناجات بجائین۔ مندرجہ ذیل بھی اُن مین سے ایک ہے۔

"اے خداوند تجھکو مین اپنی روح حوالہ کرتا ہون۔
جو محبت سے اِس فانی زنجیر کو توڑتا ہے۔
اپنی حیات گر مینے تجھ سے پائی تھی۔
اور موت میری افضل کمائی ہوتی ہے۔
تجھ سے مین زندہ رہتا ہون اور تجھ ہی مین مرتا ہون
اور اسلیئے مطمئن ہون کہ تو ہمیشہ قریب ہے"!

اپنے باپ کی آخری بیماری مین اُسکی نگہبانی کرنے کے بعد شہزادی نے اپنے سے جسقدر ہوسکا اپنی ماں کو تسلی دی اور اُسکی کئی طرح سے بڑی معاون رہی۔ فقط

## قطعہ در تہنیت جشن صحت عالیجناب معلی القاب مولوی محمد عزیز مرزا صاحب بی۔اے معتمد عدالت و کوتوالی و امور عامہ سرکار عالی دام اقبالہ العالی من تصنیف حکیم میر ناصر علیرضا صاحب رضا نبیرۂ میر احمد علیخان مرحوم شہید دہلوی المخاطب بہ امیر الشعرا

اے مخزن علوم جہان قدردانِ علم
قاصر ہے تیرے وصف مین بیشک زبانِ علم

آواز کلک سے ترے پیدا صدائے قم
زندہ ہین تیرے دور مین کشتگانِ علم

از بسکہ قدردان ہے تو اہلِ علوم کا
آسان ہے برگ کاہ سے کوہ گرانِ علم

تیرا وجود مرجع و ماوائے اہل فضل
نازان ہے تیری ذات پہ اب عز و شانِ علم

اہل دکن کی دادرسی تجھپہ ختم ہے
بیشک ہے یہ نشان سخا و نشانِ علم

نام عزیز تیرا عزیز خدا و خلق
اے صدر دادگستر و میر جہانِ علم

ملتا ہے یہان سے منزل مقصود کا پتہ
ہے رہبر مرادیہ اے رہروانِ علم

یہ خدمت اور یہ خلق بجز آپکے محال
اے آفتاب عز و شرف آسمانِ علم

اس در سے جملہ اہل ہنر کامیاب ہین
اپنے تو حق مین ہے یہی دارالامانِ علم

اے یوسف عزیز تو ہی خضر راہ ہے
معدوم ورنہ تھی خبر کاروانِ علم

ارباب علم و فضل دکن مین نہ کیون ہون جمع
حیدر کے نام سے ہے درِ لامکانِ علم

مستِ الست پیتے ہین ہم ساقیا مدام
بے رنجش خمار مئے جاودانِ علم

کہتا ہے دیکھین واعظ ناداں اب ہمین کیا
پیتے ہین محتسب بھی شرابِ دوکانِ علم

یہ ہے دعا رضا کی خدائے علیم سے
ممدوح میرا اور رہے عز و نشانِ علم

افزون ہو عز و دولت و اقبال و عمر و جاہ
شاداب انکی ذات سے ہو بوستانِ علم

باغ مراد آپکا سرسبز ہی رہے
جب تک کہ ہے بہار گلِ بیخزانِ علم

یہ صحت مزاج مبارک تمھین مدام
ہر سمت کہہ رہے ہین یہی خطبہ خوانِ علم

للہ اسپہ چشم عنایت رہے مدام۔
ہے رضا بھی گدائے درِ خادمانِ علم۔

# رسید زر

| نمبر شمار | اسماء | عہدہ | رقم |
| --- | --- | --- | --- |
| ۱ | عالیجناب مولوی آغا شیخ محمد صاحب | اول تعلقدار ضلع نلگنڈہ | صہ |
| ۲ | عالیجناب حکیم مولوی سراج العارفین صاحب | منصبدار و کار آموز دفتر سوم سکرٹری | صہ |
| ۳ | جناب حاجی میاں صاحب فرزند حکیم غلام محمد صاحب مرحوم | . | عال |
| ۴ | جناب رائے سرمیت پرتاب صاحب | . | عال |
| ۵ | جناب سید عبد الکریم صاحب | امین صفائے | عال |
| ۶ | جناب مولوی شاہ بہادر الدین صاحب | . | عال |
| ۷ | جناب رائے جگت رائے صاحب | . | عال |
| ۸ | جناب نواب میر باقر علیخان صاحب | منصبدار | عال |
| ۹ | جناب سید بادشاہ حسینی صاحب | نائب قلعہ ورنگل ویلمپٹ و تماپور وغیرہ | عال |
| ۱۰ | جناب مرزا افضل بیگ صاحب | صیغہ دار شاخ اضلاع کلیات صیغہ کورٹ | عال |
| ۱۱ | عالیجناب مولوی محمد عبد الرحیم صاحب | سررشتہ دار صیغہ کورٹ آف وارڈز | عال |
| ۱۲ | جناب کہنڈوجی صاحب | مددگار محاسب دفتر سوم سکرٹری | عال |
| ۱۳ | جناب میر دلدار علی صاحب | منصبدار | عال |
| ۱۴ | جناب مولوی محمد وزیر الدین صاحب | صیغہ دار دفتر پائیگاہ نواب سر وقار الامرا بہادر | عال |
| ۱۵ | جناب کیشو راؤ صاحب | اہلکار دفتر پائیگاہ نواب صاحب موصوف | عال |
| ۱۶ | جناب نواب امداد علی خان صاحب | . | عال |
| ۱۷ | عالیجناب نواب محمد علیخان صاحب | مددگار نظم جمعیت سرکار عالی | صہ |
| ۱۸ | جناب حکیم میر نادر علی صاحب رعد | منصبدار | عال |
| ۱۹ | جناب نواب اسد علیخان صاحب | مہتمم باغات حضور پر نور سے | عال |
| ۲۰ | جناب سکرٹری صاحب ریڈنگ روم | ساکن ہیون ہوڈگلی ضلع بلہاری | عال<br>۶ سرکلدار |

# اک نظرِ توجہ ادہر بھی ہو۔

ہمارے بعض معزز حضرات ایسی گہری نیند سوے ہین کہ کروٹ تک نہین لیتے۔ جلوۂ محبوب نے ایک بہت بڑا حصہ سال کا ختم کیا اور ہمارے معزز حضرات کے دلچسپیونکا مرکز بنا رہا ـــ مگر ہمارے لایق حضرات ابھی تک قیمت ادا نہین فرماتے حالانکہ جلوہ کے قواعد دفعہ چار مین صاف طور پر لکہا ہے کہ قیمت پیشگی ادا ہونا چاہئے۔ لیکن ہمارے معزز حضرات اوسپر عمل نہین فرماتے اسلئے ہم اپنے قواعد کے فقرۂ (۴) مین اون حضرات کے لئے اسقدر اضافہ کئے دیتے ہین کہ اگر قیمت پیشگی نہ ادا کیجائیگی تو المضاعف قیمت لیجائیگی۔ اور دفتر رسالۂ جلوۂ محبوب کو المضاعف لینے کا پورا پورا حق حاصل ہوگا

مینجر۔

## اطلاع ضروری

ہمارے معزز شایقین پر یہ بات بخوبی ظاہر ہے کہ اس رسالہ کی اشاعت ہمارے ہردلعزیز بادشاہ ورعایا پرور اعلیحضرت حضور پر نور بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی کی سالگرہ مبارک بابت ربیع الثانی ۱۳۱۶ھ کے تہنیت مین ہوی ہے۔ مگر چند در چند وجوہ سے اسکا پہلا نمبر ماہ ربیع الثانی ۱۳۱۶ھ مین شایع نہو سکا۔ اور ذیحجہ ۱۳۱۶ھ کو اسکا پہلا نمبر نکلا چنانچہ ماہ ربیع الثانی ۱۳۱۷ھ تک اسکے چار نمبر نکلے بعد ازان ربیع الثانی ۱۳۱۷ھ کے نمبر پر ہم نے جلد (۲) نمبر (۱) ڈالا اور سال کا آغاز ربیع الثانی اور ختم سال ربیع الاول رکہا۔ چنانچہ یہ بات ربیع الثانی ۱۳۱۶ھ کے پرچہ مین ظاہر کردی گئی ہے۔ اسمین حساب مین بڑی غلطی واقع ہوتی ہے لہذا ہماری استدعا ہے کہ ہمارے معزز شایقین ایک سال چار ماہ کی قیمت ادا فرما کر اس غلطی کو رفع اور مینجر کو ممنون فرماوینگے۔

مینجر۔

السجنورا۔ اکثر اوقات ہنگام گفتگو
مجھہ سے مارکوئیس آف لیون
نے ایوان کیا لاڈرادہ کا ذکر کیا
تھا۔ لیکن یہ ذکر اس خیال سے
نہین کیا کہ چندہی روز بعد میری
قسمت کو اس ایوان سے ملاقی
ہونا ہوگا! اون آسودہ دنونمین
(یہان اوس نے غم سے ایک ٹھنڈی آہ کھینچی)
آرلیو کی عادت تھی کہ اس ایوان
کے بہت سے وحشتی اور خوفناک
حکایتین مجھسے بیان کرتا۔ اور
انھین قصون مین اکثر اون
تہ خانون اور تاریک چکردار
بارہ دریون کے حالات سے
بھی آگاہ کرتا۔ جو زیر زمین بہت
دور تک کشادہ ہوکر کسی قریب
کے جنگل مین راستہ نکلاتے
ہین"
بزرگ۔ (ایک دردمند تبسم کیساتھ)
غریب لڑکی۔ اور اونھین حکایتون
پر بھروسہ کرکر شاید تم چوری سے
اون حجرون سے نکلین۔ جہان تم
اور تمھارے ہمراہی فروکش
کیے گئے۔ اور قریب کے جنگل کا
کوئی راستہ دہونڈہ لینے کی
وہمی امید سے خود کو گہاؤ دار
گیلریون مین پھنسا دیا۔ لیکن
وہ تہ خانون والی بارہ دریونکی
بیرونی راہین صرف اون حکایتون
ہی مین سنا کرو جو ایوان کے
متعلق ہین۔ یا اگر اون راہون کی
یہان نشو ونما ہو بھی تو شاید مین
اونکو ڈہونڈہ نہ سکون۔ اور نہ تمہا
دریافت کرسکونگا۔ (ذرا زور سے)
السجنورا۔ اگر مین اون راہونکو
پاتا تو آجکی رات تم اسجگہ مجھسے
ملاقات نہ کرسکتین"
السجنورا۔ (متحیر اور مشفقانہ نگاہون سے
اپنے بزرگ دوست کو گھور کر)
کیا! تو کیا تم یہان قیدی ہو۔
ہاے تب تم میری کیا مدد کرسکوگے
تم تو خود دستگیری کے محتاج ہو؟"
بزرگ۔ (سنجیدہ آواز سے) مری
لڑکی مجھسے یہ سوال نکر۔ اور
خبردار کسی ذی روح کے سامنے
اسکا تذکرہ نکرنا کہ انھین دیوارون
مین تو نے مجھ سے ذی حیات
کی ملاقات کی ہے۔ اب

رخصت اور جس حجرے سے تو
آئی ہے پھر واپس ہو جا۔ اور
اس یقین پر آرام کر کہ گو مین
ان دیواروں مین گویا سخت سے
سخت بیڑیون مین جکڑا ہوا ہون
تاہم تیری رہائی کے لئے ذریعہ
نکال ہی لونگا ؛
الجنورا ۔ آہ کاش یہ ممکن ہو۔ [illegible]
اب اوسکے چہرے پر شکریہ
اور مسرت کی روشنی پھیلکر ایسی معلوم ہوتی
تھی کہ گویا اوسکے خوش وضع
سر کے اطراف ایک نور کا ہالہ ہے۔
بزرگ ۔ (ایسے پر زور لہجہ مین کہ گویا
وہ وعدہ وفا کرنے اور جو کہا وہ کر دکھلانے
مین اپنے ذہن کا پکا معلوم ہوتا تہا۔)
یہ بیشک ممکن ہے اور ایسا ہی
عمل بھی ہوگا۔ (ناتڑ ٹاکر) تم اس
انگشتری کو میری انگلی مین دیکھتے ہو
(وہ یہ اسکے جرم لعل پر سورہ کے
طلسمی حروف کندہ ہین۔ بس
الجنورا اس انگشتری کو خوب دیکھ لے
اور جانچ لے تاکہ بار دیگر تو اسکو
جلد پہچان سکے ؛
الجنورا ۔ اگر کوئی معمولی ضرورت
بہی درپیش ہوتی تو اوسکو
پہچاننا کوئی آسان کام نہ تہا مگر
اب چونکہ مجھے اسکے یاد رکھنے کا
ایک خاص سبب بتلا دیا گیا ہے
اور طرہ یہ کہ یہ شئے آیندہ مجھے
ہدایت دینے کا وسیلہ ٹہرائی
گئی ہے تو مین بہلا اسکو کیونکر
فراموش کر سکونگی ؛
بزرگ ۔ تمہارا خیال بہت درست
ہے درآن حالیکہ تم سفر مین ہو
کسی ایک مقام پر جو اس ایوان
اور مورسکے شہر قرطبہ کے درمیان
واقع ہوگا ایک شخص تم سے
ملکر تمہین یہ انگشتری دکہلائیگا۔
پس تمکو چاہئے کہ اسکو ایک
وثیقہ جانکر اوس شخص پر کامل
اعتبار رکہو۔ خواہ وہ جنس ذکور
سے ہو خواہ جنس اناث سے
اور تمہین یہ بھی چاہئے کہ جو ہدایت
کہ تمہین دیجائین تم اون پر
پورا عمل کرو ؛
الجنورا ۔ (اب اوسکا سینہ امیدوں
سے بہر گیا) مین بلا تاخیر اون پر
عمل کرونگی میرے مہربان بزرگ!

"مگر اسکے صلہ مین کیا کوئی آپکا کام نہین کہ جسے ہیرو لی صفحہ دنیا پہ مین کرسکون ؟"

"کچھہ نہین ہے ! لڑکی - کچھہ نہین !!"

یہ جواب بڑی جلدی سے ادا کیا گیا

"خیر با وجود ناخوشی مایوس ہو - لیکن انگشتری کو یاد رکھہ"

یہ کہتے ہوئے مقدس بزرگ جلدی سے واپس ہو گیا اور اوسی راہ سے جہان سے کہ وہ اس کمرے مین داخل ہوا تہا غایب ہو گیا - الجنورا اسکے لب اوسکو دعا دیتے ہوئے ہلنے لگے اور من بعد کمرے کے دوسرے جانب مڑکر اوس نے اپنے قدم اوس گیالری کے طرف بڑہائے جسنے پہلے اوسکو یہانتک پہونچایا تہا -

## چھٹا باب

گاتھک کا نوشتہ

اب جون اوس قنات سے نکل آئی جہان وہ ابتک بالکل ساکت اور بوڑھے آدمی اور ہسپانی حسینہ کی گفتگو کو بڑی دلچسپی کے ساتہ سنتی کھڑی تھی -

اسوقت کمرہ بالکل تاریک تہا اور چاند بسبب طوفانی ابر کے دہندلی پڑ گئی تھی اور ٹہر ٹہر کر بادل کے گرجنے کی آواز آتی تھی جسکے سبب سے متصل کی گیالری مین گہبرائی ہوئی آواز گونجتی پہرتی تہی ہماری ہیروئن اس اسلحے کمرے کے بیچون بیچ مین ساکت کھڑی رہگئی اس خیال سے کہ اب کیا کیا جائے - کیا مجھے پیاری الجنورا ایٹوڈ کی دستگیری کی درخواست کرنے کے لئے اوس بوڑھے آدمی کو تلاش کرکے ملاقات کرنی چاہیے ؟ یا مین اوس کمرے کو جلد واپس ہو جاؤن جہان پر تہولڈ کو سوتا پڑا چھوڑ آئی ہون - غمخواری نے (جو اوسکے دل مین سیاہ آنکھون والی ہسپانی حسینہ کی طرفداری کر رہی تھی - ) اوسکو

جو کنا ہوی۔ لیکن وہان بالکل خاموشی
تھی اور ایک دوسری نگاہ مین
جون کو یقین ہوگیا کہ اوسوقت
گرجا مین سواے اپنے کوئی
دوسرا ذی حیات حاضر نہین
ہے۔ یہ گرجا اسقدر چھوٹا اور
اسکے ستون فن معماری آرکٹکچر
اسدرجہ خالی تھی کہ ایک نظر مین
آسانی سے اوسکی ماہیت اور
ساخت کا اندازہ ہو جاتا۔ وہان
کی نظر آنے والی چیزین یہ تھین۔
ایک مقدس چیزون کے رکھنے کا
صندوق۔ ایک چھوٹی سی مستطیل
تختی۔ اور ایک بڑا بھاری میز
جو وہان کے سنگ یادگار سے
لگا کھڑا تھا۔

اس چھوٹی سی مستطیل تختی کو غور
سے دیکھنے پر ہماری ہیروئن کو
معلوم ہوا کہ اوسپر زبان گاتھک
مین کچھ عبارت لکھی ہے۔ لیکن
چونکہ وہ بہت سی زبانون مین
مہارت کامل رکھتی تھی۔ پس
اسکا پڑھنا اوسکو کچھ دشوار نہ تھا
اور وہ عبارت حسب ذیل تھی:۔

"اسکے نیچے ایک فیریڈ اگسٹو
آسٹریا اور نیوتن کے شاہ نہم کی
لاش دفنائی گئی ہے۔ جو ہنڈرڈ
ورجنس کے شرمناک عہد نامہ
کو قبول کرنیکے سبب سے سنہ ۹۷ء
مین معزول السلطنت ہوکر ایوان
کیا لاٹرادہ مین مقید کیا گیا جہان
اوسنے سنہ ۹۳ء مین قضا کی"

جون۔ (جب اوس عبارت کو پڑھ چکی)
پھر ہنڈرڈ ورجنس کا ذکر! تو ہنڈرڈ
ورجنس مین کسیکو داخل ہونا ٹھیک
کسی خطرے یا رسوائی سے دوچار
ہونا ہے۔ ہان! ہان!! یقینا
حسین الجنورا اونھین مین سے ہوگی!
جسوقت وہ اس سوچ مین کھڑی
تھی اوسکا ایک ہاتھ میز کے
کنارے پر ٹکا ہوا تھا۔ اور اوسکے
انگلیان کسی شئے کو ہلانے لگین
جو غور سے دیکھنے پر معلوم ہوا
کہ ایک چھوٹا سا میز کا خانہ ہے۔
جون کے تفحص اور تجسس کے
خیال نے اوسکو یہ خانہ کھولنے کی
طرف رغبت دلائی۔ اور اوسمین
اوسکو ایک نوشتہ ملا جسکی اوسنے

جلدی سے جانچ پرتال شروع کر دی۔
یہ ایک مولی سی اچھی اور گرد سے
محفوظ چرمی وصلی تھی۔ لیکن اوپر
ایک جنگ کی تصویر تھی جسمین
عیسائی اور مور سپاہی سرگرم
جدال و قتال تھے۔ اس تصویر پر
کچھ گرد جمی ہوئی تھی۔ اور
جو عبارت کہ اوسپر تھی وہ مثل
اوس تختۂ یادگار کی عبارت کے
زبان گاتھک مین لکھی تھی۔
ہماری ہیروئن قدیم نوشتونکی۔
نہایت خواہان تھی اور علم کی بہت
ہی پیاسی تھی۔ قدیمی فنون اور
خود اپنے زمانے کے علوم کی
چاشنی چکھنے کا اوسکو اسقدر
شوق تھا۔ کہ اگر اوسکے حاصل
کرنے مین کیسا ہی خوف درپیش
کیون نہو وہ اوسکو گوارا کر لیتی۔
ور کیسا ہی خطرہ کیون نہو وہ اوسکی
پروا نہ کرتی تھی۔ اسلیئے امید ہے کہ
ناظرین تعجب نکرینگے۔ اگرچہ ون
پھر ایک مرتبہ راڈرگو کی شرط اور
اوسکے توڑنے کے نتائج واقع
ہونیکو فراموش کر جائے۔ اور
صرف اس شوق مین کہ اوس نوشتہ
کی تحقیقات کرے جو اتفاق سے
اوسکے ہاتھ آیا ہے۔ نوشتہ کا
مضمون حسب ذیل تھا:۔ *
"سنہ ۷۱۱ء مین خاندان ویزیگاتھ
کا آخری بادشاہ راڈرک ‡ ہسپانیہ کے

---

* قوم ویزیگاتھ اون وحشی قومون مین سے تھی۔ جنہون نے روما کی متنزل سلطنت کے صوبون کو تاراج کر ڈالا تھا۔ گاتھ ایک ایشیائی قوم تھی جسکی کئی شاخین تھین۔ جنمین سے اسٹرو گاتھ (مشرقی گاتھ) تو اطالیہ پر مسلط ہو گئی تھی۔ اور ویزیگاتھ (مغربی گاتھ) قوم سیوائی یا سوئی بین اور نیز جرمنی کی اور وحشی قومون کو برطرف کر کے یا فتح کر کے پانچوین صدی عیسوی مین سلطنت روما کے صوبہ آئی بیریا (اسپین) پر قابض ہو گئی تھی۔ ۱۲ کارنامہ مور

‡ یہ وہی راڈرک ہے جسنے شاہ وٹیزا کو تخت سے برطرف کر کے خود عنان حکومت اپنے ہاتھ مین لے لی تھی اس بادشاہ نے پروانہ حکومت تو بہت اچھی طرح اوٹھایا تھا مگر آخر کار جاہ و حشمت کی ہوس مین ڈوب گیا۔ اوسکی شہوت پرست عیش پسند طبیعت نے اون بھڑکانے والے اسباب مین اعانت کا کام دیا جو اوسکو چارون طرف گھیرے ہوئے تھے اور جنکو مشتعل ہو کر سلطنت کو خاکستر کرنے مین ایک ذراسی چنگاری کی ضرورت تھی۔ ۱۲ کارنامہ مور

تخت پر جلوہ افروز تھا۔ وہ کونٹ جولیانو کی حسین لڑکی ڈاما فلارنڈالا کا واپر فریفتہ ہوا اور اوسکو دغا کر بے آبرو کر دیا۔ اسکے عاشقانہ میل جول کا پہل ایک لڑکا تہا۔ اور اس بچہ کی پرورش ایسا[illegible]ن اور اوسکی بی بی کے سپرد کیگئی تھی جنہون نے تہوڑے دنون کے بعد آسٹریا مین بود و باش اختیار کی۔ کونٹ* جولیانو نے

٭ اسوقت سلطنت اسپین کی چہوٹی چہوٹی ریاستون مین یہ دستور تہا کہ ہر شہزادہ اپنے بچون کو خاص رہنے کے لئے دربار مین اس غرض سے بہیجا کرتے تھے کہ شاہی آداب بزم۔ تربیت و تہذیب حاصل کرین۔ چنانچہ کونٹ جولین گورنر سیوتا نے حسب دستور اپنی دختر فلورنڈا کو ٹولیڈو (طلیطلہ) بہیجا۔ تاکہ ملکہ کی کنیزون مین تعلیم و تربیت پاوے۔ یہ لڑکی نہایت حسینہ اور جمیلہ تہی۔ شاہ راڈرک کا فرض تہا کہ اس لڑکی کی عصمت کو اپنے بیٹیون کی طرح محفوظ رکہتا مگر افسوس! اوس نے تمام وائض منصبی کو نسیاً منسیاً کرکے اوسکے دامن عصمت کو خود آلودہ کر دیا۔ یہ ایک بڑی بہاری بے عزتی تھی کیونکہ جولین کی بی بی شاہ وٹیزا کی حقیقی بیٹی تھی۔ گویا لڑکی کی بے عزتی سے تمام خاندان گاتہہ کی بے عزتی ہوئی۔ ۱۲ کارنامہ مور۔

٭ کونٹ جولین کو شاہ راڈرک سے رشتہ اتحاد قایم رکہنے کی کوئی وجہ ہی نہ تہی۔ کیونکہ اول تو شاہ وٹیزا سے اوس کی نہایت قریب رشتہ داری تہی (یعنے اوسکا خسر تہا) اور شاہ وٹیزا وہ تہا جسکو راڈرک نے تخت سے برطرف بلکہ گمان ہے کہ قتل بہی کر دیا تہا۔ پس ایسے غاصب اور قاتل سے موافقت رکہنے کی اوسے کیا ضرورت تہی۔ دوسرے اب اوسکی بیٹی کی بےعزتی کیسا تہ شاہی خاندان گاتہہ کی بےعزتی ہوئی۔ جسنے اوسکی آہستہ آہستہ سلگتی ہوئی کینے کی آگ کو منتقمانہ غیظ و غضب کے شعلون تک بہڑکا دیا۔ گو عربون کے حملون کو وہ اب تک پوری کامیابی سے روکتا رہا تہا۔ مگر اب اوس نے مصمم ارادہ کر لیا کہ اپنی بیٹی کی عزت خراب کرنیوالے کا ملک بچانیکی زیادہ کوشش نہ کریگا۔ مسلمان اگر ملک لینا چاہین تو لین مین بہی اونہین رستہ بتلانے پر تیار ہون۔ چنانچہ جولین نے اول موسے بن ناصر گورنر شمالی افریقہ سے ملاقات کی جسکے ساتہ اوسکی فوجین کئے مرتبہ تیغ و سپر ہو چکی تہین۔ اور اوس سے کہا کہ آج میری اور تمہاری لڑائی کا خاتمہ ہو گیا۔ اب سے مین اور تم دلی دوست ہونگے۔

# معاصرانہ گذارش

مخدومی - تسلیم - رسالۂ جلوہ محبوب" خدمت عالی مین مرسل ہے
آپ کی معاصرانہ ہمدردی اور توجہ خاص سے بھروسہ پا استدعا کیجاتی ہے
کہ اس رسالہ کے متعلق آپ اپنی مفید و قیمتی رائے سے بطور ریویو کے
اپنے اخبار گہربار یا معزز رسالہ مین شایع کر کے کمترین کو ممنون
فرما دینگے -

اور اپنے معزز اخبار یا رسالہ سے اس ناچیز پرچہ کا تبادلہ منظور فرما کر بیشبہین
دریغ نفرمائینگے -

مین نہایت وثوق کے ساتہ ایڈیٹران و پبلیشران اخبار و
رسالہ جات سے امید کرتا ہون کہ میری اس ناچیز معروضہ بالا پر ضرور
لحاظ و توجہ فرمائینگے -

الملتمس کمترین احقر

غلام صمدانی خان گوہر - ایڈیٹر و پبلیشر رسالہ "جلوہ محبوب" -
حیدرآباد دکن -

ہندوستان مین سب سے عمدہ اور سب سے سستا اخبار تفریح ہے
جو لکھنؤ سے شایع ہوتا ہے۔ اسمین اعلےٰ درجہ کے مضامین تازہ خبرین
لطائف و ظرائف شعر و سخن استعارات وغیرہ درج ہوتے ہین۔
ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے۔ نمونہ کا پرچہ طلب فرماکر ملاحظہ فرمائیے
چندہ سالانہ معہ محصول ڈاک عہ۔ نمونہ کا پرچہ مفت۔
رسالہ اودہ ریویو آردو رسایل مین یہی ایک رسالہ ہے
جسمین فوٹوگراف تصویرین شایع ہوتی ہین اور جسکا حجم (۸۸) صفحہ ہے

## المشتہر

منیجر تفریح و اودہ ریویو لکھنؤ

نمبر ۳
سنہ ۱۳۳۲ھ
جلد ۲
جلوۂ
محبوب
مرتبہ
مطبع نظامی پریس میں چھپکر حیدرآباد دکن واقع اندرون دروازہ یاقوت پورہ سے شائع ہوا

# قواعد نظارۂ جلوۂ محبوب

(۱) یہ جلوہ ہمیشہ ناول و سوانح عمری تاریخی و علمی مضامین سے پیرایہ میں ظاہر ہوگا اور اس امر کی پوری سعی و کوشش کریگا کہ اردو لٹریچر کا اعلی
(۲) یہ جلوہ ہر ماہ کی (۶) تاریخ کو غرض بخشش چشم مشتاقان ہوا کریگا۔
(۳) یہ جلوہ امرائے عظام و عہدہ داران ذوی الاکرام کے نذر ایک ایک بغرض نظارہ ضرور بھیجیگا۔ بصورت عدم منظوری مہتمم گلدستہ کو اطلاع دیں کہ جلوۂ محبوب کا نظارہ منظور نہیں۔ ورنہ جلوہ محبوب بہا تا نذر ہوتا رہیگا
(۴) جلوۂ محبوب کا ہدیہ سالانہ حسب مندرجہ نقشہ ذیل مقرر کیا گیا ہے۔

| معینان گلدستہ | امراء عہدہ داران بلدہ و اضلاع | عام شائقان بلدۂ حیدرآباد دکن | عام شائقان اضلاع ممالک محروسہ سرکار عالی | عام شائقان غیر ممالک علاوہ محروسہ سرکار عالی وغیرہ | امرائے عظام و شاہزادگان ذوی الاحتشام و رؤسائے با اقتدار و والیان والاتبار کی |
|---|---|---|---|---|---|
| عہ | صہ | عاں عالی | عاں سالانہ محصول ۶ سر | عاں سالانہ محصول ۶ سر | عالی ہمتی و دریا دلی و فیاضی پر منحصر ہے |

(۵) بلا وصول ہدیۂ پیشگی کسی صاحب کے نام گلدستہ جاری نہوگا۔
(۶) جلوہ کے عنوان میں ہمیشہ ایک قصیدہ ہمارا قائے ولی نعمت اعلیحضرت کی مدح میں درج ہوا کریگا اور باقی اوراق (۱) سوانح عمری اور سچے تاریخی واقعات نامورانِ سلف و حال (۲) منتخب اشعار (۳) چیدہ لطیفے (۴) مختلف مضامین دلچسپ جو مفید ملک و قوم ہوں (۵) کسی پاکیزہ دلچسپ نہایت حیرت خیز تاریخی انگریزی ناول کا ترجمہ بھی اسکے ساتھ رہا کریگا۔ ہر ایک کی دلچسپی کا باعث اور قریب قریب ہر ایک صاحب جلوۂ محبوب کو اپنے مذاق کے موافق پائینگے
(۷) اگر کوئی صاحب مضامین مفید ملک و قوم اور قصائد مدحیہ اعلیحضرت یا قومی مفید نظم روانہ فرمائیں تو بمنت درج گلدستہ کئے جائینگے۔ اور فرمایشی غزلیں بشرط صحت فی شعر (۲ر) اجرت پیشگی ادا کرنے پر درج ہونگے۔
(۸) اجرت تقسیم اشتہارات بطور ضمیمہ فیصد (۵ر) اور درج گلدستہ کرنیکے لئے فی سطر (۲ر) اور زائد کا تصفیہ خط و کتابت سے ہوگا
(۹) جواب طلب خطوط کے لئے ٹکٹ یا جوابی کارڈ آنا چاہئے اور خریداروں کو گلدستہ کی نسبت ہر قسم کی تحریر میں اپنے نمبر خریداری کا حوالہ دینا ضرور ہے
(۱۰) نمونہ کے پرچہ کے لئے اہل بلدہ کو (۲) کے اور ساکنان اضلاع کو (۴) کے ٹکٹ اور ممالک غیر سرکار کے باشندوں کو (۴ر) کلدار کے ٹکٹ روانہ کرنا ہوگا۔
(۱۱) مضامین و زر وانگی ہنڈی آرڈر اور ہر قسم کی خط و کتابت بنام غلام صمدانی خان گوہر مہتمم و ایڈیٹر جلوۂ محبوب ساکن اندرون یاقوت پورہ دیوڑھی نواب بیگن یلی مکان میر غوث الدین علی صاحبزادہ حیدرآباد ہونی چاہیئے۔

المشتہر منیجر جلوۂ محبوب۔

هو القادر

یا صاحب الجمال و یا سید البشر
من وجهک المنیر لقد نور القمر
بسم اللہ الرحمن الرحیم
لا یمکن الثناء کما کان حقہ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

قصیدہ در مدح کیوان منزلت آفتاب شوکت فریدون فر سکندر در
آصف دوران سلیمان زمان خاقان ابن الخاقان سلطان ابن السلطان
اعلیحضرت میر محبوب علیخان فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک مظفر الممالک
آصف جاہ بہادر خلد اللہ ملکہ و ملکہ و افاض علی العالمین خلقہ و خلقہ من تصنیف
شاعر معجز رقم عطارد قلم مولوی میر ابو القاسم فضل رب صاحب عرشی حنفی القادری

خیمہ چو زد بر ہوا موکب ابر بہار ... گرد بہامون صبا فرش جواہر نگار
ابر بدامان باد طبلۂ عنبر بخار ... زلف بنفشہ کشاد سلسلۂ مشکبار
فیل سحاب کبود گرد سیاہی چو دود ... گل ید بیضا نمود بر کف خود آشکار

باد بهر سو خمان همچو تذرو چمان　ابر بهر سو روان چون شتر بی مهار
غنچه ز خم شراب ریخته لعل مذاب　داد بگردش گلاب ساغر گوهر نثار
گیسو اردی بهشت همچو عروس بهشت　در چمن و راغ گشت نافهٔ مشک تتار
موکب بهمن چو رفت ز آتش گل باغ تفت　شاخ نوان را گرفت نامیه اندر کنار
لالهٔ یاقوت پوش گشت چو گل میفروش　داشت خروس از خروش نغمهٔ مزمار و تار
مرغ صنوبر پرست مست شراب الست　توبهٔ دیری شکست بر قدح مشکبار
ابر در افشان گذشت بر سر کهسار و دشت　با نو آفاق گشت غرق دُر شاهوار
نشو و نمای نهال یافت بیال کمال　بوی گل از فر و فال دوش بدوش بهار
عالم این آب و رنگ گشت چو پشت پلنگ　خورد چو کام نهنگ حوت خزان را بهار
داد ز کف رست و رست لاله قدح جست و جست　گل چو شهان نشست و شست کام دهان از غبار
حقهٔ درج ترنج کرده پر از سیم و گنج　نیزهٔ یاقوت سنج گشت جواهر نگار
برق کف اقحوان سوخت رخ ارغوان　ژاله چو گرز گوان کوفت سر کوکنار
سنبل مشکین تر از روکش زلف انار　گل چو بتان حجاز تاج نهٔ افتخار
لالهٔ گلگون نقاب غاشیه دار سحاب　برگ درختان نقاب مسرو صدران بهار
بلبل بستان خطیب خوانده بصوت غریب　مدحت شاه ادیب زبدهٔ هفت و چهار
خسرو یوشع جلال آمر منصف خصال　جعفر حاتم نوال حشمت سلیمان وقار
داور ملک دکن ثانی گیو و پشن　رستم اعدا فگن حیدر ضیغم شکار
احمد حیدر نسب حیدر احمد لقب　جعفر یحیی حسب خالد جعفر تبار
غوث زمان و زمین کهف مهان و مهین　لشکر بسیار و یمین یمن یمین و یسار
آمر اهل امور صدر نشین صدور　کهف اناث و ذکور قطب صغار و کبار
سام نریمان خدنگ صفدر بهرام جنگ　شیران گودرز هنگ قارن تشکل سوار
ماه منوچهر چهر ابر کف و مهر مهر　میل کش بدر و مهر سرمه ده لوز و نار
شاه فریدون گهر صدر فریبرز فر　ضیغم حارث جگر حارث ضیغم شکار
خلق چو از پا فتاد حسن امل را گشاد　دست عطا برنهاد مائدهٔ روزگار

چشم طمع دوخته بر بخت اندوخته
از کفش آموخته جود سحاب بهار

ای دل تو جان جود دست تو دامان جود
گشته ازین خوان جود زله ربا روزگار

نام تو آوازه شد بر رخ دین غازه شد
از کرمت تازه شد دوحهٔ لیل و نهار

جود تو تا بر گرفت ز ابر در تر گرفت
خلق در و زر گرفت زین کف گوهر نثار

گر گزری سوی جو با کرم همچو تو
وا ز رخت افتد چو ضو بر رخ شبگون جهار

سرو ثمر آورد قطره گهر آورد
نقره قمر آورد ابر در شاهوار

جود تو چون در دبر خصم رخ زرد برد
یک نفس سرد برد از کرمت نوبهار

ای بفرد و فلک صفوت نور ملک
ای بفر از بسک رحمت پروردگار

وسعت فکر ترا عرش بزیر ردا
قوت طبع ترا عقل و سم نیشکار

عدل تو تا اسپ راند خنجر کین گشت کند
تیغ شکوهت نشاند غلغلهٔ ذوالفقار

رای تو ای مقتدا ای مهدی عیسی لوا
کلک تو ای مهتدی خضر حقایق نگار

خلق تو مشک ختن لطف تو شهد و لبن
نطق تو شکرشکن دست تو ابر بهار

کوکبه ات را یک شحنهٔ نجم فلک
بارگهت را ملک بندهٔ فرمان گذار

آه ز دور زمان زادهٔ بطن خزان
رشک و حسد قهرمان فتنه و کین پیشکار

ظلم درو صف شکن جهل درو تیغ زن
فتنه درو چرخ زن عدل درو سوگوار

علم و فقش جانگزای هم شفقتش غم فزای
هم غضب آید هوای هم که در آید بجای

بازوی دین گشت سست خنجر صد فتنه رست
علم و عمل شد نخست زان دم خنجر نگار

سنگ گهر میکشم خون ز جگر میکشم
آه سحر میکشم از ستم روزگار

عنصری ثانیم ثانی خاقانیم
رونق قاآنیم از قلم سحرکار

ای فلک ماه فش مشتری مهروش
گوهر کانی بکش زین ورق زرنگار

ابر کفا خسروا الحذر لا داورا
جانب عرشی بیا با کرم دجله بار

هر که عطای تو جست عیش ز بختش ببست
نکته دران ... از لت عشرت جم مستعار

سبزه دمد تا براغ لاله جهد تا بباغ
گل بکشد تا ایاغ نغمه زند تا هزار

بخت تو بادا جوان رام تو بادا جهان
حکم تو بادا روان بزم تو بادا بهار

مہر سخن تا بتافت کان جگر ہا شگاف
گوہر معنی نیافت بہتر ازین آبدار

چھوٹے صاحبزادے خواجہ امیر علی کو ایک صاحبزادہ اور تین صاحبزادیاں تھیں۔ خواجہ سبحان علی۔ دلاور بیگم کریم النسا بیگم کبیر النسا بیگم جو الحال زندہ موجود ہین۔

خواجہ شجاعت علی جو غلام حسین خان عوض خانی کے چھوٹے صاحبزادے تھے اور چار صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں تولد ہوئین۔ فخریاب جنگ فیضیاب جنگ۔ اکبر نواز جنگ۔ محتشم جنگ وغیرہ یہ سب صاحب اولاد ہین۔ ہمایون جاہ بہادر کے باقی صاحبزادے اور صاحبزادیاں بھی صاحب اولاد ہین۔

## تذکرہ نیر سپہر عظمت و شوکت رحمت رب مجید عالیجناب نواب نظام الدولہ میر احمد علیخان بہادر ناصر جنگ شہید علیہ الرحمہ والرضوان۔

بعد انتقال پر ملال حضرت نواب میر قمر الدینخان بہادر نظام الملک آصفجاہ مغفرت مآب کے نواب میر احمد خان نظام الدولہ ناصر جنگ بہادر ۲۶ جمادی الثانی سنہ ۱۱۶۱ ہجری کو مسند آراے سریر سلطنت ہوے۔

نواب ممدوح حضرت مغفرت مآب کے دوسرے صاحبزادے ہین۔ آپکی ولادت سنہ ۱۱۲۰ ہجری مین ہوی۔ آپکی[†] ولادت باسعادت کیوقت

* تاریخ رشید الدینخانی - ۱۲ × † تاریخ حدیقۃ العالم - ۱۲

حضرت مغفرت مآب نے ایک جشن شاہانہ ترتیب دیا۔ اوسکا کل دولت کو انعام و اکرام سے سرفراز فرمایا تھا۔ جب آپ کا سن مبارک چار سال چار ماہ چار روز کا ہوا۔ حسب رواج اس سلطنت کے آپکی تسمیہ خوانی کی تقریب بطریق شاہانہ ادا کی گئی۔ بعد ختم تقریب آپ ایک معلم لائق کے تفویض کئے گئے۔ چنانچہ آپ نے ذکاوت طبع کیوجہ سے اکثر علوم و فنون مین تھوڑے ہی عرصہ مین کامل دستگاہ حاصل کی۔ اور آداب شاہی سے بھی بہرہ مند ہوئے۔ اور انتظام سلطنت اور تدابیر مملکت مین بھی ایک اعلے درجہ کی قابلیت بہم پہنچائی۔

حضرت* مغفرت مآب نے سنہ ۱۱۵۵ھ مین وقت تشریف بری شاہجہان آباد آپ کے تفویض کل صوبجات دکن کا انتظام فرمایا۔ آپ نے نظم ونسق مملکت اور رفاہ و فلاح خلائق مین اسقدر تدابیر صائبہ اور مساعی جمیلہ سے انتظام فرمایا کہ از امیر تا غریب ہر ایک فرد بشر آپ کے حسن انتظام کا مداح و ثناخوان ہوا۔ اور شرفا و امراء دولت کو انعامات و خطابات سے اسقدر سرفراز فرمائے کہ کسی کو کسی امر کا گلہ نہ رہا۔

اوسی زمانہ مین مرہٹون کی صوبجات دکن مین غارت گری درجۂ انتہا کو پہونچ گئی تھی۔ یہانتک کہ مرہٹون نے صوبہ مالوا پر قبضہ کرلیا تھا۔ اور تاخت و تاراج مین اسقدر شوخ و بیباک ہوگئے تھے۔ کہ دار الخلافہ کے بھی قریب دست تاراج و ظلم بڑھا دیا تھا۔ چنانچہ آپ نے اونکی اسقدر سرکوبی کی کہ وہ اپنے روش بد سے باز آئے اور اپنی کردار بد کی قرار واقعی سزا پائی۔ اور حضرت مغفرت مآب کی معاودت کے بعد بعض بدنفس و مفسدون کی اغوا کے وجہ سے آپ نے اپنے والد بزرگوار سے بنیاد جنگ ڈالی تھی۔ جنکا ذکر حالات حضرت مغفرت مآب مین

---

* تاریخ مآثر الامرا - ۱۲

لکھا گیا۔ اور آپ نظر بند کر لئے گئے۔ اور جب ۱۱۵۵ھ مین دریائے مہر پدری بموجزن ہوا۔ تمام خطائین معاف کی گئین۔ اور ۱۱۵۸ھ مین مورد عنایات بے غایات ہوئے۔ اور صوبہ داری اورنگ آباد سے سرفرازی پائے ۱۱۵۹ھ مین جسوقت نواب آصف جاہ بہادر حیدرآباد سے دربار دہلی پہونچے۔ آپکی طلبی اورنگ آباد سے کی گئی۔ چنانچہ آپ حاضر ہوکر والد بزرگوار کی قدمبوسی سے مشرف ہوئے۔ اور وہان سے بالاتفاق بلحاظ مصلحت ملکی والنگیر کے جانب تشریف لے گئے۔ وہانسے حضرت مغفرت مآب نے آپکو راجہ میسور سے پیشکش وصول کرنیکی غرض سے میسور روانہ فرمایا۔ چنانچہ پیشکش وصول فرماکر آپ اورنگ آباد مین تشریف لائے۔

بعد ازان جب نواب آصف جاہ بہادر کا انتقال پر ملال ہوا۔ آپنے بعد ادائے رسم تجہیز و تکفین تخت سلطنت پر قدم رکھا۔ آپؒ کی ہیبت و جلالت نے چنگیزی سطوت کو دبا دیا تھا۔ دربار مین امرا بصورت تصویر کھڑے رہتے تھے۔ جملہ ارکین دولت اور برادران خیر اندیش نے گردن اطاعت خم کی۔ اور غنیم سے بھی آپ بمصالحت پیش آتے۔ پورن چند کو دیوانی سے معزول فرماکر میر عبد الرزاق خان ابن کاظم خان کو شاہ نواز خان کے خطاب سے سرفراز فرماکر خلعت دیوانی سے ممتاز فرمایا۔ اور موہن پنڈت کو پیشکاری عطا ہوی۔ اور اراکین سلطنت کو مناصب و خطابات سے سرفراز فرمایا۔ بعد ازان آپ نے ہدایت محی الدین خان مظفر جنگ بہادر کو جو بزمانہ حضرت مغفرت مآب سے صوبداری ادہونی و رایچور سے ممتاز۔ اور آپکے حقیقی بھانجے تھے طلب فرمایا۔ مگر مظفر جنگ بہادر نے حاضر ہونے سے

+ تاریخ محبوب السلاطین۔ ۱۲ + تاریخ تزک آصفیہ۔ ۱۲

انکار فرمایا۔ جس سے آپ کو سخت آزردگی حاصل ہوی۔ اور نہایت درجہ ناخوشی کا باعث ہوا۔ لیکن آپ نے اوسوقت تحمل کو کام فرمایا اور اس موقعہ کو دوسرے وقت پر موقوف رکھا۔

جسوقت حضرت نواب آصف جاہ بہادر کا انتقال پر ملال ہوا تھا احمدشاہ بادشاہ دہلی نے آبدیدہ ہوکر نہایت افسوس فرمایا تھا اور میر غازی الدین خان فیروزجنگ عمادالملک کو جو حضرت مغفرت مآب کے صاحبزادۂ کلان اور ناصر جنگ بہادر کے حقیقی بھائی اور دارالخلافتہ مین حاضر تھے۔ طلب فرماکر خلعت ماتم پرسی عطا کیا گیا تھا۔

بعد چندروز کے بادشاہ بعض ارکین دولت سے متنفر ہوکر نواب ناصر جنگ بہادر کو دارالخلافتہ مین حاضر ہونیکا حکم صادر فرمایا۔ اور جاوید خان خواجہ سرا المخاطب بہ نواب بہادر کی وساطت سے شقہ خاص آپکی طلبی مین نفاذ پایا۔

اور خواجہ سراے مذکور نے یہ بھی لکھا کہ جسطرح ممکن ہو جلد آپ شاہجہان آباد کو تشریف لائین۔ کیونکہ امور سلطنت ذات والاصفات کے آنے پر منحصر ہین۔ اوس زمانہ مین مفسدان دکن کی شورش کا خیال اور ہدایت محی الدین خان کی بغاوت کا حال آپ کے پیش نظر تھا۔ مگر آپ نے تعمیل حکم شاہی اور اصلاح کارہاے سلطنت دہلی کو مقدم سمجھا۔ چنانچہ ۱۱۶۳ ہ مین روانگی کا قصد فرمایا۔

اور یہان قاضی محمد دایم کو فوجداری بگلانہ اور خواجم قلیخان کو صوبہ داری برہانپور کی عطا ہوی۔ اور محمد ابوالخیر خان بہادر کو شمشیر بہادر

---

٭ تاریخ حدیقۃ العالم۔ ۱۲

+ تاریخ رشید الدین خانی۔ ۱۲

# طرح

بابت ۶ جمادی الثانی ۱۳۱۱ھ

دیو بھی کیا رہنما ہو جائیگا

**رعب۔ جناب محمد علیخان صاحب خلف قلندر بخش خان صاحب سکند کمانڈنگ علاقہ نظم جمعیت سرکار عالی تلمیذ جناب مولوی میر احمد علی صاحب عصر**

خود پرستی سے خدا ملتا نہیں — دیو بھی کیا رہنما ہو جائیگا

کم سنی سے انکی کہتا ہے شباب — اب کوئی فتنہ کھڑا ہو جائیگا

اس اقامت پر تو پھولا ہے حباب — بحر میں آخر فنا ہو جائیگا

**سعید۔ جناب مرزا غلام عباس صاحب تلمیذ نواب میر خیرات علیخان صاحب سخی**

نالۂ دل جب رسا ہو جائیگا — دیکھ لینا کیا سے کیا ہو جائیگا

کشتیِ دل کو نہ پہونچیگی گزند — لطف خالق ناخدا ہو جائیگا

خاک گلشن میں اوڑیگی باغبان — گل سے جب بلبل جدا ہو جائیگا

مے کو ترسائیگا گر پیر مغان — رند ہر اک پارسا ہو جائیگا

وصل ان سیمین تنوں کا دہر میں — کیا خبر تھی کیمیا ہو جائیگا

پھنسکے زلفوں میں نہ چھوٹیگا یہ دل — قیدئ دام بلا ہو جائیگا

کیوں مٹا کر مجکو دل میں شاد ہے — اے فلک تو بھی فنا ہو جائیگا

طے عدم کی راہ کر لونگا سعید — عشق حیدر رہنما ہو جائیگا

**سیف۔ جناب میر فضل علی صاحب امیدوار محکمۂ عدالت و کوتوالی و امور عامہ سرکار عالی تلمیذ عالیجناب مولانا مولوی سید اصغر حسین صاحب ناجی متوسل عالیجناب نواب فخر الملک بہادر وزیر عدالت و کوتوالی و امور عامہ سرکار عالی**

فضل جب اللہ کا ہو جائیگا ‏ — میرا بھی مقصد روا ہو جائیگا

جو مطیع مصطفیٰ ہو جائیگا ‏ — وہ ولی کبریا ہو جائیگا

ہے یقین ڈوبے گی جب کشتی مری ‏ — یا نبی تو ناخدا ہو جائیگا

حشر مین وقت عذاب اپنا معین ‏ — شافع روز جزا ہو جائیگا

صاحب معراج کی لب تک ہو مدح ‏ — عرش تک شہرہ مرا ہو جائیگا

اللہ اللہ کیا قیامت کا ہے دن ‏ — آشنا نا آشنا ہو جائیگا

عالم ایجاد کی سن لے اصل کیا ‏ — ایک دم مین یہ فنا ہو جائیگا

چونک اے غافل کہ رہیگا بت ‏ — جب روانہ قافلا ہو جائیگا

سیفت تو ہے واصف محبوب حق ‏ — تیرا حاصل مدعا ہو جائیگا

## شیفتہ - عالیجناب مولوی میر کاظم حسین صاحب کنتوری

دل جو وحدت آشنا ہو جائیگا ‏ — قید کثرت سے رہا ہو جائیگا

بڑھ گئین تیر نظر کی تیزیان ‏ — ایک دن تیر قضا ہو جائیگا

وصل کی شادی جمائیگی جو رنگ ‏ — رنگ ناکامی ہوا ہو جائیگا

تم نہ آؤ گے تو مر جائینگے ہم ‏ — بس یہی ہوگا اور کیا ہو جائیگا

رفتہ رفتہ سایۂ دیوار یار ‏ — سایۂ بال ہما ہو جائیگا

فصل گل مین باغ کا کیا ذکر ہے ‏ — دیکھنا جنگل ہرا ہو جائیگا

گر یونہین راتین جدائی کی رہین ‏ — گوشت ناخن سے جدا ہو جائیگا

بٹنے والی ہے زکوٰۃ حسن یار ‏ — اب غریبون کا بھلا ہو جائیگا

ہاے معاذ اللہ یہ کبر و غرور ‏ — وہ صنم بھی کیا خدا ہو جائیگا

شیفتہ اچھا نہین گیسو کا عشق ‏ — ایک دن کالی بلا ہو جائیگا

## صدر - جناب غلام محی الدین صاحب اہلکار محکمۂ عدالت کوتوالی امروہہ عاشق مزاج تلمیذ حضرت شیفتہ کنتوری

خیر گر وہ بت خفا ہو جائیگا ‏ — مہربان مجھ پر خدا ہو جائیگا

ہجر کی شب میں جو میں نے جان دی — اسمیں کیا تیرا بھلا ہو جائیگا
بوسۂ لب گر نہ دو گے وصل میں — میرا جینا بے مزا ہو جائیگا
دل جلوں کو کیوں ستاتا ہے فلک — تیرے حق میں یہ برا ہو جائیگا
صدر گر لکھے حکایت عشق کی — اور اک دفتر نیا ہو جائیگا

## عزیز۔ جناب محمد امتیاز علی صاحب اہلکار کورٹ آف وارڈز شاگرد حضرت شفیعہ کنتوری

زلف سے گر سلسلہ ہو جائیگا — دل بلا میں مبتلا ہو جائیگا
دلکو آفت سے بتوں کی آنکھ سے — پسکے اکدن سرمہ سا ہو جائیگا
اوسکے سنگ در پہ گھستا ہوں جبین — کوئی تو سجدہ ادا ہو جائیگا
مرقد عاشق کو ٹھکراتے چلو — حق محبت کا ادا ہو جائیگا
مرغ دل کا قطرۂ خون ایکدن — طائر رنگ حنا ہو جائیگا
پھر بچے گا دیکھنا رنگ بقا — سارا عالم جب فنا ہو جائیگا
تو جو اے قاتل نہ چھڑکیگا نمک — زخم کا موہنہ بد مزا ہو جائیگا
صورت نقش کف پا دیکھکر — محو حیرت آئینہ ہو جائیگا
شور خلخال بتان سے اے عزیز — حشر عالم میں بپا ہو جائیگا

## کوثر۔ جناب ابو العرفان سید عبد العزیز صاحب چشتی نظامی علاقہ حفاظ مخلص کالسی رسالے
## تلمیذ جناب شیفتہ صاحب کنتوری مد ظلہ العالی

آشنا کر بیوفا ہو جائیگا — درد دل تو آشنا ہو جائیگا
کیا خبر تھی مجھکو اے نازک مزاج — حرف مطلب بھی گلا ہو جائیگا
پھر کے دوگے تم جو اپنے ہاتھ سے — جام سم ہمکو دوا ہو جائیگا
ہو چکی تجویز میرے قتل کی — آج قطعی فیصلا ہو جائیگا
میری تربت پر اگر آؤ گے تم — دوستی کا حق ادا ہو جائیگا
یون ہی گر ہوتے رہے ظلم و ستم — سیکڑوں کا فیصلا ہو جائیگا

| | |
|---|---|
| تو اگر لائیگی اوس گل کی خبر | تیرا احسان اے صبا ہو جائیگا |
| باغمین آئیگی جسدن فصل گل | زندہ پر اک پارسا ہو جائیگا |
| جسم سے نکلیگی کو ثر جان زار | وہ جو پہلو سے جدا ہو جائیگا |

**لطف - جناب محمد عبد اللطیف صاحب امیدوار محکمہ شرع کا علاقہ عدالت کوتوالی صیغہ انتظامی شاگرد عالیجناب شیفتہ صاحب کنتوری**

| | |
|---|---|
| وہ جو سر گرم جفا ہو جائیگا | حشر دنیا مین بپا ہو جائیگا |
| رنج اودہر سب خلق کا ہو جائیگا | تو جدہر اے مہ لقا ہو جائیگا |
| جانتا گر یہہ ندیتا دل کبھی | لیکے دل وہ بیوفا ہو جائیگا |
| جتنا جی چاہے ستا لو اے بتو | فیصلہ پیش خدا ہو جائیگا |
| لطف اب الفت نہ کیا دونکی چھوڑ | تو بلا مین مبتلا ہو جائیگا |

**نوید - جناب مرزا غلام اصغر صاحب تلمیذ نواب میر خیرات علیخا صاحب لضا سخنی**

| | |
|---|---|
| انقلاب ایسا بھی کیا ہو جائیگا | دشمن جان آشنا ہو جائیگا |
| جان جب دینگے پہونچ جائینگے خود | طے قدم کا راستا ہو جائیگا |
| اس ور نگی سے فلک کی ایکدن | با وفا بھی بیوفا ہو جائیگا |
| خوب تڑپیگا جدائی مین جگر | دل جو پہلو سے جدا ہو جائیگا |
| جستجو سے یار مین نکلینگے جب | شوق دل کا رہنما ہو جائیگا |
| کیا خبر تھی دو ہی دن مین یکبیک | آشنا نا آشنا ہو جائیگا |
| فکر روزی سے نہ گہبرا اے نوید | کردگار فضل خدا ہو جائیگا |

**نوٹ**

کیا خبر آپ کو پامال ہوا دل کسکا - دل قافیہ - ۲۵ جمادی الثانی تک غزلیں آجانا چاہئے
منتظر ہی سے ہے دیدار کے محشر والے - محشر قافیہ - ۲۵ رجب تک غزلیات آجانا چاہئے
نام کو بھی نہ وفا اوس گل خندان مین نہین - خندان قافیہ - ۲۵ شعبان تک غزلیات آجانا چاہئے

اسطرح نیوگیٹ میں پہلے پہل مدرسہ قائم ہوا۔ عورتون نے مسٹرس فرائی کی درخواست پر خود ہی ایک نوجوان عورت کو قیدیون مین سے منتخب کیا اور وہ اُستانی مقرر کی گئی۔ وہ اس خدمت کے لئے بہتر ثابت ہوی اور بسبب اُسکی نیک رویگی کے پندرہ مہینے بعد اُسکی رہائی ہو گئی۔

مسٹرس فرائی زنانہ قیدیون سے بات چیت کرنے کیواسطے اکثر نیوگیٹ کو جایا کرتی تھی۔ وہان ایک بڑا کمرہ تھا جسمین عورتین اُسکے گرد ایسی جگہون پر بیٹھتی تھین جو ایک دوسرے سے بلند ہوتین۔ چونکہ وہ ذلیل حالت مین تھین۔ اسلئے وہ باادب اور خاموش بیٹھتین۔ ہر ایک کی آنکھہ لیڈی کے خوبصورت اور متین چہرے پر جو قریب اُنکے تھا طلب ہونیکو ہوتی جمی رہتی۔ ایک میز اُسکے سامنے رہتی جسپر بیبل رکھی رہتی۔ وہ کرسی پر بیٹھتی جو اُسکے لئے رکھی جاتی اور خاموش نماز کے لئے تھوڑے سے توقف کے بعد وہ آہستہ سے مقدس کتاب کو کھولتی۔

ایک روز اوس نے ترپن وان باب پیغمبر ایسا ئیا کا پڑھا۔ اُسکا طریق بزرگانہ تھا اور اوسکا تلفظ ایسا صاف تھا کہ اوسکی خوش آیند اور موثر آواز سے کوئی لفظ بھی سنائی دینے مین خطا نہ کرتا تھا۔ اُس نے علانیہ اور صاف طور سے خداے تعالے کی عجیب و غریب محبت جو اُسنے اپنے خاص فرزند کو گنہگارون کے عوض مین مرنے کے لئے بھیجا اور اوسکی قربانی گناہ کے کفارہ مین منظور کی ظاہر کی۔ اُسکا خطاب مختصر اور سادہ تھا۔ لیکن بہت سی آنکھون سے جو بے محابا آنسو جاری تھے اُس سے ظاہر تھا کہ سامعین کے دلون پر اُسکا اثر ہو گیا تھا۔

وہ زنانہ قیدیون کے لئے شغل پیدا کرتی تھی۔ تاکہ وہ اوسکے ذریعہ سے اپنے لئے کچھ روپیہ پیدا کر سکین۔ جب وہ اونکے کمرون مین سے ہو کر گذرتی تھی تو ان شفقت آمیز توقیر کی نظرون سے جو وہ اُسپر

ڈالتی تھین اور اوس روش سے جو اُنہین کے بعض دعا خیر آہستہ سے کہتی تھین اُسکے رسوخ کی جو اوس نے اُنہین حاصل کیا تھا تصدیق ہوتی تھی قید خانے کے عہدہ دار قیدیون کے متغیر حال چلن سے ایسے متعجب تھے کہ وہ مسٹرس فرائی کی جس بات مین وہ مصروف ہوناچاہتی تھی اُسمین اُسکی کمک کرتی اور ہمت بڑہاتی تھی اور اُسکا نتیجہ یہ نکلا کہ انگلستان کے قیدخانون کی بالکل تبدیل ہیئت ہوگئی۔

مسٹرس فرائی کو تیراسے قیدیون کے بہت سے خطوط شکرگزاری کے آئے۔ ازانجملہ ایک نے لکہا "میری بات کا یقین کیجئے کہ مین اُس دن کو مبارک جانتی ہون جو مجھے نیوگیٹ کے دیوار کے اندر لایا۔ اسلئے کہ وہان رحمانی صداقت کی روشنی میرے تاریک دل مین چمکی۔ اگرچہ دور کی زمین پر مین ایک غریب قیدی ہون۔ لیکن اب مین اپنی آزادی کے لئے خداے تعالے کے ساتہ اُنس ایک دن بھی نہ چھوڑ(؟)

مسٹرس فرائی نے اپنی کوششون کو انگلستان پرہی منحصر نہین کردیا۔ بلکہ اُس نے فرانس اور جرمن کے قیدخانون اور ہسپتالون کو بھی معاینہ کیا اور بہت اچھے کام کئے۔ اُسکی وساطت سے کتنے قیدیون کی جو بیرحمی سے جرمن کے ایک قیدخانے مین پابزنجیر کئے گئے تھے تنگدستی نکال لی گئی۔ ڈنمارک مین اُس نے بادشاہ اور ملکہ کے ساتہ جو اُسکے کام سے بغایت متاثر معلوم ہوئے تھے ضیافت کھائی۔ یورپ مین اعلے درجہ کی لیڈیان اور بیگمات اور شہزادیان اور ملک روس کی شہنشاہ بیگم اور ہر ایک شہر کی نیک عورتون نے جنکے ان قیدخانہ تھا اوس طریق کے سیکہنے کی کوشش کی جس نے اسطرح لندن مین نیوگیٹ کے قیدخانہ کی تبدیل ہیئت کردی۔ ان منصوبون کے پورا کرنے کے لئے ہر جگہ لیڈیون نے مجلسین قائم کین اور بہت کچھ رفاہ کیگئی۔

اوسکا دوسرا کام دوسرے ملزمین کے جہازون کا بندوبست اور مجرمون کا انتظام تھا۔ اسوقت تک قیدخانے سے جہاز مین مجرمونکی روانگی بہت ہی ناشایستہ اور بے ترتیب تھی اور جب بدبخت عورتین جہاز مین داخل ہوتی تھین تو وہ مویشی کے مانند اکہٹا کی جاتی تھین اور انکھین سوا کوسنے۔ قسم کھانے۔ لڑنے اور گذشتہ گناہون کا ذکر کرنے اور فاحش کہانیان کہنے یا آیندہ کے لئے شرارت کا منصوبہ کرنیکے کچھ کام نہ تھا۔

وہ خود ہی ملزمون کے جہازون پر جنمین کہ اسوقت مجرمین دریاؤن کے اس پار عبور کرائے جاتے تھے تشریف لیگئی جہاز کے تختے پر اپنی گانے کی آواز سے اُس نے کتاب مقدس کا ایک فقرہ پڑہا اور پہر جہاز کے تختے پر دو زانو بیٹھ گئی۔ اسوقت غریب ملزم عورتین بہت شدت سے روئین اور ملاحون نے جو جہاز کے رسّون پر چڑہ گئے تھے اپنی آنکھون مین آنسو بھر لاکر سنا اور اونکے لئے دعا مانگنے مین اوسکی پیروی کی۔ اِس ذریعے سے اُس نے مجرم عورتون کو جو توبہ کرنیکے لئے حاضر تھین اور اُس مجمع کو جو اُسکی اطراف مین کہڑا تھا۔ صرف دم بھر کی ہمدردی کے لئے نہین ہلا دیا۔ بلکہ وہ ایسے نافع عام ذریعے کی آرزو کر رہی تھی۔ جس سے مجرمون کے سفر مین اُنکی حفاظت کے لئے مان باپ مہیا کردئے اور جہازونکو جو ہنگامہ اور گناہ کے منظر تھے اچھی عورتون کے لئے مدارس تربیت و تعلیم بنادئے اور پہر مجرمین سے جب وہ جہاز پر سے اترین تو اُسکے لئے ملنے اور از سر نو زندگی شروع کرنیکے لئے اُنکی مدد کرنیکو آمادہ تھا۔

وہ بہت سے پاگل خانے بھی دیکھنے گئی۔ کسی پاگل خانہ مین ایک بدبخت عورت بہوس پر رینگ رہی تھی۔ ایا نگاہ شفقت نے یا میٹھی آواز نے اوسکو فریفتہ کیا معلوم نہین ہوسکتا۔ مگر اُس نے جسقدر اپنی زنجیر

ملاقاتی تک پہنچ سکتی تھی اپنے تئین کھینچا اور اوس تک پہنچنے کی کوشش کی
فرائی صاحبہ نے اپنا ہاتھ اُسکی طرف بڑھایا۔ اُس نے بار بار بوسے لئے
اور بے اختیار رونے لگی۔ فرائی صاحبہ کی کوششون نے اوس
پاگل عورت کے ساتھ اچھی طرح سلوک کرنیکی رہنمائی کی۔

مسٹرس فرائی اپنا روزانہ سوال کیا ہوتا تھا اسطرح ظاہر
کرتی ہے "مین کبھی بیماری مین ہو یا تندرستی مین۔ دن کو ہو یا رات کو
بغیر میرے پہلے جگانے والے اُس خیال کے کہ کسطرح خدا کی عبادت
کر سکتی ہون؟ نیند سے ہشیار نہین ہوئی" اس لئے وہ بذریعہ دعا
کے خدا سے ہمت چاہتی تھی۔ علاوہ عوام الناس کی خدمات کے
اُس کے آس پاس کے سب لوگون کے ساتھ چھوٹے مہربانی کے ملائم
کامون مین اُسکی محبت کثرت سے ہوگئی تھی۔

ایک دفعہ جب گاڑی ہانک رہی تھی تو اُس نے ایک غریب
گاڑی بان کو اپنی گاڑی کے بازو زخمی پڑا ہوا پایا۔ وہ فوراً اُتری اور
اُسکے پاس گئی اور اُسکے زخم کے مُنہ کو اسطرح باندھا گویا کہ وہ اُسکا خاص
لڑکا تھا۔ بیماری مین اُسکی برابر کوئی بیمار داری نہین کر سکتا تھا۔ وہ لڑنے
سے ادنے کامون مین بھی مصروف ہو جاتی تھی۔

اپنے بڑھاپے مین وہ لب دریا رہنے لگی اور جب وہ بیٹھنے والی
کرسی پر بیٹھکر جاتی تو رسالے تقسیم کرتی اور ملاحون سے باتین کرتی۔
اُس نے قیدیون مفلسون سپاہیون اور ملاحون کے لئے کتب خانے
قایم کرنیکی کوشش کی۔ اُسنے بھی کئی کتابین لکھین جو بہت مفید تھین۔

آخرش اس دنیا کو چھوڑنے کے لئے خدائے تعالے کے
پاس سے طلبی آگئی ۱۸۴۵ء سنہ عیسوی ماہ اکتوبر مین ایک اتوار کی صبح کو
اُسنے اپنی خادمہ سے جو اُسکا انتظار کر رہی تھی کہا "میری پیاری
میری۔ مین بہت بیمار ہون۔ میرے لئے دعا کرو۔ مگر مین محفوظ ہون"

تھوڑی دیر بعد جب اُسکی بیٹیون مین سے ایک بیٹی اُسکے بستر کے قریب
بیٹھی تھی اُسنے کہا: "اے میرے پیارے خداوند اپنے تابعدار کو محفوظ
رکھ اور اُسکی مدد کر" یہ اُس کے آخری الفاظ تھے - غفلت مین اُسکا
انتقال ہوگیا اور راحت مین تھی -

فرائی صاحبہ کے رسوخ کا راز کیا تھا؟ - وہ اپنی بھٹکی
ہوی بہنون کے لئے ایک عورت کے دل مین مادرانہ محبت کے ساتھ
ہمدردی تھی جو رحمانی شفیع کی بیحد ہمدردی سے اُنس رکھنے کیوجہ سے
بہم پہنچی تھی - جو بھٹکے ہوے کو ڈھونڈنے اور بچانے آیا تھا -

اگرچہ مسٹرس فرائی اپنے محنتون کے بعد آرام مین ہے
لیکن اُسکے کام اُسکے پیچھے چلے جارہے ہین - قیدخانون کی تہذیب کی
اصلاح کا میلان جو اُس نے پیدا کیا اور قیدیون سے ملاقات اور مخلصی
کے بعد انکی امداد اور جرم کی روک بذریعہ بے داشت لڑکے اور لڑکیونکو
رہائی دینے کے ابھی چلے جارہی ہے -

## مسٹرس ڈورا

یہ قابل ذکر عورت پارک شایر کی رہنے والی تھی سنہ ۱۸۳۲ء
مین ہاکس ول کے ایک چھوٹے سے قصبے مین رچمنڈ کے قریب پیدا ہوئی
اور حبشیون مین پرورش پائی تھی - اِس الگ مقام پر اُسکا باپ ریورنڈ
مارک جیمس پیالی ٹسن ایک مستقل مصروفیت کے ساتھ جو معلوم ہوتا ہے

کہ اُسکے خاندان کے لوگون کے دلون مین تھی - کیرٹ یعنی مطلی لی نا درسی کی خدمت بجالاتا تھا - سسٹر ڈورا جسکا پورا نام ڈاروتھی وِنڈلو تھا سب مین چھوٹی مگر بارہ لڑکون مین سے ایک تھی - چونکہ خلقتاً نازک تھی اور اکثر مریض رہتی تھی - اسلیئے اُسکو دوسرے لڑکون کے مانند سبق پڑھنے کی اجازت نہ تھی - اُسکی جو بے قاعدہ تعلیم و تربیت ہوئی شاید اُسکی خاص قسم کی قوتون کے لیئے بہت موافق تھی - اُس نے بے سکہائے سیکھ لیا - اس نے مشاہدہ کیا اور سُنا اور اُسکو عقلمند اور قوی صحبت ملی - اسکی ذاتی قوت اُسکی ابتدائی کمزوری پر غالب آئی - وہ تیز فہم اور حسین اور چٹپول باز - کھیلون سے خوش ہونے والی لڑکی تھی - اُسکی ہنسی اُسکے دوستونکو راگ کا مزہ دیتی تھی اور جب وہ گاتی ہوئی گھر کے ادھر ادھر پھرتی تھی تو اُسکی صاف آواز بہت شیرین معلوم ہوتی تھی - جب اُسکی تندرستی بڑھی تو وہ گھوڑے کی سواری اچھی طرح کرنے لگی اور شکاری کتون کے پیچھے گھوڑا اڑانے سے بڑھکے کوئی چیز اُسکو پسند نہ تھی - بیئس برس کی عمر مین وہ قدآور اور قوی عورت - خوبصورتی مین ممتاز اور اپنے خاص قصبے مین سب طبقے کے لوگون مین ہر دل عزیز تھی -

اِس زمانہ مین ڈورا کی سب طبعی رغبتون سے زیادہ قوی رغبت اپنے اور دوسرون کی مدد کرنے کی تھی - جو لوگ برباد اور بیکار ہو جاتے تھے اُن کی حفاظت اور خبرگیری کے لیئے وہ اپنی بہنون کے ساتھ شریک ہو گئی تھی - وہ شوربے اور غذا کے چھوٹے چھوٹے قرابے اپنے پاس رکھکر گشت کرتی تھی - اور فیاض اور متواضع روح نے جو اُنکے گھر مین حکمرانی کرتی تھی اُن کے خاص اعمال کو بھی ٹھیک کر دیا تھا - فیاضی کے سب نیک کامون مین ڈورا ویسی ہی چالاک تھی جیسے اور اُسکے گھر کے لوگ تھے اور اگرچہ اُس نے

کوئی خاص رغبت بیمارداری مین ظاہر نہین کی تھی۔ لاکن یہہ معلوم ہوتاہے کہ اُس نے پہلے سے اپنے قصبہ کے لوگون کو اپنے طریقون سے منقوان کرلیا تھا۔

ایک مدرسہ کا لڑکا جو اُسپر زیادہ مائل تھا جبکہ وہ غیر ملک مین سفر کررہی تھی تو بائی سکے بخار سے علیل ہوا۔ اُس کا ایک ہی اشتیاق یہ تھا کہ پھر مین مسسٹر ڈورا کو دیکھہ لون۔ وہ بار بار دعا مانگتا تھا کہ اوسکے واپس ہونے تک مین زندہ رہون۔ جسدن اُسکے آنے کی توقع تھی اُس روز وہ اپنے تکیون پر توجہ سے کان لگاکر بیٹھا اور آخرش قبل اسکے کہ کسیکو بھی پہیئے کی آواز سُنائی دے وہ چلا اُٹھا کہ وہ آئی! دیکھو وہ مس ڈورا آگئی! اور پیچھے کی طرف گر پڑا۔ سسٹر ڈورا اسکے پاس گئی اور بیمارداری کرتی رہی۔ یہان تک کہ وہ مرگیا۔ معلوم ہوتاہے کہ اس قسم کے کام مین یہ اسکا پہلا تجربہ تھا۔

گھر مین رہنے سے مسسٹر ڈورا کو زیادہ دیر تک تشفی نہین ہوئی اُسکو کوئی بڑا کام یا زیادہ سخت خدمت بجالانے کا شوق پیدا ہوا۔ اُسکو چند عورتون کے مجمع سے جان پہچان ہوگئی جو اپنے تئین نیک سامری کہلاتی تھین اور جنکے صدر مقام رڈ کار کے قریب تھے اور جہان پر اُنہون نے ایک شفاخانہ رکھا تھا۔ اُس نے اپنے والد سے اُنکے ساتھ شرکت کی اجازت کے لئے استدعا کی۔ لیکن وہ راضی نہوا۔

چند دنون بعد اُسنے محلہ وولٹن مین جو بلسے کے متصل ہے قصبہ کی معلمہ بننے کے لئے اپنا گھر چھوڑا۔ تجربہ سے وہ ایک عمدہ معلمہ ثابت ہوی۔ لڑکے جب بیمار ہوجاتے تو وہ اونکی بیمارداری کرتی اور اُن کے ماں باپ سے ملا کرتی تھی اور اُن سب لوگون کو جو اُسکو جانتے اور اوسکی عزت کرتے تھے تعجب کیا کرتی تھی۔ تین برس تک اُس نے باطمینان اس کام کو کیا۔ اسکے سن سان مکان مین اسکو جو خیالات پیدا

ہوسے ہونگے ہرگز معلوم نہین ہوسکتے۔ مگر اُن سے اُسکی پوری پوری
خاطر جمعی نہین ہوی۔ پھر بھی وہ مضطر یا نہ بڑے موقعون کی منتظر رہتی۔
بالآخر اُسکی تندرستی مین فرق آگیا۔ غفلت کی وجہ سے جاڑے کے ساتھ
ذات الصدر یعنے سینہ کے درد نے حملہ کیا اور جب وہ حرکت کرنے کے
لایق ہوئی تو شفا پانے کے لئے مقام رڈکار کو بھیجدی گئی۔ وہان کی جماعتین
بہت سی تھین۔ بالآخر وہ نیک سامریون کی جماعت مین شریک ہوگئی۔
اور "سسٹر ڈورا" بن گئی۔

۱۸۶۵ء عیسوی کے آغاز مین چند بے قاعدہ تجربون کے
بعد سسٹر ڈورا قصبہ کی ایک ہسپتال مین جو حادثات کے لئے وال
سال مین قایم کی گئی تھی اور جسکے انتظام کا نیک سامری بہنون نے ذمہ
لیا تھا بیمارداری مین مدد کے لئے بھیجی گئی۔ ایک روز شام کے وقت
جب وہ کسی مریض کو دیکھنے جارہی تھی تو ایک لڑکے نے پتھر دے مارا
جس سے اُسکا ماتھا پھٹ گیا۔ چند ہی دن نہ گذرے تھے کہ وہی کمسن
لڑکا جسکو ایک کوئلے کی غار مین سخت صدمہ پہنچا تھا ہسپتال مین لایا گیا۔
سسٹر ڈورا نے جو ہرگز کیسکی شکل نہین بھولتی تھی اپنے آپ مین یہ کہکر کہ
یہ میرا آدمی ہے اُسکو پہچان لیا۔ وہ تھوڑی مدت تک اُسکے زیر حفاظت
رہا اور غالباً سسٹر ڈورا نے معمول سے زیادہ اُسپر توجہ رکھی۔ ایک
شب کو جب وہ شفا پارہا تھا تو سسٹر ڈورا نے اُسکو جھینک سے روتے ہوے
پایا۔ سسٹر ڈورا نے یہ قصہ بیان کرتے وقت کہا کہ مینے اُس سے نہین
پوچھا کہ تم کیون روتے ہو۔ کیونکہ مجھے بخوبی معلوم تھا اور مجھے منظور تھا
کہ وہ اقرار کرے۔ بالآخر بہت سی سسکیون کے بعد اُسکی زبان سے نکل آیا
اُس نے کہا سسٹر بہن۔ مینے وہ پتھر تمھاری طرف پھینکا تھا۔ مینے جواب دیا
"اوہ۔ مین جانتی ہون۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ وہ حرکت مجھے معلوم نہین؟
نہین۔ تم دروازے مین قدم رکھتے ہی مینے تمکو پہچان لیا تھا۔ اُس نے

# ڈاکٹر جانسن صاحب کے ایک مضمون کا ترجمہ

# عادت

ایک عابد کا بیان ہے کہ مجھکو ایک ویرانے مین جو پہاڑونکی ایک گھاٹی مین تھا
رہتے رہتے ایک عرصہ گذر گیا تھا ایک دن میرے جی مین لہر آئی کہ ان
پہاڑون کے اوپر چڑہون اور وہان سے دنیا کی بہار دیکھون چڑہتے
چڑہتے آدھی دور پہونچا تھا کہ مجھکو سنسناہٹ سی معلوم ہوئی۔ مڑکر کیا
دیکھتا ہون کہ ایک فرشتہ میرے برابر کھڑا ہے۔ مین دیکھ کے سہما۔
مگر اوس فرشتہ نے میرا ہراس دور کیا۔ اور کہا اندیشہ نکر۔ مین تو گمراہونکا
رہنما ہون۔ اور تیرے پاس اس لئے آیا ہون۔ کہ تجھکو پہاڑ کے چوٹی
پر پہنچنے سے پہلے کچھ کرشمہ دکھاؤن۔ تو آنکھ اوٹھاکر ذرا سامنے دیکھ
کہ تجہکو کیا معلوم ہوتا ہے۔ اسکے کہنے سے مینے خیال کیا۔ تو مجھکو ایک ادر
پہاڑ زمین سے ادبہرد کھائی دیا۔ مین دیکھکر چکرایا۔ مگر اوس نے کہا
ہراسان نہو۔ یہ کوہ ہستی ہے۔ اسکو اچھی طرح دیکھ اور عبرت حاصل کر
اب مین نے غور سے دیکھا تو مجھکو اسکے چشمے بھی دکھائی دیئے۔ اور اس
جگہہ گلزار ہی گلزار نظر پڑا۔ اوس پہاڑ مین جا بجا نہایت نشیب و فراز
معلوم ہوے۔ اور دیکھا۔ کہ وہان میوہ دار درختونکی شاخین لدی ہوئی
جھول رہی ہین اور تہوڑے تہوڑے دور پر محل اور بنگلے بنے ہوے
ہین۔ جو مقام پہاڑ کی چوٹی کے قریب تھے چٹیل میدان دکھائی دئے
مگر پہاڑ کی درزون مین کچھ درخت ایسے نظر آئے جنکی بہار سدا رہتی
ہے۔ اگرچہ اونمین خوشبو نہ تھی۔ مگر اسکے سبب سے مسافرون کی

کلفت جو بدقت وہان ہوتے تھے ۔ کچھ دور ہوجاتی تھی ۔ جب میلے
اور غور سے دیکھا ۔ تو ڈاسن کو وہین کچھ فاصلہ پر زن اور مرد چلتے
پھرتے دکھائی دئے ۔ دور سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ کسی شغل
مین ہین ۔ لیکن جب پاس آئے تو دیکھا پھول چن رہے ہین ۔ اور
ایک حیامند لڑکی جو سفید پوشاک پہنے ہوے ہے ۔ اونکی سرپرستی
کرتی ہے ۔ وہ اونپر کچھ تنبیہ و تاکید نہ رکھتی تھی ۔ کیونکہ کل روے زمین کو
ایسا صاف اور ہموار سمجھی ہوی تھی کہ اسکے نزدیک ۔ وہان کچھ حادثہ
پیش کرنیکا خوف اور گمراہ ہوجانیکا اندیشہ ہی نہ تھا ۔ جب اون لوگوین
سے کوئی پھول کی جگہ کانٹے پر ہاتھ ڈالتا تھا ۔ تو وہی سرپرست لڑکی
جسکا نام معصومی تھا ۔ اس پھول پر مسکراکر چپ ہورہتی تھی ۔ مینے
اپنے جی مین کہا کہ یہ لوگ کیسے خوشی کے عالم مین ہونگے ۔ کیونکہ ایک تو
اونپر کسی طرح کی روک ٹوک نہین ہے ۔ اور پھر اس کے ساتھ کیسی
بڑی بات ہے ۔ کہ کسی قسم کا کھٹکا اور اندیشہ بھی نہین رکھتے ۔

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد ۔ کسے را با کسے کارے نباشد

لیکن تھوڑی دیر مین یہ خیال باطل ہوگیا ۔ کہ معصومی تھوڑی دور تک
ان کے ساتھ رہی ۔ اور آگے جاکر ان سے اسطرح الگ ہوگئی جس سے
صاف پایا گیا ۔ کہ اسکی حد اور مملکت اور وسعت سلطنت وہین تک
تھی ۔ جہان گلزار نظر آتا تھا ۔ جن لوگون کو معصومی نے چھوڑ دیا ۔ ان کو
مطلق خبر نہین ہوی کہ اونکے سر پر ایک اور سرپرست آگئی ۔ جسکا نام
تعلیم ہے ۔ یہ دوسری سرپرست ڈراونی صورت تھی اور اپنے قانون
کی تمامت پابندی چاہتی تھی ۔ اسکے پیچھے پیچھے لذات نفسانی بھی چلی
آتی تھی اور سا تھیونکو بہکاتی تھی ۔ ہرچند تعلیم اسکو دھمکاتی تھی ۔ مگر وہ
پیچھا نہ چھوڑتی تھی اور شرارت سے باز نہ آتی تھی ۔ البتہ بعض اوقات
سمٹ کر ایسا روپ بنالیتی تھی ۔ کہ دکھائی نہ دیتی تھی ۔ جو لوگ تعلیم کی

پیروی چھوڑ کر اولٹے پھرے - اونہون نے پھر بھول توڑنے شروع کیے - مگر معصومی کو انہنے سر پر نہ پایا - اور جو لوگ تعلیم کے رستے سے بھٹک کر پہاڑ کو چلے - انکو ایسی سخت گھاٹیان پیش آئین - جن میں بعض اوقات روپوش ہو کر نظر ہی نہ آتے تھے یا نظر آتے تھے تو کچھ مال سمجھے نہ جاتے تھے -

جس رستے سے تعلیم اپنی فوج لیے ہوئے چڑھتی تھی - اودھر سے برابر یہ صدا چلی آتی تھی - کہ خبردار عادات کے دام مین نہ آنا - یہ بڑی بلا ہے ڈو ڈو چار چار - قدم پر بھی آواز کان مین آتی تھی کہ لو فلان شخص عادت کے پھندے مین پھنسا چاہتا ہے - دیکھو جو ایک بار عادت کے قبضہ مین آگیا - پھر اوس سے نکلا نہ جاویگا بار بار یہ صدا سنکر مجھکو اسکا سبب دریافت کرنیکا شوق پیدا ہوا - دل مین یہ خیال آیا ہی تھا کہ فرشتے نے اونگلی کے اشارہ سے مجھکو بالشتیون کا ایک گروہ دکھایا جو پہاڑ پر چڑھنے والونکے آگے پیچھے پھرتے تھے - اور اونکا رستہ صاف کرتے تھے - اس سے پہلے وہ مجھکو مطلق نظر نہ آتے تھے اور سبب اسکا کچھ تو یہ تھا - کہ اون کے قد ہی بہت چھوٹے تھے اور کچھ یہ بھی کہ - جو چیزین اونکے گرد و پیش تھین اونھین کے ہم شکل بن جاتی تھین تعلیم کے رفیقون کو یا تو ان فتنون کے وجود کا علم ہی نہ تھا - یا اونکو حقیر دیکھکر ان سے ایک دن اپنے مغلوب ہو جانیکا وہم و گمان نہ رکھتے تھے - اور اسی سبب سے انکی عقل پر ایسا پردہ پڑا ہوا تھا - کہ تعلیم کی صدا و تنبیہ کو کچھ خیال مین نہ لاتے تھے - پہلے مینے بھی اس نصیحت کو سرسری سمجھا تھا - لیکن جب بالشتیونکے ہاتھ مین ایک چھپی ہوی زنجیر نظر پڑی - اور آنکھ سے دیکھ لیا - کہ جو اونکے قابو چڑھ جاتا ہے - اونکو ایسی زنجیر سے جکڑ لیتے ہین - تو اوس وقت مجھے کان ہوے - لیکن جبتک کہ

تعلیم لوگونکے ہمراہ رہی - یہ فتنے نہ بہت قدر نکال سکے نہ کچھ زور پکڑ سکے کیونکہ تعلیم سکے رفیق گو بھٹک جاتے تھے - مگر اسکی ندا سنتے ہی پھر اوسکے ساتھ ہو لیتے تھے - مینے یہ بھی دیکھا - کہ ان فتنونکا قد ایک سانہ رہتا تھا بلکہ کبھی بڑھ جاتا تھا - اور کبھی گھٹ جاتا تھا - اور حیرت تو یہ تھی - کہ بہت جلد بڑھتا تھا - اور بہت کم گھٹتا تھا - اگرچہ تعلیم کے رستے مین وہ دیر تک سکے قد نکالتے تھے - مگر جب اوسکا کوئی رفیق بھٹک کر لذات نفسانی کے ساتھ ہو لیتا تھا - تو یکایک دلو پیکر بن جاتے تھے - اور اونکے زور کا یہ تقاضا ہوتا تھا کہ جن لوگون کو وہ اپنے زنجیر وسنے باندھ سکے جاتے تھے ان سکے طرف اشارہ کرسکے بار ہا تعلیم اپنے رفیقو ںسے کہا کرتی تھی - کہ دیکھو - یہ میرے بس سکے نہین رہے - میری مجال نہین - کہ اونکو اس غلامی کی حالت سے نکال لاؤن - تعلیم کی یہ پند کچھ سود مند نہ ہوتی تھی - کیونکہ سب سکے دل مین یہی سمائی ہوئی تھی کہ ہم پہ بالشتی کب فتح یاب ہو سکتے ہین -

عادت کا ایک ہتکنڈہ یہ بھی تھا - کہ وہ یکایک اپنا بوجھ نہ ڈالتی تھی بلکہ جنکو دام مین لاتی تھی - اکثر اونسے اسطرح پیش آتی تھی - جیسا کوئی خادم اپنے آقا سے - لیکن آہستہ آہستہ اپنی زنجیرین موٹی کرتی جاتی تھی - یہ زنجیرین ابتدا مین ایسی پتلی اور ہلکی ہوا کرتی تھین کہ جب وہ نظر بچا کر ان لوگون سکے ہاتھ مین چپکے سے ڈال دیتی تھی - تو انکو کچھ خبر نہوتی تھی - جون جون دن زیادہ گذرتے تھے - ان زنجیرون کی کڑیان موٹی پڑتی جاتی تھین - اور جب ان کا وزن محسوس ہونے لگتا تھا تو وہ اسقدر مستحکم ہو جاتی تھین کہ کاٹے نہ کٹتی تھین - جب تعلیم اپنے مقلدون کو اپنی مملکت کے سرحد پر لیکر پہنچی - تو اوس نے اس لشکر کو اور دو مرشد ونکے سپرد کیا - جو رتبے مین اوس سے زیادہ معلوم ہوتے تھے - اونمین سے

رجلت کا باعث ہو۔ جو اوسکو
اوسکے کمرے تک جہان اوسنے
رتھولڈ کو سوتا چھوڑا ہے پہونچانے
کے لئے نہایت ضروری تھا۔
ابھی تک تو اوسکو اوس کمرے
کیطرف واپس جانے کا خیال
نہین گذرا۔ کیونکہ اوسکا پہلا خوف
تو گذر چکا تھا۔ اور اوسکا دل درجہ
اعتدال پر آگر پھر اوسکو اوس
تفحص اور تجسس کی ترغیب دینے
لگا۔ جسکے سبب وہ یہان تک
آئی تھی۔ مگر یہ تجسس نہ تو اس قسم
ہی کی تھی کہ جسکے انجام مین خوشی کی
امید ہو سکتی اور نہ ایسی ہے کہ
جس سے جنس اناث کے دامن
پر ایک نالایق تہمت کا دہبہ لگ
سکتا۔ بلکہ کچھ تو علم کی رو سے
حریص ترین اور افضل خواہش
کی وجہ سے جو جون کی خو بو مین تھی
اور کچھ تو اوسکے لغو اور وہمی طبیعت
کی وجہ سے جو اوسکو لینے قسمت
کی فرمانبرداری کرنے پر مجبور کر
رکھی تھی۔ اوس نے یہ تجسس
کرنا چاہا۔

اون تینون ڈہانچون کے اس
خوفناک صف آرائی سے کیا مراد
ہوگی؟ اونمین مثل جاندار کسی
آن بان کے اوس سیدہی استادگی
کی صفت کہان سے آئی ہے۔
جسنے جون کے جو سکنے خیالات کو
گہڑی بہر کے لئے دہو کے دیکے
یہ یقین دلایا کہ گویا وہ ابھی قوت
حرکت و قوت نطق سے مثل جان
دارون کے کام کاج کرینگے؟۔
اور ان مہیب چیزون کو جو موت
ہی کے لئے مبارک ہین دکھلانے
کے واسطے اوپر چراغ کیون
لٹکایا گیا ہوگا؟ اور ان پر دہشت
بخش بہا اور پر اسرار چیزون
والے حجرون کا محافظ کہان ہے
اس قسم کے خیالات تھے جو جون
کے دماغ مین گہوم رہے تھے۔ اور
ان معمون کے حل کرنے کے لئے
اوس نے اپنا تجسس اور بڑہانا
چاہا۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے
اپنا لیمپ میز پر رکہکر جون اوس
گوشے کے باشندون (ڈہانچون)
کے طرف آہستہ آہستہ مگر نہایت

استقلال سے قدم بڑہاتے - مگر
جسوقت وہ اوٹھے ہوے پردے
کے پاس پہونچی تو بیچ والے ڈہانچے
نے بےڈہنگے پن کے طریقہ سے ہاتھ
اوٹھاکر نیزے کو جون کے طرف
بڑہایا -

جون کے لبون سے چیخ نکل گئی -
اور وہ اوس عزرائیل صفت تصویر
کے روبرو سے بے تحاشا واپس
دوڑ آئی - مگر بسبب اوس
بے پروک صدمہ کے جو اکثر بہت
ہی ہیبتناک خوف سے واقع
ہوتا ہے اوس نے کن انکھیوں سے
اوس گوشہ کے طرف پھر ایک
نگاہ دوڑائی - بے گوشت ہاتہ
آہستہ آہستہ نیچے اوتر رہا تھا
اور نیزہ کی سنان بھی زمین دوز
ہو رہی تھی جون یکایک ٹہر گئی
اور ہتیلی سے اپنی شدت سے
دہڑکتی ہوی پیشانی پکڑ لی - اور
حواس کو جو بسبب اس خوفناک
منظر کے منتشر ہوگئے تھے برجا
کرنیکی کوشش کرنے لگی - اور
اپنے سے آپ چند سوال کرکے

اوس نے اسبات کی خاطر
جمعی حاصل کرلی کہ جو کچھ اوس نے
دیکھا سب اوسکا خیال خام تھا - اور
یہ کہ اوس لٹکتے ہوے لیمپ نے
اپنے شعاعون سے کوئی ایسا
اثر پیدا کردیا ہوگا جسنے اوسکی سمجھ
مین فتور ڈالکر یکایک اوسکو
کسی باطل وسوسہ کا گمان پیدا
کردیا -

اسلئے ایک حقیر سی بات مین
ایک ایسے تصور سے جسمین
خوف اور حیرت دونون موجود
تھے اپنے دل کو بودا کرنا پسند
جانکر وہ دوسرے مرتبہ اوس
گوشہ کے قریب گئی - لیکن پھر
اوس ڈہانچہ کا ہاتہ آہستہ سے
اوٹھا - اور پھر وہی نیزہ اوسکے
طرف بڑہایا گیا - اور ایک دوسری
مگر تیز زور وحشی چیخ کے ساتھ
جون ایک دروازہ کے طرف
جو قریب ہی کھلا پڑا تھا دوڑ گئی
دہشت کے جنون مین اوسنے
خیال کیا کہ یہ وہی دروازہ ہے
جس سے کہ وہ ڈہانچون کے

کمرے مین داخل ہوی تھی - وہ نہ تو اپنے اس خیال کی تحقیق کے لیے کچھ ٹھہری اور نہ یہ خیال باطل ہونے سے اوسکو کسی قسم کا اندیشہ ہی ہوا یہانتک کہ دروازے سے گھسکر وہ ایک وسیع کمرے مین داخل ہوی جو دریچے کے راہ سے آنیوالے چاند کی شعاعون سے کچھ مدہم سا روشن تھا -

ایک لمحہ وہ وہان ٹھہر گئی اور بائین دائین ایک گھبرائی ہوی حیرت کی نگاہ دوڑا کر ساتھ ہی اپنے دلین اطمینان کرلیا - کہ وہ ڈبا بیچنے والے کمرے سے غلط راہ بھاگی تھی - مگر اوسنے وہان سے فوراً واپسی کی جرائت نکی - موت سکے چالاک بت اور اوسکے ڈرانے والے نیزے کا اثر اوسکے دلمین ابھی تک اسقدر تازہ تھا کہ اوسکو اتنا جلد دوبارہ اوسکے سامنے ہونیکی اجازت نہین دیتا تھا اور بخلاف اسکے وہ خود یہ سمجھکر کہ یہ موقع اتفاق سے اوسکو ایوان کیالالارا کے اسرارات سے واقفیت حاصل کرنیکا راستہ تبلاتا ہے وہ وہان سے جلد واپس ہونا نہ چاہتی تھی

ہم بیان کرچکے ہین کہ یہ کمرہ جسمین اسوقت اینٹے کوجون پائی ہے وسیع تھا - اور چاند کی نکھری نکھری شعاعین جو دریچے سے آرہی تھین صرف اوس کمرے کے بھاری اور مجسم لوازمات بتلاتی تھین - مگر خاصکر چھوٹی چھوٹی چیزین نظر نہ آتی تھین - پس جون کو یہ تو اچھی طرح معلوم تھا کہ وہ ایک وسیع اور عالیشان کمرے مین ہے - اور وہ اسمین شک نہین کرسکتی تھی کہ کمرہ نہایت خوش اسلوبی سے آراستہ کیا گیا ہے کیونکہ جب وہ نہایت احتیاط اور آہستگی سے آگے بڑہی تو اپنے ہاتھ بڑہا کر اوس نے ایک کرسی کی تراشی ہوی پشت دیکھی - اور ساتھ ہی ایک صندلی کی مسند اور ایک سنگ مرمر کی میز کی صاف سطح بھی دیکھی - اور اوسیوقت اوسکے پیر ایک بیش قیمت غالیچہ پر

بغیر کسی آواز کے بڑھنے لگے تھے۔
اندر تو ہر طرف خاموشی تھی
لیکن باہر باد صبا شور مچا رہی تھی۔
اور تھوڑی دیر کے بعد
موت کے نیم شبی شکار کے وداعی
آہ وزاری کے مانند ایک بوکھلائی
سی آواز اوس ہوا سے پیدا ہوتی تھی
پہلے تو ہماری ہیروئن چونکنا
سی ہوگئی اور اوس منحوس آواز سے
اوسکا خون سرد ہوگیا۔ لیکن وہ
فوراً طوفانی ہوا کی آواز کو پہچانکر
آگے بڑھی۔
کمرے کے گوشہ مین ایک دروازہ
تھا مگر وہان سے آگے کا راستہ
بالکل تاریک پڑا تھا۔ اور جون
اس شش وپنج مین تھی کہ آیا آگے
بڑھے یا واپس ہو وہان ٹھہر گئی۔
اوسیوقت سامنے سے
تھوڑے فاصلہ پر ایک روشنی
نظر آئی۔ اور جون کو اس دور
کی روشنی سے معلوم ہوا کہ وہ ایک
لانبا اور دیوار مین تختہ بندی کیا
ہوا سقف دار راستہ ہے۔
اور اوسیوقت جون نے یہ دیکھا
کہ روشنی ایک لیمپ سے
آرہی تھی جسکو ایک عورت
اوٹھائے لائی تھی۔ اور چونکہ یہہ
اجنبی عورت سقف دار راستے
جون کے طرف آرہی تھی۔ لہذا
ہماری ہیروئن کمرے ہی مین ٹھہری
رہی۔ کیونکہ اوسکے دل مین یکایک
یہ خیال آیا کہ یہ اجنبی عورت غالباً
محافظ کی بی بی جوزفا ہوگی۔
جون کے دل مین یہہ خیال گذرا ہی
تھا کہ اوسکو اپنا اور برتھولڈ کا ایک
ساتھ وہ سنجیدگی سے شرط کرنا
کہ بغیر راڈرگو کی پوری اجازت
کے وہ اوس حجرے سے جہان
اونھین وہ فروکش کیگیا نہ نکلنے
یاد آگیا جون ایک معزز مزاج
عورت تھی اور ان خیالات نے
کہ اوسنے مہمان نوازی کے سنجیدہ
شروط توڑ ڈالے ہین اس کے
دل کو تاسف وپشیمانی سے
بھر دیا۔ اور جب اوسکو راڈرگو کا
وہ استقلال سے کہنا کہ دو آجکی
رات اجنبی مہمانون کے لئے
دروازہ کھولنا میرے لئے

ایسا ہی خطرناک ہے جیسا کہ میری جان قیمتی ہے،، یاد آیا تو جون کے دل پر ایک خوف عظیم چھا گیا۔
یہ تمام باد آوریان اور خیالات یکے بعد دیگرے جون کے دماغ مین گھوما کئے اور اسوقت تک چراغ لانے والی عورت قریب قریب آ رہی تھی۔ اگر جیسا کہ جون نے خیال کیا وہ عورت جوز فا ہی ہو تو شاید اوسکو اوس سنجیدہ شرط توڑ کر یہان پلنے سے کچھ زیادہ لعنت ملامت نہ کریگی لیکن اگر وہ کوئی دوسرا شخص ہو تو کون کہہ سکتا ہے کہ کیا پریشان واقع ہونگی۔ تمام خطرے جنکو راڈر گو نے پہلے ہی سوچ رکھا تھا اور جنکی بڑی دانائی سے وہ اطلاع پا چکا تھا اوس غفلت کا نتیجہ بننگے۔
جو جون سے واقع ہوی ہے۔ کیونکہ اوس نے وہ واضح قول توڑ دیا جسکے صلہ مین اوسکو مہمان نوازی کی نعمت پانیکا موقع ملا تھا اپنے پر سخت لعنت و نفرین کر کے اور اون خطرات کی اسیر بنکر جو بلحاظ تندی سے اوسکے دل مین اولچھ رہے تھے۔ کہ کیا کیے اور کیا نکرے۔ بالکل حیرانی اور کشمکش و پیچ کی حالت مین وہ اوس دروازے کے قریب کھڑی تھی جو حجرے سے تختہ بند دیوار کے سقف دار راہ کی رہبری کرتا تھا۔
قریب آنے والی عورت کے پیرون کی چاپ اوسکے کانون مین پہونچی۔ اور اس سرعت کے ساتھ جیسے شاہین ہوا مین اپنے شکار پر جھپٹتا ہے جون کے دل مین یہ خیال روشن ہوا کہ قریب آنیوالے قدم زمین پر نہایت آہستگی اور نزاکت سے پڑ رہے تھے اور پیرو دونون اوصاف کہتے تھے کہ وہ کوئی متوسط العمر عورت ہوگی۔ جسکے موزے کسی نفیس وضع کے ہونگے۔
ابھی جون کے دماغ مین یہ خیالات پہلتے ہی تھے کہ کمرے مین نزدیک آنے والی لیمپ کی کرنین پڑنے لگین۔ ہماری

## پانچوان باب

ہیروئن عمداً کئی قدم پیچھے
ہٹ گئی اور اوسیوقت کرتون
کی روشنی نے اوسے دکھلایا کہ
وہ ایک اونچے اور خوبصورت
قنات کے قریب کھڑی ہے۔

جسطرح سانپ بلا آواز کے
عیاری سے پہولون کے کنجان
درختون مین گھومتا پھرتا ہے۔ اور
اپنے شکار پر جھپٹنے مین جلدی
کرتا ہے بس اسیطرح جون اوس
قنات کے پیچھے ہوگئی۔ اور اوسکا
یون پوشیدہ ہونا ہی تھا کہ لیامپ
لانے والی عورت دہلیز طے کر چکی
اور وسیع کمرے مین داخل ہوئی

جون اپنے کمین گاہ سے
جھانکی اور ایک ہی نظر جس سے
اوس نے اوس اجنبی عورت کو
دیکھا اوسکو اسبات کا یقین
دلانے کے لئے کافی تھی کہ وہ عورت
جو زنانہ تھی بلکہ ایک نوجوان عورت
تھی جسکے چہرے اور قد و قامت
مین ایک نادر حسن بہرا پڑا تہا۔

### ہسپانی حسینہ

جام صہبا ہو

ہر چند جون کے آنکھون سے نے
پہلی نگاہ مین جبکہ وہ قنات کے
پیچھے سے جھانک رہی تھی۔
اس حور پیکر نازنین کے ناز و انداز
اور ملاحت کو کامل طور سے نہ دیکھا
تاہم اس لیڈی کا حلیہ بیان کرنیکی
طرف ذرا متوجہ ہونگے۔ تاہم
اپنے قصہ کے سلسلہ کو فوراً اور
بلا کسی روک کے شروع کردین۔

یہ پاک عورت جس سے ہم اپنے
ناظرین کو معرفی کا ارادہ رکھتے ہین
عمر مین کوئی سترہ سال کی تھی۔
وہ دراز قامت رشک سرو سہی
اور سڈول بدن تھی اور اوسکی
خمدار گردن اپنے بانکپن مین
اودہر اودہر جھک جھک کر اوسکی
شوخی دکھلا رہی تھی۔ جو عورت
کے لئے ایک اعلےٰ صفت تصور

لیجاتی ہے۔
ملاحت نزاکت عظمت دوشیزگی
اور لطافت۔ قدرتی اوسکے حسین
چہرے مین گویا کوٹ کوٹ کر
بھری گئی تھی۔ اوسکی ہر حرکت مین
بیشک نزاکت ہی نزاکت تھی۔
اوسکے ہر دلعزیز شایستہ سیرت
اور بے ریا روح کی پاکی سی ملی ہوی
بینظیر دلبری کی مہر د آرر وشنی
ایک لن ترانی کی لا بیان صفت
سے کسقدر کم اور مناسب کردیگی
تھی۔
اوسکے بال نہایت سیاہ تھے۔
اور اسقدر مثل ریشم کے نرم اور
جلا دار اور روشن تھے کہ وہ
مانند مخمل کے نظر آتے تھے اور
اوسکی بلند پیشانی کے چمکدار آبنوی
حد باند کر اوسکے مدور شانونپر
بڑے بڑے زلفونکی صورت مین
گھرے ہوے تھے۔ اوسکی بڑی
بڑی آنکھین بھی ویسی ہی سیاہ
تھین جیسے ہرن کی آنکھین اور
اسقدر مخمور اور محبت بھری تھین
جیسے چشم حور لیکن اونکا شعلہ زن

ہونا کچھ بناوٹی جوش سے نہ تھا
اور نہ اونکا روشن ہونا اوسکے
کسی ناشایستہ خیالات کے
سبب سے تھا۔ وہ روشنی
جو اون آنکھون مین جھلک رہی
تھی۔ ایسی پاک تھی جیسے کسی
صوفی بزرگوار کے مزار کا چراغ
جوسوا اسے مقدس خیال و الوہیت کے
کسی اور کو الہام غیبی پہنچانیکا ذریعہ
نہین ہوتا۔
اوسکا رنگ زیتون کے اوس
روغن کے مثل تھا جو لگانیسے
پوست کے شفافی کو داغدار
نہین کرتا اور اوسکے ساتھ ہی اوسکے
رخسارون پر نہایت نفیس اور
ہلکی سی سرخی تھی۔ یہ سچ ہے کہ
اوسکے اس رنگ کے پوست
پر اوسکی نیلی نیلی تسریانین نظر آتی
تھین۔ لیکن اوسکی آنکھون مین
کیسی پرشوق نگاہین ہین!! اور
اوسکے مسکرانے مین کیسے کچھ پرنور
شعاعین ہین جو باوجود حیائی
دوشیزگی کے نقاب مین ہونے
کے اوسکے شکل و شمایل کو منور

سے کئے دیتے ہین اورا وسکے چہرے
کے گرداگرد ایک نور کا ہالہ بنادیتی
ہین۔
اوسکے ابرو گو گہری سیاہی
تھے تاہم بڑے نزاکت اور عمدگی
کے ساتھ جو بصورت کمان کے
مانند خمیدہ تھے۔ باریک تو تھے
لیکن نہایت گاڑہے آبنوسی
رنگ سے منقش تھے۔ اوسکی
ناک بالکل سیدہی تھی۔ اور
اوسکی پیارے پیارے لعل گون
لب اپنے آب وتاب کے پردے
مین اوسکے دُر دندان کو چھپائے
ہوے تھے۔ اوسکی زنخدان
نہایت خوش وضعی سے مدور
ہوکر اوسکے بیہ فضل سر کے
بیضاوی معصوم حصہ کا خاتمہ
بنگئی تھی۔
ہم یہ بیان کر چکے ہین کہ وہ
نہایت خوبصورت تھی اوسکے
چہرے پر بالکل مناسب ملاحت
وشرافت پائی جاتی تھی۔ کیونکہ
گو وہ کم سن تھی لیکن پھر بھی
اوس ملک کی رہنے والی اور
اوس آب وہوا کی پروردہ تھی
جہانکی حرارت محبت شگفتہ دلونکی
شگفتگی کو پژمردہ کردیتی ہے۔
بس ایک تو گویا اس موسم مین اس
مسحرکن نازنین کے ہیولانی
تزئین کا خوش ادا الہڑپن شگفتہ
ہوکر نہایت دلربائی کے ساتھہ
جوانی کی بہار دکھلا رہا تھا اور
دوسرے اسکا پیرہن تشال نور
پھیل پھیل کر اوسکے حسن جہان سوز
کی تمکنت کو بڑہا رہا تھا۔
وہ بے ٹھاٹھ لیکن باسلیقہ
اور اچھے جنس کا لباس پہنے
تھی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ
وہ ضرور کسی فارغ البال وآسودہ
گھرانے سے ہے نہ کہ کسی معزز
امیر کی خاندان سے۔ کیونکہ اوسکا
لباس خود اس ہماری آخرالذکر
خیال کو رد کرکے صاف ظاہر
کئے دیتا ہے کہ وہ اعلے درجے
کے اون لوگون سے ہے جو
آجکل متوسط خیال کیا جاتا
ہے۔
اوسکا ارغوانی مخملی

نمبر ۷ بابت شہر شوال سنہ ۱۳۱۷ھ جلد
جلوۂ محبوب
مرتبہ
جاں نثار مملکت آصفیہ غلام صمدانی خان گوہر حیدرآبادی مہتمم و ایڈیٹر جلوۂ محبوب
مطبع نامی گرامی فخر نظامی

# قواعد نظارہ جلوہ محبوب۔

(۱) یہ جلوہ ہمیشہ ناول و سوانح عمری و تاریخی علمی مضامین کے پیرایہ میں ظاہر ہوگا۔ اور اس امر کی پوری پوری کوشش کریگا کہ اردو لٹریچر کا اعلےٰ نمونہ بنیے۔

(۲) یہ جلوہ ہر ماہ الٰہی مہینے کی (۶) تاریخ کو فروغ بخش چشم شائقان ہوا کریگا۔

(۳) یہ جلوہ امرائے عظام و عہدہ داران ذوی الاکرام کے یہانتک ایک مرتبہ بغرض نظارہ ضرور پہونچیگا۔ بصورت عدم منظوری مہتمم گلدستہ کو اطلاع دیں کہ جلوہ محبوب کا نظارہ منظور نہیں۔ ورنہ جلوہ محبوب لا محالہ پہونچا کریگا

(۴) جلوہ محبوب کا ہدیہ سالانہ پیشگی حسب صراحت ذیل مقرر کیا گیا ہے۔ مابعد المعاعف لیا جائیگا نیز قیمت پرچہ اور محصول مبادلہ ذمہ خریدار۔

| خریداران گلدستہ | امرا و عہدہ داران بلدہ و اضلاع | عام شائقان بلدہ حیدرآباد دکن | عام شائقان اضلاع ممالک محروسہ سرکار عالی | عام شائقان غیر ممالک علاقہ عظمت مدار سرکار عالی وغیرہ | امرائے عظام و شاہزادگان ذوی الاحتشام رؤسائے با اقتدار و والیان والا تبار کی |
|---|---|---|---|---|---|
| عہ | صہ | عالی حالی | ۶ر حالی معہ محصول | ۸ر کلدار معہ محصول | عالی ہمتی و دریا دلی و فیاضی پر منحصر ہے |

(۵) بلا وصول ہدیہ پیشگی کسی صاحب کے نام گلدستہ جاری نہ ہوگا۔

(۶) جلوہ کے عنوان میں ہمیشہ ایک قصیدہ ہمارے آقائے ولی نعمت اعلیحضرت کی مدح میں درج ہوا کریگا اور باقی اوراق (۱) سوانح عمریاں اور سچے تاریخی واقعات نامورانِ سلف و حال، (۲) طرحی غزلیں (۳) منتخب لطیفے (۴) مختلف مضامین لکچر و اسپیچ جو مفید ملک و قوم ہوں (۵) کسی پاکیزہ و دلچسپ نہایت حیرت خیز تاریخی انگریزی ناول کا ترجمہ بھی اسکے ساتھ رہا کریگا۔ ہر ایک کی دلچسپی کا باعث اور قریب قریب ہر ایک صاحب جلوہ محبوب کے اپنے مذاق کے موافق پائینگے

(۷) اگر کوئی صاحب مضامین مفید ملک و قوم اور قصاید مدحیہ اعلیحضرت یا قومی نظم روانہ فرمائیں تو بمد بت درج گلدستہ کئے جاسکینگے۔

(۸) اجرت تقسیم اشتہارات بطور ضمیمہ فی صد (۸ر) اور درج گلدستہ کرنیکے لئے فی سطر (۲ر) اور سایز کا تصفیہ خط و کتابت سے ہوگا۔

(۹) جواب طلب خطوط کیلئے ٹکٹ یا جوابی کارڈ آنا چاہیے اور خریداران گلدستہ اپنی ہر قسم کی تحریرین میں رجسٹر کے نمبر کا ضرور حوالہ دیا کرینگے جو مین ورنہ تامل ہوگا

(۱۰) نمونہ کے پرچہ کے لئے اہل بلدہ کو (۴ر) حالی اور ساکنان اضلاع کو (۴ر) حالی کے ٹکٹ اور ممالک غیر عظمت مدار کے باشندوں کو (۴ر) کلدار کے ٹکٹ روانہ کرنا ہوگا۔

(۱۱) مضامین و زر روانگی منی آرڈر اور ہر قسم کی خط و کتابت بنام غلام صمدانی خان گوہر مالک و ایڈیٹر جلوہ محبوب ساکن اندرون ماتوت پورہ و یوڑھی امیرنگین علی بیگ خان میر غوث الدین علی صاحبزادہ صاحب جاگیردار ہونی چاہیے۔

المشتہر منیجر جلوہ محبوب۔

## هو القادر

یا صاحب الجمال و یا سید البشر
من وجهک المنیر لقد نور القمر
بسم اللہ الرحمن الرحیم
لا یمکن الثناء کما کان حقہ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

مسمط مسبع در تہنیت تشریف آوری از کلکتہ اعلیحضرت کیوان منزلت آفتاب شوکت فریدون فر سکندر در آصف فر سلیمان زمان خاقان ابن خاقان سلطان ابن السلطان میر محبوب علیخان فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک مظفر الممالک آصف جاہ بہادر خلد اللہ ملکہ و افاض علی العالمین برہ و احسانہ من تصنیف مولانا مولوی میر محمد کاظم حسین صاحب شفیقہ کنتوری مقیم حیدر آباد دکن

آج ہر شخص کے دل میں ہی طرب علی فلکن
خواب میں بھی نظر آتے نہیں اندوہ و محن
گل عشرت سے رعایا کے بھرے ہیں دامن

قہقہہ بن کے نکلتا ہے زبانوں سے سخن
کہیں نغمی کی صدا ہے کہیں صوت ارگن
شہر گلہائے مسرت سے بنا ہے گلشن

حیدر آباد میں پھر آئے ہیں سلطان دکن

جمع ارکان ریاست کے اسٹیشن پر
کہتے ہین ختم ہوا خیر سے خاقان کا سفر
فلدڑ لیسون کو سبھے ریل کے ہین سب افسر

ریل کی راہ یہ دوڑی ہوئی ہی سبکی نظر
اب کوئی دم مین پہنچتے ہین حضور انور
سیٹیان دور سے ہر وقت یہ دیتی ہین خبر

اب ٹرین آتی ہے نزدیک رہا اسٹیشن

ملک کے مالک و مختار حضور آتے ہین
شاد ہوتے ہین نمکخوار حضور آتے ہین
ریل والون کی ہے گفتار حضور آتے ہین

غل ہے لوگون مین کہ ہشیار حضور آتے ہین
لب سبھون کے ہین سکرار حضور آتے ہین
گارڈ کہتا ہے خبردار حضور آتے ہین

کسقدر تیز چلا آتا ہے دوڑا انجن -

شاہ کے چہرۂ پر نور کو مین ماہ کہون
تجھکو اے پیک صبا شہ کا ہواخواہ کہون
کچھ کہے کوئی مگر مین یہی واللہ کہون

ذنگ قیصر ہو جو حال حشم و جاہ کہون
منحرف شاہ سے جو ہو اوسے گمراہ کہون
نامناسب نہین گر شاہ کو نوشاہ کہون

شکل دولھن کی ہے آراستہ ہوکر گلشن

سرخ بانات کا ہے فرش بچھا کیا نایاب
روشنی کا بھی ہے موجود بکثرت اسباب
نصب تصویر ہے سلطان کی بصد آب و تاب

جھالرین ہین کہین لٹکی ہوئی گوٹون کا جواب
زر خالص کی ہے ولکم کے ہر اک حرف مین آب
گونڈھے اشعار کے رستے مین نہایت شاداب

چشم نظارگیان پاتی ہے لطف گلشن

شہ کے دیدار کو ہے راستون مین بھیڑ بڑی
نہین ہٹتے ہین گھسے آتے ہین اٹھتی ہین کڑی
خوشنما فوج کے سردارون مین ہلچل ہی پڑی

کوتوالی ہے ہٹاتی لئے ہاتھون مین چھڑی
وقت آمد کیلئے دیکھتے ہین جیب گھڑی
پیدلون اور سوارون کی قطارین ہین کھڑی

جا بجا فوج کی سنگینونسے بندھی ہے سکھتین

کہین اسوار زرہ پوش چلے آتے ہین
بانکین تانے ہوئے باہوش چلے آتے ہین
گھوڑون کے دلمین ہی اک جوش چلے آتے ہین

سبکے باہم مین ہر دوش چلے آتے ہین
نیزے رکھے پس آغوش چلے آتے ہین
ہنہناتے نہین خاموش چلے آتے ہین

سبزۂ چرخ بھی ناظر ہے جھکائے گردن

لشکر گوشہ محل کا ہے کسی جا دنگل
میسرم کی بھی ہے پلٹن لئے ہاتھوں میں رفل
توپخانے سے پڑی گاڑ زمین مین ہل چل
کہین گلکنڈے کی فوجون کے بتن چھائے بادل
حبشیونکے ہین رسالے کے جوان سب کرنیل
سب کی سب فوج یہ کرتی ہے قواعد پہ عمل
تال پر بینڈ کے رکھتی ہے قدم ہر پلٹن۔

سین خلگشن کا تہا یہ آؤ چلین شہر کو ہم
وہ کمانین نئی فیشن کی وہ اونکا خم خم
موٹے حرفون مین کسی جا یہ لکہا ہے ویلکم
خوش نظر ایک نظر دیکہین وہانکا عالم
خوشنما جنکا ہے خم صورت ابروے صنم
تہنیت کے کہین اشعار ہین برجستہ رقم
جہاڑ لٹکے ہین کہین شبکو جو ہونگے روشن

کہین ہوتی ہے سفیدی کہین استرکاری
روشنی کیلئے ہوتی ہے کہین تیاری
خوب آراستہ ہین امکنۂ سرکاری
رنگسازی کا کہین کام ہوا ہے جاری
شیشیان تارون ہین آویزان ہین پیاری پیاری
اسقدر سازِ طرب مین ہے مسرت سازی
ٹوٹے جاتے ہین ستارونکے طرب سے بندھن

پھر گئی ہے جو سفیدی تو چمکتے ہین مکان
حسن کے ساتہ ہے آراستہ ہر ایک دکان
پل سے نزدیک بناہی ہے چمکدار کمان
ریل سے شہر تلک جھالرین ہین آویزان
کاغذین باغ سے سڑکین ہوئی ہین گلافشان
قابل دید ہے واللہ نئے پل کا سمان
اور دروازۂ پل پر ہے نرالا جوبن

دونون جانب جو درختونکے ہری ہین [illegible]
بعضو نمین پھول نفیس اور ہین خوشرنگ گلے
جھنڈیان الغضب کسی جا ہین کسی جا بوٹے
بعضون مین ہین مختلف اللون ہین عمدہ پتے
جنکی خوشبو سے معطر ہوئے ہین سب رستے
آہنی تارون کے ہین جہاڑ بھی اس کثرت سے
رات ہو جائیگی تنویر سے روز روشن

جھنڈیان نصب ہین رعنا نو نہ ایسے یکجا
اہل نظارہ مین ہوتا ہے یہ باہم چرچا
دونون پہلو مین ہے دروازے کے نوبت خانا
کسی جانب سے جو آملا ہے ہوا کا جھونکا
گلبدن ملتے ہین جھک جھک کے گلے سے گویا
وہ تک جس سے پہنچتی ہے مسرت کی صدا
جسکے نقارون کی آواز کو ہین مست ہرن

شہر کا شہر ہے صہبائے طرب سے سرشار ‏ ایک حالت میں خوشی کے ہیں غریب و زردار
خوبیٔ حسن و لطافت سے سجے ہیں بازار ‏ خوب چھڑکاؤ ہے سڑکوں پہ نہیں گرد و غبار
جا بجا لکھے ہیں کپڑوں پہ دعا کے اشعار ‏ چہرہ کرتی ہے نگاہوں کو کمانوں کی بہار
جنبشیں جھنڈیوں کی کھینچ رہی ہیں دامن

ریل گھر کا قدم شہ نے بڑھایا اعزاز ‏ شاہ کے آنے سے ہر شہر ہوا ہے ممتاز
کوئی کرتا ہے نیازیں کوئی پڑھتا ہے نماز ‏ کوئی کہتا ہے خدا سے یہ بصد عجز و نیاز
میر محبوب علی شاہ کی ہو عمر دراز ‏ لو وہ باجوں کی سلامی کی ہے آئی آواز
لو وہ نوبت یہ وہ چلنے لگیں توپیں دن دن

کوئی اس وقت رعایا کی مسرت دیکھو ‏ تازگی جسم کی چہرہ کی بشاشت دیکھو
لب پہ جاری ہے دعا جوش محبت دیکھو ‏ جان و دل سے ہیں فدا شہ پہ اطاعت دیکھو
رونقیں چھا گئیں ہیں شہر کی حالت دیکھو ‏ چمک اٹھے در و دیوار کی صورت دیکھو
آج ہے سب کی طبیعت میں طرب کا مسکن

کوئی کہتا ہے حضور آئے رعایا ہوئی شاد ‏ کوئی کہتا ہے حضور آئے ملی دل کی مراد
کوئی کہتا ہے حضور آئے مسرت ہوئی زیاد ‏ کوئی کہتا ہے حضور آئے ہوا غم برباد
کوئی کہتا ہے حضور آئے بصد جاہ و رشاد ‏ کوئی کہتا ہے حضور آئے ہوا شہر آباد
کوئی کہتا ہے حضور آئے ہیں بہر سوئے وطن

شاہ کے سر پہ ہے ظل کرم رب قدیر ‏ شاہ کا نور فراست سے منور ہے ضمیر
شاہ کا ہاتھ ہے بخشش کے لئے ابر مطیر ‏ شاہ کی ذات سے رونق ہے پئے تاج و سریر
شاہ کے رعب سے خائف ہیں بیاباں کے شیر ‏ شاہ کی عقل سلیم اور ہے صائب تدبیر
شہ کا بہبود رعایا کے لئے ہے قدغن

واہ کیا شاہ کے اخلاق ہیں ماشاء اللہ ‏ مظہر رحمت خلاق ہیں ماشاء اللہ
عدل میں شہرۂ آفاق ہیں ماشاء اللہ ‏ جاہ میں دبدبے میں طاق ہیں ماشاء اللہ
جود و ایثار میں مشتاق ہیں ماشاء اللہ ‏ زہر افلاس کے تریاق ہیں ماشاء اللہ
غربا کے لئے ہے ذات مقدس کندن

چشم بد دور زمانے مین سخی ایسا ہو شیر دل ایسا ہو شوکت مین قوی ایسا ہو
مارے تلوار سے شیرونکو جری ایسا ہو نیک ایسا ہو زمانہ سے بری ایسا ہو
رائج حکم خدا حکم نبیؐ ایسا ہو دوست ہو آل کا محبوب علی ایسا ہو

حب اصحاب نبی کا ہو سینہ مخزن

شاہ کے سنجت مبارک ہین پسندیدہ خصال شاہ کا فہم خداداد ہے روشن ہے خیال
شاہ کے عہد مین فتنون کا ہوا استیصال شاہ کے رعب سے یکجا ہے ہین شیر و شغال
شاہ کے خادم دیرینہ ہین صاحب اقبال شاہ کے عہد مین رہتی ہے رعایا خوشحال

کیون نہ ہو شاہ یہ ہے سایۂ رب ذی المن

عفو تقصیر و خطا سیرت سلطانی ہے بخشش و جود و عطا خصلت سلطانی ہے
خاکساری و کرم طینت سلطانی ہے دل اعدا پہ رقم سطوت سلطانی ہے
دافع جور و جفا نصفت سلطانی ہے دبدبہ ملک مین کیا صولت سلطانی ہے

عہد مین شاہ کے معدوم ہین آشوب و فتن

شہ کے اوصاف معلی کا ہے مشکل احصا شیفتہ درگہ خالق مین کرو دست دعا
شہ کا اقبال ترقی پہ رہے صبح و مسا در پہ مخلوق شب و روز رہے ناصیہ سا
ملک قایم رہے جبتک رہے قایم دنیا حکم جاری رہے جبتک ہے گردش مین سما

داغ دشمن کو ملے ماہ مین جبتک ہو گہن

شہ کے ہاتون مین ہو مضبوط حکومت کی زمام خون بدخواہ ریاست سے رہے سرخ حسام
یہ ولیعہد سلامت رہین تا روز قیام سایۂ شاہ ولیعہد کے سر پر ہو مدام
خاندان آپکا قایم رہے باعیش تمام دوست سب آ گئے دنیا مین رہین شیرین کام

تلخی ذلت و کربت مین رہین سب دشمن

سر سلطان پہ حکومت کا مزین ہے تاج سکہ خسرو ذیشان کا ہو تا حشر رواج
کر و فر جاہ و حشم کا ہے یہ نور سراج ملک اور مال مین توسیع ہو افزون ہو خراج
تیر آفات و ملالت کے عدو ہون آماج شاہ با دل کا رہے جلوۂ صحت پہ مزاج

سیکڑون سال سلامت رہین سلطان دکن

## تاریخ ورود میمنت آمود اعلیحضرت قوی شوکت خلد اللہ ملکہ از شہر کلکتہ در بلدہ

دشمنِ شاہ دکن برباد ہو — کوئی ہو خوش ہون یا ناشاد ہو

شہ سفر سے آئے ہین لازم ہے آج — ہر طرف شورِ مبارکباد ہو

عام بہجت شہر کی آرائشین — مجھ سے کیا تحریر یہ روداد ہو

ہر ارادہ شاہ کا غالب رہے — قصد بدخواہون کا بے بنیاد ہو

بار لائے نخلِ امیدِ خدیو — تا قیامِ گلشنِ ایجاد ہو

شاہ محبوب علی قائم ہین — پسر عثمان علیخان شاد ہو

آستانِ شاہ پر سرکش جھکین — سال افزون مملکت آباد ہو

گردنِ دشمن ہو زیرِ تیغِ شاہ — شہ کا خنجر ہو سرِ حساد ہو

یا الٰہی شاہ کے ہر کام مین — غیب سے تائید ہو امداد ہو

ایسی تاریخ اس مسرت مین لکھو — شیفتہ سلطان کا جس پر صاد ہو

سال ہی دل سے جالا کے رقم — شاہ آئے اب عیشِ شاد ہو

۱۳۱۷ھ

طبعزاد سید محمد کاظم حسین صاحب شیفتہ کنتوری =

مگر حق صحبت بادشاہ پر ثابت کیا ہے۔ چنانچہ بادشاہ کو یہ کلام اوسکا پسند آیا اور اوسکے رہائی کا حکم دیا۔ اب اس ہرن نے بھی حق صحبت بادشاہ پر ثابت کیا ہے۔ آیندہ مرضی مبارک۔ آپ اس بات سے نہایت خوش ہوے اور ہرن کو آزاد فرمایا۔ مزہ کباب آہو نمک خلاصی ئست اگر از مئے مروت قدحے کشیدہ باشی آپ علم موسیقی اور فن تصویرکشی مین مہارت کامل رکھتے تھے۔ غرضکہ جامع الکمال تھے اور اشعار فارسی اکثر فرماتے تھے۔ چنانچہ آپکا ایک دیوان بھی اسوقت موجود ہے۔ یہان چند اشعار بطور انتخاب ہدیۂ ناظرین کئے جاتے ہین۔

## اشعار

| | |
|---|---|
| اے یوسفِ عزیز درآغوش من درآئی | بوئے خوشت رسید توہم در وطن درآئی |

ولہ

| | |
|---|---|
| کدام گل بچمن گوشۂ نقاب شکست | کہ شبنم آئینہ بدروے آفتاب شکست |

ولہ

| | |
|---|---|
| اے دل ززلف یار مدبیتوان گرفت | سررشتہ از عزا بدبیتوان گرفت |
| گر بیخودی بمیکدہ فالِ سفر زنند | از چشم مست یار بلابیتوان گرفت |

ولہ

| | |
|---|---|
| اے شوخ ہوا ے مفگن تیر نگہہ را | این ناوکِ بیداد بکار جگرے کن |

ولہ

| | |
|---|---|
| از گل گوشۂ دستار بخودمی لرزد | قدادتازہ نہالے ست کہ من میدانم |

ولہ

| | |
|---|---|
| نگاہِ انتخابی میکنی بر من بسرت کردم | قوا سیجان از کجا آموختی این قدردانی را |
| نہ امروز ہست مارا زین قفس آہنگ آزادی | درون بیضہ می کردیم مشق پرفشانی را |

ولہ

| | |
|---|---|
| دریک نفس چو صبح بتاراج رفتہ ایم | دریا فتیم جانستنی نو بستخندہ را |

وله

با همه یکسان بود آمیزش روشندلان / برخورد آئینه بریک و جمه زشت و خوب را
چشم عاشق را نباشد احتیاج توتیا / بوئے پیراہن جواہر سرمۂ یعقوب را

وله

میندانم چه باشد از گلستان نفع گلچین را / کہ می سازد روان از چشم بلبل اشک خونین را

وله

اگر تن را نباشد دل منور زیر خاکش کن / نباشد در شبستان عزتی فانوس خالی را

وله

ایکه در آمدن خویش حجابے داری / اگر شب ماه نیائی لشب تار بیا

وله

شیر را در بیشه باید دید نی در پنجره / امتحان مرد باشد عرصۂ پیکار را

وله

این چنین صیاد بالا دست در عالم کجا است / بستن خورشید بر فتراک کار زلف کیست

وله

ناصر از بس بود مخمور نگاهِ مست او / جائے صندل لائے مے بر جبهه مالیدن گرفت

وله

فرمان بوسه گرچه ز خطش گرفته ایم / حکمِ جدید از لب خندان آرزوست

وله

خانقاه و مسجد و بتخانه را کردیم سیر / هیچ جا کیفیتے چون خانۂ خمار نیست

وله

نیست در هیچ سرے خواهش سودا ورنه / این زمان هم کنعان یوسف بازاری هست

وله

ضعفا را بحقارت نتوان کرد نظر / دفتر حسن به شیرازه ز موی گراست

وله

در محفل سپہر ندیدیم امتیاز ۔۔۔ بر آفتاب ماہ زحل را تقدم است

ولہ

آہے نگشت از دل مجروح ما بلند ۔۔۔ از چینی شکستہ نگردد صدا بلند

ولہ

مکن بدختر رز سیل موسم پیری ۔۔۔ کہ وقت کار بیان موسم جوانی بود

ولہ

ناصر کسے کہ معترف از سہو خود نشد ۔۔۔ فرزند خاص حضرت آدم نمی شود

ولہ

اگر بوے آن گل صبا می رساند ۔۔۔ بر جسم دل ما دوامی رساند
فلک گرچہ دارد تلاشش جدائی ۔۔۔ ہم دوستان را خدا ہی رساند
دل از من رباید کاکل سیاہ رد ۔۔۔ بکامی ستاند بجامی رساند

ولہ

ہر کجا شمشیر ان مغرور می گردد بلند ۔۔۔ گردن نخچیر ما از دور می گردد بلند

ولہ

ابر دریا دل بدست گوہر افشان پسر ۔۔۔ اے صدف دامن کشا کا ز نیسان مان پسر
اگر کسی وقت کوئی مضمون شہادت کا سوجھتا تو آپ اوس مضمون پر
بہت وجد فرماتے تھے ۔ چنانچہ یہ دو شعر آپ ہی کے ہین جسپر آپنے
بہت وجد فرمایا تھا ۔ **شعر** ۔ گرترا خواہش قتل است بیا نسم اللہ
دم شمشیر تو و گردن ما بسم اللہ ۔ دیگر از تیغ اجل نہ ہراسیم ہیچگاہ ۔
ما ناف خود بہ تیغ شہادت بریدہ ایم ۔
نواب[*] ناصر جنگ شہید کا ازدواج ۱۱۴۵ھ ہجری مین طرہ باز خان المخاطب
ظفر جنگ سوسن الدولہ کی صاحبزادی سے ہوا تھا ۔ سیواے ان بیگم صاحبہ کے

* ملاحظہ ہو شجرۂ آصفیہ ۔ ۱۲

اور بھی آپ کے ازواج تھے ۔ بیگم مذکور تو لاولد قضا کین اور دوسرے ازواج سے آپکو دو صاحبزادیان تھین ایک تو فرخ بیگم صاحبہ جنکا عقد عبد الہادی خان المخاطب ظہیر الدولہ فرزند عوضخان سے صلابت جنگ بہادر کے زمانہ مین ہوا تھا ۔ جو لاولد قضا کر گئین ۔ اور دوسری صاحبزادی سید النسا بیگم عرف حاجی بیگم آپکا ازدواج میر محمود خان المخاطب منصور جنگ قطب الدولہ سے ہوا تھا ۔ ان سے دو صاحبزادیان ہوئین ایک امانی بیگم جو نام آور جنگ فرزند ہمایوں جاہ سے منسوب ہوئین اور دوسری وزیر النسا بیگم گل بادشاہ المخاطب نظامت جنگ سے ۔

## تذکرہ ہدایت محی الدینخان بہادر مظفر جنگ

ہدایت محی الدین خان بہادر ۔ متوسل خان المخاطب رستم جنگ بہادر کے فرزند دلبند ۔ اور حضرت مغفرت مآب کے نواسے ہین ۔ حضرت مغفرت مآب نے رستم جنگ بہادر کو ملک[*] دہونی اور رایچور عطا فرمایا تھا اور بہادر موصوف کے دیوان میر[۱] محمود خان بہادر تھے جب متوسل خان بہادر کا انتقال ہو گیا مظفر جنگ بہادر نے چاہا کہ اپنے پدر بزرگوار کے ملک و جائداد پر قابض ہون ۔ اور اپنے والد کے ملک پر فرمان روائی کرین ۔

---

[*] ملاحظہ ہو مآثر الاتقیا - ۱۳

[۱] جد مادری سید علی الدخان ضیغم جنگ حمید الدولہ حمید الملک محمد جد مادری میر غلام محی الدینخان صفدر جنگ بہادر

مگر حضرت مغفرت مآب نے اس امر کے اجازت دینے مین تامل فرمایا۔ معلوم
نہین کہ آپ نے کسوجہ سے تامل فرمایا تھا۔ بعد ازان میر محمود خان نے آپکی
خدمت مین حاضر ہوکر عرض کی کہ فدوی ہر ایک امر کی ذمہ داری اورنشیب
فراز کی طمانیت کرتا ہے۔ علاوہ اسکے ایک اقرارنامہ بھی لکھدیتا ہے۔ اور
تمامی نیک وبد کی جوابدہی کرنے کے لئے حاضر ہے۔ جب کل امور طے پاے
تب حضرت مغفرت مآب نے اجازت عطا فرمائی۔ اور بعد حصول اجازت۔
ہدایت محی الدینخان بہادر اپنے پدر بزرگوار کے ملک پر قابض ومتصرف ہوے
اورتا زندگی میر محمود خان بہادر معاملات اچھی طرح چلتے رہے کسی قسم کا فتنہ و
فساد نہوتے پایا۔ بعد انتقال میر محمود خان بہادر کے امن وامان کی وہ حالت
نہ رہی بلکہ مظفر جنگ بہادر نے عظیم الشان فتنہ وفساد ملک مین بپا کیا۔ اور
وہ بھی کس سے ٭ نواب ناصر جنگ بہادر سے۔ نواب ناصر جنگ بہادر کون
حقیقی ماموں بہادر موصوف کے اور آپ نے اسی فتنہ وفساد پر بھی اکتفا
نکیا۔ بلکہ نافرمائی وسترتابی کر کے اپنے حقیقی ماموں سے جنگ وجدال کی۔
اور ہمراہیان نواب صاحب ممدوح سے سازباز کر کے موجب شہادت نواب صاحب
ممدوح ہوے اور موجب شہادت کون نواب صاحب جنھون نے مظفر جنگ
کے گرفتار ہونے کے بعد بھی رحم فرما کر صرف نظر بندی پر اکتفا فرمایا تھا
حالانکہ ارکان واعیان دولت نے مشورہ دیا تھا کہ انکا قتل مناسب ہے۔
مگر آپ نے انکی عرض پر عمل نہ فرمایا۔ ناظرین تذکرۂ ناصر جنگ شہید مین ملاحظہ
فرما چکے ہین۔ اب وہی نواب ہدایت محی الدینخان بہادر مظفر جنگ ہین جو
بعد شہادت نواب ناصر جنگ شہید کے وسادہ سلطنت پر قدم رکھے ہوے ہین
گو اوسوقت پر لشکر گاہ مین سید محمد خان صلابت جنگ بہادر۔ میر نظام علیخان
اسد جنگ بہادر اور میر محمد شریف خان بسالت جنگ بہادر۔ میر مغل علیخان

٭ ملاحظہ ہو تاریخ رشید الدینخانی۔ ۱۲

ہمایون جنگ بہادر مرشدزادگان حضرت غفرانمآب موجود تھے - اور بلحاظ حقوق بھی مرشدزادگان کا حصہ تھا - مگر گروہ فرانسیس و افاغنہ نے بلحاظ کبرسنی کے مظفر جنگ بہادر کو نواب شہید کی بعد مسند ریاست پر بٹھادیا - اور سخت حق تلفی کی گئی ممکن تھا کہ ریاست کے معاملہ مین آپسمین پھر جنگ و جدال ہو - اور بزور شمشیر فیصلہ کیا جاے - لیکن نظام علیخان اسد جنگ بہادر جملہ مرشدزادون مین نہایت ہی درجہ کے دور اندیش و فرلیس و ذوی فہم تھے - آپ نے مصلحت وقت کے لحاظ سے سب بہائیون کو تسلی و دلاسا اور اعیان دولت آصفیہ کو راضی کر کے مظفر جنگ بہادر کے سریرآرائی مین ممد معاون رہے - ورنہ بہت ہی مشکل تہا - کہ یون کہلم کہلا حق تلفی کیجاے - جب مظفر جنگ بہادر تخت نشین ہوے - افغانون نے اس فتح کے صلے اور کارگزاری کے بدلے مین بہت سے قلعہ جات اور ملک مظفر جنگ بہادر سے حاصل کئے اور نواب شہید کے شہادت کے مشورہ مین جو لوگ شریک تھے اونکو مظفر جنگ بہادر نے خدمات اعلے سے سرفراز کیا - چنانچہ اوسی ضمن مین رامداس[*] ساکن سیکاکول قوم برہمن سے جو نواب شہید کے متصدیون مین ملازم تہا - حالانکہ کوئی ذی رتبہ شخص نہ تھا مگر نواب شہید کے قتل مین شریک تھا - اور نواب شہید کے قتل مین بہت کچھہ کوشش کی تھی - رگھناتھہ داس کا خطاب دیوانی سے سرفراز فرمایا - جب ان تمام امور سے فراغت حاصل ہوئی افاغنہ کے ساتہ مظفر جنگ بہادر نے پہوںچری کا ارادہ فرمایا - وہان پہونچکر وہان کے حاکم سے ملاقات فرمائی - اور تہوڑی سپاہ فرانسیس ہمراہ لیکر حیدرآباد کے جانب روانہ ہوے - ملک ارکاٹ سے گذر کر افاغنہ کے ملک مین پہونچے - چونکہ افغان کسیقدر گستاخ اور مطلق العنان ہوے تھے - اور اپنے زعم باطل مین یہ سمجھے ہوے تھے کہ مظفر جنگ بہادر کو جس نے ریاست پر

[*] ملاحظہ ہو مآثر الامرا - ۱۲

## طرح

بابت ۶ شوال المکرم ۱۳۱۰ھ

مصرع: خدا اک دن سنیگا اے بت کافر دعا میری

**رفعت۔ جناب سید شاہ محمد مخدوم رضا صاحب حسینی الحسینی اولاد حضرت سید شاہ حسین ولی صاحب قدس سرہ تلمیذ حضرت شیفتہ ظلہ**

ازل سے اونپہ مرتا ہون یہی ہی ابتدا میری
محبت ہی مین دم نکلے یہ ہو بس انتہا میری

طبیبو نے کسی صورت نہین ممکن دوا میری
وصال یار پر موقوف ٹہری ہے شفا میری

بھلا دے ماسوا اللہ کی محبت کو مرے دل سے
یہی شام و سحر درگاہ حق مین ہے دعا میری

مجھے باغ جنان سے حور سے غلمان سے کیا مطلب
ترا جلوہ ہو آنکھو مین یہی ہے التجا میری

کبھی تو رنگ لائیگا ستانا بیکسا ہون کا
خدا اک دن سنیگا اے بت کافر دعا میری

لیا زہرہ جبین نے پیار سے اول تو میرا دل
اور اب کہتا ہے مرتا ہے کوئی جانے بلا میری

بقائے آبرو دنیا مین ہے عقبے مین رفعت ہو
رکھو دونون جہان مین لاج اے مشکل کشا میری

**سعید۔ جناب مرزا غلام عباس صاحب مددگار معتمدی الست کوتوالی امور جاگیر سرکار عالی تلمیذ رشید حضرت شیفتہ**

تمہارے وصل پر موقوف ہی صاحب شفا میری
نہین ممکن نہین ممکن مسیحا سے دوا میری

کبھی تو کان تک پہونچیگی یہ آہ رسا میری
خدا اک دن سنیگا اے بت کافر دعا میری

ازل سے قیدی گیسوے پیچان ہی لقب میرا
رگ جان مین بھری ہے الفت زلف دوتا میری

نہین معلوم کیا جادو کیا ہے اوس پریرو نے
طبیعت خود بخود اوس پر ہوی ہے مبتلا میری

گیا انعام وعدہ کوئی قاصد بھی نہین آیا
خبر لی آجتک کچھ بھی نہ تو نے بیوفا میری

کشش الفت کی اکدن تو اونہین یہان کھینچ لائیگی
دکھائیگی محبت جذب مثل کہربا میری

چھپائے ہو نہین راز عشق کو جانکی طرح دل مین
نہین ہے صورت آئینہ الفت خود نما میری

میری تقدیر مین تحریر ہے گردش ہے شکایت کیا
بسر ہوتی ہے اس دنیا مین مثل آسیا میری

خوش و خرم رہین شاہ دکن تا روز قیامت تک
دعا مقبول ہو یا رب بحق مصطفا میری

سعید خستہ رو بہ بازیون سے تنگ آیا ہے
مدد کرنیکو پہونچو جلد شبیر کہیا میری

## شیفتہ۔ جناب مولوی سید محمد کاظم حسین صاحب کنتوری

بہت اچھا ہوا آئی محبت مین قضا میری
حسینون کی نظر مین کھپ گئی آخر وفا میری

غرور حسن سے اچھا نہ سنئے التجا میری
مگر ہشیار رہئے سننے والا ہے خدا میری

نقاہت سے مجھے تو دو قدم چلنا بھی مشکل تھا
لئے جاتی ہے کھینچے کوے قاتل مین قضا میری

نہ مجھے کیون چھیڑتے ہین وہ دیکھون فرشتے آئے ہین
نثار ہونے دین مجھکو بات مانین آشنا میری

نقاہت مین بھی ہمت ہے کہ پہونچون کوے جاناں تک
اگر تھوڑی اعانت بھی کرے باد صبا میری

شب وعدہ حنا باندھے ہوے یاد نہین بیٹھے ہین
کھلا یہ ناز مت مین کہ دشمن سے حنا میری

بلندی فکر مین وسعت نظر مین رنگ مضمون مین
انھین باتون سے رہتی ہے طبیعت آشنا میری

مقابل غیر کے تولا ہے میزان محبت مین
کھوا یان سے کم یا زیادہ ہے وفا میری

تمھین دل دیکھا مدت ہوی کیا جان بھی دین
مقام شک سے تو نکلے کسی صورت وفا میری

مجھے انکی جفا سے چین تربت مین نہ آئیگا
نہ رہنے دیگی انکو چین سے دم بھر وفا میری

زمانے کے موافق شیفتہ اشعار کہتا ہون
طبیعت اولڈ فیشن شاعرون سے ہی جدا میری

## نظم قومی از حضرت شیفتہ کنتوری

الٰہی تو یا الٰہ العالمین سن لے دعا میری
ترقی قوم کی ہو بس یہی ہے التجا میری

فروغ علم و دولت سے ہوی ہے ابتدا میری
ہزار افسوس اب اس حد پہ پہنچی انتہا میری

مجھے کہنا نہین ہے کچھ۔ فقط تذکیر کافی ہے
نہین سمجھی ابھی اچھا برا ابھی قوم کیا میری

نمایان ہو رہی ہین پستیان اپنے خیالون مین
حریفون کے مقابل آبرو رکھے خدا میری

برا اپنے کیا کیون شیوہ اسلاف کو چھوڑا
جو سچ پوچھو نہ کمبخت یہ خرابی ہے سزا میری

کیا ہے بز رہ سے شرزے کو قلم دست جہالت نے
نہین باقی رہی ہے عالمانہ وہ قبا میری

سجا ے دہر نے ایسی کمر باندھی تخالف پر
طبیعت ہو گئی ہے دوستون سے بھی جدا میری

بھرا رہتا تھا دامن روز و شب گلہاے مقصد سے
ہند میں تھی گلشن ایجاد مین ایسی ہوا میری

الٰہی قوم مین جاری ہو سکہ حب قومی کا
یہی اکسیر ہے اپنی یہی ہے کیمیا میری

محبت۔ علم ہمدردی مروت عزم اور ہمت
یہ اجزا ہر گھر مین قومی مطبون مین دوا میری

مسلمانونکو اسکی بیکسی پر جب نہ رحم آیا
گئی تا عرش گھبرا کے ہوی آہ رسا میری

کیا اللہ نے اظہار کا وعدہ میسر سے — رہیگی سب یہ غالب ہے کے دنیا مین ثنا میری

خدا کی شان ہے اب عیب نقصا نمین ہوا شہرہ — کمالون مین کبھی شہرت ہوی تھی جا بجا میری

غضب ہے سر اوٹھایا ہی بہت ادبار و نکبت نے — الٰہی تو ہی ٹالیگا میرے سر سے بلا میری

خدا کے فضل سے حیوان نہین ہون بلکہ انسان ہون — سنیگا کوئی تو نقارخانے مین صدا میری

میرے اخلاف جو کچھہ منہ سے کہتے تھے وہ کرتے تھے — زمانے بھر مین تھی مشہور یہان پر وفا میری

مسلمانون مین پیدا ہو گیا ہی جوش ہمت کا — ہمایون قوم نے اے شیفتہ سن لی دعا میری

**عزیز - جناب محمد امتیاز علی صاحب ایٹھوی ضلع لکھنؤ شاگرد حضرت شیفتہ کنتوری**

لگایا کیون بت ظالم سے دل یہ ہی خطا میری — مگر قسمت سے تھا مجبور یون ہی تھی قضا میری

کیا کرتے ہین غیبت غیر اوس سے بارہا میری — وہ چپ بیٹھے ہین سنکے آٹھے آتی ہی وفا میری

توجہ زندگی بھر میری جانب کچھہ نہ فرمائی — پس مردن بہت دن یاد انھین آئی وفا میری

کبھی بھولے سے بھی ہوتا نہین ہے دخل غیر انکا — بندھی ہے کوچہ دلبر مین کچھہ ایسی ہوا میری

اگر الفت نہ ہوئی اوس بت ہرجائی کی دلمین — کھٹکتی یون نہ پھرتی کو بکو آہ رسا میری

کیا ہے قتل قاتل نے حنائی ہاتھ سے مجکو — شہادت حشر کے میدان مین دیگی حنا میری

کیا کرتی ہے کیا کیا موشگافی وصف گیسو مین — نہایت زور پر ہے ان دنون طبع رسا میری

کوئی تو آنیوالا ہے دم آخر عیادت کو — کسیکی منتظر بیٹھی ہے بالین پر قضا میری

عزیز خستہ جان الفت مین اپنی جان جاتی تھی — مقدر مین لکھا تھا یونہین اس مین کیا خطا میری

**فدوی - جناب رائے کملاپت پرشاد صاحب فرزند رائے سورج پرشاد صاحب ممبر انجمن [illegible]**

یہی کہہ دونگا مین عشق بتان نے مجکو مارا ہے — جو پوچھیگا حقیقت سامنے اپنے خدا میری

نتیجہ عشق کا معلوم ہوتا ہے یہ فدوی کو — محبت جان جانان کی بنیگی بس قضا میری

**محمود - جناب محمد محمود علی صاحب مددگار مہتمم بندوبست پائیگاہ و منتظم مشیر جالیہ نواب سلطان الملک بہادر تلمیذ حضرت شیفتہ صاحب قبلہ کنتوری**

مرے اللہ نے کی ہے اگر قسمت رسا میری — تو آکر دن اوس بت کافر کی دلمین ہوگی جا میری

خدا معلوم کیونکر رک گئی کس جا دعا میری — فلک پر ڈھونڈھتی ہے ہر طرف آہ رسا میری

مرے نالون سے مردے قبر مین اوٹھ اوٹھ کے بیٹھے ہین — عجب کیا ہے جو صور حشر سمجھے ہون صدا میری

یقین اونکو نہ آئیگا مرے جل جل کے مرنیکا    اڑا لیجا کے دنیا خاک میری اے صبا میری
کیا ہے اوسنے وعدہ آج مجھ بسمل سے ملنے کا    رہے یہ کچھ دیر جاری سانس یونہین اے خدا میری
گل اندامونکی صحبت آجکل دن رات رہتی ہے    گلستان جہان مین بندگئی اچھی ہوا میری
گئے یا مین سے مر لیکن نہ دم مارا نہ دم مارا    بہت دن تک کرینگے یاد وہ سچی وفا میری
نہ ارمان نکلین وصل کی شب لاکھ سمجھایا    سنی اوس شوخ نے لیکن نہ کوئی التجا میری
نہ بارے چھیڑنے سے پہلے ہی تم روٹھکر بیٹھے    خدا لگتی کہو ثابت کرو کوئی خطا میری
دل مقصد نہ آیا ہاتھ گلزار اجابت سے    چلی آتی ہے دامن جھاڑتی خالی دعا میری
مجھے محمود کہتے ہین نہین ڈر مجھکو دوزخ کا    شفاعت خود کرینگے حشر کے دن مصطفیٰ میری

مہدوی ۔ جناب سید عیسیٰ صاحب آنریری جج عدالت دیوانی بلدہ حیدرآباد تلمیذ حضرت حکیم عاشق علی لقمان

ہوا ہون زلف کا عاشق بلا سر پر خطا میری    جو پیچ و تاب ہے دل کو وہ بیشک ہے سزا میری
وفا کرتے ہین گر عشاق تو یہ کام ہے اونکا    وہ منہ پر صاف کہتے ہین کہ عادت ہے جفا میری
ازل سے ہین کسیکے ابروے پرخم کا عاشق ہون    مقرر تیغ سے لکھی ہے قدرت نے قضا میری
مین اوسکو جانتا ہون دوستون مین گرچہ ہو دشمن    جو میرے روبرو کہدے برائی برملا میری
مین اپنے جان و تن تم پر تصدق کرچکا لیکن    نہین ہے یک سر مو بھی تمھارے دل مین جا میری
نہین ہیہو اگر جاتین جو سارے کام دنیا کے    بنے بس مہدوی اک آخرت اچھی خدا میری

نوید ۔ جناب مرزا غلام اصغر صاحب تلمیذ نواب حیدرت علی خان صاحب سخی ۔

نصیحت ساری رہجاتی ہے بالائے ہوا میری    نہین سنتا نہین سنتا ہے وہ نا آشنا میری
خدا انتا ہے جو کچھ ظلم سہتا ہون ترے ظالم    میرے دل سے کوئی پوچھے جفا تیری وفا میری
خدا کے سامنے اے بت کریگا کیا شکایت تو    نہ ثابت ہوسکیگی حشر کے دن کچھ خطا میری
قیامت تک رہیگی سب کے دل پر نقش عالم مین    نہ ہو لینگے نہ ہو لینگے جفا تیری وفا میری
بتو کس جرم مین قابل تعزیر ٹھہرا ہون    بھلا تقصیر کیا ہے سچ کہو بہر خدا میری
برائے مصطفیٰ جلدی نجف مین مجھکو پہونچا دے    تیری درگاہ مین یا رب یہی ہے التجا میری
نوید خستہ کو جلد ہی رہا کر قید آفت سے    دعا دن رات بس تجھسے یہی ہے اے خدا میری

غزل غیر طرح نواب جہانگیر جنگ بہادر مخاطب بہ نواب روشن الدولہ بہادر شاگرد حضرت شفیق لکھنوی

مشہور تو زمانہ مین عیار ہو چکا — مین بھی تجھے سمجھ گیا ہشیار ہو چکا

ہے ربط مجھکو طفل برہمن سے آجکل — ہر تار سبحہ رشتۂ زنار ہو چکا

اک جان رہگئی ہے میری وہ بھی نذر ہے — دل دیکے تمکو مفلس و نادار ہو چکا

کمبخت محتسب نے کیا ہے ادہر کا رخ — آباد آج خانۂ خمار ہو چکا

غیرون کی عرض سن چکے مین بھی کہونگا کچھ — خلوت مین آپ چلئے کہ دربار ہو چکا

اتنا تو کام آہ شرربار نے کیا — شکر خدا رقیب تو فی النار ہو چکا

مطلب نہین ہے اونسے جہانگیر جنگ کے — اقرار اب نہوگا کہ انکار ہو چکا

صدرؔ - جناب غلام محی الدین صاحب اہلکار معتمدی عدالت و کوتوالی و امور مذہبی سرکار عالی تلمیذ حضرت شفیع

جدائی مین نہ پوچھو حال تم اے مہربان میرا — فقط شیشہ سے صورت حال ہے تم پر عیان میرا

بھڑکتی ہے جو نار عشق دلبر میرے سینہ مین — غبارہ بنکے اوڑتا ہے یہ جسم ناتوان میرا

کرین کس سے گلا اب شومئ قسمت کا اپنی ہم — ادہر دلبر عدو دشمن ادہر ہے آسمان میرا

فلک پر نالۂ دل آج سیدہا پہنچکے جاتا ہے — گرے گا عرش کے نیچے کوئی دم مین نشان میرا

وہ آتے ہین لئے شمشیر اپنے دست نازک مین — یقین ہے قتل کہ یہ آج ہوگا امتحان میرا

ہمیشہ بادۂ گلگون کے ساغر مفت ملتے ہین — بڑا فیاض ہے اے میکشو پیر مغان میرا

بہار آئی ہے بلبل دمبدم کہتی ہے گلشن مین — نہین معلوم کیون دشمن ہوا ہے باغبان میرا

خزان کا دور ہے اجڑا ہوا ہے ہر طرف گلشن — نظر آتا نہین گلشن مین مجھکو آشیان میرا

وہ ترک شوخ شاید آنیوالا ہے ادہر صدرؔ — دھڑکتا ہے سحر سے آج قلب ناتوان میرا

## نوٹ

باغ عالم کی ہوا بدلی بہار آنیکو ہے - غبار - قرار - قافیہ ۲۵ شوال تک غزلیات آنا چاہئے

عشق کا حال کیا بتائین ہم - جتائین - سنائین - قافیہ - ۲۵ ذیقعدہ تک "

حشر ہوگا جو نقاب رخ روشن اولٹا - گردن - دامن - قافیہ ۲۵ ذیحجہ تک "

* یہ غزل اچھی اترتی ہے -

مایوس مریضوں کو مژدہ
مندرجہ بالا ادویات زبدۃ الحکماء حکیم ڈاکٹر غلام نبی لاہور موچی دروازہ سے طلب کرو

# ناول

ناول کے معنی ہین قصہ ۔ داستان ۔ قصہ و داستان سُننے کی خواہش
صرف تنزل کرنے والی قومون یا جہالت کے زمانہ مین ہی نہین ہوی
بلکہ ہر زمانہ اور ہر وقت مین سارے لوگون کو اِسکا چسکہ رہا کیا ہے ۔ اگر
عرب وحشی دو ہزار برس پیشتر قصہ گوئی کے نہایت ہی شایق تھے تو ویسے
ہی جب اُنکی اعلی درجہ کی ترقی ہو چکی تھی اور وہ تہذیب و تمدن مین
سارے اقوام دنیا کے سرتاج بن چکے تھے تو اسوقت بھی یہ شوق انمین
مضمر تھا جسکی تصدیق الف لیلہ کی مشہور کتاب سے ہوتی ہے ۔ جو ہارون رشید
کے زمانہ مین بقول بعض تالیف و بقول بعض ترجمہ کی گئی بہرحال اسی سے
ہمارے دعوے کا ثبوت ملتا ہے ۔ اور اب بھی کوئی قہوہ خانہ اس مشہور
کتاب سے خالی نہین جسکی شہرت نہ صرف ایشیا بلکہ کل یورپ مین بھی اچھی
طور سے ہی اور نہ صرف عرب بلکہ کل اقوام دنیا کا یہی حال ہے اقوام یورپ
کو دیکھئے زمانۂ جہالت تو خیر مگر اب اسی عروج کے زمانہ مین بھی قصہ یا ناول
کی وہان دن دونی رات چوگنی ترقی ہے ہان فرق اسقدر ہے کہ اُس
قدیم زمانہ کے قصے اوس زمانہ کے لئے موزون تھے ۔ اور آجکل کے زمانہ
کے لئے ناول ہی مناسب وغیرہ ہین ۔
غرضکہ اسمین کچھہ شک نہین ہو سکتا کہ قصہ و داستان سے انسان کو طبعی
مناسبت ہے اَب اسکی وجہ کہ کیون اسکو اس قسم کا شوق ہے ابھی تک
پوری پوری معلوم ہو نہ سکی اور میرے خیال مین آیندہ بھی معلوم ہونیکی
کوئی صورت نہین ۔ وجہ اسکی یہ ہے کہ جو چیز حد سے زیادہ ظاہر او

ہمارے ضرورتوں میں کار آمد ہوتی ہے اسکی پوری پوری تعریف اور کامل طور سے اسکی غرض و غایت بمشکل بیان ہو سکتی ہے مثلاً ہمارے وجدانی کیفیات میں جنکو ہر شخص جان سکتا ہے مگر ابھی تک ان وجدانی کیفیات مثلاً خوشی غم وغیرہ کی پوری پوری تعریف کی نہیں جا سکتی اسی سے داستان سننے کا شوق بھی ہے اسکے اصلی وجوہات درست معلوم نہیں ہو سکتی ہاں ایک وجہ یہ بھی بیان کی جا سکتی ہے کہ اصلی مقصد زندگی کا انسان کو خوشی حاصل کرنا ہے جسکی وجہ سے عموماً شوقیہ کتابوں کے پڑھنے کے طرف مائل ہوتا ہے۔ بلکہ اکثر انسانوں کی غرض جب وہ کسی کتاب کو پڑھنا شروع کرتے ہیں تو محض اس سے لطف حاصل کرنا ہی ہوتا ہے حکایات لقمان۔ قصہ کلیلہ دمنہ قدیم سے قدیم زمانہ کے یادگار ہیں جن سے صاف عیان ہے کہ قدیم زمانہ سے ہی قصہ سے انسان کو طبعی لگاؤ رہا ہے۔ اس لئے مصنفین نے عموماً اخلاقی باتوں کو قصہ کے پیرایہ میں بیان کیا ہے تاکہ وہ انسان کے دل پر اثر کرنے میں نظم کے بعد ناول کا ہی درجہ ہے ایک پُر زور زیادہ موثر ناول نویس ملک پر بہت کچھ اثر ڈال سکتا ہے۔ میں نے ابھی ابھی بیان کیا ہے کہ قصہ ہر زمانہ کے لوگوں میں رائج رہا ہے ہاں زمانہ کے ساتھ ساتھ اس میں بھی جو تبدیل ضرور ہے ہوتی جاتی ہے ایک صدی پیشتر تک بھی عموماً قصہ نویس محض خارق العادات باتوں میں مصروف رہا کرتے تھے مگر اب مذاق بدل گیا اور اس قسم کے قصے جیسے کہ امیر حمزہ کی داستان اور طلسم ہوشربا ہمین لوگوں میں بالکل لاپروائی کی نظر سے دیکھی جاتی ہیں۔ گو بعض ایسے بھی حضرات بقیۃ السلف موجود ہیں جو ان قصوں پر نہایت ہی لطف اٹھاتے اور ساتھ نہایت ہی مسرت حاصل کرتے ہیں مگر یہ وہی لوگ ہیں جنکا شمار دن بدن کم ہوتا جاتا ہے اور ایکدن وہ آئیگا کہ اس قسم کے قصوں کا نام ہی نام رہجائیگا اور کوئی انھیں دیکھنے والا نہو گا آج کل کے اصول کے مطابق ناول بہت ہی عام ہو گیا ہے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ وہ ہر

علم و فن کے متعلق دلچسپ زبان مین جو عام طور پر پسند ہو عشق و محبت کی چاشنی
کے ساتھ جو بالطبع انسان کو مرغوب ہے لوگون کی واقفیت بڑھائے جاتے
بعض ناول اخلاقی ہوتے ہین بعض علمی۔ بعض مین انسانی جذبات کا نمونہ دکھا
جاتا ہے غرضکہ اس زمانہ مین ناول بہت عمدہ چیز ہے گویا وہ بجائے استاد کے
ہے ناول جسنے ہر شخص کو اپنا فریفتہ بنالیا ہے ہر اخبار ہر رسالہ ہر چھاپہ خانہ
بلکہ ہر شخص کا دماغ ہندوستان مین ناولون سے بھر گیا ہے۔ مگر جو کچھ ہوا ہے
و بمقابلہ اسکے جو ہونا ہے بہت ہی کم بلکہ کچھ بھی نہین۔ سوائے چند اشخاص
کے عموماً ناول نویس نہ تو ناولون کی غرض و غایت سے واقف ہوتے اور
نہ انکو زمانہ کی ضرورتون پر نظر ہوتی ہے وہ محض غیر ضروری معمولی خیالات جنمین
نہ کچھ جدت ہوتی ہے اور نہ چندان مفید ہوتے ہین فضول عشق و محبت کے
پردہ مین رنگ کر پبلک کے روبرو پیش کرتے ہین جس سے درحقیقت
اخلاق کا خون ہوتا ہے اور وہ کچھ بھی مفید اثر پبلک و قوم پر پیدا نہین کرتے
اور اسی لیئے اکثر مہذب اشخاص ان ناولون کے دیکھنے سے پرہیز کرتے
ہین مگر اس سے درحقیقت نفس ناول کی نسبت کوئی دھبہ نہین لگ سکتا
اور ہمکو امید ہے کہ جون جون ملک مین تہذیب کی ترقی ہوتی جائیگی اور خیالات
درست ہوتے جائینگے ناول مین بھی عمدگی اور ترقی پیدا ہوتی جائیگی اور ایک دن
آجائیگا کہ ہمارے ملک کے ناول نویس بھی ممالک یورپ کی ناول نویسون کی
طرح قوم کے نبض شناس زمانہ کے تیور پہچاننے والے اور جذبات اور خیالات
انسانی کو عمدہ طور سے ادا کرنے والے ہوجائینگے جس کا اظہار ناول کی
اصلی غرض ہے۔

راقم

قادر مرتضےٰ حسین طالب العلم مدرسہ دار العلوم۔

# پابندیٔ مذہب

غیرِ حق را میدہی رہ در حریمِ دل چرا۔
میکشی بر صفحۂ ہستی خطِ باطل چرا۔

اُن محققین کے نزدیک جنھوں نے انسان کی حالت پر کامل طور سے غور کر لیا ہے
یہ بات بخوبی ثابت ہو گئی ہے کہ انسان کے لئے مذہب ضروری ہے۔ بلکہ یہہ
جملہ بطور ضرب المثل کے ہو گیا ہے "انسان مذہب کے لئے بنا ہے اور مذہب
انسان کے لئے"، یعنی دونو گویا لازم و ملزوم ہین۔ اور یہ کہ انسان بغیر مذہب
کے ایک منٹ بھی زندہ نہین رہ سکتا۔ چنانچہ اسکے ثبوت مین ہمکو ابتدائے
زمانہ خلقت انسان سے آج تک ایک لبیط تاریخی نظر ڈالنی چاہئیے جس سے
صاف ظاہر ہو جائیگا کہ ہر زمانہ مین ہر انسان کسی نہ کسی مذہب کا پابند ضرور
رہا کیا ہے اور چند لوگ ایسے گذرے جو مذہب کی ضرورت سے انکار
کرتے رہے۔ اول تو وہ لوگ بہت ہی قلیل گذرے ہین۔ اور اسپر بھی
یہ کہنا کہ وہ کسی مذہب کے پابند نہ تھے ذرا مشکل سے مانا جاسکتا ہے ضرور
ہی سوسائٹی کا اثر ان پر ہوا ہو گا اور گو وہ اپنی زبان سے انکار کرتے ہون
مگر اس کے افعال و اعمال خود زبان حال سے پکارتے کہہ رہے ہون گے
کہ ہمارا عمل ہین لا بنوا الا ضرور کسی نہ کسی مذہب کا پابند ہے۔ میرے رائے
مین مذہب کی پابندی کے بغیر دنیا کا کام چلنا ہی مشکل ہے اگر سب کے
سب مذہب کو خیر باد کہہ بیٹھین تو اسکا نتیجہ یہی ہو گا کہ آپسمین قتل و خون کا
بازار گرم ہو جائیگا۔ اور بہت ہی جلد دنیا سے انسان کا خاتمہ ہو جائیگا۔
ان ہی سب وجوہات کو غور کرنے سے بالاتفاق یہ امر تسلیم کر لیا گیا ہے۔ کہ
کوئی شخص ہو اور وہ خواہ کسی مذہب کی پابندی نکرے مگر یہ ضرور ہے۔ کہ

وہ کسی نہ کسی مذہب کی پابندی کرے اور بغیر اسکے زندگی اسیر وبال ہو جائیگی۔ تاریخ مین بہت سے ایسے نظایر موجود ہین جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر مذہب کی ترقی محض اسکی پابندی پر موقوف ہے۔ پابندی مذہب کے لئے لوگون نے اپنی جانین مصیبت مین ڈالا۔ گو وہ قتل ہوگئے مگر اپنے مذہب کی پابندی ترک نہین کی حضرت آسیہؑ باوجود عورت ہونے اور پہر فرعون سے جابر شخص کی زوجہ ہونے کے۔ پابندی مذہب مین اسقدر ثابت قدم تھین۔ گو کہ آپ کے مقدس ہاتہ پاؤن اور سینہ مین میخین ٹھوک دی گئین آپ نے اس مصیبت کے باوجود اپنی زبان سے ایک آہ تک بھی نہین نکالی اور جان دینے کو پسند کیا بہ نسبت اسکے کہ حضرت موسےؑ کے رسالت کی تصدیق کا اظہار نہ کرین۔ اور اس طرح سے اپنے لئے ہمیشہ کے لئے بہشت کے دروازے کھلوا دئے اور ہمارے مقدس مذہب کے ہادی برحق کے بے نظیر مثال بھی ہمارے لئے موجود ہین جو جو مبارک کوششین آپ کے اور آپ کے اصحاب کی بدولت مذہب اسلام کے لئے عمل مین آئین۔ اسکا بیان قلم سے ہو نہین سکتا اور اسی کا نتیجہ ہے کہ آج سات کروڑ مسلمانون سے زیادہ بردئہ دنیا مین۔ مقدس مذہب اسلام کے دائرہ مین شامل ہین۔ جن کے اعمال نے کسی زمانہ مین ساری دنیا مین تہذیب و تمدن کی روشنی پھیلائی تھی۔ اور گو آجکل پست ہوگئے ہین مگر پھر بھی دنیا کے معزز و اعلی ترین قومون مین سے ایک قوم شمار ہوتے ہین۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے منتخب اور برگزیدہ اصحاب رضی اللہ عنہم کو پابندی مذہب مین۔ جن جن مشکلات کا سامنا ہوا تھا اور جو جو تکلیفین اور مصیبتین ان پر اسکی وجہ سے آئی تہے۔ اگر ہم اسکو بیان کرنا چاہین تو ہمارے بدن پر رونگٹے کہڑے ہو جاتے ہین۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ پر دکھی اذان کے دلکش و دلربا آواز ساری دنیا مین ضرب المثل ہے۔ اور اگر اسکی خوش

آواز ہی کی تعریف مین یہ کہا جائے کہ فرشتے آپکے اذان کے منتظر رہا کرتے ۔
تو بالکل مطابق واقع ہوگا ۔ جو جو مصیبتین ٹہین وہ تمثیلے از نمونہ خرواری کے
طور پر لکھے جاتے ہین ۔ آپ کسی کافر شخص کے غلام تھے ۔ اور وہ یہ چاہتا تھا کہ
آپ ایمان نہ لائین آپ نے اسکا حکم نہین مانا اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے برگزیدہ اصحاب مین داخل ہوکر ہمیشہ کے لئے سعادت سرمدی
وحیات ابدی حاصل کرلی ۔ پھر اسنے آپ کے لئے یہ سزا مقرر کی تھی کہ ہر
روز خوب مارا کرتا تھا ۔ اور ہاتھ پیر باندھکر دوپہر کی سخت دہوپ مین ڈالدیا
کرتا تھا اور اسی پر بس نہین کرتا تھا بلکہ آپ کے سینہ پر ایک بڑا پتھر رکھدیا کرتا
تھا ۔ مگر یہ تمام مصیبتین اور تکلیفین آپ نے بہت ہی مسرت کے ساتھ
برداشت کین اور اپنے مذہب پر ثابت قدم رہے آخر حضرت ابوبکر
صدیق رضہ نے آپ کو آپ کے مالک سے خریدکر کے آزاد کیا ۔ یہی
ایک بلال رضہ نہین بلکہ سیکڑون حضرت صلعم کے اور اصحاب نے
مذہب پر ثابت قدم رہکر اپنی پیاری جان پابندی مذہب مین قربان
کردئے تھے ۔ اگر ہم ویسی ہی پابندی مذہب اختیار کرین جیسا کہ ہمارے
بزرگون نے اختیار کیا تھا اور اسی کی پیروی کرین تو ہمارے سارے
خرابیون کا فیصلہ ہو جائیگا ۔ ہمارے مقدس مذہب کے پابندی سے
شراب خواری زنا عیاشی جھوٹ چوری سارے فریب دہندہ
برائیان ایک لخت موقوف ہوجاوینگے تمام صفات حسنہ جو ہم مین
معدوم ہوگئے ہین پیدا ہو جائینگے ۔ غرضکہ پابندی مذہب کے اسقدر
فواید ہین کہ بیان نہین ہو سکتے ۔

راقم

قادر مرتضے حسین طالب العلم مدرسہ دار العلوم

جگہ دینے لگا۔ زندگی بھر مین یہ اوسکا
پہلا وقت تھا کہ اوس نے اسبات کا
یقین کیا کہ جہان مین ایسے بھی ہزارہا
غیب دانیان اور غلطین موجود
ہین جو کسی فوق الانسان قوت کے
ذریعہ سے واقع ہوتی ہین۔ اوسی
اس لئے ایک پر تعجب ضعیف الاعتقادی
نے (جو اوسکے دل مین استقلال کیساتھ
جاگزین ہو کر مثل دریاکے عظیم الشان
موجون مین بہتے ہوے دہار کے اپنے
اثر کو وہمی یقین مین آلودہ کر رکھا تھا)
جون کو اوسوقت حیران کر دیا لیکن
کم سے کم فی الحال کے لیئے ان خیالات
کو دور ہی رکھکر جون نے دوسرا جملہ
پڑھنا شروع کیا جو حسب ذیل تھا:۔

## ’’جادو بھرا سر یون گویا ہوا‘‘

میرے سنگین لبون سے وہ الفاظ
شعلے ہین جو مثل آگ کے تیر ہوتے
ہین۔ اور میری زبان گو برف کی سی
سرد ہوا ایسے جز الفاظ پیدا زور دیتی
ہے جو آبداری اور تیزی مین مثل
شعلہ کی لو کے ہوتی ہین۔ اور وہ
الفاظ جو مجھسے کہے گئے ایک کتاب
مین درج کیئے گئے ہین تا کہ ہر زمانہ مین
وہ قایم اور ہر وقت موجود رہین۔
اسواسطے کہ دنیا مین سب سے
پہلا سنگ مرمر کا سر مین ہی ہون۔
کہ جسنے معقول الفاظ کہے ہین۔
اور زنہار کسی تراشے ہوے
بت کو ایسی قوت ناطقہ عطا نہوگی
مین ہی سب سے پہلا اور سب سے
پچھلا ہون ‘‘

جب یہ دوسری عبارت پڑھ چکی
تو جون نے پھر ایک مرتبہ اپنی
نگاہین وہانسے بسبب حیرت
وحشت و دہشت کے سر کا مین
کیا یہ ممکن تھا کہ اوس مرمر کے
سر کو قوت ناطقہ عطا کی گئی تھی؟
معمولی اوقات مین اگر یہ
بے پایہ خیال گذرتا تو ظرافت کا
کافی شگوفہ ہوتا۔ لیکن وہ موقع
وہ وقت اور وہ حیرتین جنھین جون
نے اس بات کو مشاہدہ کیا ہے
اور اوسکا اثر جو دباؤ کے ساتھ
اوسکے دل پر پڑا ہے۔ یہ سب
باتین ظرافت کے خیالون کو دور
کرنے کے لئے بہت بس تھین

بیشک ہماری ہیروئین اسوقت ایک
بیحد رعب اور بیحد خطر دلچسپی کی حالت
مین تھی - کیونکہ اوس قدیم ایوان کے
غدار کمرون مین جنکے سایہ کے
نیچے کتنے راز - کتنے خطرے - اور
وہم اور متحیر کن چیزین تھین اور وہ
بھی رات کے ایسے وقت جبکہ
ضعیف الاعتقادی شیطانی شکلین
اور قبرون سے نکلتے ہوئے مردے
دکھلاتی تھی - جون یکہ و تنہا
حاضر تھی -

ایسی صورت مین اگر دلیر سا
دلیر بھی ہوتا تو ہمت ہار جاتا اور
کانپ اوٹھتا - یا کم سے کم اپنی
حیران کن تصورات کو ضعیف الاعتقادی
سمجھکر ٹھٹھے مین اوڑا دینے کی ہرگز
ہرگز کوشش نکرتا - بلکہ یہ جانکر
بھی کہ یہ ایک وہمی خیال سے وہ
اسکو لاپروائی سے ہنسی مین اوڑانیکی
جرات تک نکر سکتا -

جون نے (جسکے دل مین ہزارون
خیالات کا ایسا تنازع ہورہا تھا جسکے
جوش شدید کو آثار دہشت سے حل
نے کسقدر ٹھنڈا کر دیا) لیامپ کو
میز سے اوٹھالیا - اور اول سے
بڑھکر بار یک بینی سے دیکھنے کے
لئے وہ اوس عفریت صورت
بت کے لئے قریب آ گئی -

گو جون کا قد - انداز - خوش
وضع اور موزون تھا تاہم وہ اوس
دیو صورت سر کے مقابلہ مین
مثل ایک بونی عورت کے معلوم
ہونے لگی - لیامپ سے -
(جسکو جون اپنے ہاتھ سے اوٹھا کر
جہانتک ممکن ہوا بلند کر چکی تھی -)
اپنی روشنی بت کے نہایت بھیانک
بے رحم نظر آئینوالے حصہ پر ڈالا
اور اسیطرح اوسکی روشنی جون
کے چہرے پر بھی پڑ رہی تھی جو
اب نسبت اس تجسس وحشت
اور خطرے کے نہایت کمہلایا ہوا
تھا -

کیونکہ اس مرتبہ بہ نسبت
اوس دفعہ کے جبکہ اوس نے
بت کی پہلی جانچ پڑتال کی تھی -
اوسکے دل مین اسکا زیادہ
تر یقین ہونے لگا کہ بت اوسکو
مخاطب کر کے گفتگو کرنے پر آمادہ

ہی تھا"۔ آخر کار یہ بھی ہنگام خوف کا
بے اصل ۔ باطل اور ناقابل یقین
خیال ثابت ہوا ۔ لیکن ساتھ ہی اوس
کتاب کے ثبوت نے (جسمین سر
سر کے جادو ہونے کا اور فی الحقیقت قوت
ناطقہ پر قادر ہونیکا بیان لکھا تھا ۔) پھر
اس خیال کو قوت دار اور صحیح ثابت
کردیا ۔

قریباً ایک منٹ سے زیادہ تک جون
خوشی ۔ حیرانی ۔ اور خوف کی
حالت مین کھڑی بت کو دیکھا کی ۔
اوسکے خوبصورت آنکھ حیرت
کے سبب سے زیادہ کشادہ تھی
اوسکے ابروون مین بسبب خوف
کے وہ قدرتی خم نہ تھا اوسکے دونون
لب ایک دوسرے سے جدا تھے
اوسکے رخسارونکا رنگ اوڑا ہوا تھا
اور اوسکا سینہ بسبب دم روک
رکھنے کے اوبھر آیا تھا ۔

جون خود ایسی بے حس و حرکت
تھی جیسے وہ بت جسکے مقابل وہ
کچھ تو خوف اور کچھ دلچسپی سے دیکھتی
کھڑی تھی ۔ اور وہ گویا حالت نزع
مین کسی موت سے ترسیدہ شخص کی
مجسم تصویر تھی ۔

یکایک کسی پانی کے نل سے
نکلتی ہوئی ہوا کے آواز کے مانند
ایک کمزور زنانے لے کی آواز شروع
ہوئی ۔ لیکن یہ آواز اسقدر کمزور
تھی کہ اگر جون کے کان اپنی قوت
سماعت کو نہایت ہی تیزی اور
صفائی کیساتھ کام مین نہ لاتی تو
وہ اون سے بچکر نکل گئی ہوتی ۔

یہ گویا جادو بھرے سر کے لبون
کی راہ سے انفاس زندگانی آرہی
ہے ۔ اور اوسکے بعد ایک گہری
آواز مین اوسکا نام پکارا گیا ۔

"جون"! بت نے بلفظ نہایت
خوفناک اور بلند آواز کے ایک
گہرے اور رعب دار لہجہ سے پکارا
ہماری ہیروئن کے کل جسم مین
ایک سرد تھرتھری پڑ گئی ۔ لیکن
جرأت کو نہایت عمدگی سے مستقل
رکھکر اوسنے اپنے تمام زنانی تصورات
کو اپنی طاقتور عنان اختیار مین رکھا
اور ایک مردانہ قوت اور فی الحقیقت
ایک فوق الانسان دلیری سے مسلح
ہوکر اوسنے اپنے کو بت کے ہیبتناک

حضوری مین مستقلانہ قایم رکھا۔
سنگی سر۔ (دوہراکر) "جون!
کتاب عظیم مین تونے کیا دیکھا؟"
جون۔ (مستقل آواز سے جبکہ
اوسکی نگاہون مین اوسط درجہ کی
شوخی تھی۔) "مین نے وہ الفاظ
وہ مطالب اور وہ اشارے
دیکھے مین جنکو اپنے حسب حال
پاتی ہون۔"
بت "ان الفاظ کو دوہرا"
جون۔ "وہ عورت جو اپنے کو علم
وہنر کے قصون اور کہانیون مین
بالکل غرق کر چکی ہو اور جو بہت سی
زبانون مین مہارت کلی رکھتی ہو
اور اسکے ساتھ ہی نہایت عقلمند
وتجربہ کار بھی ہو تو ایک بہت
ہی بلند مرتبہ حاصل کریگی اور اگر۔۔۔
لیکن یہان پر جون یکایک
ٹھہر گئی اور اوسکے چہرے پر
ایک گہرا گلابی رنگ چھا گیا اور
اس سے پیشتر اوسی چہرے سے
اوڑ گیا تھا۔
جادوبھرا اسر۔ (اس زور سے
کہ گنبد دار کمرہ گونج اٹھا اور گہری آواز سے
گونج گیا) "کہے جاؤ"
جون۔ (تقریر کا سلسلہ شروع
کر کے جبکہ اوسکی آنکھین روشن ہو گئین
اور اوسکا چہرہ ایک مغرورمعتبری سے
دمکنے لگا) "اور اگر اوسکا حسن اوسکے
علم کے برابر ہو تو اپنے ارادون مین
وہ قطعی کامیاب ہوگی"
بت "جون! تو حسین بھی ہے
اور تیرا علم بھی بے پایان ہے۔ تو
کیا تیرا کوئی مطلب یا ہوس نہین؟"
جون "مجھے بلند ہوسی کا خیال
تک نہین آتا یہانتک کہ وہ خود بیکایک
میرے دل مین بھڑک اوٹھا اور
وہ بھی اسلئے کہ تھوڑی دیر پہلے
مین نے وہ الفاظ پڑھے تھے جنکو
ابھی سنا چکی ہون کتاب عظیم مین
لکھا ہے:

"علم کس مصرف کا ہے جبتک کہ
اوسکے سیکھنے والے مین عمل کا
جوہر نہو"

اور اسی سوال کی درستی نے میرے
دل مین ایک چمکدار روشنی کا شعلہ
پیدا کر دیا۔ اور اب آیندہ سے مین

مرتبہ کی ہوس رکھونگی جیساکہ اس سے
بیشتر مین علم وہنر کی حریص اور
طلبگار تھی۔
جادوبھرا اسرٹ "یہ تیرے ارادے کا
جملہ جسکو ابھی ابھی تو نے کہا خود
تیری قسمت کا لکھا ہوا جملہ ہے
تو علم اور مرتبہ حاصل کرنیکے لئے
پیدا ہوئی تھی۔ اگر اول الذکر بخوبی
تمام عمل مین لایا جاوے تو وہ خود
آخرالذکر کو حاصل کریگا۔ پس آئندہ
سے اپنے تمام خیالات اور تمام
حوصلونکو ایسے کام مین متفق رکھ
جو تیرے علم کو اسقدر کار آمد
بنائین کہ وہ تجھکو نہایت عروج
والے حوصلہ مندی کے بلندسے
بلند مرتبہ پر چڑھا دے"
جون نے "ایسی بڑی قسمت کے
حصول سے انجام مین کیا تم مجھکو"
سیدھی راہ چلنے کی ہدایت دیکے؟
یہ سوال ہماری ہیروئن نے
بڑی دلیری کے ساتھ کیا۔ کیونکہ
اس گفتگو کے قرینہ سے جسکے افسون
نے جادوشت کی امید دلائی تھی۔
تو اوسکے خیال یاد مین وہ بہت
کم اور چھوٹی سی کیون نہ ہوا وسکو
بڑی جرأت دلائی تھی۔
سنگی سر "دیر کتاب عظیم مین
یہ لکھا ہوا ہے کہ اگر تو اون لوگونکی
صلاح پر عمل کرے جو تیری رہبری
کرسکتے ہین اور اگر تو نے اپنے ہر
ارادے مین جو اختیار کریگی متانت
دانائی اور دلیری دکھلائی تو ضرور
کامیابی حاصل ہوگی۔ اور علاوہ
اسکے زندگی مین کتنے اتفاقات
ایسے ہونگے جو تیرے مرتبہ کے
ترقی کے لئے ہزارون عمدہ موقع
دکھلائینگے۔ اور تیری دانائی تجھکو
فوراً ہدایت دیگی کہ کسطرح اونسے
تو اپنا فائدہ حاصل کرے۔ جبکہ
وقت پہونچ گیا۔ اور جون!
اب میرے حضور سے رخصت
ہو۔ مین اس سے زیادہ کچھ نہ
کہونگا"
آواز بند ہوگئی اور اوسکے آخری
الفاظ کے آواز مین گنبد دار سقف
کے نیچے ہی نیچے گونج کر رہگئین۔
اور پھر وہی عمیق خاموشی پھیل گئی
ایک جوش خوف کے ساتھ

(جسنے جادو بہرے سر کی خوشی۔
نفرت اور رونق دار آوازونکی پیشین
گوئیون کو جو اوسکے دل مین روشن
کی گئی تھین۔ داب رکھا تھا۔) جون
نے لیامپ کو میز پر رکھدیا اور
بت کے روبرو سے چلی گئی لیکن
دہلیز سے گذرتے ہی اوس نے
وسیع کمرے مین جسمین وہ اب
دوبارہ داخل ہوئی ایک روشنی
دیکھی۔ اور اپنے نگاہون کو
اوس سمت دوڑا کر جہان سے
کہ وہ روشنی آرہی تھی اوسنے
ایک میز پر ایک لیامپ جلتا
دیکھا جسکے قریب ایک بامسند
پلنگ پر وہ مقدس بزرگ بیٹھا
تھا۔

## آٹھوان باب

بزرگ

یہ وسیع کمرہ جسکا پہلے ذکر ہوچکا ہے
اور جو فی الحقیقت وہی کمرہ تھا جسمین
حسین المحمود اور بزرگ آدمی کی ملاقات
ہوئی تھی۔ بڑی خوبصورتی سے
آراستہ تھا اور کاتھک اصول کا
کسیقدر نمونہ تھا۔

قالین۔ پردے اور مسندین
یہ سب سیاہ مخملی تھین۔ کرسیان
میز۔ اور پلنگ مثل آبنوس کے
سیاہ چوبی تھے۔ اور چھت ایک
صوفیانہ رنگ سے رنگی ہوئی تھی۔
جسوقت جون جادو بہرے سر کے
کمرے سے باہر نکلی۔ تو اوس نے
اوسکا دروازہ بند کردیا تھا اور اپنے
کو بزرگ کے روبرو پایا اوسکے وزن
عمر کے لحاظ سے جو کم از کم اسی سال
کی ہوگی۔ اوس نے تعظیماً اپنے
کو خمیدہ کیا۔ بوڈھے نے اپنی نشست
گاہ سے اوٹھکر اوسکو قریب آنیکا
اشارہ کیا۔ اور جب وہ قریب آگئی
تو اوس نے اوسکو پلنگ پر بیٹھنے
کی اجازت دی۔ اور پھر اپنی جگہ پر
بیٹھکر وہ جون کو تھوڑی دیر تک
غور و تعمق سے گھورا کیا۔ اسطرح سے
کہ گویا وہ اوسکے دل مین کسی چیز کو

ڈھونڈھ رہا تھا۔

"جون!" آخرش اوس بوڑھے نے پکارا۔ اور جون فوراً چونک گئی جبوقت اوس سے اوسکو اپنا نام لیتے سنا۔

بزرگ۔ (سلسلۂ تقریر جوڑکر) "جون تمنے آجکی رات بہت سی حیرت ناک باتین دیکھی اور سنی ہین"

جون "ہان! بے شک۔ لیکن کیا مین آپکی زبانی اون تمام رازونکے حالات سننے کی امید کرسکتی ہون؟"

بزرگ۔ (دبی زبان سے) "نہین ابھی ایسے بیانات سنانیکا وقت نہین آیا ہے۔ کہین سچ اوصاف دلی سے کہو کہ کن خاص خاص رازونکو تم حل کیا چاہتے ہو؟ تمنے جو جو کچھہ دیکھا اور سنا ہے مجھکو اون سب کا علم ہے اور اس لئے اگر تم اون تعجبات کی دوہرانے مین کوئی امر فروگذاشت کروگے تو فوراً مین تاڑ جاونگا"

جون۔ (اپنے خیالات کو جمع کرکے اور ذہن سے جوڑکر) "پہلے پہل مین ہنٹنگ ڈن صاحب کے راز کو دریافت کرنا چاہتی ہون اور اوسکے ساتھ یہ بھی کہ اوس ڈاکٹر کو نے آجکی رات

میرے ہمراہ کیا اور مجھکو ایوان کیا اوس کی مسافرنوازتی دکھلانے مین پس و پیش کرکے یہ کیون کہا کہ "یہ امر اوسکے لئے جان جوکہم کا باعث تھا۔

دوسری خواہش میری یہ ہے کہ ان رازدار کمرونکے سلسلے مین جو پہلا کمرہ ہے اوسمین زیورات حیرت انگیز اشیاء۔ اور خوفناک چیزونکے جمع کرنیکی غرض دریافت کرون"

"تیسرے مین یہ سنا چاہتی ہون کہ دوسرے کمرے مین تین انسانی ڈہانچے کس غرض سے استادہ کئے گئے ہین۔ اور یہ کیا رمز ہے کہ اون مین سے پیچھے والا انکے گوشت اونگلیون مین بہانے کو تھام کر حرکت دیسکتا ہے۔

چوتھے۔ مین حیرانی مین غرق اور دہشت سے مغلوب ہوجاتی ہون۔ جب مجھکو سنگ مرمر کے سرکا خیال آتا ہے جو فوت ناطقہ پر جادو یا شعبدہ سے کیا دیا ہے

سے قادر ہے جسکی سیوائے اسوقت کے کسی اور مرتبہ ہرگز مین معتقد نہ تھی۔ اور اب کسیقدر اضطراب کے ساتہ جون نے کہا:-

"اور میری آخری استدعا یہ ہے کہ مین اپنے تعجب سے مجبور ہو کر آپ سے دریافت کرون کہ آپ کون مین اور ان سنسان گوشون مین آپکا کیا پیشہ ہے؟ کیونکہ اے بزرگ! ایوان کے اس حصہ مین صرف آپ ہی ایک ذی حیات باشندے معلوم ہوتے ہین"

بزرگ۔ (جون کے سب باتونکو بڑی صبر اور خاموشی سے سنکر) مین پہر کہتا ہون کہ ابھی پورا اور تفصیلوار بیان سنانیکا وقت نہین پہنچا ہے۔ ان تمام سوالونکا جو تم نے مجھسے کئے ہین مین کسیقدر بہی جواب نہین دیسکتا سوائے اسکے جو ہنٹر، ڈورین بسل اور راڈر گو کے خطون سے تعلق ہے۔ اور اس مقدمہ کے بیان کرنے مین بہی مین اوس سے بڑہکر کچہہ اظہار نکرونگا جتنا کہ تم خود کسی اور جگہہ پر دریافت کرسکوگے سنگو۔

(اسوقت یکایک بزرگ کے چہرے پر ایک حقارت آمیز رنگ پہر گیا لیکن پہرا اس نے اپنی تقریر یون شروع کی۔) غالباً اِل ہنٹر یا اس مقدمہ سے بہت ہی کم آشنا ہوا چاہتے ہین۔

جون:۔ خیر وہ کچہہ ہی کیون نہو لیکن جب راڈر گو سے اسبارہ مین سوال کیا گیا تو وہ نہایت ہی غضبناک ہوگیا تہا"

بزرگ:۔ آہ! تب تو محافظ کا دل اس مقدمہ سے سخت محزون ہے"

بزرگ کے اس کلام سے ایسی جلدی اور بےصبری معلوم ہوتی تہی کہ گویا وہ خود اوس مقدمہ سے سخت متنفر تہا۔ لیکن ظاہرا اس نفرت کو سنبہالکر اوس نے کہا۔

بزرگ:۔ جون۔ تم تو کرجا مین نوشتہ کا تہیک پڑہ چکی ہوگا" م۔

جون:۔ بیشک۔ نوشتہ اوس مستطیل تختی جو مارگیٹو کے یادگار مین

مخدومی ۔ تسلیم ۔ رسالہ "جلوہ محبوب" خدمت عالی مین مرسل ہے
آپ کی معاصرانہ ہمدردی اور توجہ خاص کے بھروسے پر استدعا کیجاتی ہے
کہ اس رسالہ کے متعلق آپ اپنی مفید و قیمتی رائے سے بطور ریویو کے
اپنے اخبار گہربار یا معزز رسالہ مین شایع کر کے کمترین کو ممنون
فرمادینگے ۔

اور اپنے معزز اخبار یا رسالہ سے اس ناچیز پرچہ کا تبادلہ منظور فرمانے مین
دریغ نفرمائینگے ۔

مین نہایت وثوق کے ساتھ ایڈیٹران و پروپرائٹران اخبار و
رسالہ جات سے امید کرتا ہون کہ میری اس ناچیز معروضہ بالا پر ضرور
لحاظ و توجہ فرمائینگے ۔

غلام صمدانی خان گوہر ۔ ایڈیٹر و پروپرائٹر ۔ رسالہ "جلوہ محبوب" ۔
حیدرآباد دکن ۔

ہندوستان مین سب سے عمدہ اور سب سے سستا اخبار تفریح ہے
جو لکھنؤ سے شایع ہوتا ہے۔ اسمین اعلےٰ درجہ کے مضامین تازہ خبرین
لطایف وظرایف شعر وسخن استعارات وغیرہ درج ہوتے ہین ۔
ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے۔ نمونہ کا پرچہ طلب فرماکر ملاحظہ فرمایئے
چندہ سالانہ معہ محصول ڈاک عہ۔ نمونہ کا پرچہ مفت۔

رسالہ اودہ ریویو اردو رسایل مین یہی ایک رسالہ ہے
جسمین فوٹوگراف تصویرین شایع ہوتی ہین اور جسکا حجم (۸۸) صفحہ ہے

منیجر تفریح و اودہ ریویو لکھنؤ